تخریج شدہ

صحیح مسلم 4

مع مختصر شرح نووی



ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ تعالیٰ

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ

فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ



الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵



قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاونڈیشن

حافظ بابا نگر، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدراباد، دکن۔

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ



ترجمہ

علامہ وحید الزمان

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ

فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ



ناشر

الکتاب انٹرنیشنل

Vol. 1-1

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

تالیف

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمه الله

٢٠٤ھ - ٢٦١ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمه الله

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زهوة

فضیلۃ الشیخ احمد عنایة

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب .... صحیح مسلم

جلد .... چہارم

تالیف .... ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

ترجمہ .... علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر .... محمد سرور عاصم

کمپوزنگ/ڈیزائننگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

سرورق خطاطی .... حافظ انجم محمود

اشاعت .... ستمبر 2006ء

قیمت ....



ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

فہرست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے مسائل

نکاح لغت میں مطلق ضم اور ملانے کو کہتے ہیں اور کبھی عقد کو بھی بولتے ہیں اور کبھی جماع کو بھی اور زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نکاح کی اصل کلام عرب میں جماع ہے اور بیاہ کو جو نکاح کہتے ہیں اس لیے کہ وہ سبب ہے جماع کا اور ابوالقاسم زجاجی نے کہا ہے کہ جماع اور وطی دونوں اصل میں نکاح ہیں اور ابوعلی فارسی نے ایک باریک بات کہی ہے کہ جب عرب کہتا ہے: نَكَحَ فُلَانٌ فُلَانَةً تو وہاں یہ مراد ہوتا ہے کہ عقد کیا فلاں مرد نے فلاں عورت سے اور جب کہتا ہے: نَكَحَ فُلَانٌ اِمْرَاَتَهٗ تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ جماع کیا فلاں مرد نے اپنی عورت سے اس لیے کہ اپنی عورت کا قرینہ دلالت کرتا ہے کہ یہاں عقد مراد نہیں بلکہ جماع ہی مراد ہے اور فقہا کے نکاح میں تین قول ہیں: ایک جماعت نے کہا ہے کہ نکاح حقیقۃً عقد ہے اور مجازاً جماع ہے۔ قاضی ابوالطیب شافعی رحمہ اللہ اور متولی وغیرہ کا اور قاضی حسین کا اصحاب شافعیہ میں سے اور قرآن عزیز اور احادیث میں اکثر اسی طرح وارد ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ حقیقۃً جماع ہے اور مجازاً عقد اور یہ قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور تیسرا قول یہ کہ دونوں حقیقت ہیں بالاشتراک۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنِ اسْتَطَاعَ.

(٣٣٩٨) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بِمِنًى فَلَقِيَهٗ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهٗ يُحَدِّثُهٗ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: يَااَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اَلَا نُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً لَعَلَّهَا تُذَكِّرُكَ بَعْضَ مَامَضٰى مِنْ زَمَانِكَ. قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ)).

[بخاری: ١٩٠٥، ٥٠٦٥؛ ابوداود: ٢٠٤٦؛ ترمذی: ١٠٨١ تعليقًا؛ نسائی: ٢٢٣٩، ٢٢٤٠، ٢٢٤١، ٣٢٠٧، ٣٢٠٨، ٣٢١١؛ ابن ماجه: ١٨٤٥]

باب: نکاح کا مستحب ہونا اس کیلئے جس کو طاقت ہو۔

علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: میں چلا جاتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں، سو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے اور ان سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! ہم تمہارا نکاح ایسی جوان لڑکی سے نہ کر دیں کہ وہ تم کو تمہاری گزری ہوئی عمر میں سے کچھ یاد دلا دے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”اے گروہ جوانوں کے! جو تم میں نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو (یعنی نان ونفقہ دے سکتا ہو) تو چاہیے کہ نکاح کرے، اس لیے کہ وہ آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور فرج کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو (اس خرچ کی) تو روزے رکھے کہ یہ اس کیلئے گویا خصی کرنا ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو زوجہ کے نان ونفقہ کی طاقت رکھتا ہے اور جوان بھی ہے تو اس کیلئے ضروری ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کہ نکاح کرے اور یہ امر بطریق استحباب ہے اور اکثر علما کا یہی قول ہے۔ داؤد ظاہری اور ان کے موافقین کے علاوہ کسی نے بھی نکاح کو واجب نہیں کہا ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں بھی یہی ہے کہ جب زنا کا ڈر ہو تو اس وقت نکاح کر لینا یا لونڈی خرید لینا ضروری ہے اور قرآن مجید کا بھی یہی منطوق ہے کہ آدمی کو اختیار ہے لونڈی خرید لے یا نکاح کر لے اور یہی جمہور کا مذہب ہے۔

(۳۳۹۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ بِمِنًى اِذَا لَقِيَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَقَالَ هَلُمَّ! يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! قَالَ: فَاسْتَخْلَاهُ فَلَمَّا رَاى عَبْدُاللّٰهِ اَنْ لَّيْسَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَالَ: قَالَ لِيْ: تَعَالَ يَا عَلْقَمَةُ! قَالَ: فَجِئْتُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: اَلَانُزَوِّجُكَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! جَارِيَةً بِكْرًا، لَعَلَّهُ يَرْجِعُ اِلَيْكَ مِنْ نَّفْسِكَ مَاكُنْتَ تَعْهَدُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ: لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ. [راجع: ۳۳۹۸]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ان کو عثمان بن عفان ملے تو انھوں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ادھر آؤ پھر ان کو خلوت میں لے گئے۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ عثمان کو کوئی کام نہیں تو انھوں نے مجھے بلا لیا کہ اے علقمہ! یہاں آ جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمان! کیا تمھارا نکاح ایک کنواری لڑکی سے نہ کرا دیں شاید کہ وہ تمھیں تمھارا جوانی کا وقت یاد دلا دے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ کہتے ہیں۔ آگے وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۳۴۰۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)). [بخاری: ۵۰٦٦؛ ترمذی: ۱۰۸۱؛ نسائی: ۲۲۳۸، ۲۲٤۱، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ''اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو خرچ کی طاقت رکھے وہ نکاح کر لے اس لیے کہ نکاح آنکھوں کو نیچا کر دیتا ہے اور فرج (شرم گاہ کو) کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے اور جو خرچ کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے کہ گویا یہ اس کے لیے خصی کرنا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۴۰۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَعَمِّيْ عَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ، عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ. قَالَ: وَاَنَا شَابٌّ يَوْمَئِذٍ. فَذَكَرَ حَدِيْثًا رُئِيْتُ اَنَّهُ حَدَّثَ بِهِ مِنْ اَجْلِيْ. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ. وَزَادَ قَالَ: فَلَمْ اَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ. [راجع: ۳۴۰۰]

عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا کہ میں اور میرے چچا علقمہ اور اسود، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور میں ان دنوں جوان تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی یعنی وہی جو اوپر گزری اور میں جان گیا کہ انہوں نے میرے ہی لیے وہ حدیث بیان کی، اور روایت میں یہ بھی زیادہ ہے ابومعاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ پھر میں نے نکاح میں کچھ دیر نہیں کی اور نکاح کر لیا۔

○ ○ ○ ○

(۳۴۰۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاَنَا اَحْدَثُ الْقَوْمِ، بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ، وَلَمْ يَذْكُرْ: فَلَمْ اَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ. [راجع: ۳۴۰۰]

مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ پھر میں نے نکاح کرنے میں کچھ دیر نہیں کی اور نکاح کر لیا۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٠٣) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَابَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا؟ لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)). [نسائی: ٣٢١٧]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی بیویوں رضی اللہ عنہن سے آپ ﷺ کی خفیہ عبادت کا حال پوچھا۔ یعنی جو عبادت آپ ﷺ گھر میں کرتے تھے۔ اور پھر ایک نے ان میں سے کہا کہ میں کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا: میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا۔ کسی نے کہا: میں کبھی بچھونے پر نہ سوؤں گا۔ سو حضور ﷺ نے اللہ کی تعریف اور ثنا کی یعنی خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسا ایسا کہتے ہیں اور میرا تو یہ حال ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں یعنی رات کو اور سو بھی جاتا ہوں، اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ سو جو میرے طریقہ سے بے رغبتی کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔''



فائدہ۔ یعنی جس نے سنت کو اہانت سے چھوڑا یا اس سے بہتر کسی اور کام کو سمجھ کے چھوڑا وہ امت محمدیہ ﷺ سے باہر ہوا اس لیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کا منکر ٹھہرا۔ اور اگر اس طور سے نہیں چھوڑا تو اس پر کچھ ملامت نہیں جیسا کہ اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ غرض حضور ﷺ کا یہ قول جوامع الکلم میں سے ہے کہ ہزاروں بدعات محدثات کا رد کرتا ہے اور اہل بدعت کے قطع جید (گردن) کے لیے سیف قاطع اور متبعان سنت کے واسطے برہان ساطع ہے۔

(٣٤٠٤) عَنْ سَعْدِبْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: رَدَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا. [بخاری: ٥٠٧٣، ٥٠٧٤؛ ترمذی: ١٠٨٣؛ نسائی: ٣٢١٢؛ ابن ماجه: ١٨٤٨]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے جب عورتوں سے جدا رہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات رد کر دی اور اگر آپ ﷺ اجازت دیتے تو ہم سب خصی ہو جاتے۔



فائدہ۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ اپنی رائے سے خصی ہونے کو جائز جانتے تھے۔ پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ نے اجازت نہ دی تب اس کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ اور انہوں نے اپنی رائے کو چھوڑ دیا اور قیامت تک صالحان امت کا بھی یہی وطیرہ اور طریقہ ہے کہ جب حدیث رسول ان کو مل جاتی ہے تو اپنی رائے ہو یا کسی امام، مجتہد، پیرو مرشد، شہید کی رائے ہو اس کو سلام کرتے ہیں حدیث رسول اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو اس طریقہ پر نہیں وہ سلف صالحین رحمہم اللہ کے مسلک پر نہیں۔ اور آدمی کا خصی کرنا امام نووی رحمہ اللہ نے حرام لکھا ہے۔ خواہ بچپن میں ہو خواہ بڑے سن میں۔ اور بغوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ایسے ہی جو جانور حرام ہیں ان کا خصی کرنا بھی حرام ہے اور جو جانور کہ حلال ہے اس کو بچپن میں خصی کرنا روا ہے اور بعد میں حرام ہے۔ (واللہ اعلم)

(٣٤٠٥) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ رَدَّ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أُذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا. [راجع: ٣٤٠٤]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا



(٣٤٠٦) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ: سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ: أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

مَظْعُوْنٍ [أَنْ] يَتَبَتَّلَ فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ ذٰلِكَ لَاخْتَصَيْنَا. [راجع: ٣٤٠٤]

○ ○ ○ ○

بَابُ نَدْبِ مَنْ رَّاٰى امْرَأَةً فَوَقَعَتْ فِىْ نَفْسِهٖ إِلٰى اَنْ يَّاْتِيَ امْرَأَتَهٗ اَوْ جَارِيَتَهٗ فَيُوَاقِعَهَا.

باب: جو کسی عورت کو دیکھے اور رغبت اس کے دل میں پیدا ہو تو اپنی بیوی یا باندی سے صحبت کرے۔

(٣٤٠٧) عَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى امْرَاَةً فَاَتٰى امْرَاَتَهٗ زَيْنَبَ، وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيْئَةً لَهَا فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ: ((اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِىْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِىْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ، فَإِذَا اَبْصَرَ اَحَدُكُمْ امْرَاَةً فَلْيَاْتِ اَهْلَهٗ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِىْ نَفْسِهٖ)).

[ابوداود: ٢١٥١؛ ترمذی: ١١٥٨]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک عورت پر نظر پڑی تو آپ ﷺ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ ایک چمڑے کو دباغت دینے کے لیے مل رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی حاجت ان سے پوری کی اور پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف نکلے اور فرمایا: ''عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے، پھر جب کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے یعنی صحبت کرے، اس عمل سے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٤٠٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷛ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى امْرَاَةً فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: فَاَتٰى امْرَاَتَهٗ زَيْنَبَ ﷞ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيْئَةً وَلَمْ يَذْكُرْ: تُدْبِرُ فِىْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ.

جابر رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون روایت کیا مگر اس میں یہ نہیں کہ عورت جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث کی رو سے مستحب ہے کہ جب آدمی کسی عورت کو دیکھے اور اسے شہوت ہو تو اپنی بیوی کے پاس آئے اور صحبت کرے۔ اور جان لے کہ جو اس کے پاس ہے وہی میری بیوی کے پاس ہے۔ اور عورت کا شیطان کی صورت میں آنا یہ ہے کہ شہوت رانی اور زنا کی رغبت دلاتی اور لذت جماع کو یاد دلاتی ہے اور یہ اثر شیطان کا ہے۔ اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بغرض تعلیم یہ امر بیان کر دیا اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد اگر اپنی بیوی سے دن میں جماع کرے تو کوئی حرج نہیں اور بیوی کے لیے ضروری ہے اگر کسی شغل میں ہو تو اسے ترک کر کے شوہر کے بلانے پر حاضر ہو۔ اس لیے کہ جب مرد کی شہوت بدن میں حرکت کرتی ہے اور نکلتی نہیں تو خوف ہے کہ اس کے دل اور بدن کو ضرر پہنچے اکثر ضعف بصر بھی عارض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب برادران مسلمین اور بیبیوں کو اس حسنات کے حاصل کرنے کی توفیق دے اور نشوز و اعراض سے بچائے۔ (آمین)

(٣٤٠٩) عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِىْ قَلْبِهٖ فَلْيَعْمِدْ إِلٰى امْرَاَتِهٖ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِىْ نَفْسِهٖ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے دل میں اس کا خیال آئے تو چاہیے کہ اپنی عورت سے صحبت کرے کہ اس سے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔''

بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَبَيَانِ أَنَّهُ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ ثُمَّ أُبِيحَ ثُمَّ نُسِخَ وَاسْتَقَرَّ تَحْرِيمُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

باب: متعہ کے حلال ہونے کا پھر حرام ہونے کا پھر حلال ہونے کا اور پھر قیامت تک حرام رہنے کا بیان۔

(٣٤١٠) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا: أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾. [٥/ المآئدة:٨٧] [بخاري: ٤٦١٥، ٥٠٧١، ٥٠٧٥]

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جہاد کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اور ہمارے پاس عورتیں نہ تھیں اور ہم نے کہا کہ کیا ہم خصی ہو جائیں۔ سو آپ ﷺ نے ہم کو منع فرمایا اس سے اور اجازت دی ہم کو کہ ایک کپڑے کے بدلے ایک معین مدت تک عورت سے نکاح کریں۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! مت حرام کرو پاک چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''۔

○ ○ ○ ○

(٣٤١١) عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا هَذِهِ الْآيَةَ وَلَمْ يَقُلْ: قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ. [راجع: ٣٤١٠]

اسمٰعیل بن ابو خالد نے اسی کے مثل روایت کی اور پھر کہا کہ ہم پر یہ آیت پڑھی اور یہ نہیں کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نکاح متعہ یہ ہے کہ ایک معین مدت تک ایک مہر پر کسی عورت سے نکاح کرنا۔ اور اس مدت کے بعد وہ نکاح ختم ہو جائے اور عورت بغیر طلاق کے اس کے نکاح سے باہر سمجھی جائے۔ علامہ مازری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہ نکاح جائز تھا پھر باحادیث صحیحہ اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوا۔ اور اس کی تحریم پر اجماع منعقد ہو گیا۔

مترجم: پھر جن کے نزدیک اجماع مقبول ہے وہ اس کی حرمت پر اجماع کو سند لاتے ہیں اور جن کے نزدیک اجماع حجت نہیں ہے وہ ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اور مآل دونوں کا ایک ہی ہے۔ انتہیٰ۔ سوائے ایک مبتدعہ گروہ کے کسی نے اس کی حرمت پر مخالفت نہیں کی اور اس گروہ مبتدع نے انہی احادیث منسوخہ اور اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے۔ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ قرأت شاذ ہے۔ اس کا رتبہ نہ حدیث کے برابر ہے نہ لازم العمل ہے۔ اور امام زفر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جس نے نکاح متعہ کیا اس کا نکاح ہمیشہ کے لیے ہو گیا یعنی پھر بغیر طلاق کے وہ نکاح نہیں ٹوٹ سکتا۔ گویا مدت کا ذکر قابل اعتبار نہیں رہا جیسے اور شروط فاسدہ لائق اعتبار نہیں۔ مازری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر میں متعہ سے منع فرمایا اور کسی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن منع فرمایا۔ اس میں بعضوں کو شبہ ہوا۔ حالانکہ اس میں تعارض نہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے بار بار اس سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ اس کی نہی (ممانعت) مشہور ہو جائے اور سب کو پہنچ جائے۔ اور جس نے نہ سنا ہو وہ بھی سن لے۔ پھر ہر راوی نے جس وقت میں سنا اس وقت میں نہی کو بیان کر دیا۔ غرض اس میں تعارض جاننے والے کی خطا ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے ایک جماعت نے حدیث جواز متعہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے اور مسلم رحمہ اللہ نے اس میں سے ذکر کیا ہے۔ ابن مسعود اور ابن عباس اور جابر اور سلمہ بن اکوع اور سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہم کی روایتوں کو اور ان سب روایتوں میں اس کا جواز سفر میں مذکور ہے نہ کہ حضر میں، اور بوقت ضرورت نہ کہ بلا ضرورت اور ظاہر ہے کہ عرب کا ملک گرم ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) اور اسفار جہاد میں عورتوں کا ساتھ رکھنا مشکل ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح ہے کہ اس کا جواز ابتدائے اسلام میں تھا جیسے مضطر کے لیے مردار کا جواز ہے اور اس کے مانند۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اباحت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روز اوطاس میں روایت کی ہے۔ اور سبرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے فتح مکہ کے دن۔ اور وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ پھر اسی دن حرمت بھی ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی تحریم خیبر کے دن آئی ہے اور وہ فتح مکہ سے پہلے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسلم کے علاوہ اور کتابوں میں مروی ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں منع فرمایا: اس روایت کا کوئی متابع نہیں بلکہ یہ راوی کی غلطی ہے۔ اور اسی حدیث کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مؤطا میں اور سفیان بن عیینہ اور عمری اور یونس رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے زہری سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں خیبر کا دن مذکور ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بواسطہ ایک جماعت روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن سبرہ سے ان کے والد کے توسط سے روایت کیا ہے کہ متعہ کی نہی حجۃ الوداع میں ہوئی ہے کہ اس باب میں جو روایتیں مروی ہیں ان سب میں یہی صحیح تر ہے۔ اور سبرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی اباحت بھی حجۃ الوداع میں مروی ہوئی ہے پھر اسی دن اس کی قیامت تک کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت بیان فرمائی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ متعہ سوائے عمرہ قضاء کے کبھی حلال نہیں ہوا۔ اور سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے سبرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں میں تعین وقت نہیں بیان کیا۔ مگر محمد بن سعید دارمی، اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہم کی روایت میں فتح مکہ کا دن مذکور ہے۔ اور محدثین نے کہا ہے کہ روایت اباحت کا حجۃ الوداع کے دن ذکر کرنا خطا ہے اس لیے کہ ان دنوں میں نہ ضرورت تھی نہ غربت یعنی عورتوں سے جدائی اور اکثر لوگوں نے عورتوں کے ساتھ حج کیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں متعہ کی نہی نہیں ہوئی جیسا کہ اکثر روایتوں میں آیا ہے اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نہی کی تجدید کی کہ سب مسلمان آج کے دن جمع ہیں اس نہی سے خوب واقف ہو جائیں اور حاضرین غائبین کو خبر دے دیں اور اس لیے کہ دین اس دن تمام ہوا اور شریعت کامل ہوئی پس اس نہی کو بھی تازہ طور سے بیان فرما دیا کہ سب میں پہنچ جائے۔ جیسے اور حلال و حرام اس دن ارشاد فرما دیئے اور اس دن متعہ کی حرمت قطعی، ابدی قیامت تک کے لیے بیان فرما دی، اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کی تحریم خیبر، عمرہ قضا، روز فتح مکہ اور روز اوطاس ان مقاموں میں نہی بطور تجدید کے ہو اس لیے کہ خیبر کے دن اس کی تحریم کی حدیث بہت صحیح ہے۔ اور اس میں کچھ طعن نہیں اور اس کے راوی بہت ثقہ اور پکے ہیں مگر سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں جو یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور گدھوں کے گوشت سے خیبر کے دن منع فرمایا تو اس کے متعلق بعض محدثین نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ متعہ کی حرمت بیان کی اور اس کا وقت بیان نہیں کیا اور گدھوں کی حرمت کا وقت خیبر کے روز کو کہا۔ سو گدھوں کی حرمت خاص خیبر کے دن ہوئی اور متعہ کی تحریم کا وقت راوی نے نہیں بیان کیا۔ اور اس صورت میں روایتوں میں اتفاق ہو جاتا ہے اور یہ قول اشبہ بالصحت ہے اس لیے کہ متعہ کی تحریم مکہ میں ہوئی اور گدھوں کی حرمت خاص خیبر ہی میں ہوئی۔ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اولیٰ وہی ہے جو ہم نے کہا کہ ان مواضع میں تحریم کی صرف تکرار ہوئی مگر یہاں ایک بات باقی رہی وہ یہ کہ اس کی اباحت جو عمرہ قضا، روز فتح مکہ اور اوطاس کے دن میں ہوئی تو اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کی اباحت بنظر ضرورت تحریم کے بعد ہوئی ہو اور پھر ابدی تحریم قیامت تک ہوگئی اور شاید یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خیبر کے دن حرام کیا اور عمرہ قضا میں فتح مکہ کے دن پھر ضرورت کے لیے مباح کیا اور پھر فتح مکہ ہی کے دن حرمت ابدی کے ساتھ حرام فرمایا اور اس میں حجۃ الوداع کی اباحت ساقط ہو جاتی ہے اس لیے کہ وہ سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور معتبر پکے راویوں نے ان سے اس کی اباحت فتح مکہ کی روایت کی ہے۔ اور حجۃ الوداع میں جو ان سے مروی ہے وہ صرف تحریم ہے غرض ان کی روایت سے وہی بات لی جاتی ہے جس پر جمہور رواۃ متفق ہیں اور سبرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایتیں بھی اس کے موافق ہیں اور وہ بات یہی ہے کہ فتح مکہ کے دن متعہ کی نہی وارد ہوئی ہے۔ اور اس کی تحریم حجۃ الوداع میں جو ہوئی وہ صرف تاکید اور اشاعت کی غرض سے تھی جیسا کہ اوپر گزرا۔ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول اوپر گزرا ہے کہ متعہ سوائے عمرۃ القضا کے اور کبھی حلال نہیں ہوا۔ سو یہ محض غلط ہے اور احادیث صحیحہ سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ جن حدیثوں میں مذکور ہے کہ اس کی تحریم خیبر کے دن ہوئی وہ بھی اس قول کی راد ہیں اس لیے کہ غزوۂ خیبر عمرۂ قضا کے قبل ہے اور جو اس کی اباحت فتح مکہ اور روز اوطاس میں مروی ہوئی باوجود یہ کہ اس کی بھی روایتیں سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے وارد ہوئی ہیں اور وہی دوسری روایتوں کے بھی راوی ہیں پس وہ اباحت بہت صحیح ہے اور جو صحیح کے مخالف ان کی روایتیں ہیں وہ متروک ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ متعہ ایسی چیز ہے کہ اس میں تحریم و اباحت و نسخ دو بار ہے۔ یہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ صحیح اور مختار قول یہ ہے کہ اس میں تحریم و اباحت دو بار ہوئی ہے۔ اور وہ خیبر کے قبل حلال تھا پھر خیبر کے دن حرام ہوا، اس کے بعد فتح مکہ کے دن حلال ہوا اور وہی اوطاس کا دن ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں متصل ہیں پھر اس کے تیسرے دن حرمت ابدی ہوگئی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(گزشتہ سے پیوستہ) قیامت تک کے لیے اور پھر حرمت ہی رہی۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اباحت قبل خیبر کے ساتھ خاص ہو اور حرمت ابدی خیبر کے دن ہو اور فتح کے دن صرف تاکید تحریم ہو بغیر اس کے کہ فتح مکہ کے دن اباحت ہوئی جیسا مازری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اس لیے کہ وہ روایتیں جو مسلم نے ذکر کی ہیں صریح دلالت کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن مباح ہوا۔ اور ان کا ساقط کرنا کسی طرح نہیں ہو سکتا اور مکرر اباحت کے وقوع کا کوئی مانع نہیں۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ متعہ ایک مقررہ مدت تک نکاح تھا کہ نہ اس میں میراث ہوتی تھی، نہ طلاق کی ضرورت تھی، بلکہ بجز داتمام مدت فراق ہو جاتا تھا اور نکاح باقی نہ رہتا تھا۔ اور اس کی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا اس کے بعد جمیع علما کا سوا فرقہ مبتدعہ روافض کے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی پہلے اس کی اباحت کے قائل تھے پھر رجوع کیا۔ اور اب اس پر بھی علما کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو وہ فاسد ہے اور باطل، خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اس کے بطلان پر حکم دیا جائے گا۔ سوا امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کا قول اوپر مذکور ہو چکا۔ اور اصحاب مالک نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اس نکاح سے جماع کرنے والے پر حد لازم آتی ہے یا نہیں اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس پر حد نہیں اس لیے کہ عقد کا شبہ ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس پر بھی اجماع ہے کہ ایک شخص نے نکاح کیا اور اس کی نیت میں نہیں ہے کہ میں اتنی مدت اس عورت کو رکھوں گا تو اس کا نکاح صحیح اور حلال ہے اور یہ نکاح متعہ نہیں ہے۔ نکاح متعہ وہی ہے کہ جس میں ایک مدت کی شرط ہو جائے اور عقد کے وقت اس مدت کا ذکر آ جائے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں بعینہٖ یہی تقریر کی ہے اور اس زمانہ میں بعض جہلا جو بڑے علما ہیں سفہائے ناس کو بالقائے وسواس مثل خناس کے حلت متعہ سنا کر ستیاناس کرتے ہیں اور ان کے حق میں نسناس بنتے ہیں اور مشرب روئی تحقیق سے مغاک روئی جہالت میں سنتے ہیں۔ اللہ ان کے فریب وزور سے مؤمنانِ پرنور کو بچائے۔ آمین یارب العالمین۔

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے یہی حدیث ابوبکر بن شیبہ نے روایت کی، ان سے وکیع نے، ان سے اسمٰعیل نے اسی سند سے اور اس میں کہا کہ ہم لوگ جوان تھے، سو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم خصی ہو جائیں اور یہ نہیں کہا کہ ہم جہاد کرتے تھے۔

(٣٤١٢) عَنْ إِسْمٰعِيلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادَ قَالَ: كُنَّا وَنَحْنُ شَبَابٌ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا نَسْتَخْصِي؟ وَلَمْ يَقُلْ نَغْزُوْ. [انظر: ٣٤١٠]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے سوائے اس کے کہ اس میں "نغزو" کے الفاظ نہیں ہیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٤١٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا: خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوْا يَعْنِيْ مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

[بخاري: ٥١١٧، ٥١١٨]

جابر اور سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم پر رسول اللہ ﷺ کا منادی نکلا اور اس نے پکارا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤١٤) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہم أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَانَا فَأَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ. [راجع: ٣٣١٣]

سلمہ اور جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو متعہ کی اجازت دی۔

○ ○ ○ ○

(٣٤١٥) عَنْ عَطَاءٍ قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مُعْتَمِرًا فَجِئْنَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ فَقَالَ: نَعَمْ اِسْتَمْتَعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ

عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما عمرے کے لیے آئے اور ہم سب ان کی منزل میں ملنے کے لیے گئے اور لوگوں نے ان سے بہت باتیں پوچھیں پھر متعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں

بَكْرٍ وَعُمَرَ ﷺ. متعہ کیا ہے۔

فائدہ۔ مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کو نسخ نہیں پہنچا وہ لوگ کرتے رہے اور جن کو نسخ پہنچ گیا وہ حرمت کے قائل ہوئے اور بچتے رہے غرض ان لوگوں کا متعہ کرنا جو نسخ سے اطلاع نہیں رکھتے حجت نہیں ہو سکتا اگرچہ انہوں نے اس کو آخر ایام عمر تک کیا ہو بلکہ فعل وقول ان کا حجت ہے جن کو رسول اللہ ﷺ کے آخری سفر یعنی حجۃ الوداع میں نسخ پہنچ چکا ہے۔ اور اس کے چار مہینے کے بعد آنحضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور اسی اخیر حکم پر جس کے بعد پھر کبھی اباحت نہیں ہوئی اور اس کے بعد آپ ﷺ نے رحلت فرمائی رجوع کرنا ضروری اور عمل کرنا لازم ہے اور بعض لوگوں کو جو یہ خیال عارض ہو گیا ہے کہ متعہ کی حلت تو قطعی ہے اور اس کی حرمت ابدی ظنی ہے اور ظنی قطعی کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مقبلی نے کہا ہے کہ جمہور اس کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے۔ تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم نے مانا کہ اس کی تحلیل قطعی ہے اس لیے کہ قرآن سے مستفاد ہے اور منصوص کتاب اللہ ہے اور وہ آیت جس سے استفادہ حلت کیا جاتا ہے گو قطعی المتن ہے مگر دو وجہوں سے قطعی الدلالت نہیں اوّل یہ کہ اس آیت میں استمتاع سے بنکاح صحیح مراد لے سکتے ہیں دوسرا یہ کہ وہ آیت عام ہے اور عام ظنی الدلالت ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: متعہ جب ہی تک تھا کہ آیت نہیں اتری تھی۔ ﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾ غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر فرج ان دو کے سوا حرام ہے یعنی بی بی ہو بنکاح صحیح یا لونڈی ہو اس کے سوا سب حرام ہیں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ متعہ کی تحریم قرآن سے ہوئی جیسے اس کی تحلیل تم نے قرآن سے کی تھی پس نسخ قطعی کا قطعی سے ہو چکا۔

(٣٤١٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقُبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيْقِ الْاَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ فِیْ شَاْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم متعہ کرتے تھے یعنی عورتوں سے کئی دن کے لیے ایک مٹھی کھجور اور آٹا دے کر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے عمرو بن حریث کے قصہ میں منع کیا۔

فائدہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا۔ یعنی اس نسخ کو جو جناب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا جن کو نہ پہنچا تھا ان کو پہنچا دیا اور وہی رسول اللہ ﷺ کا اخیری حکم تھا اور اس کے بعد چار ماہ کے پیچھے آپ ﷺ نے انتقال فرمایا۔

(٣٤١٧) عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِی الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ: فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا. [راجع: ٣٠٢٥]

ابونضرہ نے کہا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں متعوں (یعنی حج تمتع اور عورتوں کے متعہ) میں اختلاف کیا ہے۔ سو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دونوں متعے کیے ہیں پھر ان دونوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اس کے بعد ہم نے ان دونوں کو نہیں کیا۔

(٣٤١٨) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اَوْطَاسَ فِی الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا.

ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے عام اوطاس میں تین بار متعہ کی رخصت دی اور پھر منع فرما دیا۔

فائدہ۔ اس میں تصریح ہوگئی کہ متعہ فتح مکہ کے دن مباح ہوا اور وہی اوطاس کا دن ہے۔ اور اوطاس طائف میں ایک وادی یعنی میدان کا نام ہے اور فتح مکہ کا اور اوطاس کا دن ایک ہی ہے۔

(٣٤١٩) عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِیِّ اَنَّهُ قَالَ: اَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ

سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک شخص دونوں نکلے اور قبیلہ بنی عامر کی ایک عورت کو دیکھا کہ گویا

إِلَى امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِىْ عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ: مَا تُعْطِيْ؟ فَقُلْتُ: رِدَائِيْ وَقَالَ صَاحِبِيْ: رِدَائِيْ وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِيْ أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِيْ وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِيْ أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِيْنِيْ فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ الَّتِيْ يَتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهَا)). [ابوداود: ٢٠٧٢، ٢٠٧٣؛ نسائی: ٣٣٦٨؛ ابن ماجہ: ١٩٦٢]

ایک جوان اونٹنی تھی دراز گردن صراحی نما۔ سو ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا۔ وہ بولی: مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق کی چادر میری چادر سے اچھی تھی مگر میں اس کی نسبت اچھا جوان تھا۔ جب وہ میرے رفیق کی چادر دیکھتی تو اس کو پسند آتی اور جب مجھے دیکھتی تو میں اس کو پسند آتا، پھر اس نے کہا کہ تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے۔ اور میں اس کے پاس تین روز رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جس کے پاس ایسی عورت ہو کہ اس سے متعہ کیا ہو تو اسے چھوڑ دے۔''

O O O O

(٣٤٢٠) عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ: فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ. فَأَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنْ قَوْمِيْ، وَلِيْ عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا بُرْدٌ فَبُرْدِيْ خَلَقٌ وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّيْ فَبُرْدٌ جَدِيْدٌ غَضٌّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ فَقُلْنَا: هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا؟ قَالَتْ: وَمَاذَا تَبْذُلَانِ؟ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا بُرْدَهُ، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَرَاهَا صَاحِبِيْ يَنْظُرُ إِلَى عِطْفِهَا فَقَالَ: إِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ وَبُرْدِيْ جَدِيْدٌ غَضٌّ فَتَقُوْلُ: بُرْدُ هٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ أَخْرُجْ حَتّٰى حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٤١٩]

ربیع بن سبرہ نے کہا کہ ان کے باپ نے فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا اور کہا کہ ہم مکہ میں پندرہ یعنی رات اور دن ملا کر تیس دن ٹھہرے۔ اور ہم کو جناب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی۔ اور میں اور ایک شخص میری قوم کا دونوں نکلے اور میں اس سے خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ اور وہ بدصورتی کے قریب تھا۔ اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی۔ اور میری چادر پرانی تھی اور میرے ابن عم کی چادر نئی اور تازہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ کے نیچے یا اوپر کی جانب میں پہنچے تو ہم کو ایک پٹھیا ملی جیسے جوان اونٹنی ہوتی ہے صراحی دار گردن یعنی جوان خوبصورت عورت۔ سو ہم نے اس سے کہا: کیا تجھے رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تجھ سے متعہ کرے؟ اس نے کہا: تم لوگ کیا دو گے؟ تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پھیلائی اور وہ دونوں کی طرف دیکھنے لگی اور میرا رفیق اس کو دیکھتا تھا اور اس کے سر سے سرین تک گھورتا تھا۔ اور اس نے کہا کہ ان کی چادر پرانی ہے اور میری چادر نئی اور تازہ ہے اور وہ کہتی تھی کہ اس کی چادر میں کچھ مضائقہ نہیں۔ تین بار یا دو بار یہی گفتگو ہوئی۔ غرض میں نے اس سے متعہ کیا۔ اور میں اس کے پاس سے نہیں نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام کیا۔

O O O O

(٣٤٢١) عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ

سبرہ سے وہی مضمون مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ

اَبِیْهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّةَ فَذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ بِشْرٍ وَزَادَ قَالَتْ: وَهَلْ یَصْلُحُ ذَالِكَ؟ وَفِیْهِ قَالَ: اِنَّ بُرْدَ هٰذَا خَلَقٌ مَحٌّ. [راجع: ۳٤۱۹]

کے سال میں نکلے اور مثل حدیث بشر کے روایت کی اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ اس سے کہا۔ بھلا یہ بھی کہیں ہو سکتا ہے؟ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس رفیق نے کہا کہ اس کی چادر پرانی گئی گزری ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ میں گواہ شاہد بھی نہ ہوتے تھے اور نہ ولی کی ضرورت تھی۔

(۳٤۲۲) عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِیِّ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((یَآیُّهَا النَّاسُ! اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَآءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ کَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَیْءٌ فَلْیُخَلِّ سَبِیْلَهُ وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا)). [راجع: ۳٤۱۹]

ربیع بن سبرہ نے اپنے باپ سے روایت کیا، کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک کیلئے حرام کر دیا ہے سو جس کے پاس کوئی ان میں کی ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور جو چیز تم ان کو دے چکے ہو وہ واپس نہ لو۔“

○ ○ ○ ○

(۳٤۲۳) عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ یَقُوْلُ: بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ نُمَیْرٍ. [راجع: ۳٤۱۹]

عبدالعزیز بن عمر سے روایت ہے، اسی اسناد سے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ رکن اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہو کر فرماتے تھے مثل حدیث ابن نمیر کے یعنی جو اس سے پہلے گزری ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی ناسخ ومنسوخ دونوں کا ذکر ہے اور حرمت ابدی متعہ کی قیامت تک مذکور ہے اور اسی حدیث کی رو سے ان راویوں کے قول کی تاویل ضروری ہوئی جنہوں نے کہا کہ ہم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے وقت تک متعہ کیا اور وہ تاویل یہی ہے کہ ان کو اس کے منسوخ ہونے کی خبر نہیں پہنچی تھی اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو مہر متعہ میں دیا تھا وہ عورت کی ملک ہو گیا کہ اب اس کا پھیر لینا روا نہیں اگرچہ مدت متعہ کی تمام ہونے سے پیشتر ہی اسے چھوڑا ہو۔

(۳٤۲٤) عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِیْنَ دَخَلْنَا مَکَّةَ ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتّٰی نَهَانَا عَنْهَا. [راجع: ۳٤۱۹]

عبدالملک بن ربیع بن سبرہ جہنی نے اپنے باپ سے، انہوں نے ان کے دادا سبرہ سے روایت کی کہ سبرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم دیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے متعہ کا فتح مکہ کے سال میں جب ہم مکہ میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے ہم وہاں سے یہاں تک کہ منع کر دیا ہم کو متعہ سے۔

○ ○ ○ ○

(۳٤۲٥) عَنْ رَبِیْعِ بْنِ سَبْرَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ: اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ، عَامَ فَتْحِ مَکَّةَ اَمَرَ اَصْحَابَهُ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَآءِ

ربیع بن سبرہ اپنے باپ سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے سال فتح مکہ میں اپنے صحابہ کو حکم دیا عورتوں سے متعہ کرنے کا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں اور میرا ایک دوست قبیلہ بنی سلیم سے دونوں نکلے یہاں

قَالَ: فَخَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ حَتَّى وَجَدْنَا جَارِيَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَخَطَبْنَاهَا إِلَى نَفْسِهَا وَعَرَضْنَا عَلَيْهَا بُرْدَيْنَا فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ فَتَرَانِي أَجْمَلَ مِنْ صَاحِبِي وَتَرَى بُرْدَ صَاحِبِي أَحْسَنَ مِنْ بُرْدِي فَآمَرَتْ نَفْسَهَا سَاعَةً ثُمَّ اخْتَارَتْنِي عَلَى صَاحِبِي فَكُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِفِرَاقِهِنَّ. [راجع: ٣٤١٩]

تک کہ ہم نے ایک جوان عورت کو پایا قبیلہ بنی عامر سے کہ گویا ایک جوان اونٹنی تھی اور پیغام دیا ہم نے اس کو متعہ کا اور پیش کیا اس پر اپنی چادروں کو اور وہ دیکھنے لگی اور مجھے خوبصورت دیکھتی تھی میرے رفیق سے زیادہ اور میرے رفیق کی چادر میری چادر سے اچھی دیکھتی تھی اور اس نے اپنے دل میں ایک گھڑی مشورہ کیا پھر مجھے اس نے پسند کیا میرے رفیق کے سوا اور متعہ کی عورتیں ہمارے لوگوں کے پاس تین دن تک رہیں پھر حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چھوڑ دینے کا۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٢٦) عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ. [راجع: ٣٤١٩]

ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا نکاح متعہ سے۔

(٣٤٢٧) عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ. [راجع: ٣٤١٩]

ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا فتح مکہ کے دن عورتوں کے متعہ سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٢٨) عَنْ رَبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ زَمَانَ الْفَتْحِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَأَنَّ أَبَاهُ كَانَ تَمَتَّعَ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ. [راجع: ٣٤١٩]

ربیع بن سبرہ نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دنوں میں متعہ سے منع فرمایا عورتوں کے متعہ سے اور ان کے باپ سبرہ نے متعہ کیا تھا (یعنی قبل منع کے) دو سرخ چادروں پر۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٢٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللَّهُ قُلُوبَهُمْ كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ: إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعَمْرِي لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ. يُرِيدُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ فَوَاللَّهِ! لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ ابْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللَّهِ: أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ فَأَمَرَهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ

ابن شہاب زہری نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے مکہ میں، یعنی خطبہ پڑھنے کو اور کہا کہ بعض لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ نے اندھے کر دیئے ہیں جیسے ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں (یہ اشارہ کیا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کو متعہ کا نسخ نہیں پہنچا تھا اس لیے جواز کا فتویٰ دیتے تھے پھر انہوں نے رجوع کیا جب نسخ معلوم ہو گیا) کہ فتویٰ دیتے ہیں متعہ کے جواز کا اور وہ طعن کرتے تھے ایک شخص پر (یعنی انہی ابن عباس رضی اللہ عنہ پر) اتنے میں پکارا ان کو ایک شخص نے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) اور کہا کہ تم کم فہم، بے ادب، نادان ہو اور قسم ہے میری جان کی کہ متعہ کیا جاتا تھا زمانہ میں امام المتقین کے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے۔ سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم اپنے کو آزما دیکھو کہ اللہ کی قسم! اگر تم نے متعہ کیا (یعنی متعہ سے صحبت کی) تو بیشک میں تم کو

الْاَنْصَارِيُّ رضي الله عنه! مَهْلًا قَالَ: مَا هِيَ؟ وَاللّٰهِ! لَقَدْ فَعَلْتُ فِيْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ: اِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ اِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ ثُمَّ اَحْكَمَ اللّٰهُ الدِّيْنَ وَنَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَاَخْبَرَنِيْ رَبِيْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ اَنَّ اَبَاهُ رضي الله عنه قَالَ: قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ اِمْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ اَحْمَرَيْنِ ثُمَّ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَسَمِعْتُ رَبِيْعَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَاَنَا جَالِسٌ. [راجع: ٣٤١٩]

تمہارے ہی پتھروں سے ماروں گا (یعنی جیسے زانی کو مارتے ہیں) ابن شہاب نے کہا کہ خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے مجھے خبر دی کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے متعہ کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے حکم دیا متعہ کا سو ابن ابی عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ انہوں نے کہا کیوں؟ اللہ کی قسم! میں نے کیا ہے امام المتقین ﷺ کے زمانے میں۔ تب ابن ابی عمرہ نے کہا کہ اول اسلام میں جائز تھا اس کیلئے جو نہایت درجہ کا بے قرار ہو جیسے مضطر کو مردہ اور خون اور سور کا گوشت وغیرہ حلال ہے پھر اللہ پاک نے اپنے دین کو مضبوط کیا اور اس سے منع فرمایا۔ ابن شہاب زہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو ربیع بن سبرہ جہنی نے کہ ان کے باپ نے کہا کہ میں نے متعہ کیا تھا نبی ﷺ کے زمانے مبارک میں بنی عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں پر پھر منع کیا ہم کو اس سے رسول اللہ ﷺ نے یعنی متعہ سے۔ کہا ابن شہاب نے اور سنا میں نے ربیع بن سبرہ سے کہ وہ روایت کرتے تھے اس حدیث کو عمر بن عبدالعزیز سے اور میں بیٹھا ہوا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣٤٣٠) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّبِيْعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ: ((اَلَا اِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ كَانَ اَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ)). [راجع: ٣٤١٩]

عمر بن عبدالعزیز نے کہا: روایت کی مجھ سے ربیع بن سبرہ جہنی نے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا متعہ سے اور فرمایا کہ ”آگاہ ہو جاؤ وہ آج کے دن سے حرام ہے قیامت کے دن تک اور جس نے کچھ دیا ہو یعنی متعہ کے مہر میں وہ نہ پھیرے۔“

○ ○ ○ ○

(٣٤٣١) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ. [بخاری: ٤٢١٦، ٥١١٥، ٥٥٢٣، ٦٩٦١؛ ترمذی: ١١٢١، ١٧٩٤؛ نسائی: ٣٣٦٥، ٣٣٦٦، ٣٣٦٧، ٤٣٤٥، ٤٣٤٦؛ ابن ماجه: ١٩٦١]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا متعہ سے عورتوں کے اور پلے ہوئے شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٣٢) عَنْ مَالِكٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ لِفُلَانٍ: اِنَّكَ رَجُلٌ تَائِهٌ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ

مالک سے اسی اسناد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تو تو ایک شخص بھٹکا ہوا ہے سیدھی راہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا متعہ سے آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. [راجع: ٣٤٣١]

(٣٤٣٣) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. [راجع: ٣٤٣١]

○ ○ ○ ○

(٣٤٣٤) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ: مَهْلًا يَاابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.
[راجع: ٣٤٣١]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ جائز رکھتے تھے متعہ نساء کو تو انہوں نے کہا کہ ٹھہر جاؤ اے ابن عباس! اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے خیبر کے دن اور پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٣٥) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [راجع: ٣٤٣١]

علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے متعہ نساء سے خیبر کے دن اور پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے حرمت پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کی بھی معلوم ہوئی اور یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب تمام علما کا مگر ایک گروہ سلف کا اس کی حلت کا قائل ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بعض سلف سے اس کی اباحت مروی ہے اور ان سے تحریم بھی مروی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت اور تحریم مروی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا فِي النِّكَاحِ.

باب: بھتیجی اور اس کی پھوپھی یا خالہ اور اس کی بھانجی کا جمع کرنا نکاح میں حرام ہے۔

(٣٤٣٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)).
[بخاري: ٥١٠٩؛ نسائي: ٣٢٨٨]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع نہ کرے کوئی عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں اور نہ کوئی عورت اور اس کی خالہ کو ایک نکاح میں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جس کے نکاح میں ایک عورت ہے وہ اس کی خالہ کو نکاح میں نہ لائے اور اسی طرح اس کی پھوپھی کو بھی۔ یہی مذہب ہے جمیع علما کا کہ حرام ہے جمع کرنا بھتیجی اور پھوپھی کا اور بھانجی اور خالہ کا نکاح میں برابر ہے کہ پھوپھی حقیقی ہو جیسے باپ کی بہن یا خالہ حقیقی ہو جیسے ماں کی بہن یا رشتہ کی ہو جیسے عورت کے دادا کی بہن یا پردادا، سکڑ دادا، لکڑ دادا کی بہن کہ یہ سب پھوپھیاں حرام ہیں جب وہ عورت کسی کے نکاح میں ہو اور اسی طرح رشتہ کی خالہ وہ ہے کہ نانی کی بھانجی ہو اور ان کی حرمت پر اجماع ہے علما کا۔ مگر ایک طائفہ مبتدعہ نے خوارج اور شیعہ سے اس کا خلاف کیا ہے اور احتجاج کیا ہے اس گروہ نے ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ کی آیت سے اور جمہور نے احتجاج کیا ہے ان حدیثوں سے اور تخصیص کی جمہور نے عموم قرآن کی ان خبر آحاد سے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ مبین ہیں وحی کے اور اسی طرح حرام ہے ملک یمین سے جمع کرنا ان سب کا وطی میں جیسے حرام ہے جمع کرنا نکاح میں اور یہی حکم ہے جمیع عورتوں کا کہ جن کا جمع کرنا نکاح میں منع ہے ان کا وطی میں ملک یمین سے بھی منع ہے۔

(٣٤٣٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُنَّ: الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا. [نسائی: ٣٢٩٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے جب بھتیجی اس کے نکاح میں ہو اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے جب خالہ نکاح میں ہو۔

(٣٤٣٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُنْكَحُ الْعَمَّةُ عَلٰی بِنْتِ الْأَخِ وَلَا ابْنَةُ الْأُخْتِ عَلَى الْخَالَةِ)).

[بخاری: ٥١١٠؛ ابوداود: ٢٠٦٦؛ نسائی: ٣٢٨٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ”پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے جب بھتیجی اس کے نکاح میں ہو اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے جب خالہ نکاح میں ہو۔“



(٣٤٣٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَنُرٰی خَالَةَ اَبِيْهَا وَعَمَّةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

[راجع: ٣٤٣٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص کے لیے بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو جمع کرنے کو منع قرار دیا۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ ہم کسی بھی عورت کے باپ کی خالہ اور پھوپھی کو اسی طرح سمجھتے ہیں۔



(٣٤٤٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰی خَالَتِهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی عورت کو اپنی خالہ اور پھوپھی پر نکاح کرنے سے منع کیا۔



(٣٤٤١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔



(٣٤٤٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِ اَخِيْهِ وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰی خَالَتِهَا وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِیءَ صَحْفَتَهَا وَلْتُنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا)). [ابن ماجه: ١٩٢٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص پیغام نکاح کا نہ دے اپنے بھائی کے پیغام پر (یعنی جب ایک شخص نے پیغام دیا جب تک لڑکی والے اس کو ناراضی کا پیغام نہ دیں اس وقت تک دوسرا آدمی وہاں پیغام نہ دے) اور نہ بھاؤ کرے کوئی اپنے بھائی کے بھاؤ پر اور نہ نکاح میں لائی جائے کوئی عورت اپنی پھوپھی کے اوپر نہ خالہ کے اوپر اور نہ مانگے کوئی عورت طلاق اپنی سوت کا تاکہ انڈیل لے جو اس کی رکابی میں ہے (یعنی اس کے حصے کا نان ونفقہ مجھے مل جائے) اور چاہیے کہ نکاح میں آئے اور جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ اس کا ہے۔“ (یعنی یہ نہ کہے کہ فلاں عورت تیرے نکاح میں ہے اس کو طلاق دے دے تو میں نکاح کروں گی)۔



(٣٤٤٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہ نکاح میں لائی جائے کوئی عورت اس کی پھوپھی یا خالہ پر اور منع کیا اس سے کہ طلب

خَالَتِهَا اَوْ [اَنْ] تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِىءَ مَا فِى صَحْفَتِهَا فَاِنَّ اللّٰهَ [عَزَّوَجَلَّ] رَازِقُهَا.

کرے کوئی عورت طلاق اپنی بہن کی کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٤٤) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا [نسائی: ٣٢٩٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت اور اس کی پھوپھی اور کسی عورت اور اس کی خالہ کو ایک نکاح میں اکٹھا کرنے سے منع فرمایا۔

(٣٤٤٥) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٤٤٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَكَرَاهَةِ خِطْبَتِهِ.

باب: محرم کا نکاح حرام ہے اور پیغام دینا مکروہ۔

(٣٤٤٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ وَلَا يَخْطُبُ)). [ابوداود: ١٨٤١، ١٨٤٢؛ ترمذی: ٨٤٠؛ نسائی: ٢٨٤٢، ٢٨٤٣، ٢٨٤٤، ٣٢٧٥، ٣٢٧٦؛ ابن ماجه: ١٩٦٦]

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا اور نہ خطبہ دے۔“ (یعنی پیغام نکاح بھی نہ دے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٤٧) عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: بَعَثَنِىْ عُمَرُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ وَكَانَ يَخْطُبُ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَلٰى ابْنِهٖ فَاَرْسَلَنِىْ اِلٰى اَبَانَ ابْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَقَالَ: اَلَا اُرَاهُ اَعْرَابِيًّا ((اِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكَحُ)) اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٣٤٤٦]

نبیہ بن وہب نے کہا کہ مجھ کو بھیجا عمر بن عبید اللہ بن معمر نے اور وہ پیغام بھیجتے تھے شیبہ کی بیٹی سے اپنے بیٹے کے نکاح کا سو مجھے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور وہ حاکم تھے حجاج کے سو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو میں گنوار جانتا ہوں اس لیے کہ محرم نہ نکاح اپنا کر سکتا ہے نہ دوسرے کا کروا سکتا ہے خبر دی ہے اس کی ہم کو عثمان رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٤٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ)) [راجع: ٣٤٤٦]

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ نہ محرم خود نکاح کرے نہ کسی کا کروائے اور نہ منگنی کا پیغام دے۔“

○ ○ ○ ○

(٣٤٤٩) عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَلَا يَخْطُبُ)). [راجع: ٣٤٤٦]

○ ○ ○ ○

(٣٤٥٠) عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ اَرَادَ اَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ طَلْحَةَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فِي الْحَجِّ وَاَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْحَاجِّ فَاَرْسَلَ اِلَى اَبَانٍ اِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُ اَنْ اُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ فَأُحِبُّ اَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ اَبَانُ: اَلَا أُرَاكَ عِرَاقِيًّا جَافِيًا اِنِّيْ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ)).
[راجع: ٣٤٤٦]

وہی مضمون ہے جو نبیہ سے اوپر مروی ہوا۔ مگر اس میں یہ ہے کہ ابان نے کہا میں تم کو عراقی، عقل سے خالی دیکھتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مسلم نے اختلاف ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو وہ حلال تھے یا محرم اور علما نے اختلاف کیا ہے کہ محرم کو نکاح روا ہے یا نہیں۔ سو مالک اور شافعی اور احمد جمہور علما رحمہم اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ نکاح محرم کا صحیح نہیں ہے اور اس باب کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیوں نے کہا ہے کہ نکاح اس کا جائز ہے اور صحیح ہے میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور جواب دیا ہے۔ جمہور نے حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کا کہ نبی ﷺ نے ان سے نکاح اس حال میں کیا ہے کہ جب آپ ﷺ حلال تھے اور صحیح تر روایت یہی ہے اور اسی کو روایت کیا ہے اکثر اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ حالت احرام میں نکاح کرنا آپ ﷺ کا میمونہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے روایت نہیں کیا سوائے بن عباس رضی اللہ عنہما کے اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور ابورافع رضی اللہ عنہ وغیرہما خود روایت کرتے ہیں کہ نکاح کیا ان سے اور آپ ﷺ حلال تھے اور وہ اس قصے سے خوب واقف تھے اس لیے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا تو خود بی بی ہیں اور ان ہی کا نکاح ہے اور ابورافع، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اضبط ہیں اور دوسرا جواب یہ دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی ایک تاویل ہو سکتی ہے یعنی نکاح کیا ان سے جب حرم میں تھے اور اگرچہ حلال تھے اور جو حرم میں ہوتا ہے اس کو بھی محرم کہتے ہیں۔ اگرچہ احرام سے نہ ہو اور یہ لغت شائع اور معروف ہے اور اسی لیے عرب کا شاعر کہتا ہے (قتلوا ابن عفان الخليفة محرما) یعنی قتل کیا ابن عفان رضی اللہ عنہ کو اور وہ محرم تھے یعنی حرم مدینہ میں تھے غرض مذہب حنفیہ کا کئی وجہ سے مردود ہے اول یہ کہ نصوص قطعیہ شارع کے خلاف ہے اور صراحتاً نبی ﷺ نے فرمایا: کہ محرم نہ نکاح اپنا کرے نہ دوسرے کا۔ دوسرے یہ کہ مخالف جماہیر علمائے سلف و خلف ہے۔ تیسرے یہ کہ خود جن بی بی کا نکاح ہوا ہے ان کی روایت کے خلاف ہے۔ چوتھی یہ کہ نہی نکاح محرم کی قولی ہے اور جواز اس کے فعل سے مستنبط ہے اور قول مقدم ہے کہ اپنے اور غیر دونوں کو شامل ہے بخلاف فعل کے کہ اس میں گمان اس کا بھی ہے کہ شاید آپ ﷺ کے خصائص سے ہو۔ غرض ان وجوہ سے مسئلہ حنفیوں کا سراسر باطل ہے اور ان سب روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ محرم حالت احرام میں نہ آپ نکاح کرے، نہ اپنی ولایت سے دوسرے کا نکاح کروائے جو ولایت خاصہ ہو جیسے اقارب کو ہوتی ہے یا ولایت عامہ ہو جیسے بادشاہ کی ہوتی ہے اور یہی پکا قول ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ اگر کسی نے حالت احرام میں نکاح کر دیا اپنی ولایت سے یا خود اپنا نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے یہاں تک کہ اگر دولہا اور دلہن حلال بھی ہوں اور وکیل ان میں محرم ہے تب بھی باطل ہے نووی رحمہ اللہ بالاختصار۔

(٣٤٥١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ [مَيْمُوْنَةَ] وَهُوَ مُحْرِمٌ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ: اَخْبَرَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْاَصَمِّ رحمہ اللہ اَنَّهُ نَكَحَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے نکاح کیا اور آپ ﷺ محرم تھے (یعنی حرم میں تھے) اور ابن نمیر نے زیادہ کہا کہ پھر میں نے زہری سے بیان کی یہی حدیث تو انہوں نے کہا: خبر دی مجھ کو یزید بن اصم رضی اللہ عنہ نے کہ آپ ﷺ نے نکاح کیا اور آپ حلال تھے۔

[بخاری: ٥١١٤؛ ترمذی: ٨٤٤؛ نسائی: ٢٨٣٧، ٢٨٣٨، ٣٢٧٢؛ ابن ماجه: ١٩٦٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مقابل میں یزید رضی اللہ عنہ کی اور اصحاب کی روایات آ گئیں اور دونوں میں تعارض سمجھا گیا اور اس سے وہ ساقط کی گئیں اور احادیث قولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب العمل رہیں اور مذہب حنفیہ پادر ہوا ہوا۔ سمجھو!

(٣٤٥٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ [راجع: ٣٤٥١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا۔

(٣٤٥٣) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ. قَالَ: وَكَانَتْ خَالَتِيْ وَخَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما. [ابوداود: ١٨٤٣؛ ترمذی: ٨٤٥؛ ابن ماجه: ١٩٦٤]

یزید بن اصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث نے خود بیان فرمایا کہ ان سے نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ حلال تھے اور میمونہ رضی اللہ عنہا میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ تھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: کیوں برادران حنفیہ ذرا غور سے فرمائیے کہ دولہا دلہن کی بات قبول نہ کی جائے اور غیروں کی بات پر عمل ہو۔ یہ کیسی بات ہے اور نصوص قطعیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ناکح ہیں ان کی مخالفت کی جائے اور میمونہ رضی اللہ عنہا جو خود منکوحہ ہیں ان کی تکذیب کی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مقبول ہو۔ یہ سراسر خلاف انصاف اور صریح جور و ظلم ہے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ الْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَاْذَنَ اَوْ يَتْرُكَ.

باب: ایک بھائی کے پیغام کا جب تک جواب نہ مل جائے تب تک پیغام دینا روا نہیں۔

(٣٤٥٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ بَعْضٍ)). [بخاری: ٢١٣٩، ٢١٦٥، ٣٧٩٠، ٣٧٩٩؛ ابوداود: ٣٤٣٦؛ ترمذی: ١٢٩٢؛ نسائی: ٣٢٣٨، ٤٥١٥؛ ابن ماجه: ٢١٧١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہ بیچے کوئی دوسرے کی بکی ہوئی چیز پر اور نہ پیغام دے کوئی دوسرے کے پیغام پر۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ایک بھائی نے جب ایک چیز کہیں بیچی تو دوسرے کو لازم نہیں ہے کہ اس کی چیز واپس کروا کے اپنی بیچے، اس طرح جب ایک نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا تو جب تک وہ اس کے پیغام کو رد نہ کرے تب تک دوسرا شخص پیغام نہ دے اور یہ احادیث پیغام کے حرام ہونے پر دلالت واضح رکھتی ہیں اور علما کا اسی لیے اجماع ہوا اس کے حرام ہونے پر جس وقت کہ وہ عورت صاف قبول کر چکی ہو پیغام اول کو اور اگر اس پر دوسرے شخص نے نکاح کر لیا اس عورت سے تو یہ شخص گنہگار ہوا مگر نکاح صحیح ہے اور فسخ نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نکاح فسخ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں اور ایک جماعت مالکیہ کا قول ہے کہ قبل دخول کے فسخ ہوتا ہے اور بعد دخول کے نہیں۔

(٣٤٥٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبْ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہ بیچے کوئی کسی کی بیع پر اور نہ پیغام نکاح دے کسی کے پیغام پر مگر جب اجازت دے وہ پیغام

عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهُ)) .
دینے والا کسی کو۔"

[ابن ماجه: ١٨٦٨؛ وانظر في مسلم: ٣٨١٢]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس پر اتفاق ہے کہ جب اول پیغام دینے والا دوسرے کو اجازت دے دے یا وہ ناراض ہو کر اس عورت کے پیغام سے باز آئے تو پھر پیغام دینا دوسرے کو روا ہے۔

(٣٤٥٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.
اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

(٣٤٥٧) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.
مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٣٤٥٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ اَوْيَتَنَاجَشُوْا اَوْيَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اَوْ يَبِيْعَ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْئَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِيَءَ مَافِيْ اِنَائِهَا اَوْ مَافِيْ صَحْفَتِهَا. زَادَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهٖ: وَلَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ . [بخاري: ٢١٤٠؛ ابوداود: ٢٠٨٠ ، ٣٤٣٨؛ ترمذي: ١١٣٤ ، ١١٩٠ ، ١٢٢٢ ، ١٣٠٤؛ ابن ماجه: ١٨٦٧ ، ٢١٧٢ ، ٢١٧٤ ، ٢١٧٥؛ وانظر في مسلم: ٣٨٢٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ شہر والا مال بیچ دے گاؤں والے کا اور منع فرمایا اس سے کہ آپس میں لاڑھیا پن کرو اور اس سے کہ پیغام نکاح دے کوئی اپنے بھائی کے پیغام پر یا بیچے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ مانگے طلاق اپنی بہن کی کوئی عورت تا کہ انڈیل لے جو اس کی رکابی میں ہے۔ زیادہ کیا عمرو نے اپنی روایت میں کہ اور نہ بھاؤ کرے کوئی اپنے بھائی کے بھاؤ پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: گاؤں والے جب آتے ہیں تو شہر میں سستی چیز بیچ جاتے ہیں اس میں شہر والوں کا فائدہ ہے اور شہر والے جب ان کو چیز بیچیں گے تو وہ چونکہ شہر کے نرخ سے ناواقف ہیں تو اپنا نفع رکھ کر کچھ گراں بیچیں گے اس میں ایک کا نفع اور بہتوں کا نقصان ہوگا۔ اس لیے اس سے منع فرمایا اور لاڑھیا پن یہ ہے کہ جھوٹ موٹ ایک شے کے خریدار بن کر لگے زیادہ دام لگانے کہ دوسرا ان کو خریدار جان کر قیمت زیادہ دے گیا اور دھوکا کھا گیا۔ اس سے بھی منع فرمایا اور ایک شخص بھاؤ کر رہا ہے اور تم بھی بھاؤ کرنے لگے تو آپس میں نفسانیت ہوگی۔ باقی شرح اوپر گزر چکی۔

(٣٤٥٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعِ الْمَرْءُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَلَا يَخْطُبِ الْمَرْءُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ الْاُخْرٰى لِتَكْتَفِئَ مَا فِيْ اِنَائِهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ آپس میں قیمت نہ بڑھاؤ اور کسی کی بیع پر بیع نہ کرو اور شہری گاؤں والے کا مال نہ بیچے اور نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجو اور نہ ہی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ جو کچھ اس کے برتن میں ہے وہ اپنے لیے انڈیل لے۔"

(٣٤٦٠) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ ((وَلَا يَزِدِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ)). [بخاري: ٢٧٢٣؛ نسائي: ٤٥١٤ ، ٤٥١٩]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس میں یہ زیادہ ہے کہ "کوئی بھائی اپنے بھائی کی بیع پر بولی نہ بڑھائے۔"

○ ○ ○ ○

(٣٤٦١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ کوئی

قَالَ: ((لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلَى سَوْمِ الْمُسْلِمِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَتِهِ)). [انظر فی مسلم: ۳۸۱۳]

مسلمان اپنے بھائی کی بولی پر بولی نہ لگائے اور نہ ہی اس کے پیغام نکاح پر پیغام دے۔"

(۳٤٦٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۳٤٦٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا: ((عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَخِطْبَةِ أَخِيهِ)). [انظر فی مسلم: ۳۸۱٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔



(۳٤٦٤) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُمَاسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ فَلَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتّٰى يَذَرَ)). [ابن ماجه: ۲۲٤٦]

عبدالرحمٰن بن شماسہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ منبر پر کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" کہ مؤمن مؤمن کا بھائی ہے سو روا نہیں کسی مؤمن کو کہ بیچے کسی مؤمن کی بیع پر اور نہ یہ روا ہے کہ خطبہ دے یعنی پیغام کسی بھائی کے پیغام پر جب تک وہ چھوڑ نہ دے۔"



فائدہ۔ بھائی کی قید سے یہ بات بوجھی گئی کہ کافر کے پیغام پر مسلمان پیغام دے سکتا ہے مثلاً عورت نصرانیہ یا یہودیہ کو کسی کافر نے پیغام دیا ہے تو دوسرا مسلمان اسے پیغام دے سکتا ہے بخلاف اس کے کہ پہلا پیغام دینے والا مسلمان ہو۔

بَابُ تَحْرِيمِ نِكَاحِ الشِّغَارِ وَبُطْلَانِهِ.

باب: نکاح شغار کا بطلان۔

(۳٤٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. [بخاری: ۵۱۱۲؛ ابوداود: ۲۰۷٤؛ ترمذی: ۱۱۲٤؛ نسائی: ۳۳۳۷؛ ابن ماجه: ۱۸۸۳]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا نکاح شغار سے، اور وہ یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیٹی بیاہ دیتا تھا دوسرے کو اس اقرار سے کہ وہ بھی اپنی بیٹی اسے بیاہ دے اور مہر دونوں کا نہ ہوتا۔



(۳٤٦٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ. [بخاری: ٦۹٦۰؛ ابوداود: ۲۰۷٤؛ نسائی: ۳۳۳٤]

چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(۳٤٦۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

(۳٤٦۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں شغار نہیں ہے۔"



(٣٤٦٩) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ: وَالشِّغَارُ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَاُزَوِّجُكَ ابْنَتِيْ اَوْ زَوِّجْنِيْ اُخْتَكَ وَاُزَوِّجُكَ اُخْتِيْ. [نسائی: ٣٣٣٨؛ ابن ماجه: ١٨٨٤]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن نمیر کی روایت میں یہ ہے کہ شغار یہ ہے کہ آدمی کسی سے کہے کہ تم مجھے اپنی لڑکی بیاہ دو کہ میں اپنی لڑکی تم کو بیاہ دوں یا مجھے اپنی بہن بیاہ دو کہ میں تم کو اپنی بہن بیاہ دوں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض اس نکاح میں عورتوں پر بڑا ظلم ہوتا تھا کہ دو مفت خوروں کا تو بیاہ ہو گیا اور عورتوں غریبوں کا مہر مارا گیا اور یہ باجماع امت منع ہے اور امام احمد اور اسحق اور ابی عبیدہ رحمہم اللہ سے خطابی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی اب بھی یہ نکاح کرے تو باطل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قبل دخول وہ فسخ ہوتا ہے اور ایک روایت میں کہ قبل دخول فسخ ہے نہ بعد اور ایک جماعت نے کہا کہ نکاح صحیح ہے اور مہر مثل لازم آتا ہے دونوں کو اور یہ قول حنفیہ کا ہے۔

(٣٤٧٠) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ [وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ] بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ زِيَادَةَ ابْنِ نُمَيْرٍ. [راجع: ٣٤٦٩]

مضمون وہی ہے اور ابن نمیر کا زیادہ کیا ہوا مضمون اس میں نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٧١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا۔

بَابُ الْوَفَاءِ بِالشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ.

باب: نکاح کی شرائط کے پورے کرنے کا بیان۔

(٣٤٧٢) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَقَّ الشَّرْطِ اَنْ يُّوْفٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ)) هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِ الْمُثَنّٰى غَيْرَ اَنَّ ابْنَ الْمُثَنّٰى قَالَ: ((الشُّرُوْطِ)). [بخاری: ٢٧٢١، ٥١٥١؛ ابوداود: ٢١٣٩؛ ترمذی: ١١٢٧؛ نسائی: ٣٢٨١، ٣٢٨٢؛ ابن ماجه: ١٩٥٤]

عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ سب شرطوں سے زیادہ پوری کرنے کی مستحق وہ شرطیں ہیں جن سے تم نے فرجوں کو حلال کیا ہے یعنی نکاح کی شرطیں۔'' اور ابن مثنیٰ کی روایت میں شروط کا لفظ ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: علما کے نزدیک اس سے وہ شرطیں مراد ہیں جو منافی نکاح نہ ہوں بلکہ مقاصد نکاح میں سے ہوں جیسے خوش خلقی کرنا عورتوں سے یا دستور کے موافق نان ونفقہ دینا اور یہ کہ کپڑا دینا اور عورت کی طرف سے قبول شرط یہ ہے کہ بے مرد کی اجازت کے گھر سے باہر نہ جانا اور ایسی شرط نہ ہو جس میں کسی کا حق شرعی مارا جائے اور خلاف شرع نہ ہو مثلاً اگر عورت شرط کرے کہ زیارت قبور کی کیا کروں گی اور وہاں شیرینی چڑھایا کروں گی یا محرم میں تعزیوں کی زیارت کو جایا کروں گی تو ایسی شرط کی وفا ہرگز ضروری نہیں اگر ایسی ہزار شرطیں کیوں نہ ہوں۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شرط کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الثَّيِّبِ فِي النِّكَاحِ بِالنُّطْقِ وَالْبِكْرِ بِالسُّكُوْتِ.

باب: بیوہ کا نکاح میں اجازت دینا زبان سے ہے اور باکرہ کا سکوت سے۔

(٣٤٧٣) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ اِذْنُهَا؟ قَالَ: ((اَنْ تَسْكُتَ)).

[بخاری: ٥١٣٦، ٦٩٤٦، ٦٩٦٨؛ نسائی: ٣٢٦٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور باکرہ کا بھی نکاح نہ ہو جب تک اس سے اذن نہ لیا جائے۔'' لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! باکرہ سے اذن کیونکر لیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذن اس کا یہ ہے کہ چپ رہے۔''

فائدہ: بیوہ سے مراد وہ ہے کہ جس کا ایک بار نکاح ہو گیا ہو اور باکرہ کنواری ہے۔

(٣٤٧٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيْثِ هِشَامٍ وَإِسْنَادِهِ وَاتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيْثِ هِشَامٍ وَشَيْبَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِى هٰذَا الْحَدِيْثِ. [ترمذی: ١١٠٧؛ ابن ماجہ: ١٨٧١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٧٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَارِيَةِ يُنْكِحُهَا اَهْلُهَا اَتُسْتَاْمَرُ اَمْ لَا؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ تُسْتَاْمَرُ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهُ: فَاِنَّهَا تَسْتَحْيِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَذٰلِكَ اِذْنُهَا اِذَا هِىَ سَكَتَتْ)).

[بخاری: ٥١٣٧، ٦٩٧١؛ نسائی: ٣٢٦٦]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جو لڑکی ایسی ہو کہ نکاح کر دیں اس کا اس کے گھر والے (یعنی ولی لوگ) تو کیا اس سے بھی اجازت لی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اجازت لی جائے۔'' پھر انہوں نے فرمایا کہ وہ شرماتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اجازت اس کی یہی ہے کہ چپ ہو جائے۔'' (یعنی زبان سے ہاں، ہوں، ضروری نہیں)۔

(٣٤٧٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: ((الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِىْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). قَالَ: نَعَمْ. [ابوداود: ٢٠٩٨، ٢٠٩٩، ٢١٠٠؛ ترمذی: ١١٠٨؛ نسائی: ٣٢٦٠، ٣٢٦١، ٣٢٦٢، ٣٢٦٣، ٣٢٦٤؛ ابن ماجہ: ١٨٧٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے نکاح میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے نکاح میں اجازت لی جائے اور اجازت اس کی چپ رہنا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٤٧٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: ((الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا)). [راجع: ٣٤٧٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ بیوہ اپنے ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے اور کنواری سے اجازت طلب کی جائے اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

(٣٤٧٨) عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِىْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا)) وَرُبَّمَا قَالَ:

اسی سند سے مروی ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنی ذات کی زیادہ حق دار ہے اپنے ولی سے (یعنی نکاح کی مختار ہے) اور کنواری سے اس کا باپ اس کی ذات کے لیے اجازت لے اور اجازت اس کی چپ رہنا

((وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا)) . [راجع: ٣٤٧٦]

ہے۔" اور بعض وقت راوی نے کہا کہ "اس کا چپ رہنا گویا اقرار کرنا ہے۔

فائدہ: ان روایتوں کے معنی شافعی اور ابن ابی لیلیٰ اور احمد اور اسحق رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے یہی کیے ہیں کہ کنواری سے نکاح میں اجازت لینا ضروری ہے اور مامور بہ ہے اور اگر ولی باپ یا دادا ہے تو اجازت لینا مستحب ہے اور اگر بغیر اجازت کے بھی نکاح کر دیا تو بھی صحیح ہے اس لیے کہ باپ اور دادا کو شفقت کاملہ ہے سو وہ کبھی اس کا نقصان نہ چاہیں گے اور ان کے سوا دوسرے ولی کو نکاح بغیر اجازت کے درست نہیں اور اوزاعی اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اجازت واجب ہے ہر کنواری بالغہ لڑکی سے اور کنواری کی اجازت چپ رہنا ہے جیسا حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے اور جو کنواری نہ ہو اس کو زبان سے اجازت دینا ضروری ہے۔

بَابُ جَوَازِ تَزْوِيجِ الْأَبِ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ .

باب: باپ کو روا ہے کہ چھوٹی لڑکی کنواری کا نکاح کر دے۔

(٣٤٧٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِسِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَتْ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَوُعِكْتُ شَهْرًا فَوَفَى شَعْرِي جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ: هَهْ هَهْ حَتَّى ذَهَبَ نَفَسِي فَأَدْخَلَتْنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ . [بخاري: ٣٨٩٦]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ نکاح کیا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اور میں چھ برس کی تھی اور زفاف کیا مجھ سے اور میں نو برس کی تھی اور فرماتی ہیں کہ پھر میں مدینہ میں آئی اور وہاں مجھے بخار رہا ایک ماہ تک اور پھر میرے بال کانوں تک ہو گئے (یعنی بعد اس کے کہ مرض میں جھڑ گئے تھے) تب رومان کی ماں میرے پاس آئیں (یہ سیدہ عائشہ صدیقہ کی والدہ ہیں) اور میں جھولے پر تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں بھی تھیں اور انہوں نے مجھے پکارا اور میں ان کے پاس آئی اور میں نہ جانتی تھی کہ مجھے کیوں بلایا ہے۔ سو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور میں ہاہ ہاہ کر رہی تھی (جیسے کسی کی سانس پھول جاتی ہے) یہاں تک کہ میری سانس پھولنا بند ہو گئی اور مجھے وہ ایک گھر میں لے گئیں اور وہاں چند عورتیں انصار کی تھیں اور وہ کہنے لگیں کہ اللہ خیر و برکت کرے اور تم کو حصہ ہو خیر میں سے غرض میری ماں نے ان کے سپرد کر دیا اور انہوں نے میرا سر دھویا اور سنگار کیا۔ اور مجھے اور کچھ خوف نہیں پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ آئے چاشت کے وقت اور مجھے ان کے سپرد کر دیا۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی لڑکی کا نکاح درست ہے بغیر اجازت کے اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا کہ باپ نے اگر بچپن میں نکاح کر دیا ہے تو بعد بلوغ کے لڑکی کو فسخ کا اختیار نہیں امام مالک اور شافعی اور تمام فقہائے حجاز رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اور اہل عراق نے کہا ہے کہ بعد بلوغ کے اس کو اختیار ہے فسخ کا اور باپ اور دادا کے سوا اور اولیا کو تزویج اس کی حالت صغیر میں روا نہیں امام شافعی اور ثوری اور مالک اور ابن ابی لیلیٰ اور احمد اور ثور اور جمہور رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بلکہ ان لوگوں نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے اگر نکاح کر دیا تو صحیح نہیں اور اوزاعی اور ابو حنیفہ اور دوسرے فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ تمام اولیا کو روا ہے کہ بچپن میں نکاح کر دیں مگر جب وہ بڑی ہو گئی تو اس کو فسخ کا اختیار ہے مگر ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اختیار نہیں اور جماہیر کا اتفاق ہے کہ ولی اجنبی لڑکپن میں نکاح نہ کرے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ مستحب ہے کہ قبل بلوغ کے نکاح نہ کرے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس لیے کہ شاید ایسا نہ ہو کہ شوہر کے پھندے میں پھنس جائے اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نہیں اس لیے کہ اگر مصلحت ظاہر نہ ہو تو کوئی ضرورت نہیں ہے قبل بلوغ کے انکار کی اور جہاں کوئی مصلحت ہو وہاں کچھ مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ باپ کو بھی حکم ہے کہ خیر خواہی کرے اپنی اولاد کی اور باقی رہا زفاف کا وقت اگر متفق ہو جائیں شوہر اور ولی لڑکی کا تو صغیرہ سے بھی زفاف روا ہے اور اگر اختلاف ہو تو احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نو برس کی لڑکی پر جبر ہو سکتا ہے زفاف کے لیے نہ اس سے چھوٹی پر اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اصل حد اس کی یہ ہے کہ وہ طاقت جماع رکھتی ہو اور یہ طاقت عورتوں کے ساتھ مختلف ہوتی ہے اور اس میں کسی سن کی قید نہیں اور یہی صحیح ہے اور اس روایت میں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نہ کوئی تقرر حد کا ہے اور نہ اس سے منع مذکور ہے کہ نو سے کم میں منع ہے یا اس سے زیادہ میں نہیں اور داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اچھی جوان ہو گئی تھیں نو برس میں اور بعض روایتوں میں سات برس بھی آئے ہیں نکاح کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے تو تطبیق اس میں یوں ہے کہ چھ سال سے کچھ زیادہ ہو گئے تو کہیں سال فرمائے اور زیادتی کو حذف کر دیا اور کہیں سات فرمائے اور کمی کو پورا گن لیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے سنگار کرنا دلہن کا اور جمع ہونا عورتوں کا اس لیے کہ اس میں نکاح کا اعلان بھی ہو جاتا ہے اور عورتوں کے ملنے سے اس دلہن کو انس اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور اسے آداب زفاف بھی سکھاتی ہیں اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زفاف عورتوں کی اور صحبت دن کو بھی درست ہے جیسے رات کو۔

(٣٤٨٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ سے عقد کیا رسول اللہ ﷺ نے جب میں چھ برس کی تھی اور مجھ سے ہم بستر ہوئے جب میں نو برس کی تھی۔

(٣٤٨١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عقد کیا ان سے رسول اللہ ﷺ نے جب سات برس کی تھیں اور ہم بستر ہوئے جب نو برس کی تھیں اور گڑیاں ان کی ان کے ساتھ تھیں اور وفات ہوئی آپ ﷺ کی جب وہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس کی تھیں۔

فائدہ: اس میں ان کی صغر سنی کا بیان ہے کہ گڑیاں تک ساتھ تھیں اور اس حدیث سے گڑیاں کھیلنا درست ہو گیا۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان گڑیوں کو دیکھا اور منع نہیں فرمایا اور اس میں تربیت ہوتی ہے لڑکیوں کی اور ضروریات خانگی سے ان کو آگاہی حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید یہ خاص ہو ان احادیث سے جس میں تصویروں کا رکھنا منع ہے یعنی سوا گڑیوں کے اور تصویریں منع ہوں اور یہ احتمال ہے کہ یہ گڑیوں کا قصہ تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے ہو اور پھر جب تصویریں حرام ہو گئیں تو وہ بھی حرام ہو گئیں یا ان میں کوئی تصویر نہ ہو صرف ایک لکڑی پر ایک چیتھڑا لپٹا ہوا ہو واللہ اعلم بالصواب۔

(٣٤٨٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

[نسائی: ٣٢٥٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا اور نو برس کی عمر میں صحبت کی اور آپ ﷺ کا جب انتقال ہوا تو وہ اٹھارہ سال کی تھیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّزَوُّجِ وَالتَّزْوِيْجِ فِيْ شَوَّالٍ وَاسْتِحْبَابِ الدُّخُوْلِ فِيْهِ.

باب: عقد کا اور زفاف کا شوال میں مستحب ہونا۔

(٣٤٨٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي؟ قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَ هَا فِي شَوَّالٍ. [ترمذی: ١٠٩٣؛ نسائی: ٣٢٣٦، ٣٣٧٧؛ ابن ماجہ: ١٩٩٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ عقد کیا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں اور ہم بستر ہوئے مجھ سے شوال میں اور کون سی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھ سے بڑھ کر پیاری تھی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ دوست رکھتی تھیں کہ ان کے قبیلہ کی عورتوں سے ہم بستری کی جائے ماہ شوال میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ شوال میں عقد اور زفاف مستحب اور مبارک ہے اور بعضے جاہلان، شرک شعار جو اسے منحوس سمجھتے ہیں وہ خود منحوس مکھی چوس بلکہ ملیا پوس ہیں اور ان کا عقیدہ آثار جاہلیت سے ہے۔

(٣٤٨٤) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِعْلَ عَائِشَةَ. [راجع: ٣٤٨٣]

اور روایت کی ہم سے ابن نمیر نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے سفیان نے اسی اسناد سے اور نہیں ذکر کیا اس میں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دوست رکھتی تھیں کہ ان کے قبیلہ کی عورتوں سے شوال میں ہم بستری کی جائے۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ نَدْبِ مَنْ أَرَادَ نِكَاحَ امْرَأَةٍ إِلَى أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا قَبْلَ خِطْبَتِهَا.

باب: جو کسی عورت سے نکاح کا ارادہ کرے تو اس کو مستحب ہے کہ اس کا منہ اور ہتھیلیاں دیکھ لے۔

(٣٤٨٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا)). [نسائی: ٣٢٤٦، ٣٢٤٧، ٣٢٣٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اس نے عقد کیا ہے انصار کی ایک عورت سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اس کو دیکھ بھی لیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جا اس کو دیکھ لے اس لیے کہ انصار کی عورتوں کو آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔“ (یعنی عیب)

○ ○ ○ ○

(٣٤٨٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ فَإِنَّ فِي عُيُوْنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا)) قَالَ: قَدْ نَظَرْتُ إِلَيْهَا قَالَ: ((عَلٰى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا؟)) قَالَ: عَلٰى أَرْبَعِ أَوَاقٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((عَلٰى أَرْبَعِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک انصار کی عورت سے عقد کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اس کو دیکھ بھی لیا؟ اس لیے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب بھی ہوتا ہے۔“ اس نے کہا: میں نے دیکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کتنے مہر پر؟“ اس نے عرض کی چار اوقیہ چاندی پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چار اوقیہ پر گویا تم لوگ اسی پہاڑ سے چاندی کھود لاتے ہو (یعنی جب

اَوَاقٍ كَاَنَّمَا تَنْحِتُوْنَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هٰذَا الْجَبَلِ مَاعِنْدَ نَا مَا نُعْطِيْكَ وَلٰكِنْ عَسٰى اَنْ نَبْعَثَكَ فِيْ بَعْثٍ تُصِيْبُ مِنْهُ)) قَالَ: فَبَعَثَ بَعْثًا اِلٰى بَنِيْ عَبْسٍ بَعَثَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فِيْهِمْ. [راجع: ۳۴۸۵]

تو اتنا زیادہ مہر باندھتے ہو) اور ہمارے پاس نہیں ہے جو ہم تم کو دیں مگر اب ہم ایک لشکر کے ساتھ تم کو بھیج دیتے ہیں کہ اس میں تم کو حصہ ملے غنیمت کا۔'' اور قبیلہ بنی عبس کی طرف آپ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا تو اس کے ساتھ اسے بھی بھیج دیا۔

فائدہ: یعنی انصار کی عورتوں کی آنکھیں شاید چھوٹی ہوتی ہوں گی یا اس میں نیلا پن ہوگا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیر خواہی کیلئے ایسی بات کہنا روا ہے اور داخل غیبت نہیں جو منع ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اس کا دیکھنا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے ہمارا اور مالک کا اور ابوحنیفہ اور تمام کوفیوں کا اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کا اور جو لوگ اس کے مخالف ہیں وہ خطا پر ہیں اور مذہب مالک اور احمد اور جمہور رحمہم اللہ کا ہے کہ اس دیکھنے میں اس عورت کی رضا ضروری نہیں بلکہ غفلت میں عورت کو ناکح دیکھ سکتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک مستحب ہے کہ قبل از پیغام اس کو دیکھ لے تاکہ بعد پیغام کے کچھ ناپسندی کی صورت نہ ہو اور یہ بھی ہمارے اصحاب کے نزدیک مستحب ہے اور اگر ناکح خود نہ دیکھ سکے تو کسی معتبر عورت کو بھیج دے کہ وہ دیکھ کے اس کو خبر دیدے اور یہ جو فرمایا: ''تم گویا چاندی اس پہاڑ سے کھودلاتے ہو۔'' گویا آپ ﷺ نے مہر کی زیادتی کو مکروہ جانا یہ نسبت اس شخص کے کہ مفلس تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر مرد کی حیثیت کے موافق باندھنا چاہیے اور نیت ادا کی رکھنی چاہیے نہ یہ کہ جیسا ہمارے ملک میں جہلاء کی عادت ہے کہ سو امن چربی مچھر کی چون چون گاڑی کے مہر میں باندھ دی۔ یہ سخت جہالت و حماقت ہے ایسا ہی مضمون ہے نووی رحمہ اللہ کا ساتھ اختصار اور ادنیٰ تغیر کے۔

بَابُ الصَّدَاقِ وَجَوَازِ كَوْنِهٖ تَعْلِيْمَ قُرْاٰنٍ وَخَاتَمَ حَدِيْدٍ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ قَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ.

باب: مہر کا بیان اور تعلیم قرآن اور مہر ٹھہرانے میں لوہے کا چھلا وغیرہ کے بیان میں۔

(۳۴۸۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاْطَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهُ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ: ((فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ)) فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا؟)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَاوَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات آپ ﷺ کو ہبہ کردوں (اس میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی اگر کوئی عورت مومنہ بخش دے اپنی جان نبی کو اگر نبی ﷺ ارادہ کرے اس سے نکاح کا اور یہ خاص ہے تجھ کو نہ اور مومنوں کو۔'' اور اس سے جواز ہبہ کا ثابت ہوا خاص آپ ﷺ کے واسطے) پھر نظر کی رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اور خوب نیچے سے اوپر تک نگاہ کی اس کی طرف اور پھر سر مبارک جھکالیا اور جب عورت نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کو کچھ حکم نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: کہ یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو مجھ سے اس کا عقد کر دیجئے۔

((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ ـ قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ ـ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ)) فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ؟)) قَالَ: مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا ـ عَدَّدَهَا ـ فَقَالَ: ((تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مُلِّكْتَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ)) هٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ وَحَدِيْثُ يَعْقُوْبَ يُقَارِبُهُ فِي اللَّفْظِ.

[بخاری: ۵۰۸۷، ۵۰۳۰، ۵۱۲۶، ۵۸۷۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس کچھ ہے؟'' اس نے عرض کی کہ کچھ نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے گھر والوں کے پاس جا اور دیکھ شاید کچھ پائے۔'' پھر وہ گئے اور لوٹ آئے اور عرض کی: کہ اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں پایا پھر فرمایا: ''کہ جا دیکھ اگر چہ لوہے کا چھلا ہو۔'' وہ پھر گیا اور لوٹ آیا اور عرض کی: کہ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! ایک لوہے کا چھلا بھی نہیں مگر یہ میری تہبند ہے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس غریب کے پاس چادر بھی نہ تھی، سو اس میں سے آدھی اس عورت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری تہبند سے تمہارا کیا کام نکلے گا کہ اگر تم نے اس کو پہنا تو اس پر اس میں سے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے پہنا تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔'' پھر وہ شخص بیٹھ گیا (یعنی مایوس ہو کر) یہاں تک کہ جب دیر تک بیٹھا رہا تو کھڑا ہوا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا کہ پیٹھ موڑ کر چلا۔ سو آپ نے حکم دیا وہ پھر بلایا گیا جب آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟'' اس نے عرض کی کہ مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے اور اس نے سورتوں کو گنا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان کو اپنی یاد سے پڑھ سکتا ہے؟'' اس نے عرض کی کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا میں نے اسے تیرا مملوک کر دیا۔ (یعنی نکاح کر دیا) عوض میں اس قرآن کے جو تجھے یاد ہے۔'' (یعنی یہ سورتیں اسے یاد کرا دینا یہی تیرا مہر ہے) یہ روایت ہے ابن ابی حازم کی اور یعقوب کی روایت کے لفظ بھی اسی کے قریب قریب ہیں۔



(۳۴۸۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ زَائِدَةَ قَالَ: ((انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ)). [بخاری: ۵۰۲۹، ۵۱۴۱، ۴۶۷۰، ۵۱۴۹؛ نسائی: ۳۲۰۰، ۳۲۸۰]

سہل رضی اللہ عنہ سے چند سندوں سے یہی مضمون مروی ہوا کسی میں کچھ زیادہ ہے کسی میں کچھ کم اور زائدہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا میں نے تیرا عقد اس سے کر دیا اور تو اس کو یہ قرآن سکھا دے۔'' (یعنی جو تجھے یاد ہے)۔



فائدہ: سبحان اللہ! اس حدیث سے کمال سادگی اور بے تکلفی اصحاب کی معلوم ہوئی اور خصوصیت رسول اللہ ﷺ کی جو آیت میں اوپر مذکور ہوئی کہ بلا مہر آپ ﷺ کا نکاح درست ہے اور آپ ﷺ کے سوا اگر کوئی دوسرا بلا مہر نکاح کرے تو مہر مثل آئے گا اور آپ ﷺ نے جو اس کی طرف نگاہ کی اس سے معلوم ہوا کہ ناکح کو جو ارادہ نکاح رکھتا ہو، دیکھنا عورت کا روا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر نیک اور صالح مرد پر اپنی ذات کو عرض کرے نکاح کے لیے تو مستحب ہے اور یہ تمام امت کے علما اور فضلا اور صالحین کے لیے عام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کہ جب کوئی سائل ایسا سوال کرے کہ اپنے سے اس کا پورا کرنا نہ ہو سکے تو چپ رہنا چاہیے کہ وہ سمجھ جائے کہ اس کا پورا ہونا اس سے ممکن نہیں، غرض یہ سکوت جواب دینے سے اولیٰ ہے کہ جواب دینے میں خجالت ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کے نکاح کے وقت یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ وہ عدت میں ہے یا نہیں اور آپ ﷺ نے جو چھلا تلاش کروایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ نکاح کے وقت ذکر مہر کا آ جائے اس لیے کہ اس میں نزاع کا خوف نہیں رہتا اور عورت کی تسلی ہوتی ہے اور عورت کو نفع بھی ہوتا ہے کہ اگر قبل صحبت کے طلاق ہو جائے تو نصف مہر اس کو ملتا ہے اور معلوم ہوا کہ مہر قلیل و کثیر ہو سکتا ہے جس پر زوجین راضی ہو جائیں۔ اس لیے کہ لوہے کا چھلا کم سے کم ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جماہیر علما کا سلف سے خلف تک اور یہی قول ہے ربیعہ اور ابوالزناد اور ابن ابی ذئب اور یحییٰ بن سعید اور لیث بن سعد اور ثوری اور اوزاعی اور مسلم بن خالد زنجی اور ابن ابی لیلیٰ اور داؤد اور تمام فقہائے اہل حدیث ؒ کا اور ابن وہب ؒ کا جو اصحاب مالک سے ہیں اور قاضی عیاض ؒ نے کہا ہے کہ یہ مذہب کافہ علما کا حجازیوں اور مصریوں اور کوفیوں اور شامیوں وغیرہم کا کہ دولہا دلہن کا راضی ہونا شرط ہے اس مہر پر خواہ ایک کوڑا یا ایک چپل کا جوڑا یا لوہے کا چھلا یا تانبے کا پیسہ کیوں نہ ہو۔ اور امام مالک ؒ نے کہا ہے کہ ربع دینار سے کم نہ ہو کہ وہ نصاب سرقہ ہے اور قاضی عیاض ؒ نے کہا کہ امام مالک ؒ اس قول میں اکیلے ہیں اور ابوحنیفہ ؒ اور ان کے اصحاب نے کہا کہ کم سے کم اس کی حد دس درہم ہے کہ قریب پونے تین روپیہ کے ہوتے ہیں اور ابن شبرمہ ؒ نے کہا کہ کم از کم پانچ درہم ہیں جو نصاب ہے قطع ید کا سرقہ میں ان دونوں کے نزدیک اور نخعی ؒ نے مکروہ جانا ہے کہ چالیس درہم سے کم ہو اور ایک بار دس درہم بھی کہے اور یہ تمام مذاہب سوا اس مذہب اول کے جو ہم نے جماہیر سلف سے نقل کیا اس حدیث صریح و صحیح کی رو سے مردود و باطل ہیں اور اس سے معلوم ہو گیا کہ ایک چھلا بھی لوہے کا مہر میں کافی ہو جاتا ہے اور نہیں مقابل ہو سکتی رائے کسی کی اور نہ قول کسی کا رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل سے۔

تعلیم قرآن پر اُجرت لینی درست ہے۔

پس ہرگز مومن متبع سنت کو ان اقوال کی طرف نظر نہ کرنا چاہیے جو مخالف ہوں رسول معصوم ﷺ کے اور اس صحابی نے جو عرض کیا کہ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت اور بغیر طلب کے بھی قسم کھانا درست ہے صرف تاکید کلام کے لیے اور اس سے ثابت ہوا کہ مفلس کا نکاح کر دینا درست ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ تعلیم قرآن کا مہر قرار دینا درست ہے اور نفع لینا تعلیم پر روا ہے۔ اور یہ دونوں امر جائز ہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعی ؒ کا اور مجتہدین محدثین اور متبعین سنت کا اور یہی قول ہے عطاء اور حسن بن صالح اور مالک اور اسحاق ؒ وغیرہم کا اور مردود ہے قول ان لوگوں کا جو اس کو منع کرتے ہیں اور یہ حدیث ان کے قول کو رد کر رہی ہے اور اسی طرح حدیث دوسری کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ مستحق اجرت لینے کی اللہ کی کتاب ہے۔'' اور قاضی عیاض ؒ نے کہا ہے اجرت لینا تعلیم قرآن پر تمام علما کے نزدیک روا ہے سوا ابوحنیفہ ؒ کے اور قول ابوحنیفہ ؒ کا حدیث کے مخالف، قابل رد و طرد ہے کہ کسی طرح التفات اس کی طرف نہیں ہو سکتا۔

(۳۴۸۹) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَنَشًّا قَالَتْ: اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَتْ: نِصْفُ اُوْقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَهٰذَا صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِاَزْوَاجِهٖ. [ابوداود: ۲۱۰۵؛ نسائی: ۳۳۴۷؛ ابن ماجه: ۱۸۸۶]

ابوسلمہ ؒ نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں کا مہر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ بارہ اوقیہ چاندی کہ پانچ سو درہم ہوتے (جس کے ایک سو اکتیس روپیہ چار آنے موجودہ ہوتے ہیں۔) یہ مہر تھا رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیویوں کے لیے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٩٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: ((فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[بخاري: ٥١٥٥، ٦٣٨٦؛ ترمذي: ١٠٩٤؛ نسائي: ٣٣٧٢؛ ابن ماجه: ١٩٠٧]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے دیکھا اثر زردی کا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر۔ فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کی: کہ یارسول اللہ! میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی بھر سونے کے مہر پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہو۔“

○ ○ ○ ○

رسول اللہ ﷺ کے مہر کا بیان

فائدہ۔ وہ اثر تھا کسی خوشبو کا نہ زعفران کا کہ وہ مردوں کو حرام ہے اور عورتوں کو درست ہے اور بعض نے کہا: دولہا کے لیے درست ہے اور یقین ہے کہ وہ بہت تھوڑا ہو جھڑا جھڑایا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا جیسے زعفران سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید وہ کپڑوں میں ہو ان کے بدن پر نہ ہو اور مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا اور ان کے اصحاب کا ہے کہ لباس زعفران درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو علمائے مدینہ سے نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا اور شافعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روا نہیں مرد کو۔

نواۃ کے لفظ کی تحقیق اور ولیمہ کا بیان

وزن نواۃ جو حدیث میں وارد ہوا ہے۔ نواۃ سے یا تو مراد کھجور کی گٹھلی ہے یا ایک وزن معروف ہے جیسے اوقیہ وغیرہ اور بعض نے کہا کہ وزن نواۃ پانچ درہم ہیں سونے کے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ قول ہے اکثر علما کا اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ تین درہم ہے اور ایک درہم کا ثلث اور یہ بھی ایک قول ہے کہ مراد اس سے کھجور کی گٹھلی ہے۔ اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ پانچ درہم سونے کے یہی قول صحیح ہے اور فرمایا: ”کہ اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے۔“ اس سے مستحب ہوا دعا برکت کی دولہا کو اور ولیمہ کی دعوت سنت مستحبہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ وغیرہما نے واجب کہا ہے اس حدیث کے ظاہر سے اور اس کے وقت میں قاضی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مستحب ہے بعد دخول کے اور ایک جماعت مالکیہ سے منقول ہے کہ مستحب ہے وقت عقد کے اور مستحب ہے طاقت والے کو کہ ایک بکری سے کم نہ کرے اور اس پر اجماع ہے کہ اس کی کوئی مقدار معین نہیں بلکہ جو کھانا ہو ولیمہ صحیح اور درست ہو جاتا ہے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ بغیر گوشت کے ہوا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں گوشت روٹی سے سیر ہو گئے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے اور تکرار ولیمہ کے دو دن سے زیادہ مکروہ ہے۔

(٣٤٩١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کہا: ”کہ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہی ہو۔“

○ ○ ○ ○

(٣٤٩٢) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[بخاري: ٥١٤٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٩٣) عَنْ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً. [راجع: ٣٤٩٢]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

O O O O

(٣٤٩٤) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: ((كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟)) فَقُلْتُ: نَوَاةً [وَ] فِي حَدِيثِ إِسْحَاقَ: مِنْ ذَهَبٍ.

[راجع: ٣٤٩٢]

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر خوشی دیکھی شادی کی اور میں نے عرض کی کہ میں نے نکاح کیا ہے ایک عورت سے انصار کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مہر باندھا ہے؟'' میں نے عرض کی: ایک نواۃ۔ اسحاق کی روایت میں ہے کہ ایک نواۃ سونے سے۔

O O O O

فائدہ: نواۃ کی تحقیق ابھی اوپر گزری۔

(٣٤٩٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ایک وزن نواۃ پر سونے کے۔

O O O O

(٣٤٩٦) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: مِنْ ذَهَبٍ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

O O O O

بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا.

باب: اپنی لونڈی کو آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت۔

(٣٤٩٧) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ قَالَ: فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَإِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: ((اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کیا خیبر پر اور ہم لوگوں نے وہاں نماز پڑھی صبح کی بہت اندھیرے میں۔ اور سوار ہوئے نبی ﷺ اور سوار ہوئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور میں ردیف تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا اور روانہ ہوئے نبی ﷺ گلیوں میں خیبر کی اور میرا زانو نبی ﷺ کے ران سے لگ لگ جاتا تھا اور تہبند رسول اللہ ﷺ کی آپ ﷺ کی ران سے کھسک گئی تھی اور میں دیکھتا سفیدی آپ کی ران کی پھر جب شہر کے اندر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر خراب ہوا خیبر، ہم جب اترتے ہیں کسی قوم کے آنگن میں تو برا ہوتا ہے حال ڈرائے گئے لوگوں کا۔'' اس آیت کو آپ ﷺ نے تین بار پڑھا یعنی

الْمُنْذَرِيْنَ)) قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ: وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ! قَالَ عَبْدُالْعَزِيْزِ: وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا: [مُحَمَّدٌ] وَالْخَمِيْسُ قَالَ: وَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً وَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَآءَ دِحْيَةُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً)) فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ رضی اللہ عنہا فَجَآءَ رَجُلٌ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ؟ مَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ قَالَ: ((ادْعُوْهُ بِهَا)) قَالَ: فَجَآءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا)) قَالَ: وَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا اَبَا حَمْزَةَ! مَا اَصْدَقَهَا؟ قَالَ: نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَرُوْسًا فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ)) قَالَ: وَبَسَطَ نِطَعًا قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْاَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوْا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [بخاری: ۳۷۱؛ ابوداود: ۳۰۰۹؛ نسائی: ۳۳۸۰؛ وانظر فی مسلم: ٤٦٦٥]

﴿اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ﴾ سے اخیر تک اور اتنے میں وہاں کے لوگ اپنے اپنے کاموں میں نکلے اور انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے اور عبدالعزیز نے کہا کہ ہمارے لوگوں نے یہ بھی کہا کہ لشکر بھی آ گیا۔ کہا راوی نے کہ غرض ہم نے لے لیا خیبر کو جبرًا قہرًا اور قیدی لوگ جمع کیے گئے اور دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! ایک لونڈی مجھے عنایت کیجئے ان قیدیوں میں سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ ایک لونڈی لے لو۔'' انہوں نے صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی کو لے لیا اور ایک شخص نے آ کے کہا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو حیی کی بیٹی دے دی جو سردار ہے بنی قریظہ اور بنی نضیر کی اور وہ کسی کے لائق نہیں سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا: ''کہ بلاؤ ان کو مع اس لونڈی کے۔'' کہا راوی نے کہ پھر وہ اسے لے کر آئے پھر جب آپ نے اسے دیکھا تو دحیہ سے فرمایا: ''تم کوئی اور لونڈی لے لو قیدیوں میں سے اس کے سوا۔'' کہا راوی نے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا صفیہ رضی اللہ عنہا کو اور ان سے نکاح کر لیا۔ سو ثابت نے ان سے کہا کہ اے ابوحمزہ! ان کا مہر کیا باندھا؟ انہوں نے کہا: یہی مہر تھا کہ ان کو آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا یہاں تک کہ پھر جب وہ راہ میں تھے تو سنگار کر دیا ان کا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اور پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کو رات میں۔ اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوشہ (دولہا) بنے ہوئے تھے پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جس کے پاس جو کچھ ہو (یعنی کھانے کی قسم سے) وہ لائے'' اور ایک دسترخوان چمڑے کا بچھا دیا اور کوئی اقط لانے لگا۔ (دہی سکھا کر بناتے ہیں) اور کوئی کھجور اور کوئی گھی ان سب کو توڑ تاڑ کر خوب ملایا اور یہ ولیمہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: خیبریوں نے کہا ہے محمد والخمیس یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور لشکر آ چکا خمیس لشکر کو اس لیے کہتے ہیں کہ ہر لشکر کے پانچ ٹکڑے ہوتے ہیں ایک مقدمہ جو آگے چلے، ساقہ جو پیچھے آئے، میمنہ جو داہنی طرف ہو، میسرہ جو بائیں طرف ہو، قلب جو بیچ میں ہو اور حاکم وہیں رہتا ہے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نام بعض نے کہا کہ زینب تھا پھر قید کے بعد چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے چن لیا اس لیے صفیہ رضی اللہ عنہا ہوا یعنی چنی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفیہ رضی اللہ عنہا کی شرافت اور حسب و نسب و جمال کو ملاحظہ کیا تو فرمایا: ''کہ اور لونڈی لے لو۔'' اس میں بڑی مصلحت تھی کہ شاید یہ دحیہ رضی اللہ عنہ سے نشوز و اعراض اور تکبر کرے یا اور صحابہ رضی اللہ عنہم دحیہ رضی اللہ عنہ سے حسد کریں غرض ان سب مفاسد کا قطع کرنا اسی میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی خدمت میں رکھا اور اس حدیث سے تنفیل کی اجازت ثابت ہوئی اور تنفیل یہ ہے کہ لشکریوں میں سے کسی کو حصہ غنیمت سے بڑھ کر بطور انعام کے دینا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور آزاد کیا اور نکاح کر لیا اس کے معنوں میں اختلاف ہے ایک یہ ہیں کہ ان کو تبرعاً للہ فی اللہ آزاد کر دیا اور ان کی رضامندی سے بغیر مہر کے نکاح کر لیا اور یہ آپ ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ ﷺ کو بغیر مہر کے نکاح درست ہے کہ نہ عقد کے وقت مہر کی ضرورت ہے نہ بعد عقد کے بخلاف اوروں کے کہ ان کو درست نہیں اور یہ معنی محققین نے کہے ہیں اور دوسروں نے کہا کہ شرط کی ان سے کہ ہم تم کو آزاد کر دیں اور تم ہم سے نکاح کر لینا غرض اس شرط سے جب وہ آزاد ہوئیں تو وفائے شرط ضروری ہوئی اور علما کا اس میں اختلاف ہے کہ اب اگر کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کرے گا۔ اور اس کی آزادی ہی کو مہر ٹھہرائے تو اس کا حکم کیا ہے۔ جمہور نے کہا کہ اگر اس شرط پر آزاد کرے تو اس کو لازم نہیں ہے کہ اس شخص سے نکاح بھی کرے اور یہ شرط صحیح نہیں اور امام مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ اور محمد بن حسن رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور زفر رحمہ اللہ کا۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر اس نے شرط پر آزاد کیا اور اس نے یہ شرط قبول کی تو آزاد ہو گئی اور اس عورت پر لازم نہیں کہ اس مرد سے نکاح کرے بلکہ عورت کو ضروری ہے کہ اپنی قیمت ادا کرے اس لیے کہ وہ اپنی آزادی پر مفت راضی نہیں ہوئی پھر اگر وہ راضی ہو گئی اور کسی قدر مہر پر نکاح ہوا تو عورت پر ادائے قیمت ضروری ہے اور مرد پر مہر جو مقرر ہوا ہو خواہ تھوڑا خواہ بہت اور اگر اس کی قیمت پر نکاح کیا اور قیمت دونوں کو معلوم ہے تو مہر صحیح ہے اور نہ اس کے ذمہ قیمت رہی اور نہ مرد کے ذمہ مہر اور اگر اس کی قیمت مجہول ہے یعنی معلوم نہیں تو اس میں دو قول ہیں اول یہ کہ مہر صحیح ہو گیا جیسے معلوم کی صورت میں تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مہر صحیح نہیں بلکہ نکاح صحیح اور مہر مثل لازم ہے اور یہی قول صحیح ہے اور جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں۔ اور سعید بن مسیب اور حسن اور نخعی اور زہری اور ثوری اور اوزاعی اور ابو یوسف اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جائز ہے یہ کہ آزاد کرے باندی کو اس شرط پر کہ اس سے نکاح کرے گا اور اس کی آزادی ہی اس کا مہر ہو جاتی ہے اور لازم ہوتا ہے عورت کو کہ اس مرد سے نکاح کرے اور یہ مہر صحیح ہے۔ بنظر ظاہر اس حدیث کے اور یہی مذہب میرے نزدیک عمدہ بہتر اور قوی ہے۔

(٣٤٩٨) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كُلُّهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَفِي حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيهِ تَزَوَّجَ صَفِيَّةَ وَاَصْدَقَهَا عِتْقَهَا. [بخاري: ٩٤٧، ٥٠٨٦، ٥١٦٩؛ ابوداود: ٢٠٥٤؛ ترمذي: ١١١٥؛ نسائي: ٣٣٤٢، ٣٣٤٣؛ ابن ماجه: ١٩٥٧]

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صفیہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا۔

○ ○ ○ ○

(٣٤٩٩) عَنْ اَبِي مُوسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الَّذِيْ يُعْتِقُ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا: ((لَهُ اَجْرَانِ)). [بخاري: ٢٥٤٤؛ ابوداود: ٢٠٥٣؛ نسائي: ٣٣٤٥]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو آزاد کرے اپنی لونڈی کو اور پھر اس سے نکاح کرے اس کو دوہرا ثواب ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥٠٠) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ اَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدَمِي تَمَسُّ قَدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاَتَيْنَاهُمْ حِيْنَا بَزَغَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ اَخْرَجُوْا مَوَاشِيَهُمْ وَخَرَجُوْا بِفُئُوْسِهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ وَمُرُوْرِهِمْ فَقَالُوْا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَرِبَتْ خَيْبَرُ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ردیف تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا خیبر کے دن اور قدم میرا چھو جاتا تھا رسول اللہ ﷺ کے قدم سے، پھر پہنچے ہم اہل خیبر کے پاس جب آفتاب نکلا اور ان لوگوں نے اپنے چارپایوں کو نکالا تھا۔ اور وہ اپنے کدال اور ٹوکری اور پھاوڑے لے کر نکلے اور کہنے لگے: محمد ﷺ اور خمیس یعنی دونوں آ گئے کہا راوی نے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے ''خراب ہوا خیبر اور جب ہم اترتے ہیں کسی قوم کے آنگن میں سو برا انجام

إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ))
قَالَ: وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] وَوَقَعَتْ فِي
سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ
اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ
تُصَنِّعُهَا لَهُ وَتُهَيِّئُهَا ـ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ـ وَتَعْتَدُّ
فِي بَيْتِهَا وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَ: وَجَعَلَ
رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلِيمَتَهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ
وَالسَّمْنَ فُحِصَتِ الْأَرْضُ أَفَاحِيصَ وَجِيءَ
بِالْأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيهَا وَجِيءَ بِالْأَقِطِ
وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ قَالَ: وَقَالَ النَّاسُ:
لَا نَدْرِي أَتَزَوَّجَهَا أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ قَالُوا:
إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا
فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا
فَقَعَدَتْ عَلَى عَجُزِ الْبَعِيرِ فَعَرَفُوا أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا
فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ
وَدَفَعْنَا قَالَ: فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ الْعَضْبَاءُ وَنَدَرَ
رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَدَرَتْ فَقَامَ فَسَتَرَهَا وَقَدْ
أَشْرَفَتِ النِّسَآءُ يَقُلْنَ أَبْعَدَ اللّٰهُ الْيَهُودِيَّةَ.
قَالَ: قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ! وَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟
قَالَ: إِي وَاللّٰهِ! لَقَدْ وَقَعَ قَالَ أَنَسٌ: وَشَهِدْتُ
وَلِيمَةَ زَيْنَبَ ؓ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا
وَكَانَ يَبْعَثُنِي فَأَدْعُو النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ
وَتَبِعْتُهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلَانِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ
لَمْ يَخْرُجَا فَجَعَلَ يَمُرُّ عَلَى نِسَائِهِ فَيُسَلِّمُ
عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ: ((سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ؟)) فَيَقُولُونَ: بِخَيْرٍ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ فَيَقُولُ:
((بِخَيْرٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَمَّا

ہوتا ہے ڈرائے گئے لوگوں کا۔" اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور دحیہ ؓ کے حصہ میں ایک باندی خوب صورت آئی اور خرید لیا اس کو رسول اللہ ﷺ نے سات شخصوں کے بدلے میں اور پھر سپرد کیا اس کو ام سلیم ؓ کے کہ سنگار کر دیں ان کا اور تیار کر دیں ان کو آپ ﷺ کے لیے۔ اور کہا راوی نے کہ گمان کرتا ہوں میں کہ آپ ﷺ نے اس لیے ان کے سپرد کیا کہ وہ ان کے گھر میں عدت پوری کرے یعنی ایک حیض کے ساتھ استبراء ان کا ہو جو حکم ہے باندی کا اور یہ صفیہ ؓ بیٹی تھیں حیی کی اور رسول اللہ ﷺ نے انکا ولیمہ کیا کھجور اور اقط سے اور گھی سے اور زمین میں کئی گڑھے کھودے گئے اور اس میں دسترخوان چمڑے کا بچھا دیا گیا گڑھے اس لیے کھودے کہ گھی ادھر ادھر نہ جانے پائے اور اقط اور گھی لائے اور اس میں ڈال دیا۔ اور لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور لوگ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا یا ان کو ام ولد بنایا پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے ان کو چھپایا تو جانو کہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں اور اگر نہ چھپایا تو جانو کہ ام ولد ہیں پھر جب آپ ﷺ سوار ہونے لگے تو ان پر پردہ کیا اور وہ اونٹ کے سرین پر بیٹھیں، سو لوگوں نے جان لیا کہ ان سے نکاح کیا ہے پھر جب مدینہ کے قریب پہنچ گئے جلدی چلایا اونٹوں کو رسول اللہ ﷺ نے اور جلدی چلایا ہم نے اور ٹھوکر کھائی عضباء اونٹنی نے یہ نام ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا اور رسول اللہ ﷺ گرے اور حضرت صفیہ ؓ بھی گریں سو آپ ﷺ اٹھے اور ان پر پردہ کر لیا اور عورتیں دیکھنے لگیں اور کہنے لگیں اللہ دور کرے یہودیہ کو۔ کہا راوی نے میں نے کہا اے حمزہ ؓ کیا جناب رسول اللہ ﷺ گر پڑے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! آپ ﷺ گر پڑے اور انس ؓ نے کہا کہ میں زینب ام المؤمنین ؓ کے ولیمہ میں بھی حاضر تھا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو آسودہ اور سیر کر دیا روٹی اور گوشت سے اور مجھے آپ ﷺ بھیجتے تھے کہ لوگوں کو بلا لاؤں پھر جب کھلانے سے فارغ ہو چکے۔ کھڑے ہوئے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے ہوا دو شخص آپ ﷺ کے حجرے میں رہ گئے (یعنی جہاں زینب تھیں) اور ان کو باتوں نے بٹھا رکھا اور وہ نہ نکلے سو آپ ﷺ اپنی بیبیوں کے حجروں

بَلَغَ الْبَابَ إِذَا هُوَ بِالرَّجُلَيْنِ قَدِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآيَاهُ قَدْ رَجَعَ قَامَا فَخَرَجَا فَوَاللّٰهِ! مَا أَدْرِىْ أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَمْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بِأَنَّهُمَا قَدْ خَرَجَا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ أَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ [تَعَالَى] هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾.

[۳۳/الاحزاب:۵۳] [راجع: ۳۴۸۵]

پر جاتے تھے اور ہر ایک پر سلام کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''کہ کیسے ہو تم اے گھر والو!'' وہ کہتی تھیں کہ ہم خیریت سے ہیں اے رسول اللہ کے اور آپ ﷺ نے اپنی بی بی کو کیسا پایا۔ آپ فرماتے تھے: ''کہ خیر سے ہیں۔'' پھر جب آپ ﷺ سب کی خیر وعافیت پوچھنے سے فارغ ہوئے لوٹے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹا اور جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں شخص موجود ہیں اور باتوں میں مشغول ہیں۔ پھر جب ان دونوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ لوٹے، کھڑے ہو گئے اور باہر نکلے سو اللہ کی قسم ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آپ ﷺ کو خبر دی یا آپ ﷺ پر وحی اتری کہ وہ دونوں شخص چلے گئے اور آپ ﷺ لوٹ کر آئے یعنی حجرۂ زینب رضی اللہ عنہا پر اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ آیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے پیر رکھا دروازے کی چوکھٹ پر پردہ ڈال دیا میرے اور اپنے بیچ میں اور یہ آیت مبارک اتری ''کہ نہ داخل ہو تم نبی کے گھر میں مگر جب ان کی طرف سے اجازت ہو تم کو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۵۰۱) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَارَتْ صَفِيَّةُ رضی اللہ عنہا لِدِحْيَةَ فِي مَقْسَمِهِ وَجَعَلُوْا يَمْدَحُوْنَهَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَيَقُوْلُوْنَ: مَا رَأَيْنَا فِي السَّبْيِ مِثْلَهَا قَالَ: فَبَعَثَ إِلَى دِحْيَةَ فَأَعْطَاهُ بِهَا مَا أَرَادَ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّيْ فَقَالَ: ((أَصْلِحِيْهَا)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا جَعَلَهَا فِي ظَهْرِهِ نَزَلَ ثُمَّ ضَرَبَ عَلَيْهَا الْقُبَّةَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَأْتِنَا بِهِ)) قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِفَضْلِ التَّمْرِ وَفَضْلِ السَّوِيْقِ حَتّٰى جَعَلُوْا مِنْ ذٰلِكَ سَوَادًا حَيْسًا فَجَعَلُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ الْحَيْسِ وَيَشْرَبُوْنَ مِنْ حِيَاضٍ إِلَى جَنْبِهِمْ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهَا قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى إِذَا رَأَيْنَا جُدُرَ الْمَدِيْنَةِ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ انہوں نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں تھیں اور لوگ ان کی تعریف کرنے لگے رسول اللہ ﷺ کے آگے اور کہنے لگے کہ ہم نے قیدیوں میں اس کے برابر کوئی عورت نہیں دیکھی۔ سو آپ ﷺ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا اور ان کے عوض جو انہوں نے مانگا آپ ﷺ نے دے دیا، اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو ان سے لے کر میری ماں کو دیا (یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو) اور فرمایا: ''کہ ان کا سنگار کرو۔'' کہا کہ پھر نکلے رسول اللہ ﷺ خیبر سے یہاں تک کہ جب خیبر کو پس پشت کر دیا اترے اور ان کے لیے ایک خیمہ لگا دیا۔ پھر جب صبح ہوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس توشہ حاجت سے زیادہ ہو ہمارے پاس لاؤ۔'' سو کوئی تمر یعنی کھجور جو زیادہ تھی لانے لگا۔ کوئی ستو۔ یہاں تک کہ ایک ڈھیر ہو گیا ملیدہ کا اور سب لوگ اس میں سے کھانے لگے اور پانی پینے لگے اپنے بازو پر سے جو حوض تھے آسمان کے پانی کے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ولیمہ تھا جناب رسول اللہ ﷺ کا صفیہ رضی اللہ عنہا کے اوپر۔ کہا کہ پھر چلے ہم یہاں تک کہ جب دیکھیں ہم نے دیواریں مدینہ کی اور مشتاق ہوئے ہم اس کے اور ہم نے اپنی سواریاں دوڑائیں۔

هِشْنَا اِلَيْهَا فَرَفَعْنَا مَطِيَّنَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَطِيَّتَهٗ قَالَ: وَصَفِيَّةُ رضی اللہ عنہا خَلْفَهٗ قَدْ اَرْدَفَهَا [رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ] قَالَ فَعَثَرَتْ مَطِيَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصُرِعَ وَصُرِعَتْ قَالَ: فَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَلَا اِلَيْهَا حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَتَرَهَا قَالَ: فَاَتَيْنَاهُ فَقَالَ: ((لَمْ نُضَرَّ)) قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ فَخَرَجَ جَوَارِيْ نِسَآئِهٖ يَتَرَائَيْنَهَا وَيَشْمَتْنَ بِصَرْعَتِهَا .

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری دوڑائی اور صفیہ رضی اللہ عنہا ان کے پیچھے تھیں۔ سو ٹھوکر کھائی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی نے اور آپ ﷺ گر پڑے اور وہ بھی گر پڑیں اور کوئی آدمی اس وقت نہ آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تھا۔ نہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف، یہاں تک کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور ان کو ڈھانپ لیا۔ اور پھر ہم لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم کو کچھ صدمہ نہیں پہنچا۔“ پھر داخل ہوئے ہم مدینہ میں اور چھوکریاں (یعنی باندیاں) آپ ﷺ کی بیبیوں کی نکلیں اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے لگیں اور طعنہ دینے لگیں اس کے گرنے کا۔

فائدہ: اوپر کی روایتوں میں جو وارد ہوا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر آپ ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کو چھپا دیں تو جانو کہ بی بی ہیں۔ اس سے مالکیہ وغیرہم نے استدلال کیا ہے کہ نکاح بغیر شہود کے بھی روا ہے کہ جب اعلان ہو جائے اس لیے کہ اگر آپ ﷺ نے ان کے نکاح پر گواہ کیا ہوتا تو صحابہ کرام واقف ہوتے اور یہ مذہب ہے ایک جماعت کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے کہ نکاح بغیر شہود کے روا ہے جب اس کے بعد اعلان ہو جائے اور یہی مذہب ہے زہری اور مالک اور اہل مدینہ کا کہ انہوں نے اعلان کو شرط کہا ہے نہ شہود کو اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی نے کہا ہے کہ شرط نکاح کی شہادت ہے نہ اعلان۔ اور یہ مذہب ہے اوزاعی اور ثوری اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد وغیرہم کا ہے اور ان سب لوگوں نے گواہی دو عادلوں کی شرط کی ہے بخلاف ابو حنیفہ کے کہ ان کے نزدیک دو فاسقوں کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ اگر چپکے سے نکاح کر لیا بغیر گواہی کے یعنی نہ اعلان ہوا نہ گواہی تو نکاح صحیح نہ ہوا اور اگر چپکے سے نکاح کیا مگر دو گواہ ہوئے تو صحیح ہے نزدیک جماہیر کے بخلاف امام مالک کے کہ وہ صحیح نہیں کہتے۔

بَابُ زَوَاجِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَنُزُوْلِ الْحِجَابِ وَاِثْبَاتِ وَلِيْمَةِ الْعُرْسِ .

باب: نکاح زینب رضی اللہ عنہا اور نزول حجاب اور ولیمہ کا بیان۔

(٣٥٠٢) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ وَهٰذَا حَدِيْثُ بَهْزٍ قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ رضی اللہ عنہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ: ((فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتّٰى اَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِيْنَهَا قَالَ: فَلَمَّا رَاَيْتُهَا عَظُمَتْ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى مَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَنْظُرَ اِلَيْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِيْ وَنَكَصْتُ عَلٰى عَقِبِيْ فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ قَالَتْ: مَا اَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى اُوَامِرَ رَبِّيْ فَقَامَتْ اِلٰى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَجَآءَ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اور روایت ہے بہز راوی کی کہ جب پوری ہو گئی عدت زینب رضی اللہ عنہا کی (یعنی بعد طلاق دینے زید کے) تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ان سے میرا ذکر کرو۔“ اور زید رضی اللہ عنہ گئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے اور وہ اپنے آٹے کا خمیر کر رہی تھیں۔ اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جب ان کو دیکھا تو میرے دل میں ان کی بڑائی یہاں تک آئی کہ میں ان کی طرف نظر نہ کر سکا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یاد کیا تھا۔ (یہ کمال ایمان کی بات تھی اور نہایت سعادت مندی کی کہ زید رضی اللہ عنہ کے دل میں اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام دیا ہے۔ اس قدر عظمت اور ہیبت ان کی چھا گئی کہ نظر نہ کر سکے اور افسوس ہے کہ اس زمانے کے لوگوں پر کہ بث

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ قَالَ: فَقَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَقُلْنَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ قَالَ: فَمَا أَدْرِيْ أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوْا أَوْ أَخْبَرَنِيْ قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَنَزَلَ الْحِجَابُ قَالَ: وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوْا بِهِ. زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِيْ حَدِيْثِهِ: ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ إِنٰهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ﴾.

[نسائی: ۳۲۵۱]

رسول اللہ ﷺ کی بڑائی اور عظمت ذرا خیال میں نہیں آتی اور بے تکلف جھوٹی تاویلیں کرنے لگتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ خاص اس کی زبان وحی ترجمان سے نکلی ہے جس کی شان میں ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىO﴾ وارد ہوا ہے اور ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىO﴾ اترا ہے) غرض میں نے اپنی پیٹھ موڑی اور اپنی ایڑیوں پر لوٹا اور عرض کیا۔ کہ اے زینب رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے۔ اور وہ آپ کو یاد کرتے ہیں (یعنی نکاح کا پیغام دیا ہے) اور انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی کام نہیں کرتی ہوں جب تک کہ مشورہ نہیں لے لیتی ہوں اپنے پروردگار سے (یعنی استخارہ نہیں کر لیتی اور اسی وقت وہیں اپنی نماز کی جگہ میں کھڑی ہو گئیں (واہ مسلمانوں کی ماں اللہ تم پر رحمت کرے) قرآن اترا اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بغیر اذن کے داخل ہو گئے (یعنی یہ آیت اتری ﴿زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ﴾ یعنی بیاہ دیا ہم نے زینب کو تجھ سے تا کہ مؤمنوں کو حرج نہ ہو اپنے لے پالکوں کی بیبیوں سے نکاح کرنے میں جب وہ اپنی حاجت ان سے پوری کر چکیں) اور راوی نے کہا میں نے اپنے سب لوگوں کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو روٹی اور گوشت خوب کھلایا یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ کھا پی کر باہر چلے گئے اور کئی آدمی رہ گئے جو گھر میں باتیں کرتے رہے کھانا کھانے کے بعد اور رسول اللہ ﷺ نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا اور آپ ﷺ اپنی بیبیوں رضی اللہ عنہن کے حجروں پر جاتے تھے اور ان پر سلام کرتے تھے اور وہ عرض کرتی تھیں کہ اے رسول اللہ کے! آپ ﷺ نے کیسا پایا اپنی بی بی کو (یعنی زینب کو)۔ پھر راوی نے کہا میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کو میں نے خبر دی یا آپ ﷺ نے مجھ کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ داخل ہوئے گھر میں اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اندر جانے لگا اور آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا اپنے اور میرے بیچ میں اور پردہ کی آیت اتری۔ اور لوگوں کو نصیحت کی گئی اور ابن رافع نے یہ بھی زیادہ کیا اپنی روایت میں کہ یہ آیت اتری ﴿لَا تَدْخُلُوْا﴾ سے اخیر تک یعنی "نہ داخل ہو گھروں میں نبی (ﷺ)

کے مگر جب اجازت دی جائے تم کو کھانے کی اور نہ انتظار کرو اس کے پکنے کا۔'' یہاں تک کہ اللہ پاک نے فرمایا: ''کہ اللہ نہیں شرماتا ہے سچی بات سے۔''



فائدہ: اس حدیث مبارک سے متعدد سنت کوئی مسئلے معلوم ہوگئے اول یہ کہ آدمی شوہر کے ذریعہ سے پیغام بھیج سکتا ہے اگر معلوم ہو کہ وہ اس سے ناراض نہ ہوگا۔ جیسے زید رضی اللہ عنہ کا حال تھا۔ دوسرے یہ کہ معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں بڑی عظمت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ بمجرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام دینے کے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں زینب رضی اللہ عنہا کی ہیبت اور ادب سا گیا اور یہی عظمت چاہیے ہر مؤمن کو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل و تقریر سنے، دل کانپ جائے اور سوا تسلیم و انقیاد کے اور کچھ دل میں نہ آئے۔ اور اگر یہ امر نہیں ہے تو ایمان کا نام ہی ہے۔ تیسرے یہ کہ صلوٰۃ استخارہ مستحب ہے کہ کوئی بڑا کام بغیر اس کے نہ کرے اور دعائے استخارہ احادیث میں آئی ہوئی ہے وہ پڑھے تا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام میں استخارہ سکھاتے تھے۔ چوتھے یہ کہ لے پالک لڑکے کا حکم غیر کا ہے اور اس کی بیوی مثل غیر کی بیبیوں کے ہے کہ پالنے والے کو اس سے نکاح درست ہے جب کہ لے پالک طلاق دیدے۔ پانچویں فضیلت نکاح ثانی کی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا بانی مبانی اور قاضی الشانی ہوا۔ چھٹی فضیلت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی کہ ثابت ہوا ان کا نکاح اللہ پاک نے خود آسمانوں کے پرے بالائے عرش پڑھا اور جبرئیل امین اس کی خبر لائے اور جناب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اکثر اس کا فخر فرماتی تھیں۔ ساتویں ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بغیر گواہوں اور بغیر ولی کے صحیح ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کو گواہ کی ضرورت نہیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصدق الصادقین ہیں اور یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ولی ہیں تمام مؤمنین و مؤمنات کے اور یہ خاصہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

(٣٥٠٢) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي كَامِلٍ سَمِعْتُ اَنَسًا رضی اللہ عنہ قَالَ: مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْلَمَ عَلَى امْرَاَةٍ ـ وَقَالَ اَبُوْ كَامِلٍ: عَلٰى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ فَاِنَّهُ ذَبَحَ شَاةً.

[بخاري: ٥١٦٨، ٥١٧١؛ ابوداود: ٣٧٤٣، ١٩٠٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی عورت کا ایسا ولیمہ کیا ہو جیسا زینب رضی اللہ عنہا کا کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک بکری ذبح کی۔



(٣٥٠٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ اَكْثَرَ اَوْ اَفْضَلَ مِمَّا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: بِمَا اَوْلَمَ؟ قَالَ: اَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْمًا حَتّٰى تَرَكُوْهُ.

وہی مضمون ہے اتنی بات زیادہ ہے کہ کھلایا لوگوں کو روٹی گوشت یہاں تک کہ نہ کھا سکے اور چھوڑ دیا۔



(٣٥٠٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ: فَاَخَذَ كَاَنَّهُ يَتَهَيَّاُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نکاح کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے۔ لوگوں کو بلایا اور کھانا کھلایا پھر وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہوتے ہیں۔ گویا کہ کھڑے ہوتے ہیں پھر بھی وہ لوگ نہیں اٹھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ (یہ نہیں اٹھتے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ. زَادَ عَاصِمٌ وَابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فِىْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ: فَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ وَاِنَّ النَّبِىَّ ﷺ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا قَالَ: فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِىَّ ﷺ اَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا قَالَ: فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ قَالَ: وَاَنْزَلَ اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ: ﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۞﴾. [بخاری: ٤٧٩١، ٦٢٣٩، ٦٢٧١]

کھڑے ہو گئے اور ان میں سے کچھ لوگ اٹھ گئے اور عاصم اور ابن عبدالاعلیٰ نے اپنی روایتوں میں یہ بات زیادہ کی کہ تین آدمی ان میں سے بیٹھے رہ گئے اور نبی ﷺ تشریف لائے کہ اندر آئیں تو دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں۔ پھر وہ لوگ اٹھے اور چلے گئے اور میں نے آکر آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے اور آپ ﷺ آئے اور گھر میں داخل ہوئے۔ سو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کہ ”اے ایمان والو! مت داخل ہو گھروں میں نبی ﷺ کے۔ مگر جب اجازت ملے تم کو کھانے کی اور نہ انتظار کرتے رہو اس کے پکنے کا“ ﴿عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ تک۔ یعنی پوری آیت ﴿عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ تک اتری۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٠٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ لَقَدْ كَانَ اُبَىُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْاَلُنِىْ عَنْهُ قَالَ اَنَسٌ ﷺ: اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ﷺ قَالَ: وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ، فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهٗ رِجَالٌ بَعْدَ مَاقَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَشٰى فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ﷺ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ ﷺ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ فَاِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ السِّتْرَ وَاُنْزِلَ اٰيَةُ الْحِجَابِ. [بخاری: ٥٤٦٦]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سب سے زیادہ واقف ہوں حجاب کے اترنے سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھا کرتے تھے پھر کہا کہ صبح کی رسول اللہ ﷺ نے دولہا بنے ہوئے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے۔ اور ان سے نکاح کیا تھا آپ ﷺ نے مدینہ میں اور لوگوں کو کھانے کے لیے بلایا جب دن چڑھا۔ سو آپ ﷺ بھی بیٹھے اور چند لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بعد اس کے کہ سب لوگ چلے گئے اور وہ لوگ یہاں تک بیٹھے رہے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور چلے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر پہنچے۔ پھر خیال کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے۔ اور لوٹے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹا تو دیکھا کہ وہ لوگ پھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں اسی جگہ سو آپ ﷺ پھر لوٹے اور میں بھی دوبارہ لوٹا یہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک پہنچے اور پھر لوٹے اور میں بھی لوٹا سو دیکھا کہ وہ لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور آیت پردہ کی اتری۔

فائدہ: یہ کمال اخلاق تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ باوجویکہ آپ ﷺ کو ان کے بیٹھنے سے سخت تکلیف ہوئی مگر زبان سے یہ نہ فرمایا کہ تم اٹھ جاؤ اور اللہ جانے ایسی تکلیفیں آپ ﷺ کو کتنی بار ہوئی ہوں گی اور آپ ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ پروردگار نے اس کا خود بندوبست کر دیا۔

(٣٥٠٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: تَزَوَّجَ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکاح کیا رسول اللہ ﷺ نے اور داخل ہوئے اپنی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ بِاَهْلِهِ قَالَ: فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ: يَا أَنَسُ! اذْهَبْ بِهٰذَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: اِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ [يَارَسُوْلَ اللّٰهِ] فَقَالَ: ((ضَعْهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيْتَ)) وَسَمّٰى رِجَالًا قَالَ: فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ: عَدَدَكُمْ كَانُوْا؟ قَالَ: زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَنَسُ! هَاتِ التَّوْرَ)) قَالَ: فَدَخَلُوْا حَتّٰى امْتَلَاَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيْهِ)) قَالَ: فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا قَالَ: فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ اَكَلُوْا كُلُّهُمْ فَقَالَ لِي: ((يَا أَنَسُ! ارْفَعْ)) قَالَ: حَتّٰى فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِي حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَاَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ قَالَ: وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ فِي بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا اِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَاَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوْا عَلَيْهِ قَالَ: فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوْا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَاَنَا جَالِسٌ

بی بی رضی اللہ عنہا کے پاس اور میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کچھ ملیدہ بنایا اور اس کو ایک طباق میں رکھا اور کہا کہ اے انس! اس کو لے جا رسول اللہ ﷺ کے پاس (اس سے ثابت ہوا کہ نئے دولہا کے پاس کھانا بھیجنا جس سے ولیمہ میں مدد ہو مستحب ہے) اور عرض کر کہ یہ میری ماں نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور سلام عرض کیا ہے اور عرض کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی جناب میں بہت چھوٹا ہدیہ ہے ہماری طرف سے اے رسول اللہ کے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں وہ لے گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اور میں نے ان سے عرض کیا کہ میری ماں نے آپ ﷺ کی خدمت میں مجھے بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور عرض کرتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کی جناب مبارک میں بہت تھوڑا ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ رکھ دو" اور فرمایا: "کہ جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو ہمارے پاس بلاؤ اور جو تم کو مل جائے۔" اور کئی شخصوں کا نام لیا۔ سو میں ان کو بھی لایا جن کا نام لیا اور جو مجھے مل گیا۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پھر وہ سب لوگ گنتی میں کتنے تھے؟ انہوں نے کہا: قریب تین سو کے۔ اور مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ اے انس! وہ طباق لاؤ" اور وہ لوگ اندر آئے۔ یہاں تک کہ صفہ اور حجرہ بھر گیا (صفہ وہ جگہ جو باہر بیٹھنے کی بنائی جائے جسے دیوان خانہ کہتے ہیں) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ دس دس آدمی حلقہ باندھتے جائیں (یعنی جب وہ کھالیں پھر دوسرے دس بیٹھیں) اور چاہیے کہ ہر شخص اپنے نزدیک سے کھائے۔" (یعنی کھانے کی چوٹی نہ توڑے کہ برکت وہیں سے نازل ہوتی ہے) پھر ان لوگوں نے یہاں تک کھایا کہ سب سیر ہو گئے اور ایک گروہ جاتا تھا کھا کر پھر دوسرا آتا تھا۔ یہاں تک کہ سب لوگ کھا چکے۔ تب مجھ سے فرمایا: "کہ اٹھا لے انس!" اور میں نے اس برتن کو اٹھایا تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ جب میں نے رکھا تھا تب زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا اور بعض لوگ بیٹھے باتیں بناتے رہے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں۔ اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کی بی بی صاحبہ (یعنی ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا) دیوار کی طرف منہ پھیرے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور ان لوگوں کا بیٹھنا حضرت کو گراں گزرا۔ اور آپ ﷺ

فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنٰهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْآيَةِ قَالَ الْجَعْدُ: قَالَ أَنَسٌ [بْنُ مَالِكٍ] أَنَا أَحْدَثُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٰذِهِ الْآيَاتِ وَحُجِبْنَ نِسَآءُ النَّبِيِّ ﷺ. [بخاري: ٥١٦٣ تعليقا؛ ترمذي: ٣٢١٨؛ نسائي: ٣٣٨٧]

نکلے اور اپنی بیبیوں رضی اللہ عنہن کو سلام کیا اور پھر لوٹ آئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ان لوگوں نے کہ آپ ﷺ پر ہم گراں ہوئے۔ جلد دروازے پر گئے اور باہر نکلے سب کے سب اور رسول اللہ ﷺ آئے اور یہاں تک کہ پردہ ڈال دیا آپ ﷺ نے اور داخل ہوئے اور میں حجرے میں بیٹھ گیا پھر تھوڑی دیر ہوئی ہوگی کہ آپ ﷺ میری طرف نکلے اور یہ آیتیں اتریں اور رسول اللہ ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کے اوپر پڑھیں ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ﴾ سے اخیر تک۔ جعد جو راوی ہیں انہوں نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے پہلے یہ آیتیں میں نے سنی ہیں اور مجھے پہنچی ہیں اور پردہ میں رہنے لگیں بیبیاں رسول اللہ ﷺ کی۔



فائدہ: اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ ایک دو آدمی کے کھانے میں تین سو اشخاص سیر و آسودہ ہو گئے اور بڑی فضیلت ہے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی کہ آیت حجاب کی انہی کے زمانہ عقد میں اتری۔

(٣٥٠٨) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ رضی اللہ عنہا أَهْدَتْ لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ فَقَالَ أَنَسٌ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبْ فَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)) فَدَعَوْتُ لَهُ مَنْ لَقِيتُ فَجَعَلُوْا يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِ فَيَأْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ وَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى الطَّعَامِ فَدَعَا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ وَلَمْ أَدَعْ أَحَدًا لَقِيتُهُ إِلَّا دَعَوْتُهُ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَخَرَجُوْا وَبَقِيَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَطَالُوْا عَلَيْهِ الْحَدِيثَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَحْيِي مِنْهُمْ أَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ شَيْئًا فَخَرَجَ وَتَرَكَهُمْ فِي الْبَيْتِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنٰهُ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: غَيْرَ مُتَحَيِّنِيْنَ طَعَامًا ﴿وَلٰكِنْ إِذَا

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نکاح ہوا نبی ﷺ کا زینب رضی اللہ عنہا سے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے ملیدہ ہدیہ بھیجا ایک برتن میں پتھر کے، اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ جو مسلمان تم کو ملے اسے بلا لاؤ۔“ سو میں جو ملا اسے بلا لایا۔ اور وہ لوگ سب داخل ہونے لگے اور کھانے لگے اور نکلتے جاتے اور نبی ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ کھانے پر رکھا۔ اور دعا کی اور پڑھا اس پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں نے بھی جو مجھے ملا کسی کو نہ چھوڑا ضرور بلا لایا۔ اور سب نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور باہر نکلے۔ اور ایک گروہ ان میں سے بیٹھا رہا۔ اور بہت لمبی باتیں کرتا رہا اور نبی ﷺ ان سے شرماتے تھے کہ ان کو کچھ کہیں پھر آپ ﷺ نکلے اور ان کو گھر میں چھوڑ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہ آیتیں اتاریں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾. [راجع: ٣٥٠٧]

○ ○ ○ ○

بَابُ الْأَمْرِ بِإِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى دَعْوَةٍ.

باب: دعوت قبول کرنے کا بیان۔

(٣٥٠٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا)). [بخاری: ٥١٧٣؛ ابوداود: ٣٧٣٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو ضرور آئے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥١٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيُجِبْ)) قَالَ خَالِدٌ: فَإِذَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يُنَزِّلُهُ عَلَى الْعُرْسِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بلایا جائے کوئی تم میں کا ولیمہ کی طرف تو چاہیے کہ قبول کرے۔'' راوی نے کہا: عبیداللہ اس سے ولیمہ نکاح کا مراد لیتے ہیں۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ دعوت کھانے کی بفتح دال ہے اور دعوت نسب کی بکسر دال۔ یہ قول ہے جمہور عرب کا اور ولیمہ کی دعوت میں جانا مامور بہ تو بالاتفاق ہے، مگر یہ امر وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے، اس میں اختلاف ہے اور اصح مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ وہ فرض عین ہے ہر شخص پر جس کو دعوت دی جائے۔ مگر اتنا ہے کہ حاضری وہاں کی معاف ہو سکتی ہے بسبب ان عذروں کے جو لوگ مذکور ہوں گے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے۔ یہ حکم ہے ولیمہ نکاح کا اور باقی دعوتیں جو اس کے سوا ہیں ان میں دو قول ہیں۔ اور یہ کہ وہ بھی مثل ولیمہ کے ہیں دوسرے یہ کہ وہ مستحب ہے اور قبول کرنا اس کا استحباب سے بڑھ کر نہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اتفاق علما کا اس پر ذکر کیا ہے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ کا اور اس کے سوا میں امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا قول ہے کہ اجابت اس کی واجب نہیں اور اہل ظاہر کا قول ہے کہ اجابت ہر دعوت کی واجب ہے خواہ دعوت ولیمہ ہو یا سوا اس کے اور یہی قول ہے بعض سلف کا اور وہ عذر جن سے اجابت کا وجوب و استحباب ساقط ہوتا ہے یہ ہیں کہ مال میں داعی کے شبہ ہو یا خاص اغنیا کی دعوت ہو یا وہاں کوئی شخص ایسا ہو جس کے حاضر ہونے سے ایذا ہوتی ہے، ہم نشینی اس کے دین میں ضرر کرتی ہو یا داعی نے اس لیے دعوت دی ہو کہ اس سے کسی ظلم پر مدد لے یا وہاں کوئی منکر ہو جیسے خمر وغیرہ یا ناچ رنگ یا فرش حریر یا سونے کے برتن یا چاندی کے کہ ان عذروں سے دعوت کا قبول نہ کرنا روا ہے اور ایسے ہی نہ ان دعوتوں کا قبول کرنا ضروری ہے جن میں کوئی بدعت ہو اور قبول کرنا ان دعوتوں کا حرام ہے جن میں نذر غیر اللہ ہو جیسے گیارہویں بڑے پیر کی یا توشہ عبدالحق کا یا کنڈوری کہ ان میں اکثر نذر غیر اللہ ہوتی ہے۔

(٣٥١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ)). [ابن ماجه: ١٩١٤]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں ولیمہ نکاح کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥١٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ)). [ابوداود: ٣٧٣٨]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جاؤ تم دعوت میں جب بلائے جاؤ۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥١٣) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ)). [راجع: ٣٥١٢]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ ''جب بلائے کوئی اپنے بھائی کو تو چاہیے کہ قبول کرے اس کے بلانے کو شادی ہو یا اور کوئی امر اس کے مانند۔''

(۳۵۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ دُعِيَ إِلَى عُرْسٍ أَوْ نَحْوِهِ فَلْيُجِبْ)). [راجع: ۳۵۱۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ جب تمہیں شادی یا ایسی ہی کسی دعوت پر بلایا جائے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۵۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ] ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ)). [ترمذی: ۱۰۹۸]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جاؤ تم دعوت میں جب بلائے جاؤ۔''

○ ○ ○ ○

(۳۵۱۶) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجِيبُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَيَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ. [بخاری: ۵۱۷۹]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبول کرو تم دعوت کو جب بلائے جاؤ۔'' اور عبداللہ رضی اللہ عنہ دعوت میں آتے تھے ولیمہ ہو خواہ غیر ولیمہ اگرچہ روزہ دار ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيتُمْ إِلَى كُرَاعٍ فَأَجِيبُوا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم بلائے جاؤ بکری کے کھر کی طرف، تو بھی قبول کرو۔''

فائدہ: یعنی کھانا کیسا ہی ہو قبول کرنا ضروری ہے مگر حلال کا ہو۔

(۳۵۱۸) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)) وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنّٰى ((إِلَى طَعَامٍ)). [ابوداود: ۳۷۴۰]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بلایا جائے کوئی کھانے کی طرف تو آئے۔ پھر چاہے کھائے یا نہ کھائے۔'' اور ابن مثنیٰ کی روایت میں کھانے کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دعوت میں حاضر ہونا ضروری ہے اور کھانے کا اختیار ہے۔

(۳۵۱۹) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۷۵۱]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کرے۔ اگر روزے سے ہے تو دعا کرے اور نہیں تو کھائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: فَلْيُصَلِّ کے معنی بعض نے یہی کیے ہیں کہ دعا کرے صاحب دعوت کے لیے اور یہی قول قوی ہے اور بعض نے کہا کہ نماز پڑھے یعنی نفل کہ صاحب خانہ کے گھر میں برکت ہو۔

(۳۵۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ: بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی اِلَیْهِ الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَكُ الْمَسٰكِیْنُ فَمَنْ لَّمْ یَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. [بخاری: ۵۱۷۷؛ ابوداود: ۳۷٤۲؛ ابن ماجه: ۱۹۱۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور مساکین نہ بلائے جائیں تو جو دعوت میں نہ حاضر ہوا اس نے نافرمانی کی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۲) عَنْ سُفْیَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِیِّ: یَا اَبَا بَكْرٍ! كَیْفَ هٰذَا الْحَدِیْثُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْاَغْنِیَآءِ؟ فَضَحِكَ فَقَالَ: لَیْسَ هُوَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْاَغْنِیَآءِ قَالَ سُفْیَانُ: وَكَانَ اَبِیْ غَنِیًّا فَاَفْزَعَنِیْ هٰذَا الْحَدِیْثُ حِیْنَ سَمِعْتُ بِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ الزُّهْرِیَّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَالِكٍ. [راجع: ۳۵۲۱]

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے زہری سے پوچھا کہ یہ حدیث کیونکر ہے کہ بدتر سب کھانوں سے کھانا امیروں کا ہے؟ سو وہ ہنسے اور انہوں نے کہا کہ وہ کھانا بدتر نہیں ہے اور سفیان نے کہا کہ میرے باپ امیر تھے، اس لیے مجھے اس حدیث سے بڑی پریشانی ہوئی، جب میں نے سنی اور میں نے زہری سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن اعرج نے کہا کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا اس ولیمہ کا ہے پھر روایت کی مثل روایت مالک کے یعنی جو اوپر گزری کہ جس کی طرف امیر لوگ بلائے جائیں اور مساکین نہ بلائے جائیں۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۳) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ نَحْوَ حَدِیْثِ مَالِكٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے برا کھانا ولیمے کا کھانا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲٤) عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ نَحْوَ ذَالِكَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُمْنَعُهَا مَنْ یَّاْتِیْهَا وَیُدْعٰی اِلَیْهَا مَنْ یَّاْبَاهَا وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدتر طعام اس طعام ولیمہ کا کہ جو اس میں آتا ہے روکا جاتا ہے اور جو نہیں آتا اس کو بلاتے پھرتے ہیں۔ اور جو دعوت میں نہ آیا اس نے نافرمانی کی اللہ عزوجل کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔''

فائدہ: یعنی ایسے لوگوں کو بلاتے نہیں جن کو جھوٹوں بلائیں بچوں آئیں اور ایسوں کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں جو آنے میں سونخرے لاتے ہیں ناک بھوں چڑھاتے ہیں تو مفت کھانا کھاتے ہیں اور احسان جتاتے ہیں۔

بَابٌ لَاتَحِلُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلٰثًا لِمُطَلِّقِهَا حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ وَیَطَاَهَا ثُمَّ یُفَارِقُهَا وَتَنْقَضِیْ عِدَّتُهَا.

باب: طلاق ثلاثہ کا بیان۔

(٣٥٢٦) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ رضي الله عنه وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ؟ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ)) قَالَتْ: وَأَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَهُ وَخَالِدٌ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَنَادٰى يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَسْمَعُ هٰذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ٢٦٣٩؛ ترمذی: ١١١٨؛ ابن ماجہ: ١٩٣٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رفاعہ کی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں رفاعہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی اور اس نے مجھے تین طلاق دیں۔ تب میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے سوا کپڑے کے سرے کے مانند (یعنی قابل جماع نہیں ہے) سو جناب رسول اللہ ﷺ مسکرائے (اس کی بات پر کہ شرم کی بات کیسی بے تکلفی سے کہتی ہے) اور فرمایا: ''کہ کیا تو ارادہ رکھتی ہے کہ رفاعہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں پھر جائے؟ یہ بات کبھی نہ ہوگی جب تک تو اس شوہر کی لذت جماع نہ چکھے اور وہ تیری لذت جماع نہ چکھے۔'' جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ دروازے پر منتظر تھے کہ اجازت ہو تو میں بھی اندر آؤں، سو خالد رضی اللہ عنہ نے پکارا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ سنتے نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کیا پکار رہی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣٥٢٧) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَأَخَذَتْ بِهُدْبَةٍ مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا فَقَالَ ((لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ)) وَأَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَ: فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ حدیث وہی ہے جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ. [بخاري: ٦٠٨٤؛ نسائي: ٣٤٠٩]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو انھوں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! رفاعہ نے مجھے آخری تین طلاقیں دے دی ہیں۔ باقی حدیث وہی ہے جو اوپر گزری ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۲۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُطَلِّقُهَا فَتَزَوَّجَ رَجُلًا آخَرَ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا اَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ قَالَ: ((لَا حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا)).

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ ایک عورت سے کسی نے نکاح کر کے طلاق دے دی (یعنی تین طلاق مغلظہ) اور پھر اس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ اور اس نے بھی طلاق دے دی قبل دخول کے تو کیا وہ شوہر اول پر حلال ہو گئی یعنی اس سے نکاح کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں جب تک اس کا شہد نہ چکھے۔“ یعنی شوہر ثانی کا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۵۳۰) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.
[بخاري: ٥٢٦٥]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۳۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَاَرَادَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((لَا حَتّٰى يَذُوقَ الْاٰخَرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ الْاَوَّلُ)). [بخاري: ٥٢٦١؛ نسائي: ٣٤١٢]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک شخص نے طلاق دی اپنی عورت کو تین بار اور اس عورت سے کسی اور نے نکاح کیا اور پھر اس کو طلاق دی قبل دخول کے اور شوہر اول نے ارادہ کیا کہ پھر اس سے نکاح کرے اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں جب تک کہ شوہر ثانی اس سے جماع کی لذت نہ پالے جیسے شوہر اول نے پائی تھی۔“

فائدہ۔ یہی مذہب ہے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا اور جو ان کے بعد گزرے ہیں کہ جس نے تین طلاق دیں اپنی عورت کو اور اس نے دوسرے سے نکاح کیا پھر جب تک شوہر ثانی جماع کر کے طلاق نہ دے تب تک شوہر اول کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور جو قول اس کے خلاف ہے شاذ و غیر مقبول ہے اور یہ احادیث مخصوص ہیں آیت ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ کے۔

(۳۵۳۲) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَفِي حَدِيثِ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا. [راجع: ٣٥٣١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يَقُولَهٗ عِنْدَ الْجِمَاعِ.

باب: جماع کے وقت کی دعا۔

(٣٥٣٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّأْتِيَ اَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهُ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا)). [بخاري: ١٤١، ٣٢٧١، ٣٢٨٣، ٥١٦٥، ٦٣٨٨، ٧٣٩٦؛ ابوداود: ٢١٦١؛ ترمذي: ١٠٩٢؛ ابن ماجه: ١٩١٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اگر کوئی تم میں سے ارادہ جماع کے وقت بسم اللہ سے مارزقتنا تک کہہ لے تو اگر اللہ نے ان کی تقدیر میں لڑکا رکھا ہے تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچائے گا۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ شروع کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے نام سے یا اللہ! بچا ہم کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہم کو عنایت فرمائے گا۔''



(٣٥٣٤) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ اَنَّ شُعْبَةَ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِ ذِكْرُ ((بِسْمِ اللّٰهِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِالرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ ((بِسْمِ اللّٰهِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ مَنْصُوْرٌ: اُرَاهُ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)). [راجع: ٣٥٣٣]

مضمون وہی ہے مگر شعبہ کی روایت میں بسم اللہ کا لفظ نہیں اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے اور ابن نمیر کی روایت میں ہے کہ منصور نے کہا کہ خیال کرتا ہوں میں کہ انہوں نے بسم اللہ کہا ہے۔



بَابُ جَوَازِ جِمَاعِهِ امْرَأَتَهُ فِيْ قُبُلِهَا مِنْ قُدَّامِهَا وَمِنْ وَّرَآئِهَا مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلدُّبُرِ.

باب: آگے اور پیچھے سے قبل میں جماع کرنے کا جواز نہ دبر میں۔

(٣٥٣٥) عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا ﷺ يَقُوْلُ: كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ: اِذَا اَتَى الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾. [٢/ البقرة: ٢٢٣] [ابن ماجه: ١٩٢٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہود کا قول تھا کہ جو مرد جماع کرے اپنی عورت سے قبل میں پیچھے ہو کر تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے (کہ ایک چیز کو دو دیکھتا ہے) اس پر یہ آیت اتری کہ ''عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو اپنی کھیتی میں آؤ جس طرف سے چاہو۔'' (یعنی آؤ کھیتی میں اور کنوئیں میں نہ جاؤ اور کھیتی وہی ہے جہاں بیج ڈالے تو اگے نہ وہ جہاں بیج ضائع ہو)۔

(٣٥٣٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ يَهُوْدَ كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا اُتِيَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا ثُمَّ حَمَلَتْ كَانَ وَلَدُهَا اَحْوَلَ قَالَ: فَاُنْزِلَتْ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾.

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔



(۳۵۳۷) عَنْ جَابِرٍ ؓ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ النُّعْمَانِ عَنِ الزُّهْرِيِّ اِنْ شَآءَ مُجَبِّيَةً وَاِنْ شَآءَ غَيْرَ مُجَبِّيَةٍ غَيْرَ اَنَّ ذٰلِكَ فِيْ صِمَامٍ وَاحِدٍ. [بخاری: ۴۵۲۸؛ ابوداود: ۲۱۶۳]

جابر ؓ سے وہی مضمون مروی ہے مگر نعمان کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ زہری سے مروی ہے کہ شوہر چاہے بیوی کو اوندھا ڈال کے جماع کرے چاہے سیدھا لٹا کر مگر جماع ایک ہی سوراخ میں کرے یعنی قبل میں۔

فائدہ: ان احادیث کی نظر سے اور قرآن کے حکم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کھیتی میں آؤ۔'' اتفاق کیا ہے ان تمام علمانے جن کا اتفاق معتبر رکھا جاتا ہے کہ دبر میں جماع کرنا حرام ہے سوا قبل کے خواہ حالت حیض ہو خواہ طہر میں اور بہت سی حدیثوں میں دبر میں جماع کرنے کی برائی وارد ہوئی ہے چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ملعون ہے جو اپنی عورت کے پاس جائے اس کی دبر میں۔ اور اصحاب شافعیہ نے فرمایا ہے کہ وطی دبر میں مطلقاً حرام ہے خواہ آدمی کے ساتھ ہو یا حیوان کے ساتھ اور کسی حالت میں بھی درست نہیں۔

بَابُ تَحْرِيْمِ امْتِنَاعِهَا مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا.

باب: اس بیان میں کہ عورت کو روا نہیں کہ مرد کو جماع سے روکے۔

(۳۵۳۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)). [بخاری: ۵۱۹۴]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت رات کو اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر الگ رہتی ہے تو فرشتے اس کو لعنت کرتے رہتے ہیں صبح تک۔''

فائدہ: یعنی بغیر عذر شرعی کے اس کے بستر سے جدا رہتی ہے اور حیض میں بستر سے جدا رہنا ضروری نہیں اس لیے کہ شوہر کو حالت حیض میں بھی ناف کے اوپر تک مباشرت اور مساس کرنے کا اختیار ہے پھر اس کے بچھونے سے جدا رہنا کیا معنی۔

(۳۵۳۹) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((حَتّٰى تَرْجِعَ)).

شعبہ سے یہی مضمون مروی ہے اس میں ہے کہ ''لعنت کرتے ہیں اس کو فرشتے یہاں تک کہ وہ لوٹ کر شوہر کے بچھونے پر آئے۔''

(۳۵۴۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوْا امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهَا فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا)).

ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی مرد ایسا نہیں کہ وہ اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے مگر اس پر وہ پروردگار جو آسمان کے اوپر ہے غصہ میں رہتا ہے جب تک وہ اس عورت سے راضی نہ ہو۔''

(۳۵۴۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلَمْ تَاْتِهٖ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ)).

[بخاری: ۳۲۳۷، ۵۱۹۳؛ ابوداود: ۲۱۴۱]

ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد بلائے اپنی عورت کو اپنے بچھونے پر اور وہ نہ آئے اور مرد غصے رہے اس پر تو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں اس پر صبح تک۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ اِفْشَاءِ سِرِّ الْمَرْأَةِ .

باب: عورت کا بھید کھولنا حرام ہے۔

(٣٥٤٢) عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الرَّجُلَ يُفْضِيْ اِلَى امْرَاَتِهٖ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)). [ابوداود: ٤٨٧٠]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے زیادہ برا لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ شخص ہے جو اپنی عورت کے پاس جائے اور عورت اس کے پاس آئے (یعنی صحبت کرے) اور پھر اس کا بھید ظاہر کر دے۔“

(٣٥٤٣) عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْاَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِيْ اِلَى امْرَاَتِهٖ وَتُفْضِيْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: ((اِنَّ اَعْظَمَ)) . [راجع: ٣٥٤٢]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بڑی امانت اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور عورت مرد سے اور پھر وہ اس کا بھید کھول دے۔“ (یعنی یہ امانت میں خیانت کی)۔



فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحبت کے وقت جو کچھ بے تکلفی اور سادہ لوحی جانبین سے وقوع میں آتی ہے اور حرکات ناموزوں اور سکنات ناز مشحوں ظہور میں آتے ہیں ان کا افشا کرنا حرام ہے اس لیے کہ وہ خلاف مروت اور خلاف حیا ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْعَزْلِ .

باب: عزل کا بیان۔

(٣٥٤٤) عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّهٗ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُو صِرْمَةَ عَلٰى اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ فَسَاَلَهٗ اَبُو صِرْمَةَ فَقَالَ: يَا اَبَا سَعِيْدٍ! هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْعَزْلَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ بَلْمُصْطَلِقِ فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَرَغِبْنَا فِي الْفِدَاءِ فَاَرَدْنَا اَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا لَا نَسْاَلُهٗ؟ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا سَتَكُوْنُ)).

[بخاری: ٢٢١٩، ٢٥٤٢، ٤١٣٨، ٧٤٠٩، ٦٦٠٣، ٥٢١٠؛ ابوداود: ٢١٧٢]

ابومحیریز نے کہا کہ میں اور ابوصرمہ دونوں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ابوصرمہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزل کا ذکر کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے جہاد کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی المصطلق کا (یعنی جسے غزوہ مریسیع کہتے ہیں) اور عرب کی بڑی عمدہ شریف عورتوں کو قید کیا اور ہم کو مدت تک عورتوں سے جدا رہنا پڑا اور خواہش کی ہم نے کہ ان عورتوں کے بدلے میں کفار سے کچھ مال لیں اور ارادہ کیا ہم نے کہ ہم ان سے نفع بھی اٹھائیں (یعنی صحبت کریں) اور عزل کریں (یعنی انزال باہر کریں) تاکہ حمل نہ ہو پھر ہم نے کہا کہ ہم ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم ان سے نہ پوچھیں یہ کیا بات ہے؟ پھر ہم نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اگر نہ کرو تو بھی کچھ حرج نہیں (یعنی اگر کرو تو بھی کچھ حرج نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا کرنا قیامت تک لکھا ہے وہ تو ضرور پیدا ہوگی۔“

(٣٥٤٥) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ بِهٰذَا

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَى حَدِيثِ رَبِيعَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ٣٥٤٤]

○ ○ ○ ○

(٣٥٤٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ أَخْبَرَهُ فَقَالَ: أَصَبْنَا سَبَايَا فَكُنَّا نَعْزِلُ ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَنَا: ((وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ؟ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ؟ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ؟ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ)). [راجع: ٣٥٤٤]

ابوسعید خدری ؓ نے خبر دی کہ ہم کو کچھ عورتیں قیدی ملیں اور ہم عزل کرنے لگے پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ کرتے ہی رہو گے؟ تم یہ کرتے ہی رہو گے؟ تم یہ کرتے ہی رہو گے؟ اور جو روح پیدا ہونے والی ہے قیامت کے دن تک ضرور پیدا ہو جائے گی۔“

○ ○ ○ ○

(٣٥٤٧) عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)).

ابوسعید ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اگر عزل نہ کرو تو کچھ حرج نہیں ہے اس لیے کہ یہ تو تقدیر کی بات ہے۔“ (یعنی حمل ہونا نہ ہونا)

○ ○ ○ ○

(٣٥٤٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْعَزْلِ ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذٰلِكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)) وَفِي رِوَايَةِ بَهْزٍ قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٤٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: وَقَوْلُهُ ((لَا عَلَيْكُمْ)) أَقْرَبُ إِلَى النَّهْيِ.

[نسائی: ٣٣٢٧]

مضمون حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا اور محمد (ابن سیرین) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانے سے کہ ”کچھ حرج نہیں ہے اگر عزل نہ کرو“ نہی نکلتی ہے (یعنی نہ کرنا اولیٰ ہے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٥٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: فَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتّٰى رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكُمْ؟)) قَالُوا: الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ

عبدالرحمٰن بن بشر انصاری نے ابوسعید خدری ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عزل کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ کیوں کرتے ہو؟“ صحابہ ؓ نے عرض کی کہ کسی وقت آدمی کے پاس ایک عورت ہوتی ہے اور دودھ پلاتی ہے وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور

الْمَرْأَةُ تُرْضِعُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ وَالرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ قَالَ: ((فَلَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَكَانَ هٰذَا زَجْرٌ.

[راجع: ٣٥٤٩]

ڈرتا ہے کہ اسے حمل ہو جائے اور کسی کے پاس ایک لونڈی ہوتی ہے اور وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اسے حمل ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مضائقہ ہے عزل نہ کرو؟ اس لیے کہ حمل ہونا نہ ہونا تقدیر سے ہے۔'' ابن عون نے کہا کہ میں نے یہ روایت حسن سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس میں جھڑکنا ہے عزل کرنے سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٥١) وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثْتُ مُحَمَّدًا عَنْ اِبْرَاهِيمَ بِحَدِيثِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ يَعْنِي حَدِيثَ الْعَزْلِ فَقَالَ اِيَّايَ حَدَّثَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ.

[راجع: ٣٥٤٩]

کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت کی مجھ سے حجاج بن شاعر نے ان سے سلیمان نے، ان سے حماد نے، ان سے ابن عون نے اور ابن عون نے کہا کہ بیان کی میں نے محمد سے بواسطہ ابراہیم کے حدیث عبدالرحمٰن بن بشر کی یعنی حدیث عزل کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے بھی روایت کی عبدالرحمٰن بن بشر نے یہی حدیث۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٥٢) عَنْ مَعْبَدِبْنِ سِيرِينَ قَالَ: قُلْنَا لِاَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْعَزْلِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ اِلَى قَوْلِهِ ((الْقَدَرُ)).

معبد سے مروی ہے کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ عزل کا ذکر کرتے ہوں؟ تو انہوں نے وہی حدیث بیان کی جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٥٣) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ الْعَزْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَلِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ؟ - وَلَمْ يَقُلْ: فَلَا يَفْعَلْ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ. فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا)) . [بخاري: ٧٤٠٩ تعليقا؛ ابوداود: ٢١٧٠؛ ترمذي: ١١٣٨]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور ﷺ کے آگے عزل کا ذکر ہوا تو فرمایا: ''کیوں کرتے ہو؟ اور یہ نہیں فرمایا کہ نہ کرو اس لیے کہ کوئی جان پیدا ہونے والی نہیں کہ اللہ عزوجل اسے پیدا نہ کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جس کو پیدا ہونا ہے وہ ضرور ہوگا تم چاہے ہزار عزل کرو۔

(٣٥٥٤) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: ((مَامِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمام پانی سے منی کے لڑکا بنتا ہے (یعنی ایک قطرہ بھی پہنچا تو لڑکے کے پیدا ہونے کو کافی ہے پھر تم کہاں تک بچو گے) اور جو چیز اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہتا ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔''

(٣٥٥٥) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

النَّبِيِّ بِمِثْلِهِ.

○ ○ ○ ○

(٣٥٥٦) عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ لِيْ جَارِيَةً هِيَ خَادِمُنَا وَسَانِيَتُنَا وَاَنَا اَطُوْفُ عَلَيْهَا وَاَنَا اَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ: ((اعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَاقُدِّرَ لَهَا)) فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ: ((قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَاقُدِّرَ لَهَا)). [ابوداود: ٢١٧٣]

جابر ؓ نے کہا: ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک لونڈی ہے کہ وہ ہمارے کام کاج کرتی ہے اور پانی لاتی ہے اور میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اگر تو چاہے تو عزل کر اس لیے کہ آجائے گا جو اس کی تقدیر میں آنا لکھا ہے۔'' پھر تھوڑی مدت کے بعد وہ آیا اور عرض کی کہ وہ حاملہ ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے پہلے ہی خبر دی تھی کہ اسے آجائیگا جو اس کی تقدیر میں ہوگا۔''

(٣٥٥٧) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ عِنْدِيْ جَارِيَةً لِيْ وَاَنَا اَعْزِلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَمْنَعْ شَيْئًا اَرَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى)) قَالَ: فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ الْجَارِيَةَ الَّتِيْ كُنْتُ ذَكَرْتُهَا لَكَ حَمَلَتْ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)).

وہی قصہ ہے مگر اس میں یوں ہے کہ جب اس نے خبر دی کہ وہ لونڈی حاملہ ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔''

فائدہ: یعنی میں نے جو بات کہی تھی وہی ہوئی یہ اللہ کی بزرگی کی اور اس کے رسول ہونے کی برکت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کی کوئی تشخیص برابر پڑے تو اللہ کی بندگی کا فخر کرے نہ اپنے حسن تشخیص اور حسن رائے کا۔

(٣٥٥٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَي النَّبِيِّ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ سُفْيَانَ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٥٩) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: كُنَّانَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ زَادَ اِسْحَاقُ: قَالَ سُفْيَانُ: لَوْكَانَ شَيْئًا يُنْهٰى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْاٰنُ. [بخاری: ٥٢٠٨؛ ترمذی: ١١٣٧؛ ابن ماجه: ١٩٢٧]

جابر ؓ نے کہا کہ ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا اور اسحٰق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سفیان نے کہا کہ اگر عزل برا ہوتا تو قرآن میں اس کی نہی اترتی۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٦٠) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: لَقَدْ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

جابر ؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عزل کیا کرتے تھے۔

(٣٥٦١) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ.

حضرت جابر ؓ نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عزل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو خبر پہنچی اور منع نہیں کیا ہم کو۔

فائدہ: غرض ان روایتوں سے جواز مع الکراہت ثابت ہوا عزل کا اور کراہت اس لیے ہے کہ اس میں ضائع کرنا ہے نطفہ کا۔

بَابُ تَحْرِيْمِ وَطْءِ الْحَامِلِ الْمَسْبِيَّةِ.

باب: جو عورت قیدی، حاملہ ہو اس سے صحبت حرام ہونے کا بیان۔

(٣٥٦٢) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ اَتٰى بِامْرَاَةٍ مُجِحٍّ عَلٰى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ يُرِيْدُ اَنْ يُلِمَّ بِهَا؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ؟ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ)). [ابو داود: ٢١٥٦]

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ایک خیمہ کے دروازے پر اور وہاں ایک عورت کو دیکھا کہ قریب جننے کے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ شاید وہ شخص اس سے ارادہ جماع کا رکھتا ہے۔“ (یعنی جس کے پاس ہے) لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے چاہا کہ اس کو ایسی لعنت کروں جو لعنت قبر تک اس کے ساتھ رہے وہ کیونکر اس لڑکے کا وارث ہو سکتا ہے حالانکہ وہ اس کو حلال نہیں اور اس لڑکے کو غلام کیسے بنا دے گا حالانکہ وہ اس کو حلال نہیں۔“

فائدہ: یعنی جب یہ عورت حاملہ ہے تو اس سے جماع حرام ہے پھر اگر اس سے چھ مہینے کے قبل لڑکا پیدا ہو گیا تو اب شبہ رہا کہ یہ لڑکا اس مسلمان کا ہے جس کی قید میں ہے یا اس کافر کا جس کے پاس یہ عورت تھی قید سے پیشتر پھر برتقدیریکہ وہ لڑکا اس مسلمان کا ہو یہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور برتقدیریکہ وہ کافر کا ہو یہ دونوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اس لیے کہ ان میں قرابت نہ ہوئی اور اس صورت میں اس لڑکے سے خدمت لینا غلاموں کی طرح روا ہو گا تو اس صورت میں اگر اس نے اس کو لڑکا بنایا اور وارث کیا تو غیر کا لڑکا اپنا وارث کر لیا اور اس صورت اولیٰ میں اگر غلام بنایا اور میراث سے محروم کیا تو اپنے لڑکے کو محروم کیا اور اپنے فرزند کو غلام بنایا غرض اس خرابی سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ تا وضع حمل اس سے صحبت حرام ہے کہ کسی کا لڑکا کسی کو نہ لگ جائے۔

کہا مسلم رحمہ اللہ نے اور یہی روایت بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے، ان سے یزید نے اور کہا مسلم رحمہ اللہ نے کہ روایت کی ہم سے محمد بن بشار نے، ان سے ابوداؤد نے، ان دونوں نے روایت کی شعبہ سے اسی سند سے۔

(٣٥٦٣) عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٣٥٦٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْغِيْلَةِ وَهِيَ وَطْءُ الْمُرْضِعِ وَكَرَاهَةِ الْعَزْلِ.

باب: غیلہ کے جواز کے بیان میں اور عزل کی کراہت میں۔

(٣٥٦٤) عَنْ جُدَامَةَ رضی اللہ عنہا بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ)). وَاَمَّا خَلَفٌ فَقَالَ: عَنْ جُذَامَةَ الْاَسَدِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَ مُسْلِمٌ: وَالصَّحِيْحُ مَاقَالَهُ يَحْيٰى بِالدَّالِ

جُدامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے: ”میں نے چاہا کہ غیلہ سے منع کر دوں پھر مجھے یاد آیا کہ روم اور فارس غیلہ کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا۔“ مسلم نے فرمایا کہ دال بے نقطہ کے دال سے صحیح ہے۔

غَيْرِ مَنْقُوْطَةٍ . [ابوداود: ٣٨٨٢؛ ترمذی: ٢٠٧٦؛ ٢٠٧٧؛ نسائی: ٣٣٢٦؛ ابن ماجه: ٢٠١١]

فائدہ: غیلہ دودھ پلانے والی عورت سے جماع کرنے کو کہتے ہیں اور اکثر ایام رضاع میں جماع کرنے سے دودھ کم ہو جاتا ہے اور اگر حمل ہو جاتا ہے تو دودھ بیوی ہو جاتا ہے اور لڑکا اس کے پینے سے دبلا اور نحیف ہوتا ہے مگر آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا اس لیے کہ ضرر اس کا یقینی نہیں ہے چنانچہ فارس و روم کو اس سے کچھ نقصان نہیں اور جماع سے باز رہنے میں مرد کا نقصان یقینی ہے کہ غریب کہاں تک صبر کرے۔

(٣٥٦٥) عَنْ جُدَامَةَ رضی اللہ عنہا بِنْتِ وَهْبٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ قَالَتْ: حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ فَنَظَرْتُ فِي الرُّوْمِ وَفَارِسَ فَإِذَاهُمْ يُغِيْلُوْنَ اَوْلَادَهُمْ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ ذٰلِكَ شَيْئًا)) ثُمَّ سَئَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ)) زَادَ عُبَيْدُاللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنِ الْمُقْرِيِّ [وَهِيَ]: ﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ﴾ . [٨١/ التكوير:٨] [راجع: ٣٥٦٤]

جدامہ رضی اللہ عنہا سے اول وہی مضمون غیلہ کا مروی ہوا پھر یہ ہے کہ پوچھا لوگوں نے حضور ﷺ سے عزل کو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ یہ وادِ خفی ہے۔'' عبیداللہ کی روایت میں ہے مقری سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی ہے وہ موؤدہ جس کا سوال ہوگا قیامت میں۔''

فائدہ: واد کے معنی لڑکی کو زندہ گاڑ دینا جیسا جاہلان عرب کا دستور تھا۔ موؤدہ وہی زندہ گاڑی ہوئی لڑکی ہے تو آپ ﷺ نے عزل کو واد فرمایا اس لیے کہ وہ بھی گویا ضائع کرنا ہے اولاد کا اس لیے کہ اولاد نطفہ سے ہوتی ہے جس نے نطفہ ضائع کیا اس نے گویا اولاد ضائع کی جیسے کوئی کہے تخم کا ضائع کرنا شجر کا ضائع کرنا ہے۔

(٣٥٦٦) عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْعَزْلِ وَالْغِيْلَةِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((الْغِيَالِ)). [راجع: ٣٥٦٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٣٥٦٧) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَاَتِيْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: اُشْفِقُ عَلٰى وَلَدِهَا اَوْعَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ)) وَقَالَ زُهَيْرٌ فِيْ رِوَايَتِهِ: ((اِنْ كَانَ لِذٰلِكَ فَلَا مَاضَارَّ ذٰلِكَ فَارِسَ وَلَا الرُّوْمَ)). [راجع: ٣٥٦٤]

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں اپنی بی بی سے عزل کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں؟'' اس نے کہا کہ میں اس کے بچے سے خوف کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ضرر کا خوف ہوتا تو فارس اور روم کو بھی ضرر ہوتا۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الرِّضَاعِ

دودھ پلانے کے مسائل

بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

باب: جو رشتے سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہونے کا بیان۔

(٣٥٦٨) عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اُرَاهُ فُلَانًا)) لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللهِ! لَوْكَانَ فُلَانٌ حَيًّا۔ لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ دَخَلَ عَلَيَّ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((نَعَمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ)).

[بخاری: ٢٦٤٦، ٣١٠٥، ٥٠٩٩؛ نسائی: ٣٣١٣]

عمرہ کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کی آواز سنی کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! کوئی آپ ﷺ کے گھر پر اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں خیال کرتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے۔'' رضاعی چچا حفصہ رضی اللہ عنہا کا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اگر فلاں شخص (یعنی میرا چچا) زندہ ہوتا تو کیا میرے گھر آتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں! رضاعت سے بھی ویسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے ولادت سے''۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٦٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ [لِيْ] رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)). [راجع: ٣٥٦٨]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد کیا کہ ''جو ولادت سے حرام ہوتا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔''

(٣٥٧٠) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادَ مِثْلَ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. [راجع: ٣٥٦٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ الرَّضَاعَةِ مِنْ مَاءِ الْفَحْلِ.

باب: رضاعت کی حرمت میں مذکر کا اثر۔

(٣٥٧١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ: فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ. [بخاري: ٥١٠٣؛ نسائي: ٣٣١٦]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہا: افلح ابوالقعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور اجازت چاہی اندر آنے کی اور وہ ان کا رضاعی چچا تھا بعد اس کے کہ پردہ کا حکم اتر چکا تھا۔ سو میں نے اسے نہ آنے دیا پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ آئے میں نے آپ ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے آنے دو اپنے پاس۔



(٣٥٧٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَتَانِيْ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَفْلَحُ بْنُ اَبِيْ قُعَيْسٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيْثِ مَالِكٍ وَزَادَ قُلْتُ: اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ لَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ: ((تَرِبَتْ يَدَاكِ اَوْ يَمِيْنُكِ)). [نسائي: ٣٣١٧؛ ابن ماجه: ١٩٤٨]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میرے پاس آئے افلح بن ابوالقعیس اور پھر اوپر کا مضمون روایت کیا اور اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے کچھ مرد نے تھوڑا پلایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے دونوں ہاتھ میں یا فرمایا داہنے ہاتھ میں خاک بھرے۔''

فائدہ۔ یہ فرمانا غصہ اور بددعا کی راہ سے نہیں بلکہ عرب کی بول چال ہے جیسے یہاں نادان بے عقل کسی کو کہہ دیتے ہیں۔

(٣٥٧٣) عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُ جَاءَ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِي الْقُعَيْسِ رضی اللہ عنہ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ اَبُو الْقُعَيْسِ اَبَا عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا اٰذَنُ لِاَفْلَحَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِي امْرَاَتُهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَنِيْ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَكَرِهْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَكَ قَالَ: قَالَتْ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ائْذَنِيْ لَهُ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ افلح بھائی ابوالقعیس کے آئے اور مجھ سے اجازت چاہی بعد نزول حجاب کے۔ اور ابوالقعیس ان کے رضاعی باپ تھے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں افلح کو اجازت نہ دوں گی جب تک حکم نہ لے لوں جناب رسول اللہ ﷺ سے اس لیے کہ ابوالقعیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا۔ دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا ہے۔ پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابوالقعیس کے بھائی آئے تھے اور میرے پاس آنے کی اجازت چاہتے تھے سو میں نے برا جانا کہ ان کو اجازت دوں جب تک کہ آپ ﷺ سے پوچھ نہ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو اجازت دو۔'' عروہ نے کہا کہ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ حرام جانو رضاعت سے جو چیز کہ حرام ہوتی ہے نسب سے۔''



فائدہ۔ ان سب احادیث کی نظر سے امت کا اجماع ہے اس پر کہ دودھ حرام کر دیتا ہے جیسے ولادت حرام کر دیتی ہے۔ یعنی دودھ پلانے والی۔ دودھ پینے والے کی ماں ہو جاتی ہے اور ان میں نکاح ابداً حرام ہو جاتا ہے اور دودھ پینے والے کو دیکھنا اس کا حلال ہو جاتا ہے اور خلوت اور سفر کرنا اس کے ساتھ درست ہو جاتا ہے اور ان کے سوا اور احکام ماں ہونے کے جاری نہیں یعنی ماں کی طرح (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) وہ لڑکے کی وارث نہیں ہوتی۔ نہ لڑکا اس کا وارث ہوتا ہے اور نہ کسی کا نفقہ دوسرے پر واجب ہوتا ہے مثل ماں کے اور نہ لڑکے کی گواہی اس پر سے رد کی جاتی ہے اور نہ رضاعی ماں سے قصاص ساقط ہوتا ہے اگر دودھ کے بچے کو مار ڈالے۔ غرض ان حکموں میں وہ دونوں مثل اجنبی کے ہیں۔ اور اسی طرح اجماع ہے کہ حرمت نکاح کی پھیل جاتی ہے مرضعہ اور اولاد رضیع میں اور رضیع اور اولاد مرضعہ میں اور اس حکم میں وہ رضیع گویا مرضعہ کی اولاد ہے اور اسی طرح مرضعہ کا شوہر جس کی صحبت سے یہ دودھ ہوا تھا خواہ شوہر نکاحی ہو یا ملک یمین کی راہ سے وہ رضیع کا باپ ہو جاتا ہے یہی مذہب ہے کافہ علما کا اور اس کی اولاد رضیع کی بھائی، بہن ہو جاتی ہے اور مرضعہ کے شوہر کے بھائی رضیع کے چچا ہو جاتے ہیں اور اس کی بہن رضیع کی پھوپھیاں ہو جاتی ہیں اور اولاد رضیع کی مرضعہ کے شوہر کی اولاد ہو جاتی ہے۔ اور خاص اس میں اہل ظاہر اور ابن علیہ نے ہمارے خلاف کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ حرمت رضاع کی نہیں ثابت ہوتی رضیع اور شوہر مرضعہ کے بیچ میں اور مازری نے اس قول کو نقل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے استدلال کیا ﴿ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ ﴾ سے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر نہیں کیا اور بیٹی اور پھوپھی کا جیسے نسب میں ذکر کیا ہے۔ اور جمہور نے احادیث صحیحہ صریحہ واضحہ سے استدلال کیا ہے اور ظاہریہ کو جواب دیا ہے کہ اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں ذکر نہیں کیا مگر اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح کر دی اور نبی مبین ہے احکام کا جیسے قرآن مبین ہے۔

کہا مسلم رحمہ اللہ نے اور روایت کی ہم سے زہیر نے، ان سے یحییٰ قطان نے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے محمد بن یحییٰ نے، ان سے بشر نے، ان سب نے روایت کی شعبہ سے اور کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے، ان سے علی بن مسہر نے، ان سے سعید نے، ان دونوں سے قتادہ نے ہمام کی سند سے مگر شعبہ کی حدیث وہیں تک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔" اور سعید کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور بشر کی روایت میں یہ ہے کہ سنا میں نے جابر بن زید سے۔

(٣٥٧٤) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ رضي الله عنه يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ ((فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ رضي الله عنه زَوْجَ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَرْضَعَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها.

زہری سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تمہارا چچا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں خاک بھرے۔" اور ابوالقعیس شوہر تھے اس عورت کے جس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٧٥) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ: إِنَّ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ((فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ)) قُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)). [ترمذي: ١١٤٨]

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس میرے رضاعی چچا آئے اور آنے کی اجازت طلب کی میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کر لوں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو میں نے کہا کہ میرے رضاعی چچا میرے پاس آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے تو میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرا چچا تیرے پاس آ سکتا ہے۔" میں نے کہا: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تمہارا چچا ہے تمہارے پاس آ سکتا ہے۔"

(٣٥٧٦) حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٧٧) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا أَبُو الْقُعَيْسِ.

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٧٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَبُو الْجَعْدِ فَرَدَدْتُهُ قَالَ لِيْ هِشَامٌ: اِنَّمَا هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اَخْبَرْتُهُ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَهَلَّا اَذِنْتِ لَهُ؟ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ اَوْ يَدُكِ)). [نسائی: ٣٣١٤]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اجازت مانگی میرے پاس آنے کی میرے رضاعی چچا نے جن کی کنیت ابوالجعد تھی، سو میں نے ان کو اجازت نہ دی۔ ہشام نے کہا: ابوالجعد ابوالقعیس ہی ہیں۔ پھر جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ان کو کیوں نہ آنے دیا تمہارے داہنے ہاتھ میں خاک بھرے یا فرمایا ہاتھ میں۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٥٧٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا: ((لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ)). [بخاری: ٣٥٧٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ان کے رضاعی چچا جن کا نام افلح تھا انہوں نے آنے کی اجازت چاہی اور میں نے ان سے پردہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان سے پردہ نہ کرو اس لیے کہ رضاعت سے حرام ہوتا ہے جو حرام ہوتا ہے نسب سے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥٨٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ بْنُ قُعَيْسٍ فَأَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهُ فَأَرْسَلَ اِنِّيْ عَمُّكِ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لِيَدْخُلْ عَلَيْكِ فَاِنَّهُ عَمُّكِ)). [راجع: ٣٥٧٩]

اس سند سے بھی اسی مفہوم کی حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ ابْنَةِ الْأَخِ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

باب: رضاعی بھتیجی کی حرمت کا بیان۔

(٣٥٨١) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ تَنَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا؟ فَقَالَ: ((وَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ)). [نسائی: ٣٣٠٤]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ رغبت اور خواہش رکھتے ہیں قریش کی عورتوں کی اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ کیا تمہارے پاس کوئی ہے؟'' انہوں نے عرض کی کہ ہاں بیٹی حمزہ رضی اللہ عنہ کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجھے حلال نہیں اس لیے کہ وہ میری بھتیجی ہے رضاعی۔''

(٣٥٨٢) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ ح: وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٥٨١]

○ ○ ○ ○

(٣٥٨٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدَ عَلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: ((اِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِي اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ)). [بخاری: ٢٦٤٥، ٥١٠٠؛ نسائی: ٣٣٠٥، ٣٣٠٦؛ ابن ماجہ: ١٩٣٨]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ نکاح کریں حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجھے حلال نہیں کہ وہ میری بھتیجی ہے رضاعی اور رضاعت سے حرام ہوتی ہے جو چیز حرام ہوتی ہے نسب سے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٥٨٤) عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ هَمَّامٍ سَوَاءً غَيْرَ اَنَّ حَدِيثَ شُعْبَةَ انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ ((ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)) وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ ((وَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ)) وَفِي رِوَايَةِ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ. [راجع: ٣٥٨٣]

مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اس طرح آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٨٥) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: اَيْنَ اَنْتَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَنِ ابْنَةِ حَمْزَةَ؟ اَوْقِيلَ: اَلَا تَخْطُبُ بِنْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ: ((اِنَّ حَمْزَةَ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا خیال نہیں ہے؟ یا کہا گیا کہ آپ ﷺ کیوں نہیں پیغام دیتے حمزہ کی صاحبزادی کو؟ تو فرمایا: ''کہ حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ وَأُخْتِ الْمَرْأَةِ.

ربیبہ (بیوی کی بیٹی) اور بیوی کی بہن کی حرمت کا بیان۔

(٣٥٨٦) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ اَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي بِنْتِ اَبِي سُفْيَانَ؟ فَقَالَ: ((اَفْعَلُ مَاذَا؟)) قُلْتُ: تَنْكِحُهَا قَالَ: ((اَوَ تُحِبِّينَ ذٰلِكِ؟)) قُلْتُ: لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے عرض کی کہ آپ ﷺ میری بہن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نہیں چاہتے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ پھر میں کیا کروں؟'' میں نے کہا: آپ ﷺ ان سے نکاح کریں (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت یہ مسئلہ نہیں معلوم تھا کہ دو بہنوں کا جمع کرنا نکاح میں منع ہے) تب

وَاَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي الْخَيْرِ اُخْتِي قَالَ: ((فَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قُلْتُ: فَاِنِّي اُخْبِرْتُ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ((بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ)). [بخاری: ۵۱۰۱، ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۲۳، ۵۳۷۲؛ نسائی: ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷؛ ابن ماجه: ۱۹۳۹]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ کیا تم کو یہ امر گوارا ہے؟'' میں نے کہا کہ میں اکیلی تو آپ ﷺ کے نکاح میں ہوں میری بہن نہیں اور دوست رکھتی ہوں جو خیر میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ وہ مجھے حلال نہیں ہے۔'' میں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے پیغام دیا ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لڑکی؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ وہ میری گود میں پرورش نہ پاتی جب بھی وہ مجھ پر حلال نہ ہوتی۔ اس لیے کہ وہ میری بھتیجی ہے رضاعت سے اور دودھ پلایا ہے مجھ کو اور اس کے باپ کو یعنی (ابوسلمہ کو) ثویبہ رضی اللہ عنہا نے سو تم لوگ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا مجھے پیغام نہ دیا کرو۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا ہے داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے کہ ربیبہ جب تک اس کی ماں کے شوہر کی گود میں پرورش نہ پائے تب تک حرام نہیں یعنی اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کی ایک لڑکی شوہر اول سے ہے اور اس شوہر ثانی نے اس کو پرورش نہیں کیا تو وہ لڑکی اسے حلال ہے مگر مذہب تمام علما کا اس کے خلاف ہے کہ وہ سب حرمت ربیبہ کے قائل ہیں خواہ شوہر ثانی نے اسے پرورش کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾ ''اور حرام ہیں تم پر وہ لڑکیاں تمہاری بیبیوں کی جن کو تم نے اپنی گود میں پالا ہے۔'' اس کا جواب ان سب علما نے یہ دیا ہے کہ یہ قید فی حجورکم کی باعتبار اکثر احوال کے ہے اور حرمت دونوں کو شامل ہے خواہ حجور میں ہوں یا نہ ہوں جیسے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ﴾ ''اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے۔'' کہ قید مِنْ اِمْلَاقٍ کی باعتبار اکثر احوال کے ہے عرب کے لوگ مفلسی کے خوف سے قتل کیا کرتے تھے یہ مراد نہیں ہے کہ جب املاق کا خوف نہ ہو تب قتل روا ہے اور ثویبہ لونڈی تھی ابی لہب کی کہ اس نے قبل حلیمہ سعدیہ کے جناب رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ ان لوگوں کو اس وقت تک جمع کرنا دو بہنوں کا معلوم نہ تھا کہ حرام ہے اور اسی طرح ربیبہ کی معلوم نہ تھی اور اسی طرح جس نے ترغیب دی بنت حمزہ کے نکاح کی آپ کو۔ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ رضاعی بھتیجی حرام ہے یا معلوم نہ تھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں اور دونوں نے ایک انا کا دودھ پیا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۳۵۸۷) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَاءً [راجع: ۳۵۸٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۵۸۸) عَنْ اُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهَا، اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَنْكِحْ اُخْتِي عَزَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتُحِبِّينَ ذٰلِكَ)) فَقَالَتْ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي)) قَالَتْ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَاِنَّا نَتَحَدَّثُ

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ آپ میری بہن عزہ سے نکاح کر لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ''کہ کیا تو یہ بات پسند کرتی ہے؟'' تو انھوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول! میں آپ کے لیے مخل ہونے والی نہیں ہوں اور زیادہ پسند کرتی ہوں یہ بات کہ خیر میں کسی غیر کے بجائے میری بہن شریک ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ یہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔'' تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم

أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ((أَبِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)) [راجع: ٣٥٨٦]

باتیں کر رہے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ابوسلمہ کی بیٹی سے؟'' انھوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میری گود میں میری ربیبہ نہ ہوتی تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے اس لیے تم مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں نہ پیش کرو۔''

(٣٥٨٩) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْهُ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِهِ عَزَّةَ غَيْرُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ. [راجع: ٣٥٨٦]

وہی حدیث ہے اور صرف یزید بن ابی حبیب کی روایت میں عزہ کا نام مذکور ہے اور کسی میں نہیں۔



بَابٌ فِي الْمَصَّةِ وَالْمَصَّتَانِ.

باب: ایک یا دو بار دودھ چوسنے کا بیان۔

(٣٥٩٠) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَقَالَ سُوَيْدٌ وَزُهَيْرٌ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ)). [ابوداود: ٢٠٦٣؛ ترمذي: ١١٥٠؛ نسائي: ٣٣١٠؛ ابن ماجه: ١٩٤١]

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے۔''



(٣٥٩١) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِي فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا أُخْرَى فَزَعَمَتِ امْرَأَتِي الْأُولَى أَنَّهَا أَرْضَعَتِ امْرَأَتِي الْحُدْثَى رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)).

قَالَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ.

[نسائي: ٣٣٠٨؛ ابن ماجه: ١٩٤٠]

ام فضل ؓ نے کہا کہ ایک گاؤں کا آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ میرے گھر میں تھے اور عرض کی کہ یا نبی اللہ! میری ایک عورت تھی اور میں نے دوسری سے نکاح کیا سو پہلی نے کہا کہ میں نے اس دوسری کو ایک بار یا دو بار دودھ چوسایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ایک بار یا دو بار چوسانے سے حرمت نہیں ہوتی۔''



(٣٥٩٢) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ ؓ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ ؓ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! هَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ؟ قَالَ: ((لَا)). [راجع: ٣٥٩١]

ام فضل ؓ نے کہا کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! کیا حرمت ہو جاتی ہے ایک بار دودھ چوسنے سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''



(٣٥٩٣) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ ؓ حَدَّثَتْ أَنَّ نَبِيَّ

ام فضل ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ایک بار یا دو بار چوسنے

اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ)). [راجع: ٣٥٩١]

سے حرمت نہیں ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٩٤) عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا إِسْحٰقُ فَقَالَ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ ((أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّتَانِ)) وَأَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ: ((وَالرَّضْعَتَانِ وَالْمَصَّتَانِ)). [راجع: ٣٥٩١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے الفاظ کی تقدیم وتاخیر کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٩٥) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)) [راجع: ٣٥٩١]

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٥٩٦) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ أَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ؟ فَقَالَ: ((لَا)). [راجع: ٣٥٩١]

ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا: ایک بار دودھ چوسنے سے حرمت ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ نہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّحْرِيمِ بِخَمْسِ رَضَعَاتٍ.

باب: پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت کا بیان۔

(٣٥٩٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهِيَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

[ابوداود: ٢٠٦٢؛ ترمذی: ١١٥٠؛ نسائی: ٣٣٠٧؛ ابن ماجه: ١٩٤٤]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن میں اترا تھا کہ دس بار چوسنا دودھ کا حرمت کرتا ہے پھر منسوخ ہوگیا اور یہ پڑھا گیا کہ پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کا سبب ہے اور وفات ہوئی رسول اللہ ﷺ کی اور قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ خمس رضعات کی قرأت آخر وقت میں منسوخ ہوگئی مگر چونکہ زمانہ اس کے نسخ کا حضور کی وفات سے بہت قریب تھا۔ اس لیے اس کے نسخ کی کیفیت کسی کو نہ معلوم ہوئی اور بعد مشہور ہونے نسخ کے پھر سب نے اجماع کیا کہ اس کو قرآن میں نہ پڑھنا چاہیے۔ اور نسخ تین قسم کا ہے: ایک یہ کہ حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ تلاوت منسوخ ہو جائے نہ حکم مثال اول کی عشر رضعات معلوم ہے کہ حکم اور تلاوت اس کی دونوں منسوخ ہو گئے اور مثال دوسری قسم کی خمس رضعات ہے کہ حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ اور اسی طرح ہے ''اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا'' کہ حکم رجم باقی ہے اور تلاوت اس آیت کی منسوخ اور تیسری قسم یہ ہے کہ حکم اس کا منسوخ ہو جائے اور تلاوت اس کی باقی رہے۔ اور یہ بھی قرآن میں بہت ہے۔ اور اسی قسم سے ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ﴾ الآیۃ کہ حکم اس کا منسوخ ہے اور تلاوت باقی اور علما کا اس میں اختلاف ہے کہ حرمت رضاعت کس مقدار سے ثابت ہوتی ہے سو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا تو قول ہے کہ پانچ بار سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور جمہور علما کا قول ہے کہ ایک بار میں بھی ثابت ہو جاتی ہے اور اس قول کو ابن منذر نے حضرت علی ابن مسعود ابن عمر ابن عباس رضی اللہ عنہم عطاء طاؤس ابن مسیب حسن زہری قتادہ حکم حماد مالک اوزاعی ثوری اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے اور ابوثور ابوعبید ابن منذر اور داود رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ تین بار سے ثابت ہوتی ہے اور اس سے کم میں نہیں۔ اب سنو کہ شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے تمسک کیا ہے اور شافعیہ کے رد میں جنہوں نے حدیث ((المصة والمصتان)) کے جواب دیئے ہیں وہ جواب محض ضعیف اور مردود ہیں۔ اور صحیح یہی ہے کہ عدد کا شرط ہونا ضروری ہے۔ (النووی بالاختصار)

(۳۵۹۸) عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُولُ۔ وَهِيَ تَذْكُرُ الَّذِيْ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ قَالَتْ عَمْرَةُ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: نَزَلَ فِي الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ ثُمَّ نَزَلَ اَيْضًا خَمْسٌ مَّعْلُوْمَاتٌ .

عمرہ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ ذکر کرتی تھیں اس رضاعت کا جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ تب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن مجید میں دس بار دودھ چوسنا اترا۔ پھر پانچ بار چوسنا اترا۔



(۳۵۹۹) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



باب رِضَاعَةِ الْكَبِيْرِ.

باب: بڑی عمر کی رضاعت کا بیان۔

(۳۶۰۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ سَهْلَةُ رضی اللہ عنہا بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اَرٰى فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ۔ وَهُوَ حَلِيْفُهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرْضِعِيْهِ)) قَالَتْ: وَكَيْفَ اُرْضِعُهُ؟ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ اَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيْرٌ)) زَادَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهِ: وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ عُمَرَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[نسائی: ۳۳۲۰؛ ابن ماجہ: ۱۹۴۳]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا بنت سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ میں کچھ خفگی پاتی ہوں جب سالم میرے گھر آتا ہے اور وہ ان کا حلیف ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم سالم کو دودھ پلا دو۔'' انہوں نے کہا میں اسے دودھ کیوں کر پلاؤں؟ اور وہ جوان مرد ہے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں جانتا ہوں کہ وہ جوان مرد ہے۔'' اور عمرو کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور ابن ابی عمرو کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہنسے۔



(۳۶۰۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ مَعَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاَهْلِهِ فِيْ بَيْتِهِمْ فَاَتَتْ يَعْنِيْ بِنْتَ سُهَيْلٍ رضی اللہ عنہا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: اِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوْا وَاِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِيْ عَلَيْهِ وَيَذْهَبِ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ)) فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر میں رہتے تھے اور سہیل کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ (یعنی ابوحذیفہ کی بیوی) اور عرض کی کہ سالم حد بلوغ کو پہنچ گیا اور مردوں کی باتیں سمجھنے لگا وہ ہمارے گھر میں آتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اس سے کراہت ہے۔ سو فرمایا ان سے نبی ﷺ نے کہ ''تم سالم کو دودھ پلا دو کہ تم اس پر حرام ہو جاؤ اور وہ کراہت جو ابوحذیفہ کے دل میں ہے جاتی رہے۔'' پھر وہ لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی کہ میں

فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ رضي الله عنه [نسائی: ٣٣٢٢، ٣٣٢٣]

نے اس کو دودھ پلا دیا اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی کراہت جاتی رہی۔



(٣٦٠٢) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَخْبَرَتْهُ أَنَّ سَهْلَةَ رضي الله عنها بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ سَالِمًا لِسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ- مَعَنَا فِي بَيْتِنَا وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَايَعْلَمُ الرِّجَالُ قَالَ: ((أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ)) قَالَ: فَمَكَثْتُ سَنَةً أَوْقَرِيبًا مِنْهَا لَا أُحَدِّثُ بِهِ رَهْبَتَهُ ثُمَّ لَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقُلْتُ لَهُ: لَقَدْ حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا مَا حَدَّثْتُهُ بَعْدُ قَالَ: مَاهُوَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: فَحَدِّثْهُ عَنِّي أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَخْبَرَتْنِيهِ. [راجع: ٣٦٠١]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قاسم بن محمد کو خبر دی کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو نبی ﷺ کے پاس آئیں۔ اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمارے گھر میں ہمارے ساتھ تھے اور وہ بالغ ہوگئے اور مردوں کی باتیں جاننے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم سالم کو دودھ پلا دو۔'' ابن ابی ملیکہ جو راوی حدیث ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے ایک سال تک اس روایت کو کسی سے بیان نہیں کیا اور خوف کرتا تھا اس سے (یعنی ڈرتا تھا کہ لوگ اس پر کچھ اعتراض نہ کریں) پھر میں قاسم سے ملا اور میں نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی کہ وہ میں نے آج تک کسی سے نہیں بیان کی انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا: اب تم مجھ سے روایت کرو اور کہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی ہے (یعنی قاسم کو خبر دی ہے)۔



(٣٦٠٣) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ الَّذِي مَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: أَمَا لَكِ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةَ أَبِي حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ وَفِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكِ)). [نسائی: ٣٣١٩]

زینب، ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کے پاس غلام ایفع (یعنی ایسا لڑکا جو جوانی کے قریب ہے) آتا ہے جس کو میں پسند نہیں کرتی کہ میرے پاس آئے۔ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی اچھی نہیں اور حالانکہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! سالم میرے پاس آتا ہے اور وہ مرد جوان ہے، ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اس کے آنے سے کراہت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم اس کو دودھ پلا دو کہ وہ تمہارے پاس آیا کرے۔''

(٣٦٠٤) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: وَاللهِ! مَا تَطِيبُ نَفْسِي أَنْ يَرَانِي الْغُلَامُ قَدِ اسْتَغْنَى عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ: لِمَ؟ قَدْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ! إِنِّي

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

لَأَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيهِ)) فَقَالَتْ: إِنَّهُ ذُو لِحْيَةٍ فَقَالَ: ((أَرْضِعِيهِ يَذْهَبْ مَا فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ)) فَقَالَتْ: وَاللهِ! مَا عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ. [راجع: ٣٦٠٣]

○ ○ ○ ○

(٣٦٠٥) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ: أَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ أَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللهِ! مَا نَرَى هٰذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِسَالِمٍ خَاصَّةً فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا رَائِينَا.

[نسائي: ٣٣٢٥؛ ابن ماجه: ١٩٤٧]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بیوی فرماتی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تمام بیبیاں رضی اللہ عنہن انکار کرتی تھیں اس سے کہ کوئی ان کے گھر میں آئے اس طرح کا دودھ پی کر۔ اور جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں کہ ہم تو یہی جانتی ہیں کہ یہ خاص رخصت تھی جناب رسول اللہ ﷺ کی سالم کے لیے اور حضور ﷺ ہمارے سامنے ایسا دودھ پلا کر کسی کو نہیں لائے اور نہ ہم کو کسی کے سامنے کیا۔

○ ○ ○ ○

مدت رضاع کا بیان

فائدہ: علما کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور داؤد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ رضاعت کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے بالغ کو دودھ پلا دینے سے بھی جیسے ثابت ہوتی ہے لڑکے کو دودھ پلانے سے اور استدلال کیا ہے انہوں نے اس حدیث سے اور تمام جہان کے علمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ وغیرہم تک اس کا خلاف کیا ہے اور سب نے آج تک یہی کہا ہے کہ حرمت نہیں ہوتی جب تک کہ دو برس کے اندر دودھ پلایا جائے مگر ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تمام جہان کے علماء سے خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اڑھائی برس تک جب دودھ پلایا جائے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور زفر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تین برس تک اور امام مالک رحمہ اللہ سے دو برس اور کچھ دن مروی ہیں۔ اور جمہور علما نے استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ فرماتا ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ یعنی مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو دو برس کامل جو شخص چاہے کہ پوری کرے مدت دودھ پلانے کی اور استدلال کیا ہے انہی جمہور نے اس حدیث سے جو مسلم میں آگے آتی ہے کہ رضاعت مجاعت سے ہے اور تمام احادیث مشہورہ سے۔ اور حدیث سہلہ رضی اللہ عنہا کو انہوں نے یقیناً خاص جانا ہے سہلہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور اسی لیے خلاف کیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تمام ازواج مطہرات نے۔ پس مذہب جماہیر علما کا صحیح و قوی ہے قرآن اور احادیث کی رو سے اور مذہب حنفیہ کا مردود ہے نص قرآنی سے اور احادیث صحیحہ کی نظر سے مذہب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شاذ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا کہ تم سالم کو دودھ پلا دو اس میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کسی برتن میں دودھ دوہ کر پلا دیا ہو اور شاید حضور ﷺ کی بھی یہی مراد ہو اور اس میں چھاتی کے چھونے کی حاجت نہ ہوئی ہو اور اس بات کو نووی رحمہ اللہ نے بھی حسن کہا ہے اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ شاید چھونا بدن کا بقدر حاجت ضرورت کے وقت جائز رکھا جیسے حالت بلوغ میں دودھ پینا جائز ہے۔

بَابُ إِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

باب: رضاعت کے بھوک سے ثابت ہونے کا بیان۔

(٣٦٠٦) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ قَالَتْ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک شخص تھا تو آپ ﷺ کو ناگوار ہوا اور آپ ﷺ کے چہرے پر میں نے غصہ دیکھا اور میں نے عرض کی کہ

فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ: فَقَالَ: ((اُنْظُرْنَ اِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ)). [بخاري: ٢٦٤٧، ٥١٠٢؛ ابوداود: ٢٠٥٨؛ نسائي: ٣٣١٢؛ ابن ماجة: ١٩٤٥]

یارسول اللہ! کہ یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ ذرا غور کیا کرو دودھ کے بھائیوں میں اس لیے کہ دودھ پینا وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت میں ہو۔“ (یعنی ایام رضاعت میں ہو یعنی دو برس کے اندر)۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٠٧) عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ كَمَعْنَى حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَالُوْا ((مِنَ الْمَجَاعَةِ)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ وَطْئِ الْمَسْبِيَّةِ بَعْدَ الْاِسْتِبْرَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهَا زَوْجٌ اِنْفَسَخَ نِكَاحُهُ بِالسَّبْيِ.

باب: بعد استبراء کے قیدی عورت سے صحبت کرنا درست ہے اگرچہ اس کا شوہر بھی موجود ہو اور مجرد قید ہونے کے نکاح ٹوٹ جانے کا بیان۔

(٣٦٠٨) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا اِلَى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ فَظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ وَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا فَكَاَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [٤/ النسآء:٢٤] اَيْ فَهُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ اِذَاانْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ. [ابوداود: ٢١٥٥؛ ترمذي: ١١٣٢، ٣٠١٦؛ نسائي: ٣٣٣٣]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ایک لشکر روانہ کیا اور وہ لوگ دشمن سے مقابل ہوئے اور ان سے لڑے اور غالب آئے اور ان کی عورتیں پکڑ کر لائے سو بعض اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کے ان کی صحبت کرنے کو برا جانا۔ اس وجہ سے کہ ان کے شوہر مشرکین موجود تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ﴾ یعنی ”حرام ہیں عورتیں شوہروں والیاں مگر جو تمہاری ملک میں آگئیں۔“ یعنی قید میں کہ وہ تم کو حلال ہیں جب ان کی عدت گزر جائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ایک حیض آجائے کہ یقین ہو جائے کہ حمل نہیں ہے تاکہ کسی کا بچہ کسی کو نہ لگ جائے۔

(٣٦٠٩) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ سَرِيَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: اِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْهُنَّ فَحَلَالٌ لَكُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ: اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ. [راجع: ٣٦٠٨]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے حنین کے دن ایک سریہ بھیجا اس حدیث میں ﴿اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ کے الفاظ ہیں کہ ان میں سے بھی تمھارے لیے حلال ہیں اس میں عدت گزرنے کا تذکرہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٦١٠) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع: ٣٦٠٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦١١) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: أَصَابُوا سَبْيًا يَوْمَ أَوْطَاسٍ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾. [٤/ النسآء:٢٤] [ترمذی: ١١٣٢، ٣٠١٧]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کچھ عورتیں قید میں ہاتھ لگیں غازیوں کے اوطاس کے دن اور ان کے شوہر تھے (یعنی کفار میں) اور صحابہ ان کی صحبت سے ڈرے سو یہ آیت اتری ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ﴾۔

○ ○ ○ ○

لونڈی کے استبراء کا بیان۔

فائدہ: اوطاس ایک موضع ہے طائف کے نزدیک اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوہر والی عورتیں کفار کی جب غازیوں کے ہاتھ آ جائیں اور قید ہو جائیں تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا، اب جس کی ملک میں آئیں تو بعد اس کے کہ ایک حیض آ جائے ان سے صحبت بلا تردد خطر روا ہے اور اگر قید کے وقت وہ حاملہ ہے تو وضع حمل کے بعد صحبت روا ہے اور معلوم ہوا کہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کا اور جو لوگ علما سے ان کے موافق ہیں یہ ہے کہ قیدی عورت بت پرستوں اور ان مشرکوں کی جن کے پاس کتاب آسمانی نہیں ہے ان سے صحبت روا نہیں جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور یہ عورتیں جو غزوۂ اوطاس میں ہاتھ آئیں یہ بھی مشرکان عرب کی تھیں جو اہل کتاب نہ تھے پس اس لیے ان کی تاویل کرتے ہیں شافعی اور ان کے موافقین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ صحابہ کو جو ان کی صحبت میں تامل ہوا تو بعد اسلام لانے کے ہوا۔ اور اس میں بھی علما کا اختلاف ہے کہ ایک لونڈی ایک مسلمان کے نکاح میں تھی اور وہ بک گئی تو اب دوسرے خریدار کو اس سے صحبت روا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ٹوٹ گیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ عام فرمایا ہے۔ اور باقی علما کا مذہب ہے کہ نکاح باقی ہے اور یہ آیت خاص ہے ان ہی عورتوں کے لیے جو قید میں آئی ہوں نہ ان کے لیے جو معرض بیع میں آئیں۔

(٣٦١٢) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع: ٣٦١١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ.

باب: لڑکا، عورت کے شوہر یا مالک کا ہے اور شبہات سے بچنے کا بیان۔

(٣٦١٣) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هٰذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ! الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ دونوں نے جھگڑا کیا ایک لڑکے میں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ لڑکا میرے بھائی کا بچہ ہے کہ نام میرے بھائی کا عتبہ بن ابی وقاص ہے اور انہوں نے مجھ سے کہہ رکھا تھا کہ یہ میرا فرزند ہے اور آپ ﷺ اس میں شباہت ملاحظہ فرمالیں۔ اور عبد رضی اللہ عنہ بن زمعہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ لڑکا میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے فراش پر اس کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے سو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا کہ مشابہ ہے بخوبی عتبہ کے ساتھ اور فرمایا: ''کہ اے عبد! لڑکا اسی کا ہے

وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ)) قَالَتْ: فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَوْلَهُ: ((يَا عَبْدُ)) . [بخاري: ٢٢١٨، ٦٧٦٥، ٦٨١٧؛ نسائي: ٣٤٨٤]

جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کو بے نصیبی اور محرومی ہے یا پتھر۔ اور اے سودہ زمعہ کی بیٹی! تم اس سے چھپا کرو۔'' پھر سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور محمد بن رمح کی روایت میں یا عبد کا لفظ نہیں ہے۔



فائدہ۔ فراش اس عورت کو کہتے ہیں جس سے صحبت کی جائے خواہ نکاح سے یا ملک یمین سے غرض جب ایسی عورت سے لڑکا ہو ایسی مدت میں کہ الحاق اس کا شوہر سے یا اس کے مالک سے ممکن ہو تو اسی کا تصور کیا جائے گا۔ اور سب احکام ولد کے اس پر جاری ہوں گے کہ باپ بیٹے دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے خواہ وہ اپنے باپ کے مشابہ ہو یا نہ ہو۔ اور وہ مدت جس میں الحاق ممکن ہے چھ ماہ ہیں یعنی جب سے ان دونوں کا میل جول ہوا ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے اس کے چھ ماہ بعد جو لڑکا ہو وہ اسی مرد کا تصور کیا جائے جس کے پاس یہ عورت ہے اور عورت فراش اس طرح ہوتی ہے کہ اگر وہ بیوی ہے تو صرف عقد نکاح سے فراش ہو جاتی ہے۔ اور اس پر اجماع نقل کیا ہے مگر شرط یہ ہے البتہ امکان وطی کا ہو بعد ثبوت فراش کے اور اگر بعد ثبوت فراش کے امکان وطی نہ ہوا مثلاً مرد مغرب میں ہے اور عورت مشرق میں اور کسی نے اپنا وطن نہیں چھوڑا پھر چھ ماہ میں یا اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس مرد کے ساتھ ملحق نہ ہو گا یعنی اس کا نہ کہلائے گا۔ یہ قول ہے امام مالک اور شافعی اور تمام علماء رحمۃ اللہ علیہم کا مگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا خلاف کیا ہے کہ انہوں نے امکان صحبت کو شرط نہیں رکھا بلکہ صرف عقد نکاح کو اس امر میں کافی جانا یہاں تک کہ ان کا قول ہے کہ اگر طلاق دے دی کسی عورت کو عقد کے بعد اور وطی کا ہونا ہرگز ممکن نہ تھا اور وہ عورت چھ ماہ کے بعد جنے تو لڑکا اسی طلاق دینے والے کا ہے اور یہ مذہب نہایت ضعیف اور لچر ہے اور ظاہر الفساد اور بین البطلان اور اس حدیث میں ان کی کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ یہ فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ''ولد فراش کا ہے اور زانی کو محرومی ہے'' باعتبار غالب احوال کے ہے۔ غرض زوجہ کا حکم تو یہی ہے۔ اور لونڈی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فراش ہوتی ہے جماع سے اور صرف ملک سے نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اگر مدت تک ملک یمین میں رہے اور مالک اس کا اس سے جماع نہ کرے اور نہ اقرار کرے وطی کا تو لڑکا اس لونڈی کا اس سے ملحق نہ کیا جائے گا۔ اور جب وطی کی وہ فراش ہو گئی پھر اب جو لڑکا ہو گا ایسی مدت میں کہ الحاق اس کا ممکن ہو وہ ملحق کر دیا جائے گا۔ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ لڑکا اس کا آقا سے ملحق نہ ہو گا جب تک ایسا لڑکا نہ ہو کہ وہ مالک اس کو اپنا نہ کہے پھر جب ایسا لڑکا ایک ہو گیا۔ اب جتنی اولاد ہو سب اسی کی سمجھی جائے گی مگر جب وہ کسی کی نفی کر دے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٣٦١٤) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِمَا: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ)) وَلَمْ يَذْكُرَا ((لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) .

[بخاري: ٢٤٢١؛ ابوداود: ٢٢٧٣؛ نسائي: ٣٤٨٧؛ ابن ماجه: ٢٠٠٤]

زہری سے اسی اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی مگر معمر اور ابن عیینہ نے اپنی حدیثوں میں کہا کہ لڑکا فراش کا ہے۔ اور زانی کا ذکر نہیں کیا۔



فائدہ۔ اس حدیث میں عبد بن زمعہ کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو زمعہ سے ملحق کر دیا یہ محمول ہے اس پر کہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ عورت فراش تھی زمعہ کی اور یہ ثبوت شاید زمعہ کے اقرار سے ہوا ہو کہ اس نے اپنی زندگی میں کہا ہو۔ یا حضرت کو معلوم ہوا اور اس حدیث میں دلیل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس لیے کہ زمعہ کا کوئی پہلا فرزند اس لونڈی سے اس لڑکے کے سوا نہیں تھا۔ پس معلوم ہوا کہ شرط ٹھہرانا ایک ایسے لڑکے کی جس کا الحاق مالک کر چکا ہو جیسا قول ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا باطل ہے۔

(٣٦١٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑکا بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

الْحَجَرُ)). [نسائی: ٣٤٨٣]

○ ○ ○ ○

(٣٦١٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ [ترمذی: ١١٥٧؛ نسائی: ٣٤٨٢؛ ابن ماجہ: ٢٠٠٦]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی ایک اور روایت اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْعَمَلِ بِإِلْحَاقِ الْقَائِفِ الْوَلَدَ.

باب: قائف کی بات کا اعتبار کرنا الحاق ولد میں۔

(٣٦١٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ)). [بخاری: ٦٧٧٠؛ ابوداود: ٢٢٦٨؛ ترمذی: ٢١٢٩؛ نسائی: ٣٤٩٣]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس خوش خوش آئے کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ اور فرمایا: ''کہ تم نے دیکھا کہ مجزز (یہ نام ہے قیافہ شناس کا) نے ابھی نگاہ کی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی طرف اور کہا: ان لوگوں کے پیر ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کی جز ہیں۔''

○ ○ ○ ○

(٣٦١٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ)). [بخاری: ٦٧٧١؛ ابوداود: ٢٢٦٧؛ ترمذی: ٢١٢٩؛ نسائی: ٣٤٩٤؛ ابن ماجہ: ٢٣٤٩]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ایک دن اور خوش تھے۔ اور فرمایا: ''کہ اے عائشہ! کیا تو نے نہ دیکھا کہ مجزز مدلجی میرے پاس آیا اور اسامہ اور زید دونوں کو دیکھا اور یہ دونوں ایک چادر اس طرح اوڑھے تھے کہ سر ان کا ڈھپا ہوا تھا اور پیر کھلے تھے تو اس نے کہا: کہ یہ پیر جز ہیں ایک دوسرے کے۔'' (یعنی ایک باپ کے ہیں دوسرے بیٹے کے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٦١٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ قَائِفٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ: بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ وَأَعْجَبَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ. [بخاری: ٣٧٣١]

مندرجہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی بیان کی گئی ہے چند الفاظ کے فرق کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٢٠) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُوْنُسَ: وَكَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفًا.

وہی مضمون اس سند سے مروی ہوا ہے اور اس میں یہ ہے کہ مجزز قیافہ شناس تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مازری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جاہلیت کے لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کے نسب میں طعن اور بدگمانی کیا کرتے تھے اس لیے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ بہت کالے تھے اور زید رضی اللہ عنہ گورے اور یہی روایت کیا ہے ابوداؤد نے احمد بن صالح سے پھر جب اس قیافہ شناس نے کہہ دیا کہ اسامہ زید کا بیٹا ہے باوجود اختلاف رنگ کے اور جاہلیت کے لوگ اس کے کہنے پر اعتماد کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اس لیے کہ ان لوگوں کا طعن دور ہو گیا اور بدگمانی رفع ہو گئی اور احمد بن صالح کے سوا اور لوگوں نے یوں کہا ہے کہ زید گورے چٹے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی ماں ام ایمن تھیں اور ان کا نام برکت تھا اور وہ حبشیہ سیاہ فام تھی۔ اور قاضی رحمہ اللہ نے کہا یہ برکت بیٹی تھی محصن بن ثعلبہ کی واللہ اعلم اور علما کا اختلاف ہے قائف کے قول قبول کرنے میں سو ابوحنیفہ اور ان کے یاروں اور ثوری اور اسحاق رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قائف کا قول معتبر نہیں الحاق ولد میں اور شافعی رحمہ اللہ اور جماہیر علما نے کہا ہے معتبر ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے کہ لونڈیوں کی اولاد میں معتبر ہے آزاد عورتوں کی اولاد میں معتبر نہیں۔ اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ دونوں میں معتبر ہے اور دلیل امام شافعی رحمہ اللہ کی یہی روایت مجزز قائف کی ہے اور یہ ان کے تمام مخالفین پر حجت ہے اس لیے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا۔ صاف دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قول کو معتبر جانا۔ اور اتفاق ہے ان لوگوں کا جو قائف کے قول کو معتبر جانتے ہیں۔ اس پر کہ شرط ہے عادل ہونا قائف کا۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ ایک قول کافی ہے یا دو کی ضرورت ہے صحیح یہی ہے کہ ایک قول کافی ہے اور یہ حدیث بھی اسی پر دال ہے اور یہی قول ہے قاسم مالکی رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ دو کا ہونا ضروری ہے اور بعض اصحاب شافعیہ کا بھی یہی قول ہے مگر یہ حدیث ان پر حجت ہے اور ضروری ہے کہ قائف خبردار اور تجربہ کار ہو اور صورت الحاق ولد اور ضرورت قائف کی کہ مثلاً ایک لونڈی ایک شخص نے خریدی اور قبل ایک حیض آجانے کے مشتری نے اس سے صحبت کی۔ اور بائع نے بھی اسی طہر میں صحبت کی تھی اور اس لونڈی کو چھ مہینے پر یا اس سے زیادہ پر لڑکا ہوا مشتری کی صحبت سے اور چار برس کے اندر بائع کی صحبت سے۔ اور پھر قائف کی طرف ہم نے رجوع کیا۔ اور اس نے ایک کے ساتھ ملحق کر دیا تو وہ لڑکا اسی کا ہو گیا اور اگر اس کو شک رہا اور دونوں نے اس لڑکے کو کہا کہ ہمارا نہیں تو وہ چھوڑ دیا جائے حد بلوغ تک کہ جدھر میل کرے اسی کا سمجھا جائے اور اگر قائف نے دونوں سے ملحق کیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ وہ بلوغ تک چھوڑ دیا جائے۔ پھر جدھر میل کرے اس کا تصور کیا جائے اور ابوثور رحمہ اللہ اور سحون رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ دونوں کا لڑکا تصور کیا جائے گا۔ اور ماجشون اور محمد بن سلمہ نے کہا کہ جس کی شباہت اس میں زیادہ پائی جائے اس کا سمجھا جائے اور جو لوگ قائف کا قول معتبر نہیں جانتے وہ متنازع فیہ لڑکے کو کہتے ہیں کہ دونوں سے ملحق کیا جائے اور دونوں مرد اس کے باپ تصور کیے جائیں اور یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور اسی طرح اگر دو عورتیں آپس میں تنازع کریں تو بھی وہ دونوں اس کی ماں سمجھی جائیں اور ابویوسف رحمہ اللہ نے کہا: کہ دو مردوں سے تو ملحق کیا جائے مگر عورتیں اگر جھگڑا کریں تو ایک ہی سے ملحق کیا جائے اور اسحق رحمہ اللہ نے کہا: ان دونوں میں قرعہ ڈال دیا جائے۔

بَابُ قَدْرِ مَا تَسْتَحِقُّهُ الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ مِنْ اِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَهَا عُقْبَ الزِّفَافِ.

باب: باکرہ اور ثیبہ کے پاس زفاف کے بعد شوہر کے ٹھہرنے کا بیان۔

(٣٦٢١) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ: ((اِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلٰی اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي)). [ابوداود: ٢١٢٢؛ ابن ماجه: ١٩١٧]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز ان کے پاس رہے۔ اور پھر فرمایا: ”کہ تم اپنے شوہر کے پاس کچھ حقیر نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں ایک ہفتہ تمہارے پاس رہوں اور اگر ایک ہفتہ تمہارے پاس رہا تو سب اپنی عورتوں کے پاس ایک ہفتہ رہوں گا۔ اور پھر ان سب کے بعد تمہاری باری آئے گی۔“

(٣٦٢٢) عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رحمہ اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ

ابوبکر، عبدالرحمٰن کے فرزند سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے پاس صبح کی تو فرمایا: ”کہ

وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهَا: ((لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ)) قَالَتْ: ثَلِّثْ. [راجع: ٣٦٢١]

تم اپنے گھر والے کے پاس حقیر نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں ایک ہفتہ تمہارے پاس رہوں۔ اور اگر چاہو تو تین روز اور پھر دورہ کروں۔'' انہوں نے عرض کی کہ تین ہی روز رہیے۔

(٣٦٢٣) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَیْهَا فَاَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ اَخَذَتْ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ شِئْتِ زِدْتُكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهٖ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّیِّبِ ثَلَاثٌ)) [راجع: ٣٦٢١]

ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے پاس آئے اور ارادہ کیا کہ نکلیں تو انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس زیادہ ٹھہروں اور اس مدت کا حساب رکھوں اور باکرہ بیوی کے پاس سات دن ٹھہرنا چاہیے اور ثیبہ کے پاس تین دن۔''



(٣٦٢٤) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَیْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٦٢١]

وہی روایت اس سند سے مروی ہوئی۔



(٣٦٢٥) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَذَكَرَ اَشْیَاءَ هٰذَا فِیْهِ قَالَ: ((اِنْ شِئْتِ اَنْ اُسَبِّعَ لَكِ وَاُسَبِّعَ لِنِسَائِیْ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِیْ)). [راجع: ٣٦٢١]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا اور اس میں کئی چیزوں کا ذکر کیا اس میں یہ بھی تھا کہ فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں سات دن تک تمہارے پاس رہوں گا اور اگر سات دن تمہارے پاس رہوں گا تو اپنی اور بیبیوں کے پاس بھی سات سات دن رہوں گا۔''

(٣٦٢٦) عَنْ اَنَسٍ [بْنِ مَالِكٍ] رضی اللہ عنہ قَالَ: اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّیِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّیِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ قُلْتُ: اِنَّهٗ رَفَعَهٗ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ: السُّنَّةُ كَذٰلِكَ. [بخاری: ٥٢١٣، ٥٢١٤؛ ابوداود: ٢١٢٤؛ ترمذی: ١١٣٩؛ ابن ماجه: ١٩١٦]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب باکرہ سے نکاح کرے اور پہلے اس سے اس کے نکاح میں ثیبہ ہو تو اس باکرہ کے پاس سات روز تک رہے (اور بعد اس کے پھر باری مقرر کرے) اور جب ثیبہ سے نکاح کرے اور باکرہ اس کے نکاح میں ہو تو اس کے پاس تین دن رہے۔ خالد نے کہا: اگر میں اس روایت کو مرفوع کہوں تو بھی سچ کہا مگر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ امر سنت ہے۔

فائدہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تین ہی دن رہنا حضرت کا پسند فرمایا اس لیے کہ یہ تین دن مجرا نہ ہوں گے اور خاص ان کے لیے رہیں گے اور حضرت کا پھر جلد ایک ایک شب سب بیبیوں کے پاس رہ کر آنا ہوگا اور سات سات روز پسند نہ کیے اس لیے کہ سات سات روز کے بعد جو حضرت تشریف لائیں گے تو بہت مدت غیبت میں گزر جائے گی۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نئی دلہن کا حق اگر باکرہ ہے تو سات دن ہے اس کے بعد پھر شوہر برابر باری ایک دن کی مقرر کر دے اور اگر ثیبہ ہے تو تین دن اور ثیبہ کو اختیار ہے کہ اگر شوہر کو تین دن رکھے تو قضا نہیں اور پھر باری ایک ایک دن رہے گی اور اگر سات دن رکھے تو اس کی قضا ہوگی یعنی شوہر سات سات دن سب عورتوں کے پاس رہے گا اور یہی مذہب ہے شافعی اور ان کے موافقین کا جیسے امام مالک اور احمد اور اسحٰق اور ابو ثور اور ابن جریر رحمہم اللہ ہیں اور یہی قول ہے جمہور علما کا انہی حدیثوں کی رو سے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کا خلاف کیا ہے مگر یہ احادیث ان پر رد کرنے کو کافی ہیں۔

(٣٦٢٧) عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ

ابو قلابہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کنواری کے پاس

أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ الْبِكْرِ سَبْعًا قَالَ خَالِدٌ: وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٦٢٦]

سات دن رہنا سنت ہے۔ خالد نے کہا: اگر میں چاہتا اس حدیث کو مرفوع بیان کرتا۔

بَابُ الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَبَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ تَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ لَيْلَةٌ مَعَ يَوْمِهَا.

باب: بیبیوں کی باری کا بیان۔

(٣٦٢٨) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ لَا يَنْتَهِي إِلَى الْمَرْأَةِ الْأُولَى إِلَّا فِي تِسْعٍ فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِي يَأْتِيهَا فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ ﷺ فَجَاءَتْ زَيْنَبُ فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ: هَذِهِ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَتَقَاوَلَتَا حَتَّى اسْتَخَبَتَا وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى ذٰلِكَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ: اخْرُجْ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! إِلَى الصَّلٰوةِ وَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: الْآنَ يَقْضِي النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ فَيَجِيءُ أَبُو بَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِي وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيدًا وَقَالَ: أَتَصْنَعِينَ هٰذَا؟.

انس ﷺ نے کہا کہ نبی ﷺ کی نو بیبیاں تھیں اور آپ ﷺ جب ان میں باری کرتے تھے تو پہلی بیوی کے پاس نویں دن تشریف لاتے تھے اور بیبیوں کا قاعدہ تھا کہ جس کے گھر میں آپ ﷺ ہوتے تھے اس کے گھر جمع ہوتی تھیں۔ ایک دن آپ ﷺ عائشہ صدیقہ ﷺ کے گھر تھے اور بی بی زینب ﷺ آئیں اور آپ ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے عرض کی کہ زینب ہے سو آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور بی بی عائشہ ﷺ اور زینب ﷺ کے بیچ میں تکرار ہونے لگی۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اور نماز کی تکبیر ہوگئی۔ اور ابو بکر ﷺ ان کے قریب سے گزرے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نماز کو نکلیے اور ان کے منہ میں خاک ڈالیے اور نبی ﷺ نکلے اور سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ نے کہا کہ اب نبی ﷺ نماز پڑھ چکیں گے تو حضرت ابو بکر ﷺ آ کر ایسا ویسا خفا ہوں گے پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو ابو بکر ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کو بہت سخت سست کہا اور فرمایا: کہ تو ایسا کرتی ہے (یعنی حضور کے آگے چیختی اور آواز بلند کرتی ہے)۔



فائدہ: اس حدیث میں کئی فوائد ہیں۔ اول یہ کہ مستحب ہے شوہر کو کہ ہر ایک کی باری میں اس بیوی کے گھر جائے اور یہی افضل ہے اور اگر اپنے گھر ہر ایک کو باری باری بلالے تو روا ہے۔ دوسری یہ کہ جس کی باری نہ ہو شوہر کو رات میں اس کے گھر جانا منع ہے اور شافعیہ کے نزدیک حرام ہے۔ مگر بضرورت جیسے سکرات موت ہو یا اور اشد ضرورت۔ تیسری یہ کہ ہاتھ بڑھانا رسول اللہ ﷺ کا اس خیال سے تھا کہ آپ ﷺ نے جانا کہ یہ سیدہ عائشہ ﷺ ہیں۔ جن کی باری تھی اور رات کا وقت تھا اور گھروں میں چراغ نہ تھا پھر جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ وہ نہیں تو ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سے تقویٰ اور بندگی حضور کی معلوم ہوئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ایسا اتفاق کبھی بیبیوں کی رضامندی سے ہوتا تھا۔ چوتھی یہ کہ جناب رسالت مآب ﷺ کا حسن خلق اور ملاطفت اس سے معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے ان کے آواز بلند کرنے پر عتاب نہ فرمایا اور ابو بکر ﷺ نے جو فرمایا کہ ان کے منہ میں خاک ڈالو یہ ایسی بات ہے جیسے کہتے ہیں اس بات پر خاک ڈالو۔ پانچویں ثابت ہوئی اس سے فضیلت ابو بکر صدیق ﷺ کی اور نظر کرنا ان کا مصالح امور میں۔ چھٹی بات معلوم ہوئی کہ روا ہے بطور مصلحت کے کوئی حکم دینا رفیق کا اپنے افضل سردار کو۔ اور نو بیبیاں رسول اللہ ﷺ کی جن کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے وفات فرمائی یہ ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ کہ سب سے زیادہ فقیہ اور محبوبہ تھیں آپ ﷺ کی، حفصہ، سودہ، زینب، ام سلمہ، ام حبیبہ، میمونہ، جویریہ اور صفیہ ﷺ۔

بَابُ جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضَرَّتِهَا.

باب: اپنی باری سوکن کو ہبہ کرنے کا بیان۔

(٣٦٢٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَأَةٍ فِيْهَا حِدَّةٌ قَالَتْ: فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کسی عورت کو ایسا نہیں دیکھا کہ آرزو کرتی میں اس کے جسم میں ہونے کی سودہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر۔ وہ ایک ایسی عورت تھیں کہ ان کے مزاج میں بڑی تیزی تھی پھر جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی سو حضور ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روز رہتے ایک ان کے دن ایک سودہ رضی اللہ عنہا کے دن میں۔

فائدہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ان کے جسم میں ہوتی مراد اس سے یہ ہے کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ ان کی سی تیزی اور حدت میرے مزاج میں ہوتی اور اس میں گویا انہوں نے سودہ رضی اللہ عنہا کا وصف بیان فرمایا اور مدح کی اور اس حدیث سے اپنی باری کا دے دینا اپنی سوت کو جائز ہوا اور یہ بھی روا ہے کہ باری اپنی زوج کو دے دے کہ وہ جسے چاہے دے۔

(٣٦٣٠) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ قَالَتْ: وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِيْ. [بخاري: ٥٢١٢؛ ابن ماجه: ١٩٧٢]

وہی مضمون ہے اور شریک کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سودہ رضی اللہ عنہا پہلی بی بی تھیں جن سے میرے بعد آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٣١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَقُوْلُ: أَوَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ﴾ [٣٣/ الاحزاب: ٥١] قَالَتْ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ.

[بخاري: ٤٧٨٨؛ نسائي: ٣١٩٩]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ان عورتوں میں بہت رشک کھایا کرتی تھی جو اپنی جان کو ہبہ کر دیتی تھیں رسول اللہ ﷺ کو اور میں کہتی تھی کہ عورت اپنی جان کو کیونکر ہبہ کرتی ہو گی پھر جب یہ آیت اتری ﴿ترجی﴾ سے اخیر تک یعنی "جس کو چاہے تو اے نبی! دور کر اپنے سے اور جس کو چاہے جگہ دے اپنے پاس ان میں سے۔" تو میں نے حضور سے کہا کہ قسم ہے اللہ پاک کی کہ میں دیکھتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی آرزو کے موافق جلد حکم فرماتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٣٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: أَمَا تَسْتَحْيِي امْرَأَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ؟ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ]: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ فَقُلْتُ: إِنَّ رَبَّكَ يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ. [بخاري: ٥١١٣ تعليقًا؛ ابن ماجه: ٢٠٠٠]

وہی مضمون ہے اس کے سرے پر یہ ہے کہ عورت شرم نہیں کرتی کہ ہبہ کرتی ہے اپنی جان کسی مرد کے لیے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٣٣) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوا وَلَا تُزَلْزِلُوا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ بِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ: الَّتِي لَا يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ.

[بخاری: ٥٠٦٧؛ نسائی: ٣١٩٦]

عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم حاضر ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سرف میں جنازہ پر میمونہ رضی اللہ عنہا کے جو بی بی تھیں جناب رسول اللہ ﷺ کی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خیال رکھو یہ بی بی صاحبہ ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی پھر جب تم ان کا جنازہ مبارک اٹھانا تو ہلانا ڈلانا نہیں اور بہت نرمی سے لے چلنا اور بات یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس نو بیبیاں رضی اللہ عنہن تھیں اور ان میں سے آٹھ کیلئے باری مقرر تھی اور ایک کیلئے نہیں اور عطاء نے کہا کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ عطاء کو وہم ہوا حقیقت میں وہ بی بی جن کی باری نہ تھی جناب سودہ رضی اللہ عنہا تھیں جیسا اوپر کی روایتوں میں گزر گیا اور علما کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ بی بی کون تھیں جنہوں نے اپنی جان ہبہ کر دی تھی جناب رسول اللہ ﷺ کو، زہری نے کہا: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور کسی نے کہا: ام شریک رضی اللہ عنہا تھیں۔ کسی نے کہا: زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ تھیں۔

(٣٦٣٤) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ عَطَاءٌ: كَانَتْ اٰخِرَهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ. [راجع: ٣٦٣٢]

ابن جریج سے اسی سند سے مروی ہے کہ عطاء نے کہا: وہ سب کے آخر میں متوفی ہوئیں تھیں اور انہوں نے مدینہ میں وفات پائی تھی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّيْنِ.

باب: دیندار سے نکاح کرنے کا بیان۔

(٣٦٣٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)). [بخاری: ٥٠٩٠؛ ابوداود: ٢٠٤٧؛ نسائی: ٣٢٣٠؛ ابن ماجہ: ١٨٥٨]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت سے نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کیلئے اور جمال کیلئے اور حسب کے لیے اور دین کیلئے سو تو دیندار پر فتح حاصل کر تیرے ہاتھ میں خاک بھرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کی عادت یہ ہے کہ مال و جمال، حسب کے طالب ہوتے ہیں سو دیندار کو لازم ہے کہ ان سب خصلتوں سے دین کو مقدم جانے کہ صحبت میں اس کی صحبت نیک حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی نیت کی برکت سے حسن خلق اور حسن معاشرت بھی عنایت کرے اور سبب نیکی کے فتنہ دنیویہ اور فتن دینیہ سے محفوظ رہے۔

(٣٦٣٦) عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَقِيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ! تَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ:

عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں نے نکاح کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور میں آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اے جابر! تم نے نکاح کیا۔'' میں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ باکرہ سے یا بیوہ سے؟'' میں نے عرض کی کہ بیوہ سے

((بِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ)) قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ اَخَوَاتٍ فَخَشِيْتُ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُنَّ قَالَ: ((فَذَاكَ اِذًا اِنَّ الْمَرْاَةَ تُنْكَحُ عَلٰى دِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)).

[نسائی: ٣٢٢٦؛ ابن ماجه: ١٨٦٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''باکرہ سے کیوں نہ کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔'' میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ﷺ! میری کئی بہنیں ہیں سو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے ان کی پرورش سے مانع ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اگر یہ خیال ہے تو خیر۔'' پھر فرمایا: ''کہ عورت سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے دین کے لیے، مال کے لیے، جمال کے لیے سو تو دین کو مقدم رکھ تیرے دونوں ہاتھ میں خاک بھرے۔''



بَابُ اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ الْبِكْرِ.

باب: باکرہ سے نکاح مستحب ہونے کا بیان۔

(٣٦٣٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ تَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: ثَيِّبًا قَالَ: ((فَاَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْعَذَارٰى وَلِعَابِهَا؟)) قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ وَاِنَّمَا قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)). [بخاری: ٥٠٨٠]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٣٦٣٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ ـ اَوْقَالَ سَبْعَ ـ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاجَابِرُ! تَزَوَّجْتَ؟)) قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَبِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ؟)) قَالَ قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) اَوْقَالَ: ((تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ)) قَالَ قُلْتُ لَهُ: اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ ـ اَوسَبْعَ ـ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اٰتِيَهُنَّ اَوْاَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَجِيْئَ بِامْرَاَةٍ تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ قَالَ: ((فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ)) اَوْ قَالَ لِيْ خَيْرًا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِي الرَّبِيْعِ ((تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ)).

○ ○ ○ ○

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پہلے وہی مضمون مروی ہے اخیر میں ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی (یہ جابر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے) اور نو یا سات لڑکیاں چھوڑ گئے تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں ان کے برابر ایک لڑکی بیاہ لاؤں اور میں نے چاہا کہ ایسی عورت لاؤں جوان کی خدمت کرے اور ان کی خبر لے۔ سو حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے۔'' یا کوئی اور دعائے خیر فرمائی۔

[بخاری: ٥٣٦٧، ٦٣٨٧؛ ترمذی: ١١٠٠؛ نسائی: ٣٢١٩]

○ ○ ○ ○

(٣٦٣٩) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ)) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ إِلَى قَوْلِهِ: امْرَأَةٍ تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ قَالَ: ((اَصَبْتَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [بخاری: ٤٠٥٢]

جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یہیں تک مذکور ہے کہ میں نے ایسی عورت کی جوان کی خدمت کرے اور ان کی کنگھی کرے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوب کیا۔'' اور اس کے بعد کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے فضیلت باکرہ کے نکاح کی ثابت ہوئی اور جواز اپنی عورت سے کھیلنے کا اور ہنسنے کا پایا گیا اور اگر کوئی مصلحت اور نہ ہو تو باکرہ ثیبہ سے افضل ہے۔

(٣٦٤٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزَاةٍ فَلَمَّا اَقْبَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيْرٍ لِیْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِیْ رَاكِبٌ خَلْفِیْ فَنَخَسَ بَعِيْرِیْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِیْ كَاَجْوَدِمَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا يُعْجِلُكَ يَاجَابِرُ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَقَالَ: ((اَبِكْرًا تَزَوَّجْتَهَا اَمْ ثَيِّبًا)) قَالَ قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: ((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ: ((اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَیْ عِشَاءً كَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ)) قَالَ: وَقَالَ: ((اِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ! الْكَيْسَ)).

[بخاری: ٥٠٧٩، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦، ٥٢٤٧؛ ابوداود: ٢٧٧٨؛ وانظر فی مسلم: ٤٩٤١، ٤٩٤٢، ٤٩٤٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک جہاد میں پھر جب لوٹ کر آئے تو میں نے اپنے اونٹ کو جلدی چلایا اور وہ بڑا سست تھا سو ایک سوار میرے پیچھے سے آیا اور میرے اونٹ کو اپنی چھڑی سے ایک کونچا دیا جوان کے پاس تھی اور میرا اونٹ ایسا چلنے لگا کہ دیکھنے والے نے اس سے بہتر نہ دیکھا اور میں نے پھر کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اے جابر! تم کو کیا جلدی ہے؟'' میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا باکرہ سے یا ثیبہ سے؟'' میں نے کہا: ثیبہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''باکرہ سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔'' پھر جب ہم مدینہ پر آئے چلے کہ داخل ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ آ جائے رات یعنی عشاء کا وقت تاکہ سر میں کنگھی کرے پریشان بالوں والی اور استرہ لے لے جس کا شوہر باہر گیا ہو۔'' پھر فرمایا آپ ﷺ نے کہ ''جب گیا تو تو پھر جماع ہے جماع ہے۔'' (یعنی تکثیر امت کیلئے نہ کہ صرف لذت کیلئے)۔

(٣٦٤١) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزَاةٍ فَاَبْطَاَبِیْ جَمَلِیْ فَاَتٰى عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِیْ: ((يَاجَابِرُ)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((مَاشَاْنُكَ؟))

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا ایک جہاد میں اور میرے اونٹ نے دیر لگائی اور جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا: ''اے جابر؟'' میں نے عرض کی جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کی کہ

قُلْتُ: اَبْطَأَبِیْ عَلَیَّ جَمَلِیْ وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ)) فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِیْ اَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَزَوَّجْتَ)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ: بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ: اِنَّ لِیْ أَخَوَاتٍ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ: ((اَمَا اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ! الْكَيْسَ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((اَتَبِيْعُ جَمَلَكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّیْ بِاُوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((اَلْآنَ حِيْنَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ: فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَزِنَ لِیْ اُوْقِيَّةً فَوَزَنَ لِیْ بِلَالٌ فَاَرْجَحَ فِی الْمِيْزَانِ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ: ((ادْعُ لِیْ جَابِرًا)) فَدُعِيْتُ فَقُلْتُ: الْآنَ يَرُدُّ عَلَیَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَیْءٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْهُ فَقَالَ: ((خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ)).

[راجع: ١٦٥٨]

میرے اونٹ نے دیر لگائی اور تھک گیا اس لیے میں پیچھے رہ گیا سو آپ ﷺ اترے اور آپ نے اپنے ٹیڑھے کونے کی لکڑی سے اس کو ایک کونچا دیا پھر فرمایا: ”سوار ہو۔“ میں سوار ہوا اور میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرا اونٹ اس قدر تیز ہو گیا کہ میں اس کو روکتا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم نے نکاح کیا؟“ میں نے عرض کی کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”باکرہ یا ثیبہ؟“ میں نے عرض کی! ثیبہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”باکرہ لڑکی سے کیوں نہ کیا کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔“ میں نے عرض کی کہ میری کئی بہنیں ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان سب کو جمع رکھے (یعنی پریشان نہ ہونے دے) اور ان کی کنگھی کرے اور ان کی خدمت کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم اپنے گھر جانے والے ہو پھر جب گھر جاؤ تو جماع ہی جماع ہے۔“ پھر فرمایا: ”کہ تم اپنا اونٹ بیچتے ہو؟“ میں نے کہا: کہ ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے اسے ایک اوقیہ چاندی کے عوض میں خرید لیا پھر رسول اللہ ﷺ آئے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا اور مسجد میں آیا اور ان کو مسجد کے دروازے پر پایا تو فرمایا: ”کہ تم ابھی آئے؟“ میں نے عرض کی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹ کو یہاں چھوڑ دو اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو۔“ (اس سے ثابت ہوا کہ سفر سے آئے تو پہلے مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کرے یہی مسنون ہے) پھر میں گیا اور دو رکعت ادا کی اور پھرا اور آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دیں پھر انہوں نے تول دی اور جھکتی ڈنڈی تولی (یعنی زیادہ دی) پھر میں جب چلا اور پیٹھ موڑی تو پھر بلایا اور میں نے خیال کیا کہ اب میرا اونٹ مجھے پھیریں گے اور اس سے بڑھ کر کوئی شے مجھے ناپسند نہ تھی تو مجھ سے فرمایا: ”کہ جاؤ اپنا اونٹ بھی لے جاؤ اور قیمت بھی تم کو دی۔“



(٣٦٤٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا فِیْ مَسِيْرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا عَلٰی نَاضِحٍ اِنَّمَا هُوَ فِیْ اُخْرَيَاتِ النَّاسِ قَالَ: فَضَرَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْقَالَ نَخَسَهُ۔ اُرَاهُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور میں ایک پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا سب لوگوں کے پیچھے سو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو مارا یا فرمایا چلایا، میں گمان کرتا ہوں کسی ایسی چیز سے مارا جو ان کے پاس تھی پھر تو وہ سب لوگوں سے آگے چل نکلا (یہ

قَالَ بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ قَالَ: فَجَعَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِي حَتَّى إِنِّي لَأَكُفُّهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ)) قَالَ قُلْتُ: هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ)) قَالَ قُلْتُ: هُوَ لَكَ [يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!] قَالَ: وَقَالَ لِي: ((أَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ أَبِيكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((ثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا؟)) قَالَ قُلْتُ: ثَيِّبًا قَالَ: ((فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا)) قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ. [بخاري: ٢٧١٨؛ نسائي: ٤٦٥٥؛ ابن ماجه: ٢٢٠٥؛ وانظر في مسلم: ٤١٠٢]

معجزہ تھا آپ ﷺ کا) اور مجھ سے گویا لڑتا تھا اور میں اس کو روکتا تھا پھر فرمایا: ''تم اسے میرے ہاتھ بیچتے ہو اتنی قیمت پر اللہ تم کو بخشے۔'' میں نے عرض کی کہ وہ آپ کا ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا تم نے نکاح کیا اپنے باپ کے پیچھے؟'' میں نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے پوچھا: ''کہ ثیبہ یا باکرہ؟'' میں نے کہا: ثیبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''باکرہ کیوں نہ کی کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے۔'' ابونضرہ نے کہا کہ یہ مسلمان کا تکیہ کلام ہے کہ تم ایسا کرو اللہ تم کو بخشے (غرض اسی طرح حضور ﷺ نے بھی ان سے فرمایا)۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ.

باب: عورتوں کے ساتھ خوش خلقی کرنے کا حکم۔

(٣٦٤٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا)). [نسائي: ٣٢٣٢؛ ابن ماجه: ١٨٥٥]

ابوہریرہ ؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی ہڈی سے پیدا ہوئی ہے اور وہ کبھی تجھ سے سیدھی چال نہ چلے گی پھر اگر تو اس سے کام لے تو لیے جا اور وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی اور اگر تو اس کو سیدھا کرنے چلا تو توڑ ڈالے گا اور توڑنا اس کا طلاق دینا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی عورتوں کی کج روی اور بدمزاجی پر صبر کرنا ضروری ہے اور آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہے پھر پسلی کا اثر کجی ہے۔

(٣٦٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ. [خَيْرًا]))

ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو ضروری ہے کہ جب کوئی امر پیش آئے تو اچھی بات کہے نہیں تو چپ رہے اور عورتوں سے خیر خواہی کر و اس لیے کہ وہ پسلی سے بنی ہے اور پسلی میں اونچی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے پھر اگر تو اسے سیدھا کرنے لگا تو توڑ دیا اور اگر یوں ہی چھوڑ دیا تو ہمیشہ ٹیڑھی رہی خیر خواہی کرو عورتوں کی۔''

○ ○ ○ ○

(٣٦٤٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ)) اَوْ قَالَ: غَيْرَهُ.

[ترمذی: ١١٨٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ دشمن نہ رکھے کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو اگر اس میں ایک عادت ناپسند ہو گی تو دوسری پسند بھی ہو گی۔“ یا سوا اس کے اور کچھ فرمایا۔“

○ ○ ○ ○

(٣٦٤٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابٌ لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ.

باب: اگر حوا خیانت نہ کرتی تو کوئی بھی عورت کبھی بھی اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

(٣٦٤٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)). [بخاری: ٣٣٣١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی۔“

○ ○ ○ ○

(٣٦٤٨) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ لَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ فرمایا آپ ﷺ نے ”اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کوئی کھانا نہ سڑتا اور کوئی گوشت بھی اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی کبھی خیانت نہ کرتی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: حوا کو حوا اس لیے کہا کہ وہ ہر حیی (زندہ) کی ماں ہیں اور بنی اسرائیل نے من وسلویٰ باسی بنا کر رکھا وہ سڑنے لگا اور حوا نے ترغیب دی درخت ممنوعہ کے کھلانے میں اس کا اثر ہر دختر میں رہا۔

بَابٌ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ.

باب: دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔

(٣٦٤٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ)).

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کام نکالنے کی چیز ہے اور بہتر کام نکالنے کی چیز دنیا میں نیک عورت ہے۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ.

باب: عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان۔

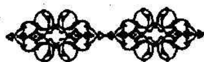
(٣٦٥٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَرْاَةَ كَالضِّلَعِ اِذَا ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت پسلی کی مانند ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر چھوڑ دے تو تیرا کام نکلے اور وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔“

(٣٦٥١) وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ بِهٰذَا الْاسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً. [بخاری: ٣٣٩٩]

اس سند سے بھی مندرجہ بالا حدیث مروی ہے۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ
طلاق کے مسائل

بَابُ تَحْرِيْمِ طَلَاقِ الْحَائِضِ بِغَيْرِ رِضَاهَا وَأَنَّهُ لَوْ خَالَفَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَيُؤْمَرُ بِرَجْعَتِهَا.

(٣٦٥٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَتْرُكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)). [بخاری: ٥٢٥١؛ ابوداود: ٢١٧٩؛ نسائی: ٣٣٩٠]

باب: حائضہ کو اس کی رضامندی کے بغیر طلاق دینے کی حرمت اور اگر اس حکم کی ممانعت کی تو طلاق واقع ہونے اور رجوع کا حکم دینے کا بیان۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بی بی کو طلاق دی اور وہ حائضہ تھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ اسے حکم دو کہ رجوع کرے اور اس کو رہنے دے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے اور پھر حیض آئے اور پھر پاک ہو پھر چاہے روک رکھے چاہے طلاق دے قبل اس کے کہ اسے ہاتھ لگائے اور یہی عدت ہے جس کے حساب سے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی طلاق کا حکم کیا ہے۔“



(٣٦٥٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ. وَزَادَ ابْنُ

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بی بی کو طلاق دی حالت حیض میں اور حکم کیا ان کو رسول اللہ ﷺ نے کہ رجوع کرے اور اس کو رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو اور پھر حائضہ ہو ان کے پاس دوسری بار اور پھر اسے مہلت دی جائے یہاں تک کہ پاک ہو دوسرے حیض سے پھر اگر ارادہ ہو طلاق کا طلاق دے جب وہ پاک ہو جماع سے پہلے۔ غرض یہی عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔ اور ابن رمح نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ

رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ: أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْمَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِيْ بِهٰذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ فِيْمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ قَالَ مُسْلِمٌ: جَوَّدَ اللَّيْثُ فِيْ قَوْلِهِ تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً. [بخاری: ۵۳۳۲، ۶۲۶۱؛ ابوداود: ۲۱۸۰]

سے جب یہ مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ تو نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہیں (تو رجوع ہو سکتا ہے) اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا اور اگر تو نے تین طلاق دی ہیں تو وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے سوا تیرے۔ اور نافرمانی کی تو نے اللہ کی اس طلاق کے بارے میں جو تیری عورت کے لیے تجھے سکھایا تھا۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت میں ایک طلاق کا لفظ جو لیث نے کہا خوب کہا۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً أُخْرٰى فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ)) قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَاصَنَعَتِ التَّطْلِيْقَةُ؟ قَالَ: وَاحِدَةٌ اعْتَدَّ بِهَا.

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا۔ اخیر میں یہ زیادہ ہے کہ عبیداللہ نے نافع سے پوچھا کہ وہ طلاق کیا ہوئی (یعنی جو حیض میں دی تھی) انہوں نے کہا کہ ایک شمار کی گئی۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۵) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عُبَيْدِاللّٰهِ لِنَافِعٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِيْ رِوَايَتِهِ: فَلْيَرْجِعْهَا وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَلْيُرَاجِعْهَا. [نسائی: ۳۵۵۸؛ ابن ماجه: ۲۰۱۹]

عبیداللہ سے اس سند سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں عبیداللہ کا قول مذکور نہیں جو اوپر کی روایت میں تھا۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۶) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ

وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار ترجمہ ہو چکا اتنی بات اخیر میں زیادہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ اگر تو نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں تو طلاق میں اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔

امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُوْلُ: اَمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً اَوِاثْنَتَيْنِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا وَ اَمَّا اَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيْمَا اَمَرَكَ بِهٖ مِنْ طَلَاقِ امْرَاَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ. [نسائی: ۳۵۵۹]

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً [اُخْرٰى] مُسْتَقْبَلَةً سِوٰى حَيْضَتِهَا الَّتِيْ طَلَّقَهَا فِيْهَا فَاِنْ بَدَالَهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ حَيْضَتِهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا فَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ)) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ طَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً [وَاحِدَةً] فَحُسِبَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَرَاجَعَهَا عَبْدُاللّٰهِ كَمَا اَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حیض میں طلاق دینا سن کر غصہ فرمایا اور اخیر میں یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا جیسا کہ حضور ﷺ نے حکم دیا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۸) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرَاجَعْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيْقَةَ الَّتِيْ طَلَّقْتُهَا. [نسائی: ۳۳۹۱]

وہی مضمون ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس طلاق کو میں نے حساب میں رکھا۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۵۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْحَامِلًا)) . [بخاری: ۷۱۶۰؛ ترمذی: ۱۱۷۶، ۳۳۹۷؛ ابن ماجہ: ۲۰۲۳]

وہی مضمون ہے اور اس میں اخیر میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حکم دو اس کو کہ رجوع کرے پھر طلاق دے اس کو حالت طہر میں یا حالت حمل میں۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت کی وجہ سے امت کا اجماع ہے کہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے بغیر رضائے عورت کے پھر اگر کسی نے دی تو گنہگار ہوا اور طلاق پڑ گئی اور اس سے رجوع کرنے کا حکم ہے جیسا مذکور ہوا اس روایت میں اور حضور ﷺ نے جو رجوع کا حکم فرمایا اس سے صاف معلوم ہوا کہ طلاق پڑ گئی اور یہ رجوع کرنا مستحب ہے شافعیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ابوحنیفہ اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

(گزشتہ سے پیوستہ) تمام کوفیوں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اور حضور ﷺ نے جو حکم دیا کہ طلاق میں تاخیر کرے اس طہر کے بعد دوسرے طہر تک، تو اس لیے کہ رجوع طلاق کیلئے واقع نہ ہو اور مقصود یہ تھا کہ ایک زمانہ تک عورت اس کے پاس رہے تو شاید طلاق سے شرمندہ ہو اور پھر طلاق کی نوبت نہ آئے اور اس مدت میں اللہ تعالیٰ آپس میں شاید اتفاق دیدے اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ طلاق ایسے طہر میں ہو کہ جس میں صحبت نہ کی ہو۔ تاکہ بہ سبب حمل کے عدت طویل نہ ہو جائے اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ طلاق دینا جس میں صحبت ہو چکی ہو حرام ہے اسی حدیث کی رو سے اور یہ جو فرمایا کہ پھر چاہے طلاق دے چاہے رکھ لے اس سے معلوم ہوا کہ طلاق میں گناہ نہیں مگر کراہت ہے چنانچہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہے کہ ابغض حلال اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہی عدت ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا حکم فرمایا اس سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اور مالک نے اس پر کہ اقراء عدت کے اطہار ہیں اس لیے کہ حضور ﷺ نے حکم دیا اور یہ بخوبی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حیض میں طلاق دینے کا حکم نہیں کیا بلکہ حرام کیا ہے اور اہل لغت اور فقہ اور اصول کا اجماع ہے کہ اقراء سے طہر اور حیض دونوں مراد ہو سکتے ہیں اور قرآن میں جو آیا ہے۔ ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ اس میں ابوحنیفہ اور بعض کا قول ہے کہ مراد اس سے حیض ہے اور یہی مروی ہے عمر اور علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مراد اس سے طہر ہے ان کے نزدیک عدت تمام ہو جاتی ہے دو طہر کامل اور تیسرے کے شروع ہونے سے اور یہ جو اخیر کی روایت میں فرمایا کہ طلاق دے حالت طہر میں یا حالت حمل میں اس سے جائز ہوا طلاق دینا حاملہ کا کہ جس کا حمل معلوم ہو گیا ہو اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ یہی قول ہے اکثر علما کا جیسے طاؤس اور حسن اور ابن سیرین رحمہم اللہ وغیرہم ہیں اور بعض مالکیہ نے کہا ہے حرام ہے طلاق دینا حالت حمل میں اور ایک روایت میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مکروہ بھی آیا ہے۔

(٣٦٦٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَاَلَ عُمَرُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَ بَعْدُ اَوْيُمْسِكَ)).

حدیث وہی ہے جو اوپر کئی مرتبہ گزر چکی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٦١) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: مَكَثْتُ عِشْرِيْنَ سَنَةً يُحَدِّثُنِيْ مَنْ لَّا اَتَّهِمُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلٰثًا وَهِيَ حَائِضٌ فَاُمِرَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَجَعَلْتُ لَا اَتَّهِمُهُمْ وَلَا اَعْرِفُ الْحَدِيْثَ حَتّٰى لَقِيْتُ اَبَا غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنَ جُبَيْرٍ الْبَاهِلِيَّ وَكَانَ ذَاثَبَتٍ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَحَدَّثَهُ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَطْلِيْقَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَاُمِرَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا قَالَ قُلْتُ: اَفَحُسِبَتْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: فَمَهْ اَوَاِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟. [بخاری: ٥٢٥٣، ٥٢٥٨، ٥٣٣٣؛ ابوداود: ٢١٨٣، ٢١٨٤؛ ترمذی: ١١٧٥؛ نسائی: ٣٣٩٩، ٣٤٠٠؛ ابن ماجہ: ٢٠٢٢]

ابن سیرین نے کہا: بیس برس تک مجھ سے ایک شخص روایت کرتا تھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں حالت حیض میں اور میں اس راوی کو متہم نہ جانتا تھا پھر اس نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ رجوع کرے اس عورت سے اور میں اس کی اس روایت کو نہ متہم کرتا تھا اور نہ حدیث کو بخوبی جانتا تھا کہ صحیح کیا ہے یہاں تک کہ میں ابوغلاب یونس بن جبیر باہلی سے ملا اور وہ پکے آدمی تھے سو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک طلاق دی تھی اور وہ حائضہ تھی اور مجھے رجعت کا حکم دیا پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا (یہ قول ہے یونس کا) کہ وہ طلاق بھی تم نے حساب میں رکھی (یعنی اگر دو طلاق دو تو وہ ملا کر تین پوری ہو جائیں) انہوں نے کہا: کیوں نہیں کیا وہ عاجز ہو گیا یا احمق ہو گیا (یہ عبداللہ نے اپنے آپ کو خود کہا) یعنی اگر اس طلاق کو نہ گنوں تو حماقت ہے۔

(٣٦٦٢) عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ فَأَمَرَهُ. [راجع: ٣٦٦١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٦٣) عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَسَأَلَ عُمَرُ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَقَالَ: ((يُطَلِّقُهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا)). [راجع: ٣٦٦١]

وہی مضمون اس سند سے مروی ہوا اس کے اخیر میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رجوع کرے اور پھر طلاق دے طہر میں بغیر جماع کے۔'' اور فرمایا: ''کہ طلاق دے عدت کے شروع میں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ قروء عدت کے اطہار ہیں اور جب طہر میں طلاق دی اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی اس لیے کہ طلاق، حیض میں حرام ہے اور اگر حیض میں کسی نے طلاق دی تو وہ حیض تو بالاجماع عدت میں شمار نہ ہوگا اور عدت جب ہی شروع ہوگی کہ جب طہر میں طلاق دے پس طہر ہی سے شمار عدت کا ضروری ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث محمد بن رافع نے، ان سے عبدالرزاق نے، ان سے ابوزبیر نے، ان سے عبدالرحمن بن ایمن نے جو مولیٰ ہیں عروہ کے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے اور ابوزبیر سنتے۔ اور آگے وہی روایت ہے جو اوپر بسند حجاج مذکور ہوئی اور اس میں کچھ مضمون زیادہ ہے امام مسلم نے فرمایا کہ خطا کی راوی نے جو کہا کہ مولیٰ ہیں عروہ کے اور حقیقت میں وہ مولیٰ ہیں عزہ کے۔

(٣٦٦٤) عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ ﷺ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ؟ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ تَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟ [راجع: ٣٦٦١]

یونس بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض میں تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تو عبداللہ بن عمر کو جانتا ہے اس نے بھی اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی تھی پھر حضرت عمر نبی ﷺ کے پاس گئے اور پوچھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے اور پھر سرے سے عدت شروع کرے پھر میں نے ان سے پوچھا کہ جب کسی نے حیض میں طلاق دی تو وہ طلاق بھی شمار کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ چپ رہ کیا وہ عاجز ہوگیا ہے یا احمق ہوگیا ہے جو اس کو شمار نہ کرے گا (یعنی ضرور شمار ہوگی)۔

(٣٦٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا)) قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَفَتَحْتَسِبُ بِهَا؟ قَالَ مَا يَمْنَعُهُ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ. [راجع: ٣٦٦١]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٦٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷺ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ؟ قَالَ:

اس سند سے بھی الفاظ کے اختلاف سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے۔

طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا)) قَالَ: فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا قُلْتُ: فَاعْتَدَدْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ؟ قَالَ: مَا لِي لَا أَعْتَدُّ بِهَا وَإِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ.

[بخاری: ۵۲۵۲]

○ ○ ○ ○

(۳۶۶۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا)) قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَفَحَسِبْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ فَمَهْ. [راجع: ۳۶۶۶]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اوران کوخبر دی آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اس کو حکم دو کہ رجوع کرے جب پاک ہو جائے تو پھر طلاق دے۔'' میں نے پوچھا: کیا وہ طلاق شمار کی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔

(۳۶۶۸) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا ((لِيَرْجِعْهَا)) وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ قُلْتُ لَهُ: أَتَحْتَسِبُ بِهَا؟ قَالَ: فَمَهْ. [راجع: ۳۶۶۶]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۶۹) عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ: أَتَعْرِفُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَذَهَبَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ ـ لِأَبِيهِ. [نسائی: ۳۵۶۱]

مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۶۷۰) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَيْمَنَ مَوْلَى عَزَّةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ ذٰلِكَ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((لِيُرَاجِعْهَا)) فَرَدَّهَا وَقَالَ: ((إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ)) قَالَ

وہی حدیث جس کا ترجمہ کئی مرتبہ گزر چکا۔

ابْنُ عُمَرَ: وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ: ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾. [٦٥/ الطلاق: ١]

[ابو داود: ٢١٨٥؛ نسائي: ٣٣٩٢]

○ ○ ○ ○

(٣٦٨١) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ. [راجع: ٣٦٧٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٧٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَيْمَنَ مَوْلٰى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ؟ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ، بِمِثْلِ حَدِيثِ حَجَّاجٍ وَفِيهِ بَعْضُ الزِّيَادَةِ قَالَ مُسْلِمٌ: أَخْطَأَ حَيْثُ قَالَ: مَوْلٰى عُرْوَةَ إِنَّمَا هُوَ مَوْلٰى عَزَّةَ. [راجع: ٣٦٧٠]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ.

باب: تین طلاقوں کا بیان۔

(٣٦٧٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: إِنَّ النَّاسَ قَدِاسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ [قَدْ] كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ. [ابو داود: ٢٢٠٠؛ نسائي: ٣٤٠٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طلاق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی دو برس تک ایسا امر تھا کہ جب کوئی ایک بارگی تین طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے جلدی کرنا شروع کی اس میں جس میں ان کو مہلت ملی تھی سو ہم اس کو اگر جاری کردیں تو مناسب ہے پھر انہوں نے جاری کردیا (یعنی حکم دے دیا کہ جو ایک بارگی تین طلاق دے تو تینوں واقع ہوگئیں)۔

(٣٦٧٤) عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَتَعْلَمُ أَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما نَعَمْ. [راجع: ٣٦٧٣]

ابوالصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تین طلاق ایک کردی جاتی تھیں نبی ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی امارت میں بھی تین سال تک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں جانتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٧٥) عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ أَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

ابوالصہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ وہ اپنی عطیہ میں سے کیا نہیں تھیں تین طلاق پھر وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ.

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جو شخص اپنی عورت سے کہے کہ تجھ پر طلاق ہیں تین، اس میں اختلاف ہے علما کا۔ امام شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور جماہیر علما علیہم السلام کا قول یہ ہے کہ تینوں طلاق اس پر پڑ گئیں اور طاؤس اور اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ نہیں پڑتی اس پر مگر ایک طلاق اور یہ ایک روایت ہے حجاج بن ارطاۃ سے اور محمد بن اسحاق سے اور یہی مذہب قوی اور صحیح ہے ان احادیث کی رو سے اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اور محققانِ محدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

بَابُ وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ عَلَى مَنْ حَرَّمَ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يَنْوِ الطَّلَاقَ.

باب: کفارہ کا واجب ہونا اس پر جس نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اور نیت طلاق کی نہ تھی۔

(٣٦٧٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْحَرَامِ: يَمِينٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

[بخاري: ٤٩١١، ٥٢٦٦؛ ابن ماجه: ٢٠٧٣]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب کوئی اپنی بیوی کو کہے تو مجھ پر حرام ہے تو یہ قسم ہے کہ اس میں کفارہ دینا ضروری ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بیشک تمہارے لیے اچھی چال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٧٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا حَرَّمَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ فَهِيَ يَمِينٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [راجع: ٣٦٧٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے تو یہ قسم ہے، اس کا کفارہ دے۔ پھر آپ نے آیت پڑھی ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔

(٣٦٧٨) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ يُخْبِرُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا قَالَتْ: فَتَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ)) فَنَزَلَ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنْ تَتُوبَا﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رضی اللہ عنہما: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ [٦٦/ التحريم: ١-٤] لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا. [بخاري: ٤٩١٢، ٥٢٦٧، ٦٦٩١؛ ابوداود: ٣٧١٤؛ نسائي: ٣٤٢١، ٣٨٠٤]

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرا کرتے اور ان کے پاس شہد پیا کرتے تھے سو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایکا کیا کہ جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بدبو مغافیر[1] کی پاتی ہوں۔ سو حضرت ایک کے پاس جب آئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ میں نے زینب (رضی اللہ عنہا) کے پاس شہد پیا ہے اور اب کبھی نہ پیوں گا۔'' پھر یہ آیت اتری ﴿لِمَ تُحَرِّمُ﴾ سے اخیر تک یعنی ''اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو اس چیز کو جس کو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے۔'' اور فرمایا: کہ اگر توبہ کریں وہ دونوں تو دل ان کے جھک رہے ہیں۔'' اور مراد ان سے عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ جو فرمایا: ''کہ چپکے سے ایک بات کہی نبی نے اپنی کسی بی بی سے۔'' تو مراد اس سے وہی بات ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے شہد پیا ہے۔

[1] ایک درخت ہے کہ اس کا گوند نہایت بدبودار ہوتا ہے۔

(٣٦٧٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیرینی اور

اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ دَارَ عَلَى نِسَآئِهِ فَيَدْنُوْا مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُوْا مِنْكِ فَقُوْلِيْ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ: لَا فَقُوْلِيْ لَهُ: مَاهٰذِهِ الرِّيْحُ؟ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ. فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ: سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُوْلِيْ لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكَ لَهُ وَقُوْلِيْهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ! فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِالَّذِيْ قُلْتِ لِيْ. وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَتْ: فَمَاهٰذِهِ الرِّيْحُ؟ قَالَ: ((سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)) قَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِيْ بِهِ)) قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِيْ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ [بْنِ الْقَاسِمِ]: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ بِهٰذَا سَوَاءً. [بخاري: ٥٢١٦،

شہد بہت پسند تھا پھر جب آپ ﷺ عصر پڑھ چکتے تو اپنی بی بیوں رضی اللہ عنہن کے پاس آتے اور ہر ایک سے قریب ہوتے۔ سو ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہاں اور دنوں سے زیادہ ٹھہرے۔ سو میں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک بی بی کے پاس ان کی قوم سے شہد کی ایک کپی ہدیہ میں آئی تھی۔ سو انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو شہد پلایا ہے۔ سو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ان سے ایک حیلہ کروں گی اور میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور ان سے کہا کہ جب حضور ﷺ تمہارے پاس آئیں اور تم سے قریب ہوں تو تم کہنا کہ یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ سو وہ فرمائیں گے کہ نہیں۔ پھر تم ان سے کہنا کہ پھر یہ بدبو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ کو بہت نفرت تھی اس سے کہ آپ ﷺ سے بدبو آئے۔ پھر حضور ﷺ تم سے کہیں گے کہ مجھے حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے شہد پلایا ہے۔ تب تم ان سے کہنا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کے درخت سے شہد لیا ہے (عرفط اسی درخت کا نام ہے جس کی گوند مغافیر ہے) اور میں بھی ان سے ایسا ہی کہوں گی اور اے صفیہ! تم بھی ان سے ایسا ہی کہنا پھر جب آپ ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو سودہ فرماتی ہیں کہ قسم ہے اس اللہ کی کوئی معبود نہیں ہے سوا اس کے کہ میں قریب تھی کہ ان سے باہر نکل کر کہوں وہی بات جو تم نے مجھ سے کہی تھی (اے عائشہ) اور حضور ﷺ دروازہ پر تھے اور یہ جلدی کرنا میرا کہنے میں تمہارے ڈر سے تھا پھر جب نزدیک ہوئے رسول اللہ ﷺ تو سودہ نے کہا کہ اے رسول اللہ کے! کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ پھر انہوں نے کہا کہ یہ بدبو کس کی ہے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ مجھے حفصہ نے تھوڑا شہد پلایا ہے۔“ تب انہوں نے کہا کہ مکھی نے عرفط سے شہد لیا ہے پھر جب میرے پاس آئے میں نے بھی آپ ﷺ سے یہی کہا (یہ مقولہ ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا) پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کہا پھر جب دوبارہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اس میں سے آپ ﷺ کو شہد پلاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں

۵۴۳۱، ۵۵۹۹، ۵۶۸۲؛ ابو داود: ۳۷۱۵؛ ترمذی: ۱۸۳۱؛ ابن ماجه: ۳۳۲۳]

ہے۔" سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سبحان اللہ! ہم نے روک دیا حضور ﷺ کو شہد پینے سے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ چپ رہو۔ ابواسحاق نے جن کا نام ابراہیم ہے انہوں نے کہا: روایت کیا مجھ سے حسن بن بشر نے، ان سے ابواسامہ نے بعینہ یہی مضمون۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس حدیث میں شان نزول آیت کا معلوم ہوا ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور جب کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے اور اگر تحریم یعنی حرام ہونا اس کا ارادہ کیا بغیر طلاق وظہار کے تو کفارہ قسم کا لازم آتا ہے اور یہ یمین نہ ہوگی اور کچھ نیت نہ کی تو صحیح قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ کفارہ یمین کا لازم آتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں کچھ لازم نہیں آتا بلکہ یہ قول اس کا لغو ہوگا۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں چودہ مذہب نقل کیے ہیں کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ان کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں شرح صحیح مسلم میں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آیت تحریم کی شان نزول میں بعضوں نے کہا ہے ماریہ قبطیہ کی تحریم میں اس کا نزول ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قصہ شرب عسل کا مذکور ہے جیسا مروی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ ضرور حضور ﷺ سے قسم صادر ہوئی ہوگی پس حجازی کا کہنا کہ حضور ﷺ نے قسم یاد نہیں کی صرف یہی فرمایا: "کہ اب کبھی ایسا نہ کروں گا۔" محض نامقبول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک آیت کے معنی یہ ہیں کہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر تحریم میں کفارہ یمین کا اور ایک روایت میں مسلم کے اوپر مروی یہ ہے کہ شہد زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پیا گیا اور دوسری میں آیا ہے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور روایت اول زیادہ صحیح ہے یہی کہا ہے نسائی نے اور اصیلی نے اور یہ جو آیت میں وارد ہوا ﴿وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا﴾ یعنی "جب چپکے سے کہی نبی نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات۔" مراد اس سے یہ فرمانا ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ میں نے شہد پیا ہے اور میں اب کبھی نہیں پیوں گا۔ اور اپنی بی بی صاحبہ کو حکم دیا کہ کسی کو اس کی خبر نہ کرنا اور شیرینی سے مراد ہر میٹھی چیز ہے اور شہد کا ذکر اس کے بعد اظہار شرف کے لیے ہے ورنہ وہ بھی شیرینی میں داخل ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس پر کہ جو شخص باری رکھتا ہو عورتوں میں اس کو روا ہے کہ اس عورت کے گھر میں داخل ہو جس کی باری نہیں مگر جماع روا نہیں۔

(۳۶۸۰) وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روایت کی مجھ سے سوید بن سعید نے، ان سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے اسی سند سے یہی حدیث مانند اس کی۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ تَخْيِيرَ امْرَاَتِهٖ لَا يَكُوْنُ طَلَاقًا اِلَّا بِالنِّيَّةِ.

باب: تخییر سے طلاق نہیں ہوتی مگر جب نیت ہو۔

(۳۶۸۱) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَبِيْ فَقَالَ: ((اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: قَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ: ثُمَّ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا رسول اللہ ﷺ کو کہ اپنی بیبیوں کو اختیار دے دو کہ وہ دنیا چاہیں تو دنیا لیں اور آخرت چاہیں تو آخرت لیں۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے مجھ سے اس کو بیان کرنا شروع کیا۔ اور فرمایا: "کہ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا جب تک مشورہ نہ لے لینا اپنے

قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ [عَزَّوَجَلَّ] قَالَ: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ٥ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا ٥﴾ [۳۳/ الاحزاب: ۲۸، ۲۹] قَالَتْ: قُلْتُ: فِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

[بخاری: ٤٧٨٥، ٤٧٨٦؛ ترمذی: ٣٢٠٤؛ نسائی: ٣٢٠١، ٣٤٣٩]

ماں باپ سے۔'' اور حضور ﷺ نے جانا تھا کہ میرے ماں باپ کبھی جناب رسول اللہ ﷺ کے چھوڑنے کا حکم مجھے نہ دیں گے پھر آپ ﷺ نے کہا: ''کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ یعنی ''اے نبی! کہہ دو تم اپنی بیبیوں سے کہ اگر وہ دنیا اور اس کی زینت چاہیں تو آؤ میں تم کو برخورداری دوں اور اچھی طرح سے تم کو رخصت کردوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہو اور اس کے رسول کی اور آخرت کا گھر چاہو تو بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیک بختوں کے لیے بہت بڑا ثواب تیار کیا ہے۔'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اس میں کون سی بات ایسی ہے جس کے لیے میں مشورہ لوں اپنے ماں باپ سے میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو پھر رسول اللہ ﷺ کی تمام بیویوں نے ایسا ہی کیا جیسا میں نے کیا تھا۔

(٣٦٨٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا إِذَا كَانَ فِيْ يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتْ: ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾ فَقَالَتْ لَهَا مُعَاذَةُ: فَمَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَكِ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أَقُوْلُ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ إِلَيَّ لَمْ أُوْثِرْ أَحَدًا عَلٰى نَفْسِيْ. [بخاری: ٤٧٨٩؛ ابوداود: ٢١٣٦]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے اجازت مانگا کرتے تھے جب کسی عورت کی باری میں آپ آیا کرتے تھے ہم میں سے بعد اس کے یہ آیت اتری ﴿تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ یعنی ''الگ رکھے تو ان سے جس کو چاہے'' تو معاذہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ کیا جواب دیتی تھیں جب حضور آپ سے اجازت چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ میں کہتی تھی: اگر میرا اختیار ہوتا تو اپنی ذات پر کسی کو مقدم نہ رکھتی۔

فائدہ: یعنی جب ایک بیوی کی باری تمام ہوئی اور اس کے پاس سے دوسری کے پاس جانے لگتے تو اجازت چاہتے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں آپ ﷺ کو اپنے سوا کسی کے پاس نہ جانے دیتی مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے اور یہ فرمانا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس خیال سے نہ تھا کہ عیش و آرام چاہتی تھیں بلکہ فوائد آخرت کی نظر سے تھا کہ قرب و نزدیکی جناب رسالتمآب ﷺ کی قرب الٰہی تھی اور سبب نزول رحمت اور وفور برکات اخروی اور مشاہدہ انوار وحی تھا اور اس سے اور اوپر کی حدیث سے جس میں آپ نے تقدیم کی آخرت کے چاہنے میں بڑی فضیلت اور تقدم ثابت ہوا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تمام بیبیوں پر جو اس وقت موجود تھیں۔

(٣٦٨٣) وَحَدَّثَنَاهُ الْحَسَنُ بْنُ عِيْسٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٦٨٢]

کہا امام مسلم نے اور بیان کی مجھ سے یہی روایت حسن بن عیسیٰ نے، ان سے ابن مبارک نے، ان سے عاصم نے اسی اسناد سے مانند اس کے۔

○ ○ ○ ○

(٣٦٨٤) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَعُدَّهُ طَلَاقًا.

[بخاری: ٥٢٦٣؛ ترمذی: ١١٧٩؛ نسائی: ٣٢٠٣،

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نے اختیار کیا رسول اللہ ﷺ کو یعنی جب آپ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تھا پھر ہم نے اس کو طلاق نہیں سمجھا۔

[٣٤٤١، ٣٤٤٢، ٣٤٤٣]

(٣٦٨٥) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: مَا اُبَالِیْ خَيَّرْتُ امْرَأَتِیْ وَاحِدَةً اَوْمِائَةً اَوْ اَلْفًا بَعْدَ اَنْ تَخْتَارَنِیْ وَلَقَدْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: قَدْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَكَانَ طَلَاقًا؟ [راجع: ٣٦٨٤]

مسروق نے کہا کہ مجھے خوف نہیں اگر میں اختیار دوں اپنی بی بی کو ایک بار یا سو بار یا ہزار بار جب وہ مجھے پسند کرے اور میں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ چکا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو کیا یہ طلاق ہوگی؟ (یعنی نہیں ہوتی)۔

(٣٦٨٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا. [راجع: ٣٦٨٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تو یہ طلاق نہ تھی۔

(٣٦٨٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهُ طَلَاقًا. [راجع: ٣٦٨٥]

مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(٣٦٨٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعْدُدْهَا عَلَيْنَا شَيْئًا. [بخاری: ٥٢٦٢؛ ابوداود: ٢٢٠٣؛ ترمذی: ١١٧٩؛ نسائی: ٣٢٠٢، ٣٤٤٤، ٣٤٤٥؛ ابن ماجه: ٢٠٥٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٣٦٨٩) وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِیُّ: حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهِ. [راجع: ٣٦٨٨]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے۔

(٣٦٩٠) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهِ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ: فَاُذِنَ لِاَبِیْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهُ فَوَجَدَ النَّبِیَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ وَاجِمًا سَاكِتًا. قَالَ: فَقَالَ: لَاَقُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ رَاَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِی النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((هُنَّ حَوْلِیْ كَمَا تَرٰى يَسْاَلْنَنِیْ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت چاہی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اور لوگوں کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے دروازے پر جمع ہیں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اجازت ملی تو اندر گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت چاہی۔ ان کو بھی اجازت ملی اور نبی ﷺ کو پایا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کے گرد آپ ﷺ کی بیبیاں رضی اللہ عنہن ہیں کہ غمگین چپکے بیٹھے ہوئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ایسی کوئی بات کہوں کہ نبی ﷺ کو ہنساؤں۔ سو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کاش آپ ﷺ دیکھتے خارجہ کی بیٹی کو (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بی بی رضی اللہ عنہا ہیں) کہ اس نے مجھ سے خرچ مانگا

النَّفَقَةَ)) فَقَامَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا يَجَأُ عُنُقَهَا وَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا، كِلَاهُمَا يَقُولُ: تَسْأَلْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَالَيْسَ عِنْدَهُ قُلْنَ: وَاللهِ! لَا نَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا أَوْتِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ قَالَ: فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا أُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! فَتَلَا عَلَيْهَا هَذِهِ الْآيَةَ قَالَتْ: أَفِيكَ يَارَسُولَ اللهِ! أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُ: قَالَ: ((لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا وَلَا مُتَعَنِّتًا وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا)).

تو اس کے پاس کھڑا ہو کے اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ سو رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ یہ سب بھی میرے گرد ہیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔“ سو ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور دونوں کہتے تھے یعنی اپنی اپنی بیٹیوں سے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے؟ اور وہ کہنے لگیں: کہ اللہ کی قسم! ہم کبھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز نہ مانگیں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے پھر آپ ﷺ ان سے ایک ماہ یا انتیس روز جدا رہے پھر آپ ﷺ کے اوپر یہ آیت اتری ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ سے ﴿عَظِيمًا﴾ تک سو آپ نے پہلے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تعمیل شروع کی اور ان سے فرمایا: ”کہ اے عائشہ! میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات کہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس میں جلدی نہ کرو جب تک مشورہ نہ لے لو اپنے ماں باپ سے۔“ انہوں نے عرض کی کہ وہ کیا بات ہے؟ اے رسول اللہ کے! پھر آپ ﷺ نے ان پر یہ آیت پڑھی تو انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کے مقدمہ میں میں ان سے مشورہ لوں؟ بلکہ میں اختیار کرتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو۔ اور میں آپ ﷺ سے سوال کرتی ہوں کہ آپ ﷺ کسی عورت کو اپنی بیبیوں میں سے خبر نہ دیں اس بات کی جو میں نے کہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جو بی بی مجھ سے پوچھے گی ان میں سے فوراً اسے خبر دوں گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا نہیں۔ بلکہ مجھے آسانی سے سکھانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“



فائدہ: اس حدیث میں جو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”کہ ماں باپ سے مشورہ لے کر جواب دینا۔“ یہ کمال شفقت کے لحاظ سے تھا کہ آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ شاید ابھی صغیر السن ہیں اور دنیا کا تجربہ نہیں رکھتیں ایسا نہ ہو کہ میری جدائی پر آمادہ ہو جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو کم سنی میں وہ عقل و شعور و دینداری عنایت فرمائی تھی کہ بوڑھوں کو نصیب نہیں کہ دار آخرت کے پسند کرنے میں اور اللہ و رسول کے اختیار کرنے میں انہوں نے کہا ماں باپ کے مشورہ کی کیا ضرورت ہے بقول شخصے ”در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست“۔ غرض اس سے بڑی فضیلت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ثابت ہوئی کہ شیخین نے اپنی لڑکیوں کا خیال نہ کیا بلکہ جناب رسالت مآب ﷺ کی خوشی اور خاطر داری مقدم سمجھی اور ان کو تنبیہ کر کے آپ ﷺ کو ہنسایا اور محظوظ کیا اور یہ کمال ایمان کی بات ہے جو لوگ شیخین پر طاعن ہیں اللہ تعالیٰ ان کا منہ کالا کرے۔ اور ان حدیثوں سے امام مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد اور جماہیر علما رحمہم اللہ نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص اپنی عورت سے کہے کہ تجھے اختیار ہے چاہے میرے پاس رہ چاہے جدا ہو اور اس نے شوہر کے تئیں اختیار کیا تو یہ طلاق نہیں اور نہ اس سے فرقت ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ غم آلود کو ہنسانا مستحب ہے اور اس کو خوشی پہنچانا منجملہ قربات ہے۔

بَابٌ فِي الْإِيْلَاءِ وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ وَتَخْيِيرِهِنَّ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ﴾.

باب: ایلاء دار عورتوں سے علیحدہ ہونا

(٣٦٩١) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: لَمَّااعْتَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى وَيَقُوْلُوْنَ: طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَهُ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ قَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ: لَاَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ ﷺ فَقُلْتُ: يَابِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ! اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ اَنْ تُؤْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: مَالِيْ وَمَالَكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ؟ عَلَيْكَ بِعَيْبَتِكَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهَا: يَاحَفْصَةُ! اَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ اَنْ تُؤْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَايُحِبُّكِ وَلَوْلَااَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتْ اَشَدَّ الْبُكَاءِ فَقُلْتُ لَهَا: اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: هُوَ فِيْ خِزَانَتِهٖ فِي الْمَشْرُبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا اَنَابِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا عَلٰى اُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَيْهِ عَلٰى نَقِيْرٍ مِنْ خَشَبٍ وَهُوَ جِذْعٌ يَرْقٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيَنْحَدِرُ فَنَادَيْتُ يَا رَبَاحُ! اسْتَاْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ اِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ: يَارَبَاحُ! اسْتَاْذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ اِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِيْ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کنارہ کیا نبی ﷺ نے اپنی بیبیوں سے۔ کہا انہوں نے میں داخل ہوا مسجد میں اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے ہیں (جیسے کوئی بڑی فکر اور تردد میں ہوتا ہے) اور کہہ رہے ہیں کہ طلاق دی رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں کو اور ابھی تک ان کو پردہ میں رہنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کا حال معلوم کروں، سو داخل ہوا میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس، اور میں نے ان سے کہا کہ اے بیٹی ابوبکر کی! تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم ایذا دینے لگیں رسول اللہ ﷺ کو۔ سو انہوں نے کہا کہ مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کیا کام اے فرزند خطاب کے تم اپنی گٹھڑی کی خبر لو (یعنی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو سمجھاؤ مجھے کیا نصیحت کرتے ہو) پھر میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا اے حفصہ! تمہارا یہاں تک درجہ پہنچ گیا کہ ایذا دینے لگیں تم رسول اللہ ﷺ کو اور اللہ کی قسم! تم جانتی ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ تم کو نہیں چاہتے۔ اور میں نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تم کو اب تک طلاق دے چکے ہوتے رسول اللہ ﷺ اور وہ خوب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ اور میں نے ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ اپنے خزانہ میں اپنے جھروکے میں ہیں۔ اور میں وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ رباح، رسول اللہ ﷺ کا غلام جھروکے کی چوکھٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور اپنے دونوں پیر اوپر ایک کھدی ہوئی لکڑی کے کہ وہ کھجور کا ڈنڈا تھا لٹکائے ہوئے تھا۔ اور اسی لکڑی پر سے رسول اللہ ﷺ چڑھتے اترتے تھے۔ (یعنی وہ بجائے سیڑھی کے جھروکے میں لگی تھی) سو میں نے پکارا کہ اے رباح! اجازت لے میرے لیے اپنے پاس کی کہ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچوں اور رباح نے جھروکے کی طرف نظر کی اور پھر مجھے دیکھا اور کچھ نہ کہا۔ پھر میں نے کہا: اے رباح!

فَقُلْتُ: يَارَبَاحُ! اسْتَاذِنْ لِيْ عِنْدَكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ظَنَّ اَنِّيْ جِئْتُ مِنْ اَجْلِ حَفْصَةَ وَاللّٰهِ! لَئِنْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِضَرْبِ عُنُقِهَا لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهَا وَرَفَعْتُ صَوْتِيْ فَأَوْمَأَ اِلَيَّ اَنِ ارْقَهْ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى حَصِيْرٍ فَجَلَسْتُ فَاَدْنٰى عَلَيْهِ اِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَاِذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِيْ فِيْ خِزَانَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا اَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيْرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِيْ نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَاِذَا اَفِيْقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ قَالَ: ((مَا يُبْكِيْكَ؟ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَمَالِيْ لَا اَبْكِيْ وَهٰذَا الْحَصِيْرُ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِكَ وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ لَا اَرٰى فِيْهَا اِلَّا مَا اَرٰى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرٰى فِي الثِّمَارِ وَالْاَنْهَارِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَفْوَتُهُ وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا)) قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ حِيْنَ دَخَلْتُ وَاَنَا اَرٰى فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَشُقُّ عَلَيْكَ مِنْ شَاْنِ النِّسَآءِ؟ فَاِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَكَ وَمَلَائِكَتَهُ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مَعَكَ وَقَلَّمَا تَكَلَّمْتُ ـ وَاَحْمَدُ اللّٰهَ ـ بِكَلَامٍ اِلَّا رَجَوْتُ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ يُصَدِّقُ قَوْلِيَ الَّذِيْ اَقُوْلُ: وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اٰيَةُ التَّخْيِيْرِ ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ﴾ [٦٦/ التحريم: ٤] ﴿وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ

اجازت لے میرے لیے اپنے پاس کی کہ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچوں پھر نظر کی رباح نے غرفہ کی طرف اور مجھے دیکھا اور کچھ نہیں کہا۔ پھر میں نے آواز بلند کی کہا کہ اے رباح! اجازت لے میرے لیے اپنے پاس کی کہ میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے خیال فرمایا ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے آیا ہوں۔ اور اللہ کی قسم ہے کہ اگر جناب رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیں اس کی گردن مارنے کا تو میں اس کی گردن ماروں (اس سے خیال کرنا چاہیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان اور خلوص کو اور اس محبت کو جو جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے اور ضروری ہے یہی محبت ہر مؤمن کو حضور ﷺ کے ساتھ) اور میں نے اپنی آواز بلند کی سو اس نے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ اور میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور میں بیٹھ گیا۔ اور آپ ﷺ نے اپنی تہبند اپنے اوپر کر لی اور اس کے سوا اور کوئی کپڑا آپ ﷺ کے پاس نہ تھا۔ اور چٹائی کا نشان آپ ﷺ کے بازو میں ہو گیا تھا۔ اور میں نے اپنی نگاہ دوڑائی حضور کے خزانہ میں تو اس میں چند مٹھی جو تھے قریب ایک صاع کے اور اس کے برابر سلم کے پتے ایک کونے میں جھروکے؟ پڑے تھے (کہ اس سے چمڑے کو دباغت کرتے ہیں) اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت خوب نہیں ہوئی تھی وہ لٹکا ہوا تھا۔ اور میری آنکھیں یہ دیکھ کر جوش کر آئیں (اور میں رونے لگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے تم کو رلایا اے ابن خطاب؟'' میں نے عرض کی کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! میں کیوں کر نہ روؤں اور حال یہ ہے کہ یہ چٹائی آپ ﷺ کے بازوئے مبارک پر اثر کر گئی ہے اور یہ آپ ﷺ کا خزانہ ہے۔ کہ نہیں دیکھتا میں اس میں مگر وہی جو دیکھتا ہوں اور یہ قیصر اور کسریٰ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے برگزیدہ، اور آپ ﷺ کا یہ خزانہ ہے (اور وہ اللہ کے دشمن ہیں اور اس عیش و دولت میں ہیں) سو فرمایا آپ ﷺ نے کہ ''اے بیٹے خطاب کے! کیا تم راضی نہیں ہوتے کہ ہمارے لیے آخرت ہے اور ان کے لیے دنیا۔'' میں نے کہا: کیوں نہیں (یعنی میں راضی ہوں) اور کہا حضرت

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَآئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ وَكَانَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَحَفْصَةُ رضی اللہ عنہا تَظَاهَرَانِ عَلٰى سَائِرِ نِسَآءِ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَطَلَّقْتَهُنَّ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يَنْكُتُوْنَ بِالْحَصٰى يَقُوْلُوْنَ: طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسَآءَهُ أَفَأَنْزِلُ فَأُخْبِرَهُمْ أَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِنْ شِئْتَ)) فَلَمْ أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتّٰى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ وَحَتّٰى كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلْتُ أَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ مَا يَمَسُّهُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ)) فَقُمْتُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلٰى صَوْتِيْ لَمْ يُطَلِّقْ [رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ] نِسَآءَهُ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ﴾ [٤/ النسآء: ٨٣] ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذٰلِكَ الْأَمْرَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ [عَزَّ وَجَلَّ] آيَةَ التَّخْيِيْرِ.

عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں جب داخل ہوا تھا تو اس وقت آپ ﷺ کے چہرہ منورہ میں غصہ پاتا تھا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ کو بیبیوں میں کیا دشواری ہے۔ اگر آپ ﷺ ان کو طلاق دے چکے ہوں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ ہے (یعنی مدد اور نصرت ہے) اور اس کے فرشتے اور جبریل اور میکائیل اور میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام مؤمنین آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اور اکثر جب میں کلام کرتا تھا۔ اور تعریف کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی کلام میں تو امید رکھتا تھا میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے سچا کر دے گا اور تصدیق کرے گا میری بات کی جو میں کہتا تھا (اس سے کمال قرب اور حسن ظن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بارگاہ الٰہی میں ظاہر ہوا۔ اور جیسا ان کو ظن تھا اپنے پروردگار کے ساتھ ویسا ہی ظہور میں آتا تھا) اور یہ آیت تخییر اتری ﴿عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ﴾ اخیر تک ''یعنی قریب ہے پروردگار اس کا (یعنی نبی کا) کہ اگر طلاق دیدے وہ تم کو تو بدل دے گا اللہ تعالیٰ اس کو بیبیاں تم سے بہتر اور اگر تم دونوں اس پر زور کرو گی تو اللہ تعالیٰ اس کا رفیق ہے اور جبرئیل اور نیک لوگ مؤمنوں میں کے اور تمام فرشتے اس کے بعد اس کے پشت پناہ ہیں۔'' اور حضرت عائشہ ابوبکر کی صاحبزادی اور حفصہ رضی اللہ عنہما ان دونوں نے زور کیا تھا اور تمام بیبیوں کے نبی ﷺ کی پھر عرض کی میں نے کہ اے رسول اللہ کے! کیا آپ ﷺ نے ان کو طلاق دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی اپنی بیبیوں کو۔ سو میں اتروں اور ان کو خبر دے دوں کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں۔ اگر تم چاہو۔'' سو میں آپ ﷺ سے باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ غصہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے بالکل کھل گیا۔ اور یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دندان مبارک کھولے اور ہنسے اور آپ ﷺ کے دانتوں کی ہنسی سب لوگوں سے زیادہ خوب صورت تھی پھر جناب رسول اللہ ﷺ اترے اور میں بھی اترا اور میں اس کھجور کے ڈنڈے کو پکڑتا ہوا اترتا تھا کہ کہیں گر نہ پڑوں اور جناب رسول اللہ ﷺ اس طرح بے تکلف اترے جیسے زمین پر چلتے

تھے اور کہیں ہاتھ تک بھی نہ لگایا۔ پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ جھروکے میں انتیس دن رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“ اور میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور پکارا اپنی بلند آواز سے اور کہا کہ طلاق نہیں دی آپ ﷺ نے بیبیوں کو اور یہ آیت اتری ﴿وَاِذَا جَآءَ هُمْ﴾ یعنی ”جب آتی ہے ان کے پاس کوئی خبر چین کی یا خوف کی تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو لے جائیں رسول اللہ کے پاس اور صاحبان امر کے پاس مسلمانوں میں سے تو جان لیں جو لوگ کہ چن لیتے ہیں ان میں سے۔“ غرض اس امر کی حقیقت کو میں نے چنا اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر کی اتاری۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣٦٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يُحَدِّثُ قَالَ: مَكَثْتُ سَنَةً وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَنْ اٰيَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْئَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعَ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ اِلَى الْاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِهِ فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ رضي الله عنهما قَالَ قُلْتُ لَهُ: وَاللّٰهِ! اِنْ كُنْتُ لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَّكَ قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِيْ مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِيْ عَنْهُ فَاِنْ كُنْتُ اَعْلَمُهُ اَخْبَرْتُكَ ـ قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ! اِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَآءِ اَمْرًا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ [تَعَالٰى] فِيْهِنَّ مَا اَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ ـ قَالَ: فَبَيْنَمَا اَنَا فِيْ اَمْرٍ اَتَّمِرُهُ اِذْ قَالَتْ لِي امْرَاَتِيْ لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ لَهَا: وَمَا لَكِ اَنْتِ وَلِمَا هٰهُنَا؟ وَمَا تَكَلُّفُكِ فِيْ اَمْرٍ اُرِيْدُهُ؟ فَقَالَتْ لِيْ: عَجَبًا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک سال تک ارادہ کرتا رہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں سوال کروں اور نہ کر سکا ان کے ڈر سے یہاں تک کہ وہ حج کو نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا پھر جب لوٹے اور کسی راستہ میں تھے کہ ایک بار پیلو کے درختوں کی طرف جھکے کسی حاجت کو اور میں ان کے لیے ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے۔ اور میں ان کے ساتھ چلا۔ اور میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ دونوں عورتیں کون ہیں جنہوں نے زور ڈالا رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کی بیبیوں میں سے تو انہوں نے فرمایا کہ وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سو میں نے ان سے عرض کی کہ اللہ کی قسم! میں آپ سے اس کو پوچھنا چاہتا تھا ایک سال سے اور آپ کی ہیبت سے پوچھ نہ سکتا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ نہیں ایسا مت کرو جو بات تم کو خیال آئے کہ مجھے معلوم ہے اس کو تم مجھ سے دریافت کر لو کہ میں اگر جانتا ہوں تو تم کو بتا دوں گا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم پہلے جاہلیت میں گرفتار تھے اور عورتوں کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کے ادائے حقوق میں اتارا جو اتارا اور ان کے لیے باری مقرر کی جو مقرر کی چنانچہ ایک دن ایسا ہوا کہ میں کسی کام میں مشورہ کر رہا تھا کہ میری عورت نے کہا کہ تم ایسا کرتے ویسا کرتے تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ تجھے میرے کام میں کیا دخل ہے جس کام میں ارادہ کرتا ہوں سو اس نے مجھ سے کہا کہ تعجب ہے اے ابن خطاب! تم تو چاہتے ہو

لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ مَا تُرِيْدُ اَنْ تُرَاجِعَ اَنْتَ وَاِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانَ قَالَ عُمَرُ: فَاٰخِذُ رِدَائِيْ ثُمَّ اَخْرُجُ مَكَانِيْ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ لَهَا: يَابُنَيَّةُ! اِنَّكِ لَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهٗ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللّٰهِ! اِنَّا لَنُرَاجِعُهٗ فَقُلْتُ: تَعْلَمِيْنَ اَنِّيْ اُحَذِّرُكِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِهٖ يَا بُنَيَّةُ! لَاتَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ قَدْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهَا ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِيْ مِنْهَافَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ لِيْ اُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَّكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ! قَدْ دَخَلْتَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِيْ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَزْوَاجِهٖ قَالَ: فَاَخَذَتْنِيْ اَخْذًا كَسَرَتْنِيْ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ اَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِيْ صَاحِبٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غِبْتُ اَتَانِيْ بِالْخَبَرِ وَاِذَا غَابَ كُنْتُ اَنَا اٰتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ حِيْنَئِذٍ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَلَنَا اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَاَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ فَاَتٰى صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ وَقَالَ: اِفْتَحْ اِفْتَحْ فَقُلْتُ: جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ: اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْوَاجَهٗ فَقُلْتُ: رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ ثُمَّ اٰخُذُ ثَوْبِيْ فَاَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ يُرْتَقٰى اِلَيْهَا بِعَجَلِهَا وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْوَدُ عَلٰى رَاْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ فَاَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ

کہ کوئی تم کو جواب ہی نہ دے۔ حالانکہ تمہاری صاحبزادی رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہے یہاں تک کہ وہ دن بھر غصہ سے رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے اپنی چادر لی اور میں گھر سے نکلا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا اور اس سے کہا کہ اے میری چھوٹی بیٹی! تو جواب دیتی ہے رسول اللہ ﷺ کو یہاں تک کہ وہ دن بھر غصہ میں رہتے ہیں۔ سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو ان کو جواب دیتی ہوں۔ سو میں نے اس سے کہا کہ تو جان لے میں تجھ کو ڈراتا ہوں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور اس کے رسول کے غضب سے۔ اے میری بیٹی! تو اس بیوی کے دھوکے میں مت رہو جو اپنے حسن پر اتراتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پر پھر میں وہاں سے نکلا۔ اور داخل ہوا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر بسبب اپنی قرابت کے جو مجھے ان کے ساتھ تھی۔ اور میں نے ان سے بات کی اور مجھ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ تعجب ہے تم کو اے ابن خطاب! کہ تم ہر چیز میں دخل دیتے ہو یہاں تک کہ تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی بیبیوں کے معاملہ میں بھی دخل دو۔ اور مجھے ان کی اس بات سے ایسا غم ہوا کہ اس غم نے مجھے اس نصیحت سے باز رکھا جو میں کیا چاہتا تھا اور میں ان کے پاس سے نکلا۔ اور میرا ایک رفیق تھا انصار میں سے کہ جب میں غائب ہوتا تو وہ مجھے خبر دیتا اور جب وہ غائب ہوتا (یعنی محفل رسول اللہ ﷺ سے) تو میں اس کو خبر دیتا اور ہم ان دنوں خوف رکھتے تھے ایک بادشاہ کا غسان کے بادشاہوں میں سے اور ہم میں چرچا تھا کہ وہ ہماری طرف آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور ہمارے سینے اس کے خیال سے بھرے ہوئے تھے کہ اتنے میں میرا رفیق آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کھولو میں نے کہا: کیا غسانی آیا؟ اس نے کہا کہ نہیں اس سے بھی زیادہ ایک پریشانی کی بات ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی بیبیوں سے جدا ہو گئے۔ سو میں نے کہا کہ حفصہ اور عائشہ کی ناک میں خاک بھرو۔ پھر میں نے اپنے کپڑے لیے اور میں نکلتا تھا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ ایک جھروکے میں تھے کہ اس کے اوپر ایک کھجور کی جڑ سے چڑھتے تھے اور ایک غلام رسول اللہ ﷺ کا سیاہ فام اس سیڑھی کے سرے پر تھا۔ سو میں نے کہا

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَعَلٰی حَصِيْرٍ مَّابَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَّصْبُوْرًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أُهُبًا مُّعَلَّقَةً فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَيْتُ فَقَالَ: ((مَايُبْكِيْكَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ كِسْرٰی وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا تَرْضٰی أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَكَ الْآخِرَةُ؟)).

[بخاری: ٤٩١٣، ٤٩١٤، ٤٩١٥، ٥٢١٨، ٥٨٤٣، ٧٢٥٦، ٧٢٦٣]

کہ یہ عمر ہے اور مجھے اذن دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے یہ سب قصہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ پھر جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ اور آپ ﷺ ایک حصیر پر تھے کہ ان کے اور حصیر کے بیچ میں اور کوئی بچھونا نہ تھا اور آپ ﷺ کے سر کے نیچے ایک تکیہ تھا چمڑے کا اور اس میں کھجور کا چھلکا بھرا تھا اور آپ ﷺ کے پیروں کی طرف کچھ پتے سلم کے ڈھیر تھے (جس سے چمڑے کو دباغت کرتے ہیں) اور آپ ﷺ کے سرہانے ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا اور میں نے اثر اور نشان حصیر کا رسول اللہ ﷺ کے بازو میں دیکھا اور رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ کس نے رلایا تم کو؟'' میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! بیشک کسریٰ اور قیصر کیسی عیش میں ہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ کیا تم راضی نہیں ہوتے ان کے لیے دنیا ہے اور تمہارے لیے آخرت۔''

(٣٦٩٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ عُمَرَ حَتّٰی إِذَا كُنَّا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ: شَأْنُ الْمَرْأَتَيْنِ؟ قَالَ حَفْصَةُ وَأُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما وَزَادَ فِيْهِ فَأَتَيْتُ الْحُجَرَ فَإِذَا فِيْ كُلِّ بَيْتٍ بُكَاءٌ وَزَادَ أَيْضًا وَكَانَ آلٰی مِنْهُنَّ شَهْرًا فَلَمَّا كَانَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ نَزَلَ إِلَيْهِنَّ. [راجع: ٣٦٩٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یوں وارد ہوا ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا اور جب ہم مرظہران میں آئے (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور آگے لمبی حدیث بیان کی مثل حدیث سلیمان بن بلال کی اور اس میں یوں ہے کہ میں نے کہا: حال ان دو عورتوں کا (یعنی میں آپ سے دریافت کرتا ہوں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حفصہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حجروں کے پاس آیا اور ہر گھر میں رونا تھا (یعنی ازواج مطہرات کے) اور یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نہ ملنے کی ایک ماہ تک قسم کھائی تھی پھر جب انتیس دن ہو چکے تو آپ ﷺ اتر کر ان کی طرف گئے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣٦٩٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: كُنْتُ أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَبِثْتُ سَنَةً مَا أَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا حَتّٰی صَحِبْتُهُ إِلٰی مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ [ذَهَبَ] يَقْضِيْ حَاجَتَهُ فَقَالَ: أَدْرِكْنِيْ بِإِدَاوَةٍ مِّنْ مَّاءٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَلَمَّا

وہی مضمون ہے مگر اس میں یہ زیادہ ہے کہ جب مرظہران پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاجت کو چلے اور مجھ سے کہا کہ چھاگل لے کر آؤ پانی کی پھر میں چھاگل لے گیا آگے وہی مضمون ہے۔

قَضٰى حَاجَتَهٗ وَرَجَعَ ذَهَبْتُ اَصُبُّ عَلَيْهِ وَذَكَرْتُ فَقُلْتُ لَهٗ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْاَتَانِ؟ فَمَا قَضَيْتُ كَلَامِيْ حَتّٰى قَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ رضی اللہ عنہما. [راجع: ٣٦٩٢]

○ ○ ○ ○

(٣٦٩٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا اَنْ اَسْئَلَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ [٦٦/ التحريم:٤] حَتّٰى حَجَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِالْاِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ اَتَانِيْ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْاَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ [لَهُمَا]: ﴿اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: وَاعَجَبًا لَّكَ يَاابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ الزُّهْرِيُّ: كَرِهَ وَاللّٰهِ! مَاسَئَلَهٗ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ قَالَ: هِيَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ رضی اللہ عنہما ثُمَّ اَخَذَ يَسُوْقُ الْحَدِيْثَ قَالَ: كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَآءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَآءُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِّسَآءِ هِمْ قَالَ: وَكَانَ مَنْزِلِيْ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ بِالْعَوَالِيْ فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَاَتِيْ فَاِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِيْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِيْ فَقَالَتْ: مَاتُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ! اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ اِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ اِلَى اللَّيْلِ فَانْطَلَقْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ: اَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: نَعَمْ فَقُلْتُ: اَتَهْجُرُهٗ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں مدت سے آرزو رکھتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان دو بیبیوں کا حال پوچھوں نبی ﷺ کی بیبیوں میں سے جن کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کہ اگر تم توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو تمہارے دل جھک رہے ہیں۔'' یہاں تک کہ حج کیا انہوں نے اور میں نے بھی ان کے ساتھ پھر جب ہم ایک راہ میں تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ سے کنارے ہوئے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ کنارے ہوا۔ پانی کی چھاگل لے کر اور انہوں نے پائخانہ کیا اور پھر میرے پاس آئے۔ اور میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا اور میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ کونسی دو عورتیں ہیں نبی ﷺ کی بیبیوں میں سے جن کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اگر توبہ کرو تم اللہ کی طرف تو تمہارے دل جھک رہے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ بڑے تعجب کی بات ہے اے ابن عباس! (یعنی اب تک تم نے یہ کیوں نہ دریافت کیا) زہری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا نہ پوچھنا اتنی مدت ناپسند ہوا اور یہ ناپسند ہوا کہ اتنے دن کیوں اس سوال کو چھپا رکھا پھر فرمایا کہ وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں پھر لگے حدیث بیان کرنے اور کہا کہ ہم گروہ قریش کے ایک ایسی قوم تھے کہ عورتوں پر غالب رہتے تھے پھر جب مدینہ میں آئے تو ایسے گروہ کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ سو ہماری عورتیں ان کی خصلتیں سیکھنے لگیں اور میرا مکان ان دنوں بنی امیہ کے قبیلہ میں تھا مدینہ کی بلندی پر سو ایک دن میں نے اپنی بیوی پر کچھ غصہ کیا سو وہ مجھے جواب دینے لگی۔ اور میں نے اس کے جواب دینے کو برا مانا تو وہ بولی کہ تم میرے جواب دینے کو برا مانتے ہو اور اللہ کی قسم ہے کہ نبی ﷺ کی بیبیاں ان کو جواب دیتی ہیں اور ایک ایک ان میں کی آپ ﷺ کو چھوڑ دیتی ہے کہ دن سے رات ہو جاتی ہے۔ سو میں چلا اور داخل ہوا حفصہ پر اور میں نے کہا: کہ تم جواب دیتی ہو رسول اللہ ﷺ کو۔ انہوں نے کہا: کہ

إِحْدَاكُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قُلْتُ: قَدْخَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ لَا تُرَاجِعِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيْهِ شَيْئًا وَسَلِيْنِي مَا بَدَالَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمُ وَأَحَبُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ يُرِيْدُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: وَكَانَ لِي جَارٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: فَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَيَأْتِيْنِي بِخَبَرِ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ وَآتِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ فَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِتَغْزُوْنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي ثُمَّ أَتَانِي عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِي ثُمَّ نَادَانِي فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَاذَا؟ أَجَاءَتْ غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَطْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ: قَدْخَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ وَقَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هٰذَا كَائِنًا حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الصُّبْحَ شَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي ثُمَّ نَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَهِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ: أَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: لَا أَدْرِي هَاهُوَذَا مُعْتَزِلٌ فِي هٰذِهِ الْمَشْرُبَةِ فَأَتَيْتُ غُلَامًا لَهُ أَسْوَدَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ فَإِذَا عِنْدَهُ رَهْطٌ جُلُوْسٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ: اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَقَالَ: قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ

ہاں۔اور میں نے کہا: تم میں ایک ایک آپ ﷺ کو چھوڑ دیتی ہے دن سے رات تک۔انہوں نے کہا: ہاں اور میں نے کہا: کہ محروم ہوئیں تم میں سے جس نے ایسا کیا اور بڑے نقصان میں آئی کیا تم میں سے ہر ایک ڈرتی نہیں اس سے کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرے اس کے رسول کے غصہ دلانے سے اور ناگہاں وہ ہلاک ہو جائے (اس سے قوت ایمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معلوم ہوتی ہے اور جو عظمت وشان ان کے سینہ میں نبی ﷺ کی ہے بخوبی واضح ہوتی ہے) پھر کہا: کہ ہر گز جواب نہ دے تو رسول اللہ ﷺ کو اور ان سے کوئی چیز طلب نہ کر اور مجھ سے فرمائش کیا کر کہ جو تیرا جی چاہے اور تو دھوکا نہ کھائیو اس بی بی سے جو تیری ہمسائی یعنی سوت ہے کہ وہ زیادہ حسین ہے تجھ سے اور زیادہ پیاری ہے رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت تیرے (غرض تو اس کے بھروسہ میں نہ رہو کہ تیری اس کی برابری نہیں ہو سکتی اس میں اقرار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی افضیلت اور محبوبیت کا) مراد لیتے تھے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اور کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ہمارا ایک ہمسایہ تھا انصار میں سے کہ ہم اور وہ باری باری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔سو ایک دن وہ آتا تھا اور ایک دن میں اور وہ مجھے وحی وغیرہ کی خبر دیتا تھا اور میں اسے،اور ہم میں چرچا ہوتا تھا کہ غسان کا بادشاہ اپنے گھوڑوں کی نعلیں لگاتا ہے کہ ہم سے لڑے سو ایک دن میرا رفیق نیچے گیا (یعنی حضور ﷺ کے پاس) اور پھر عشاء کو میرے پاس آیا اور میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور آواز دی اور میں نکلا اور اس نے کہا: بڑا غضب ہوا۔میں نے کہا: کیا ملک غسان آیا؟ اس نے کہا: نہیں اس سے بھی بڑی مہم پیش آئی اور بڑی لمبی کہ طلاق دی نبی ﷺ نے اپنی بیبیوں کو۔میں نے کہا: بے نصیب ہوئی حفصہ اور بڑے نقصان میں آئی اور میں پہلے سے یقین رکھتا تھا کہ ایک دن یہ ہونے والا ہے یہاں تک کہ جب میں نے صبح کی نماز پڑھی اپنے کپڑے پہنے اور میں نیچے اترا اور حفصہ کے پاس گیا اور اس کو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے پھر میں نے کہا کہ طلاق دی تم کو رسول اللہ ﷺ نے؟ سو اس نے کہا: میں نہیں جانتی اور وہ تو وہاں کنارہ کیے ہوئے اس جھرو کے میں بیٹھے ہیں۔سو میں حضور ﷺ کے غلام کی طرف آیا جو سیاہ فام تھا اور میں

فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ فَقَالَ: ادْخُلْ فَقَدْ أَذِنَ لَكَ فَدَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى رَمْلِ حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ فَقُلْتُ: أَطَلَّقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نِسَاءَكَ؟ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَيَّ فَقَالَ: ((لَا)) فَقُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ لَوْ رَأَيْتَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَآءُ هُمْ فَطَفِقَ نِسَآءُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِّسَاءِ هِمْ فَتَغَضَّبْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ يَوْمًا فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِيْ فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِيْ فَقَالَتْ: مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ! إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَتَهْجُرُهٗ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ: قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاهُنَّ أَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ؟ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ: لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ فَتَبَسَّمَ أُخْرٰى فَقُلْتُ: أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ)) فَجَلَسْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فِي الْبَيْتِ فَوَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ إِلَّا أُهُبًا ثَلَاثَةً فَقُلْتُ: ادْعُ اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ يُّوَسِّعَ عَلٰى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلٰى فَارِسَ وَالرُّوْمِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ فَاسْتَوٰى جَالِسًا ثُمَّ قَالَ: ((أَفِيْ شَكٍّ أَنْتَ؟ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا)) فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ

نے کہا کہ اجازت لو عمر کیلئے اور وہ اندر گیا اور پھر نکلا اور کہا کہ میں نے تمہارا ذکر کیا اور حضور چپ ہو رہے پھر میں پیٹھ موڑ کر چلا اور ناگہاں غلام مجھے بلانے لگا اور کہا کہ آؤ تمہارے لیے اجازت ہوئی سو داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ ایک بوریے کی بناوٹ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ اس کی بناوٹ آپ ﷺ کے بازو میں اثر کر گئی تھی پھر میں نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ نے طلاق دی اپنی بیبیوں کو اے رسول اللہ کے! سو آپ ﷺ نے میری طرف سر اٹھایا اور فرمایا: ''کہ نہیں۔'' پھر میں نے کہا: اللہ اکبر! اے رسول اللہ تعالیٰ کے! کاش آپ ﷺ دیکھتے کہ ہم لوگ قریش ہیں اور ایسی قوم تھے کہ غالب رہتے تھے عورتوں پر پھر جب مدینہ منورہ میں آئے تو ہم نے ایسی قوم کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں اور ہماری عورتیں بھی ان کی عادتیں سیکھنے لگیں اور میں اپنی عورت پر غصہ ہوا ایک دن سو وہ مجھے جواب دینے لگی اور میں نے اس کے جواب دینے کو بہت برا مانا تو اس نے کہا: کہ تم کیا برا مانتے ہو میرے جواب دینے کو اس لیے کہ اللہ کی قسم ہے کہ نبی ﷺ کی بیبیاں ان کو جواب دیتی ہیں اور ایک ان میں کی آپ ﷺ کو چھوڑ دیتی ہے دن سے رات تک سو میں نے کہا کہ محروم ہوگئی اور نقصان میں پڑ گئی جس نے ان میں سے ایسا کیا۔ کیا تم میں سے ہر ایک بے خوف ہو گئی ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرے بسبب غصہ اس کے رسول کے اور وہ اسی دم ہلاک ہو جائے سو جناب رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں داخل ہوا حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس اور میں نے کہا کہ تم دھوکا نہ کھانا اپنی سوکن کی حالت دیکھ کر کہ وہ تم سے زیادہ خوب صورت اور تم سے زیادہ پیاری ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی سو آپ ﷺ پھر دوبارہ مسکرائے (اس گفتگو میں کمال ایمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور کمال جانب داری اللہ کے رسول کی ثابت ہوئی کہ انہوں نے سب طرح مقدم رکھا رضامندی کو رسول اللہ ﷺ کی اور یہی مقتضی ہے کمال ایمان کا) پھر میں نے عرض کی کہ کچھ جی بہلانے کی باتیں کروں اے رسول اللہ تعالیٰ کے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' سو میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنا سر اونچا کیا گھر کی طرف تو اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے کوئی چیز وہاں ایسی

اللّٰهِ! وَكَانَ اَقْسَمَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ]. [بخاری: ۸۹، ۲٤٦۸، ۵۱۹۱، ٦۲۱۸؛ ترمذی: ۲٤٦۱؛ نسائی: ۲۷۵، ۲۱۳۱]

نہ دیکھی جس کو دیکھ کر میری نگاہ میری طرف پھرتی سوا تین چمڑوں کے۔ سو میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ تعالیٰ کے! آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت کو فراغت اور کشادگی عنایت کرے (یہ کمال ادب کی بات کہی کہ آپ ﷺ اگر اپنے واسطے نہیں مانگتے اور امت کی کشادگی طلب فرمائیے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت کرے اور آپ ﷺ فارغ البال رہیں) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فارس اور روم کو بڑی کشادگی دے رکھی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پوجتے ہیں (بلکہ آتش پرست اور بت پرست ہیں) تو رسول اللہ ﷺ اٹھ بیٹھے اور کہا: ”اے ابن خطاب! کیا تم شک میں ہو وہ لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کو طیبات دنیا کی زندگی میں دے دیئے گئے۔“ سو میں نے عرض کی کہ مغفرت مانگیے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے اے رسول اللہ تعالیٰ کے! اور کیفیت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ بیبیوں کے پاس نہ جائیں گے ایک مہینے تک اور یہ قسم ان پر نہایت غصہ کے سبب سے کھائی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۳٦۹٦) قَالَ الزُّهْرِيُّ فَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا مَضٰى تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَاَ بِيْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ اَقْسَمْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَاِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ اَعُدُّهُنَّ فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ)) ثُمَّ قَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ)) ثُمَّ قَرَاَ عَلَيَّ الْاٰيَةَ: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَدْ عَلِمَ وَاللّٰهِ! اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ ـ قَالَتْ. فَقُلْتُ: اَوَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ؟ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ مَعْمَرٌ: فَاَخْبَرَنِيْ اَيُّوْبُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ:

زہری نے کہا: خبر دی مجھ کو عروہ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی کہ جب انتیس راتیں گزر گئیں تو داخل ہوئے مجھ پر رسول اللہ ﷺ اور پہلے مجھ سے آپ ﷺ نے بیان کرنا شروع کیا (یعنی مضمون تخییر کا) سو میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ تعالیٰ کے! آپ ﷺ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس ایک ماہ تک تشریف نہ لائیں گے اور آپ ﷺ ہمارے پاس انتیسویں دن تشریف لے آئے اور میں برابر دن گنتی تھی (یہ عرض کرنا ان کا اس غرض سے تھا کہ شاید آپ ﷺ بھول نہ گئے ہوں) سو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ ماہ کا اطلاق انتیس دن پر بھی آتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ مشورہ لے لو اپنے ماں باپ سے تو کچھ تمہارا حرج نہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ یعنی ”اے نبی! کہہ دو تم اپنی بیبیوں سے۔“ آخر تک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ کو خوب معلوم تھا کہ میرے ماں باپ کبھی آپ ﷺ سے جدا ہونے کا حکم نہ دیں گے پھر

لَا تُخْبِرْ نِسَاءَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتًا)) قَالَ قَتَادَةُ: ﴿صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ قَالَ: مَالَتْ قُلُوبُكُمَا. [راجع: ٢٥٢٠]

❖ ❖ ❖ ❖

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اس میں کیا مشورہ لوں میں اپنے ماں باپ سے میں بلاشک چاہتی ہوں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو (یہ کمال ایمان اور تفقہ ہے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا) معمر نے کہا: مجھے ایوب نے خبر دی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مت خبر دو آپ اپنی اور بیبیوں کو اس سے کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام پہنچانے کو بھیجا ہے نہ مشکل میں ڈالنے کو۔'' قتادہ نے کہا: ﴿صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ کے معنیٰ یہ ہیں کہ جھک رہے ہیں تمہارے دل۔



ایلاء کا بیان

فائدہ: اس حدیث میں بہت فوائد ہیں: اول یہ کہ معلوم ہوا اس سے حکم ایلا کا اور ایلا لغت میں مطلق قسم کھانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح فقہا میں خاص ہے ترک جماع کی قسم کھانے کے ساتھ اور اس پر تمام علما کا اتفاق ہے کہ صرف ایلاء سے یعنی ترک جماع کی قسم کھانے سے نہ فی الحال طلاق پڑتی ہے نہ کفارہ لازم آتا ہے اور نہ اور کوئی مطالبہ مگر اس کی مدت میں اختلاف ہے علمائے حجاز اور معظم صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مولی وہ شخص ہے جس نے چار ماہ سے زیادہ قسم کھائی ہے اور اگر چار ماہ کی قسم کھائی تو وہ مولی یعنی ایلاء کرنے والا نہیں ہے اور کوفیوں نے کہا ہے کہ جو چار ماہ یا زیادہ کی قسم کھائے وہ مولی ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ عورت پر طلاق نہیں واقع ہوتی جب تک چار ماہ نہ گزریں اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ جب اس مدت کے اندر جماع کیا تو ایلاء جاتا رہا اور اگر چار ماہ تک جماع نہ کیا تو کوفیوں کے نزدیک طلاق پڑ گئی اور علمائے حجاز اور مصر اور فقہائے محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ زوج سے کہا جائے کہ یا جماع کرے یا طلاق دے اور اگر وہ نہ مانے تو قاضی طلاق دیدے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی مذہب مشہور ہے امام مالک رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ قاضی طلاق نہ دے بلکہ جبر کرے اس پر کہ جماع کرے یا طلاق دے اور اگر وہ نہ مانے تو تعزیر دی جائے اور کوفیوں میں اختلاف ہے کہ طلاق جو اس پر بہ سبب ایلاء کے پڑتی ہے وہ بائن ہے یا رجعی اور دوسرے فقہا سب متفق ہیں کہ جو طلاق شوہر دیتا ہے یا قاضی دیتا ہے وہ رجعی ہے مگر مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس طلاق میں رجعت جائز نہیں عدت کے اندر اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ شرط کسی سے مروی نہیں سوا مالک رحمہ اللہ کے اگر تین قروء ان چار مہینوں میں گزر گئے تو جابر بن زید نے کہا ہے کہ اگر وہ طلاق دے چکا ہے تو عدت تمام ہو گئی اور جمہور نے کہا ہے کہ پھر سے عدت شروع کرے یعنی بعد چار ماہ کے دوسرا فائدہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہوا اس سے پاسبان رکھنا دروازے پر جیسے وہ غلام تھا حضور ﷺ کے دروازے پر اور اکثر آپ ﷺ کے یہاں پاسبان رہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ واجب ہے اجازت لینا گھر والے سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ گھر میں اکیلا ہے۔ چوتھے یہ کہ دوبارہ اجازت طلب کرنا روا ہے اگر ایک بار نہ ملے۔ پانچویں یہ کہ مستحب ہے اولاد کو تنبیہ دینا اور ادب سکھانا اگرچہ بعد شادی کے ہو۔ چھٹی زہد رسول اللہ ﷺ کا اور قناعت کرنا آپ ﷺ کا تھوڑی دنیا پر۔ ساتویں کوٹھوں پر جس میں سیڑھیوں کی ضرورت ہو رہنا روا ہے۔ آٹھویں خزانہ اور گودام مقرر کرنا اثاث البیت کیلئے روا ہے۔ نویں حرص صحابہ کرام کی طلب علم کیلئے کہ اسی کے واسطے باری مقرر تھی کہ ہر روز ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور علم حاصل کریں۔ دسویں ثابت ہوا کہ خبر ایک شخص کی مقبول ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر قبول کی۔ گیارہویں حاصل کرنا افضل کا علم کو اپنے کم درجہ والے سے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس انصاری سے روز علم حاصل کر لیتے تھے اس کی باری کے دن کا۔ بارہویں معلوم ہوئے اس سے آداب بزرگوں کے اور ہیبت ان کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک سال تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال نہ کر سکے اور یہ شعار ہے سعادت مندوں کا۔ تیرہویں ترغیب دینا طلب علم پر جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم نے کیوں نہ دریافت کیا مجھ سے اس مسئلہ کو۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ الْبَائِنِ لَانَفَقَةَ لَهَا.

(٣٦٩٧) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو ابْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلُهُ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ)) فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ: ((تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي اعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ)) قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّا اَبُوالْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَامَالَ لَهُ انْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((انْكِحِيْ اُسَامَةَ)) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ [بِهٖ]. [ابوداود: ٢٢٨٤، ٢٢٨٥، ٢٢٨٦، ٢٢٨٧، ٢٢٨٩؛ نسائی: ٣٢٤٤، ٣٢٤٥، ٣٤٠٥، ٣٥٤٨]

باب: مطلقہ بائنہ کے نفقہ نہ ہونے کا بیان۔

فاطمہ، قیس کی بیٹی سے روایت ہے، کہ ابوعمرو نے ان کو طلاق دی طلاق بائن اور وہ شہر میں نہ تھے یعنی کہیں باہر تھے اور ان کی طرف ایک وکیل بھیج دیا اور تھوڑے جو روانہ کیے اور فاطمہ اس پر غصہ ہوئیں تو وکیل نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے لیے ہمارے ذمہ کچھ نہیں ہے (یعنی نفقہ وغیرہ) پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تمہارے لیے ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے۔'' پھر حکم کیا فاطمہ کو کہ تم ام شریک کے گھر میں عدت پوری کرو پھر فرمایا: ''کہ وہ ایسی عورت ہے کہ وہاں ہمارے اصحاب بہت جمع رہتے ہیں تم ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) کے گھر عدت پوری کرو اس لیے کہ وہ ایک اندھے آدمی ہیں وہاں تم اپنے کپڑے اتار سکتی ہو۔ (یعنی بے تکلف رہو گی گوشہ پردہ کی تکلیف نہ ہو گی) پھر جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھ کو خبر دینا۔'' وہ کہتی ہیں کہ جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا کہ مجھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ابوجہم رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ابوجہم تو اپنی لاٹھی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا اور معاویہ مفلس آدمی ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔'' اور مجھے یہ امر ناپسند ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کہ اسامہ سے نکاح کر لو۔'' پھر میں نے ان سے نکاح کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی خیر و خوبی دی کہ مجھ پر دوسری عورتیں رشک کرنے لگیں۔

(٣٦٩٨) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّهُ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ اَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةَ دُوْنٍ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَاُعْلِمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ كَانَتْ لِيْ نَفَقَةٌ اَخَذْتُ الَّذِيْ يُصْلِحُنِيْ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لِّيْ نَفَقَةٌ لَمْ اٰخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا نَفَقَةَ لَكِ وَلَا سُكْنٰى)). [راجع: ٣٦٩٧]

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کے شوہر نے طلاق دی ان کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ان کو کچھ تھوڑا سا خرچ روانہ کیا پھر جب انہوں نے دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! میں خبر دوں گی رسول اللہ ﷺ کو پھر اگر میرے لیے نفقہ ہو تو جتنا مجھے کفایت کرے اتنا لوں گی اور اگر میرے لیے نفقہ نہ ہو گا تو اس میں سے کچھ نہ لوں گی۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ مکان۔''

○ ○ ○ ○

(٣٦٩٩) عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُ قَالَ: سَاَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَاَخْبَرَتْنِي اَنَّ زَوْجَهَا الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَا فَاَبٰى اَنْ يُنْفِقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نَفَقَةَ لَكِ فَانْتَقِلِيْ فَاذْهَبِيْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُ فَاِنَّهُ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ)).

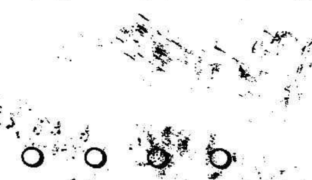
[راجع: ٣٦٩٧]

ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے خبر دی کہ ان کے شوہر مخزومی نے طلاق دی اور انکار کیا نفقہ دینے سے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم کو نفقہ نہیں اور تم ابن ام مکتوم کے گھر چلی جاؤ اس لیے کہ وہ نابینا ہے وہاں تم اپنے کپڑے اتار سکتی ہو۔ سو انہی کے پاس رہو۔“



(٣٧٠٠) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اُخْتِ الضَّحَّاكِ ابْنِ قَيْسٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَاحَفْصِ بْنَ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ انْطَلَقَ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهَا اَهْلُهُ: لَيْسَ لَكِ عَلَيْنَا نَفَقَةٌ فَانْطَلَقَ خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ فِيْ نَفَرٍ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ فَقَالُوْا: اِنَّ اَبَاحَفْصٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا مِنْ نَفَقَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ)) وَاَرْسَلَ اِلَيْهَا ((اَنْ لَا تَسْبِقِيْنِيْ بِنَفْسِكِ)) وَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلٰى اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهَا ((اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ يَاْتِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ فَانْطَلِقِيْ اِلَى ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى فَاِنَّكِ اِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ)) فَانْطَلَقَتْ اِلَيْهِ فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. [راجع: ٣٦٩٧]

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ابوحفص نے ان کو تین طلاق دیں اور وہ یمن کو چلا گیا اور اس کے لوگوں نے فاطمہ سے کہا کہ تیرے لیے ہمارے اوپر نفقہ نہیں اور خالد چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اور عرض کی کہ ابوحفص نے تین طلاق دیں سو اس کی عورت کو نفقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو نفقہ نہیں ہے اور اس پر عدت واجب ہے۔“ اور اسکو کہلا بھیجا کہ تم اپنے نکاح میں بغیر میری صلاح کے سبقت نہ کرنا اور حکم دیا ان کو کہ ام شریک کے گھر آ جائے پھر کہلا بھیجا کہ ”ام شریک کے گھر مہاجرین اولین جمع ہوتے ہیں سو تم ابن ام مکتوم نابینا کے گھر جاؤ کہ اگر تم وہاں اپنا دوپٹہ اتار دو گی تو کوئی تم کو نہ دیکھے گا۔“ سو وہ اس گھر میں چلی گئی پھر جب ان کی عدت ہو چکی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیاہ دیا۔



(٣٧٠١) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ: كَتَبْتُ ذٰلِكَ مِنْ فِيهَا كِتَابًا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ وَاقْتَصُّوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ((لَاتَفُوتِينَا بِنَفْسِكِ)).

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

[راجع: ٣٦٩٧]

(٣٧٠٢) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ؓ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ اَبِیْ عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَزَعَمَتْ اَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَفْتِيْهِ فِیْ خُرُوْجِهَا مِنْ بَيْتِهَا فَاَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ اِلَی ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰی فَاَبٰی مَرْوَانُ اَنْ يُصَدِّقَهٗ فِیْ خُرُوْجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا وَقَالَ عُرْوَةُ: اِنَّ عَائِشَةَ اَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ؓ.

فاطمہ بنت قیس ؓ نے خبر دی کہ وہ ابوعمرو کے پاس تھی اور اس نے تین طلاق دیں پھر فاطمہ ؓ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے دریافت کیا گھر سے نکلنے کو تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ابن ام مکتوم کے گھر چلی جاؤ اور مروان نے ان کی تصدیق نہ کی مطلقہ کے گھر سے نکلنے میں اور عروہ نے کہا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے بھی فاطمہ بنت قیس ؓ کی اس بات کو قابل انکار جانا۔

[راجع: ٣٦٩٧]

(٣٧٠٣) وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ مَعَ قَوْلِ عُرْوَةَ اِنَّ عَائِشَةَ اَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰی فَاطِمَةَ. [راجع: ٣٦٩٧]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

(٣٧٠٤) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ ؓ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلَی الْيَمَنِ فَاَرْسَلَ اِلَی امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ ؓ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيْقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَاَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ ابْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَةٍ فَقَالَا لَهَا: وَاللّٰهِ! مَالَكِ نَفَقَةٌ اِلَّا اَنْ تَكُوْنِیْ حَامِلًا فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهٗ قَوْلَهُمَا فَقَالَ: ((لَا نَفَقَةَ لَكِ)) فَاسْتَاْذَنَتْهُ فِی الْاِنْتِقَالِ فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ اَيْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِلَی ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَ اَعْمٰی تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهٗ وَلَا يَرَاهَا)) فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا اَنْكَحَهَا النَّبِیُّ ﷺ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيْصَةَ ابْنَ ذُوَيْبٍ يَسْئَلُهَا عَنِ الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَتْهُ بِهٖ

ابوعمرو حضرت علی ؓ کے ساتھ یمن گئے اور اپنی عورت فاطمہ ؓ کو کہلا بھیجا ایک طلاق جو اس کی طلاقوں میں باقی تھی (یعنی دو پہلے ہو چکی تھیں) اور حارث اور عیاش دونوں کو کہلا بھیجا کہ اس کو نفقہ دینا ان دونوں نے کہا کہ تجھے نفقہ نہیں پہنچتا کہ جب تک تو حاملہ نہ ہو پھر وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور ان سے حارث وغیرہ کی بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ کو نفقہ نہیں۔'' اور انہوں نے دوسرے گھر چلے جانے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت دی انہوں نے عرض کی کہ کہاں جاؤں اے رسول اللہ تعالیٰ کے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن ام مکتوم کے گھر کہ وہ نابینا تھے کہ وہاں اپنے کپڑے اتار کر بیٹھے اور وہ اس کو دیکھے بھی نہیں۔'' پھر جب عدت پوری ہو گئی نبی ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا اسامہ ؓ سے۔ سو مروان نے فاطمہ کے پاس قبیصہ بن ذویب کو بھیجا کہ اس سے یہ حدیث پوچھ آئے سو فاطمہ ؓ نے یہی حدیث بیان کر دی سو مروان نے کہا نہیں سنی ہم نے یہ حدیث مگر ایک عورت سے اور ہم ایسا امر قوی و معتبر کیوں نہ اختیار کریں جس پر سب

فَقَالَ مَرْوَانُ: لَمْ نَسْمَعْ هٰذَاالْحَدِيْثَ اِلَّامِنِ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ-حِينَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ- فَبَيْنِيْ وَبَيْنَكُمُ الْقُرْاٰنُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ [٦٥/ الطلاق:١] الْاٰيَةَ قَالَتْ: هٰذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مُرَاجَعَةٌ فَاَيُّ اَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ؟ فَكَيْفَ تَقُوْلُوْنَ: لَانَفَقَةَ لَهَا اِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلًا؟ فَعَلَامَ تَحْبِسُوْنَهَا؟

[ابوداود: ٢٢٩٠؛ نسائی: ٣٢٢٢، ٣٥٥٤]

لوگوں کو پاتے ہیں۔ پھر جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کی بات پہنچی کہ وہ کہتا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے۔'' تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ حکم تو اس کے لیے ہے جس سے رجعت ہو سکتی ہے اور تین طلاقوں کے بعد پھر کون سی بات نئی پیدا ہو سکتی ہے پھر تم کیونکر کہتے ہو اس کو نفقہ نہیں ہے جب وہ حاملہ نہ ہو تو پھر اسے کس بھروسے روکتے ہو۔ (یعنی نان ونفقہ بھی نہیں دیتے تو پھر کیوں روکتے ہو)۔



(٣٧٠٥) عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَئَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهَا قَالَتْ: طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَقَالَتْ: فَخَاصَمْتُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ: فَلَمْ يَجْعَلْ لِّيْ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ.

[ابوداود: ٢٢٩١؛ ترمذی: ١١٨٠؛ نسائی: ٣٤٠٤، ٣٥٢٤، ٣٥٥؛ ابن ماجه: ٢٠٢٤، ٢٠٣٦]

شعبی نے کہا: میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس سے دریافت کیا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا اس کے مقدمہ میں تو اس نے کہا کہ مجھ کو تین طلاق دیں میرے شوہر نے اور میں حضور ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لے گئی مکان اور نفقہ کیلئے تو انہوں نے نہ مجھے مکان دلوایا اور نہ نفقہ اور حکم دیا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت پوری کروں۔



(٣٧٠٦) عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ عَنْ هُشَيْمٍ.

[راجع: ٣٧٠٤]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔



(٣٧٠٧) عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَاَتْحَفَتْنَا بِرُطَبِ ابْنِ طَابٍ وَسَقَتْنَا سَوِيْقَ سُلْتٍ فَسَئَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا اَيْنَ تَعْتَدُّ؟ قَالَتْ: طَلَّقَنِيْ بَعْلِيْ ثَلَاثًا فَاَذِنَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ اَعْتَدَّ فِيْ اَهْلِيْ. [راجع: ٣٧٠٤]

شعبی نے کہا: ہم لوگ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو ابن طاب کی تر کھجوریں (ایک قسم کی کھجور کا نام) کھلائیں اور ستو جوار کے پلائے اور میں نے ان سے مطلقہ ثلاث کا حکم پوچھا کہ وہ عدت کہاں کرے؟ انہوں نے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دی کہ میں اپنے لوگوں میں جا کر عدت پوری کروں۔

(٣٧٠٨) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا قَالَ: ((لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةٌ)). [راجع: ٣٧٠٥]

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے شوہر نے تین طلاق دیں اور میں نے وہاں سے اٹھنا چاہا اور حضور ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم اپنے ابن عم عمرو بن ام مکتوم کے گھر چلی جاؤ۔''

(۳۷۰۹) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوجِي ثَلَاثًا فَاَرَدْتُ النُّقْلَةَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((انْتَقِلِي اِلَى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهُ)). [راجع: ۳۷۰۵]

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ جس کو تین طلاقیں ہوگئیں اس کے لیے نہ مکان ہے نہ نفقہ۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۱۰) عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰى وَلَانَفَقَةً ثُمَّ اَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهٖ فَقَالَ: وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ: لَانَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ: امْرَاَةٍ لَانَدْرِيْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ اَوْنَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ [وَتَلَاالْاٰيَةَ] قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾. [٦٥/ الطلاق:١]

[راجع: ۳۷۰۵]

ابواسحاق، اسود کے ساتھ تھے بڑی مسجد میں اور شعبی بھی۔ سو شعبی نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ اسے گھر دلوایا نہ خرچ اور اسود نے ایک مٹھی کنکر لی اور شعبی کی طرف پھینکی اور کہا کہ تم اسے روایت کرتے ہو یہ کیا تمہاری خرابی ہے اور حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہیں چھوڑتے کتاب اللہ تعالیٰ کی اور سنت اپنے نبی ﷺ کی ایک عورت کے قول سے کہ معلوم نہیں شاید وہ بھول گئی یا یاد رکھا اور مطلقہ ثلاث کو گھر دینا چاہیے اور خرچہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”کہ مت نکالو ان کو ان کے گھروں سے مگر جب وہ کوئی کھلی بے حیائی کریں۔“ (یعنی زنا)

○ ○ ○ ○

(۳۷۱۱) عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِي اَحْمَدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ بِقِصَّتِهٖ.

[راجع: ۳۷۰۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۱۲) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها تَقُوْلُ: اِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلٰثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً ۔قَالَتْ:۔ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَاحَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ)) فَاٰذَنْتُهٗ فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ وَاَبُوجَهْمٍ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضي الله عنه فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهٗ وَاَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ النِّسَآءِ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ [بْنُ زَيْدٍ])) فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا: اُسَامَةُ اُسَامَةُ! فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ ان کے شوہر نے تین طلاق دیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے نہ اسے گھر دلوایا نہ خرچ اور کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے خبر دینا۔“ تو میں نے آپ ﷺ کو خبر دی اور مجھے پیغام دیا معاویہ اور ابوجہم نے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ معاویہ تو مفلس ہے کہ اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے والا ہے مگر اسامہ۔“ سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسامہ اسامہ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری تجھے بہتر ہے۔“ پھر

((طَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهِ خَيْرٌ لَكِ)) قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَاغْتُبِطْتُ. [ترمذی: ۱۱۳۵؛ نسائی: ۳٤۱۸، ۳۵۵۳؛ ابن ماجه: ۲۰۳۵]

میں نے ان سے نکاح کیا اور عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔

O O O O

(۳۷۱۳) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ: أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِطَلَاقِي [وَ]أَرْسَلَ مَعَهُ بِخَمْسَةِ آصُعِ تَمْرٍ وَخَمْسَةِ آصُعِ شَعِيرٍ فَقُلْتُ: أَمَالِي نَفَقَةٌ إِلَّا هٰذَا؟ وَلَا أَعْتَدُّ فِي مَنْزِلِكُمْ؟ قَالَ لَا قَالَتْ: فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: ((كَمْ طَلَّقَكِ؟)) قُلْتُ: ثَلَاثًا قَالَ ((صَدَقَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ اعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ [عَمْرٍو] بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ تُلْقِي ثَوْبَكِ عِنْدَهُ فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي)) قَالَتْ: فَخَطَبَنِي خُطَّابٌ مِنْهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ مُعَاوِيَةَ تَرِبٌ خَفِيفُ الْحَالِ وَأَبُو الْجُهَيْمِ مِنْهُ شِدَّةٌ عَلَى النِّسَاءِ ـ أَوْ يَضْرِبُ النِّسَاءَ أَوْ نَحْوَ هٰذَا ـ وَلٰكِنْ عَلَيْكِ بِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ)). [راجع: ۳۷۱۲]

الفاظ کے اختلاف سے مفہوم وہی ہے جو اوپر گزرا، سند کا فرق ہے۔

O O O O

(۳۷۱٤) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَخَرَجَ فِي غَزْوَةِ نَجْرَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَزَادَ: قَالَتْ: تَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّفَنِي اللّٰهُ بِأَبِي زَيْدٍ وَكَرَّمَنِي اللّٰهُ بِأَبِي زَيْدٍ. [راجع: ۳۷۱۲]

ابوبکر نے کہا کہ میں اور ابوسلمہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے اسی طلاق وغیرہ کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ابوعمرو کے پاس تھی اور وہ غزوۂ نجران کو گئے آگے وہی مضمون بیان کیا اخیر میں یہ زیادہ کیا کہ اللہ نے مجھے شرافت اور بزرگی بخشی ابوزید سے نکاح کرنے میں۔

O O O O

(۳۷۱۵) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا زَمَنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَاتًّا بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ. [راجع: ٣٧١٢]

○ ○ ○ ○

(٣٧١٦) عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً.

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دیں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہ مکان دلوایا نہ نفقہ۔

○ ○ ○ ○

(٣٧١٧) عَنْ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: تَزَوَّجَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَطَلَّقَهَا فَأَخْرَجَهَا مِنْ عِنْدِهِ فَعَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ عُرْوَةُ فَقَالُوْا: إِنَّ فَاطِمَةَ قَدْ خَرَجَتْ قَالَ عُرْوَةُ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَأَخْبَرْتُهَا بِذٰلِكَ فَقَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا خَيْرٌ [فِي] أَنْ تَذْكُرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ.

ہشام نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے ذکر کیا کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور عروہ نے اس بات پر انہیں الزام دیا تو لوگوں نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تو بعد طلاق کے شوہر کے گھر سے نکل گئی تھیں۔ سو میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے ان کو خبر دی انہوں نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کا بیان کرنا اچھا نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٧١٨) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ قَالَ: فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ.

[نسائی: ٣٥٤٩؛ ابن ماجه: ٢٠٣٣]

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دے دی ہیں اور مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میرے ساتھ سختی و بدمزاجی کریں تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وہ اور گھر میں چلی جائیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٧١٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ خَيْرٌ أَنْ تَذْكُرَ هٰذَا تَعْنِي قَوْلَهَا: لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ. [بخاري: ٥٣٢٣، ٥٣٢٤]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنا خوب نہیں ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو نہ مکان ہے نہ نفقہ۔''

○ ○ ○ ○

(٣٧٢٠) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَلَمْ تَرَيْ إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ: بِئْسَمَا صَنَعَتْ فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِيْ إِلَى قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا خَيْرَ لَهَا فِيْ ذِكْرِ ذَاكَ.

[بخاري: ٥٣٢٥، ٥٣٢٦]

عبدالرحمٰن نے اپنے باپ قاسم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ ابن زبیر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ فلاں عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دے دیں اور وہ نکل گئی یعنی شوہر کے گھر سے انہوں نے فرمایا کہ اس نے برا کیا۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ آپ فاطمہ کی بات نہیں سنتیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ اس کو اس قول کے بیان کرنے میں کچھ خیر نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جو روایتوں میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ کسی میں مذکور ہے کہ ان کے شوہر نے تین طلاق دیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کسی میں طلاق بتہ مذکور ہے کسی میں مطلق طلاق کا ذکر ہے عدد کا ذکر نہیں۔ تطبیق اس میں یوں ہے کہ قبل اس کے ان کے شوہر نے دو طلاق دی تھیں اور یہ تیسری ہوئی جس کے بعد وہ جدا ہوئیں غرض جنہوں نے طلاق بتہ ذکر کیا ان کی مراد بھی یہی تین طلاق ہیں اور علمائے کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ عورت مطلقہ بائنہ جس کو حمل نہ ہو اس کو نفقہ اور مکان دینا ہے یا نہیں سو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے فقہا کا قول ہے کہ اس کو نفقہ اور مکان دینا ضروری ہے عدت تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نہ نفقہ ہے نہ مکان اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مکان دینا واجب ہے نہ نفقہ اور ہر ایک کے دلائل شرح نووی میں مفصل مذکور ہیں اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم نابینا کے گھر میں رہنے کا جو حکم دیا اس سے بعض لوگوں نے استنباط کیا ہے کہ عورت کو نظر کرنا مرد اجنبی کی طرف جائز ہے بخلاف مرد کے کہ اس کو عورت اجنبی کی طرف نظر روا نہیں اور یہ مذہب ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ دونوں کو اجنبی پر نظر کرنا حرام ہے چنانچہ یہ آیت صاف اس پر دلیل ہے کہ فرمایا اللہ پاک نے ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ یعنی ”کہہ دو تم اے نبی! مرد مؤمنین سے کہ روکے رکھیں اپنی آنکھیں۔ اور کہہ دو مؤمن عورتوں سے کہ روکیں وہ بھی اپنی آنکھیں۔“ اور اسی پر دلالت کرتی ہے حدیث نبہان کی جو مولیٰ تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”کہ چھپو۔“ انہوں نے عرض کی کہ وہ تو نابینا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ تم تو نابینا نہیں ہو۔“ اور یہ حدیث حسن ہے کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حسن کہا ہے غرض حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا میں اس کی اجازت نہیں ہے کہ تم عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ تم کو ان کی نگاہ سے بچنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی جیسے اور کسی بینا کے گھر میں رہنے سے پیش آتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابوجہم رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال فرمایا یہ غیبت محرمہ میں داخل نہیں اس لیے کہ مشورہ کے وقت میں کسی کا ضروری حال بیان کر دینا روا ہے کہ اس میں دوسرے کی خیر خواہی ہے غرض اس حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے فوائد ہیں۔ اول جواز طلاق غائب۔ ثانی جواز توکیل حقوق مثل قبض و دفع کے۔ ثالثًا نہ ہونا نفقہ کا بائنہ کیلئے اور بعض نے کہا: نہ نفقہ ہے نہ سکنیٰ۔ رابعًا جواز سماع کلام اجنبیہ مسئلہ پوچھنے میں۔ خامسًا جواز باہر نکالنے کا مکان عدت سے بنظر ضرورت کے۔ سادسًا مستحب ہونا زیارت نساء صالحات مردوں کو بھی مگر اس طرح کہ خلوت محرمہ نہ واقع ہو غرض اسی طرح کے اور بہت فوائد ہیں جو بخوف تطویل نہیں ذکر کیے جس کو منظور ہو شرح نووی میں رجوع کرے۔

بَابُ جَوَازِ خُرُوْجِ الْمُعْتَدَّةِ الْبَائِنِ وَالْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِى النَّهَارِ لِحَاجَتِهَا.

باب: معتدہ بائن کو اور جس کا شوہر مر گیا ہو اس کو دن میں نکلنا ضرورت کے واسطے روا ہے۔

(۳۷۲۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: طُلِّقَتْ خَالَتِیْ فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((بَلٰى فَجُدِّیْ نَخْلَكِ فَاِنَّكِ عَسٰى اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْتَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا)). [ابوداود: ۲۲۹۷، نسائی: ۳۵۵۲، ابن ماجہ: ۲۰۳۴]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میری خالہ کو طلاق ہوئی۔ اور انہوں نے چاہا کہ اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لیں سو ایک شخص نے ان کو جھڑکا ان کے باہر نکلنے پر۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ کیوں نہیں تم جاؤ اور اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لو اس لیے کہ شاید تم اس میں سے صدقہ دو (تو اوروں کا بھلا ہو) یا اور کوئی نیکی کرو۔“ (کہ تمہارا بھلا ہو)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معتدہ بائن کو ضرورت کے وقت نکلنا حالت عدت میں روا ہے اور یہی مذہب ہے مالک، شافعی، ثوری، لیث اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں کا کہ یہ سب قائل ہیں کہ دن کو ضرورت کیلئے نکلنا روا ہے اور اسی طرح سب عدت وفات شوہر میں بھی ان کے نزدیک روا ہے اور عدت وفات میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے موافق ہیں نہ مطلقہ بائنہ میں، ان کا قول ہے کہ وہ نہ رات کو نکلے نہ دن کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا کھجور سے بھی مستحب ہے اس کے توڑنے کے وقت اور صدقہ دینے کا اشارہ کرنا بھی صاحب تمر کو مستحب ہے۔

بَابُ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَغَيْرِهَا بِوَضْعِ الْحَمْلِ.

باب: وضع حمل سے عدت کا تمام ہونا۔

(۳۷۲۲) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ [بْنِ مَسْعُودٍ] اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَبْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَاْمُرُهُ اَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ رضی اللہ عنہا فَيَسْئَلَهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ اَنَّ سُبَيْعَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِبْنِ خَوْلَةَ وَهُوَفِيْ بَنِيْ عَامِرِبْنِ لُؤَيٍّ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِّفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِالدَّارِ فَقَالَ لَهَا: مَالِيْ اَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً؟ لَعَلَّكِ تَرْجِيْنَ النِّكَاحَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ! مَااَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ اَمْسَيْتُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَئَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَاَفْتَانِيْ بِاَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَاَمَرَنِيْ بِالتَّزَوُّجِ اِنْ بَدَالِيْ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَلَا اَرٰى بَأْسًا اَنْ تَتَزَوَّجَ حِيْنَ وَضَعَتْ اِنْ كَانَتْ فِيْ دَمِهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَايَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ. [بخاری: ۳۹۹۱ تعلیقًا، ۵۳۱۹؛ ابوداود: ۲۳۰۶؛ نسائی: ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰؛ ابن ماجہ: ۲۰۲۸]

عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ ان کے باپ نے عمر بن عبداللہ کو لکھا کہ وہ سبیعہ رضی اللہ عنہا بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کی حدیث کو دریافت کریں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ سے فتویٰ طلب کیا۔ سو عمر بن عبداللہ نے ان کو لکھا کہ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی اور قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھی اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئی تھی اور حجۃ الوداع میں انہوں نے وفات پائی اور یہ حاملہ تھی پر کچھ دیر نہ ہوئی ان کی وفات کو کہ ان کا حمل وضع ہوا بعد وفات شوہر کے پھر جب اپنے نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے سنگار کیا پیغام دینے والوں کیلئے اور ابوالسنابل ان کے پاس آئے اور وہ ایک مرد تھے قبیلہ بنی عبدالدار کے اور ان سے کہا: کیا سبب ہے کہ میں تم کو سنگار کیے دیکھتا ہوں شاید تم نکاح کا ارادہ رکھتی ہو؟ اور اللہ کی قسم! تم نکاح نہیں کرسکتیں جب تک تم پر چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب انہوں نے مجھ سے یوں کہا تو میں اپنے کپڑے اوڑھ پہن کر شام کو حضور ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ میں اسی وقت اپنی عدت پوری کر چکی جب کہ میں نے وضع حمل کیا اور حکم دیا مجھ کو نکاح کا جب میں چاہوں۔ ابن شہاب نے کہا کہ میں اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں جانتا کہ کوئی عورت نکاح کرے بعد وضع کے اسی وقت اگرچہ وہ ابھی خون نفاس میں ہو۔ مگر اتنی بات ضروری ہے کہ اس کا شوہر اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ وہ پاک نہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٢٣) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ اجْتَمَعَا عِنْدَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَهُمَا يَذْكُرَانِ الْمَرْاَةَ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: عِدَّتُهَا اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ: قَدْ حَلَّتْ فَجَعَلَا يَتَنَازَعَانِ ذٰلِكَ قَالَ. فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ. اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِیْ. يَعْنِیْ اَبَاسَلَمَةَ. فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْئَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ؟ فَجَآءَ هُمْ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ﷺ قَالَتْ: اِنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ وَاَنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهَا اَنْ تَتَزَوَّجَ. [بخاری: ٤٩٠٩؛ ترمذی: ١١٩٤؛ نسائی: ٣٥١١، ٣٥١٥]

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابوسلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور اس عورت کا ذکر کرنے لگے جو اپنے شوہر کے مرنے کے بعد کئی رات کے پیچھے نفاس میں ہو جائے یعنی وضع حمل کرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں عدتوں میں جو اخیر میں پوری ہو وہ پوری کرے اور ابوسلمہ نے کہا کہ وہ اسی وقت عدت پوری کر چکی اور ان دونوں میں آپس میں تنازعہ ہونے لگا۔ سو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابوسلمہ کے غرض کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ تھے ان کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا تا کہ ان سے جا کر پوچھیں سو وہ ان کے پاس آئے اور لوٹ کر خبر دی کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کو نفاس ہوا ان کے شوہر کی وفات کے کئی رات بعد اور پھر انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ ﷺ نے ان کو نکاح کا حکم دیا۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٢٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ اللَّيْثَ قَالَ فِیْ حَدِيْثِهٖ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَلَمْ يُسَمِّ كُرَيْبًا. [راجع: ٣٧٢٣]

یحییٰ بن سعید سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہے مگر لیث کی روایت میں یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو روانہ کیا کریب کا نام نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جماہیر علمائے سلف و خلف نے اس حدیث پر اجماع کیا ہے اور کہا ہے کہ عدت حاملہ کی یہی ہے کہ وضع حمل کرے اگرچہ شوہر کی وفات کے ایک لحظہ کے بعد کیوں نہ ہو اور شوہر کے غسل میت کے قبل کیوں نہ ہو اور اسی وقت اس کو نکاح روا ہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور علمائے امت ﷺ کا اور جو سوا اس کے ہے وہ مذہب شاذ ہے اور قابل التفات نہیں اور یہ آیت ان سب کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ یعنی پیٹ والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا پیٹ جنیں اور یہ آیت عام ہے شامل ہے اس عورت کو جس کو طلاق دی جائے یا جس کا خاوند مر جائے اور مخصص ہے اس آیت کو جس میں عدت وفات کی چار مہینے دس دن مذکور ہیں۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ ملخصا)

بَابُ وُجُوْبِ الْاِحْدَادِ فِیْ عِدَّةِ الْوَفَاةِ وَتَحْرِيْمِهٖ فِیْ غَيْرِ ذٰلِكَ اِلَّا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ.

باب: سوگ واجب ہے اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے اور کسی حالت میں تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے۔

(٣٧٢٥) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ قَالَ: قَالَتْ

زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، جب ان کے باپ ابوسفیان رضی اللہ عنہ گزر گئے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے

زَيْنَبُ رضي الله عنها: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْهَا أَبُوْسُفْيَانَ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ أَوْغَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَالِيْ بِالطِّيْبِ [مِنْ] حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

خوشبو منگوائی جو زرد تھی خلوق (ایک قسم کی مرکب خوشبو ہے) یا کوئی اور خوشبو تھی اور ایک لڑکی کو (اپنے ہاتھوں سے) لگائی پھر ہاتھ اپنے گالوں پر پھیر لیے اور کہا قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی حاجت نہیں مگر میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے منبر پر ''حلال نہیں ہے اس شخص کو جو یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین دن سے زیادہ مگر عورت اپنے خاوند کے لیے سوگ کرے چار مہینے دس دن تک۔''



(٣٧٢٦) قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضي الله عنها حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَالِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

زینب نے کہا: پھر میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب ان کے بھائی مرے، انہوں نے بھی خوشبو منگائی اور لگائی پھر کہا: قسم اللہ کی! مجھ کو خوشبو کی حاجت نہیں تھی مگر میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے منبر پر ''کسی کو درست نہیں جو یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوا اس عورت کے جس کا خاوند مر جائے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔''



(٣٧٢٧) قَالَتْ زَيْنَبُ رضي الله عنها: سَمِعْتُ أُمِّيْ أُمَّ سَلَمَةَ رضي الله عنها تَقُوْلُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: ((لَا)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ)).

[بخاری: ١٢٨٠، ١٢٨٢، ٥٣٣٤، ٥٣٣٥، ٥٣٣٦، ٥٣٣٨، ٥٣٤٥، ٥٧٠٦؛ ابوداود: ٢٢٩٩؛ ترمذی: ١١٩٥، ١١٩٧؛ نسائی: ٣٥٠٠، ٣٥٠٢، ٣٥٢٧، ٣٥٣٣، ٣٥٣٥، ٣٥٤٠، ٣٥٤٣]

زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اپنی ماں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند مر گیا ہے اس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا سرمہ لگاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' پھر اس عورت نے پوچھا دو یا تین بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ہر بار پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تو عدت کے چار مہینے دس دن ہی ہیں جاہلیت میں تو عورت ایک برس پورے مینگنی پھینکتی۔''



(۳۷۲۸) قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِىْ بِالْبَعَرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّىَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا وَلَا شَيْئًا حَتّٰى يَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعَرَةً فَتَرْمِىْ بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَاشَاءَتْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهٖ.

حمید جوراوی ہے اس حدیث کا اس نے کہا: میں نے زینب سے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ زینب نے کہا: (جاہلیت کے زمانے میں) جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک گھونسلے میں گھس جاتی۔ برے سے برا کپڑا پہنتی۔ نہ خوشبو لگاتی نہ کچھ اور یہاں تک کہ ایک سال گزر جاتا پھر ایک جانور اس کے پاس لاتے گدھا یا بکری یا چڑیا جس سے وہ اپنی عدت توڑتی (اس جانور کو اپنی کھال پر رگڑتی یا اپنا ہاتھ اس پر پھیرتی) ایسا بہت کم ہوتا کہ وہ جانور زندہ رہتا (اکثر مر جاتا کچھ شیطان کا اثر ہوگا یا اس کے بدن پر میلی کچیلی ایک گھونسلے میں رہنے سے زہردار مادہ چڑھ جاتا ہوگا جو جانور پر اثر کرتا ہوگا) پھر وہ باہر نکلتی ایک مینگنی اس کو دیتے اس کو پھینک کر پھر جو چاہتی خوشبو وغیرہ لگاتی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو سوگ کرنا واجب ہے اور اس پر علما کا اتفاق ہے مگر اس کی تفصیل میں اختلاف ہے تو واجب ہے یہ سوگ ہر اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے گا۔ اگرچہ اس کے خاوند نے اس سے جماع نہ کیا ہو یا وہ کمسن ہو یا لونڈی ہو یا کافر ہو یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور علما رحمہم اللہ کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابوثور رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک اگر عورت اہل کتاب میں سے ہو تو اس پر یہ عدت واجب نہیں ہے بلکہ عدت خاص ہے مسلمان عورت سے اسی طرح لونڈی اور نابالغ عورت پر بھی عدت وفات نہیں ہے اور ام ولد پر تو بالاجماع عدت نہیں ہے اسی طرح اس لونڈی پر جس کا مالک مر جائے انتہٰی مختصراً اس حدیث سے سوگ والی عورت کیلئے سرمے کا لگانا حرام ہونا نکلتا ہے۔ اگرچہ ضرورت ہو اور مؤطا میں ایک حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے رات کو سرمہ لگالے اور دن کو پونچھ ڈالے اور ان دونوں حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ اگر ضرورت نہ ہو تو بالکل نادرست ہے اور جو ضرورت ہو تو بھی دن کو لگانا درست نہیں اور رات کو درست ہے مگر بہتر یہی ہے کہ نہ لگائے۔

(۳۷۲۹) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: تُوُفِّىَ حَمِيْمٌ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْهُ بِذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰذَا لِأَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)).

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا کوئی رشتہ دار مر گیا۔ انہوں نے زرد خوشبو منگائی اور ہاتھوں پر لگائی۔ پھر فرمایا: میں یہ کام اس لیے کرتی ہوں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سوگ کرنا کسی شخص پر تین دن سے زیادہ مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔“

(۳۷۳۰) وَحَدَّثَتْهُ زَيْنَبُ عَنْ أُمِّهَا وَعَنْ زَيْنَبَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ أَوْ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِىِّ ﷺ. [راجع: ۳۷۲۵]

اور زینب نے ایسے ہی حدیث اپنی ماں (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) سے نقل کی اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے یا اور کسی بی بی سے رسول اللہ ﷺ کی۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۳۱) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّىَ زَوْجُهَا فَخَافُوْا عَلٰى عَيْنِهَا

حمید بن نافع سے روایت ہے میں نے سنا زینب سے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں انہوں نے سنا اپنی ماں سے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا اور اس کی آنکھوں کا لوگوں کو ڈر ہوا وہ آئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اور

فَاتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَكُوْنُ فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فِيْ اَحْلَاسِهَا- اَوْفِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا فِيْ بَيْتِهَا- حَوْلًا فَاِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَخَرَجَتْ اَفَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا؟)). [راجع: ٣٧٢٥]

اجازت چاہی سرمہ لگانے کی آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کی ایک اپنے برے گھر میں کپڑا یا برا کپڑا پہن کر سال بھر بیٹھتی پھر جب کتا نکلتا تو مینگنی پھینک کر باہر نکلتی کیا چار مہینے دس دن تک صبر نہیں کر سکتی۔“



(٣٧٣٢) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ بِالْحَدِيْثَيْنِ جَمِيْعًا حَدِيْثِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي الْكُحْلِ وَحَدِيْثِ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُخْرٰى مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ اَنَّهُ لَمْ تُسَمِّهَا زَيْنَبَ نَحْوَ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ. [راجع: ٣٧٢٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٣٧٣٣) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ ﷺ تَذْكُرَانِ [اَنَّ] امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ [لَهُ] اَنَّ ابْنَةً لَّهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَهِيَ تُرِيْدُ اَنْ تَكْحُلَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)). [راجع: ٣٧٢٥]

ام المؤمنین ام سلمہ اور ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک عورت آئی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس نے کہا: میری بیٹی کا شوہر مر گیا اس کی آنکھ دکھتی ہے میں چاہتی ہوں سرمہ لگاؤں اس کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کی ایک سال پورا ہونے پر مینگنی پھینکتی اور یہ تو چار مہینے دس دن ہیں۔“



(٣٧٣٤) عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمَّا اَتٰى اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعِيُّ اَبِيْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهِ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ: كُنْتُ عَنْ هٰذَا غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)). [راجع: ٣٧٢٥]

زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ان کے باپ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر پہنچی، انہوں نے تیسرے دن زرد خوشبو منگائی اور دونوں ہاتھوں اور گالوں کو لگائی اور کہا: مجھے اس کی احتیاج نہ تھی مگر میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”نہیں درست ہے اس کو جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ سوگ کرے تین دن سے زیادہ البتہ عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔“



(٣٧٣٥) عَنْ حَفْصَةَ اَوْعَنْ عَائِشَةَ ﷺ اَوْعَنْ كِلْتَيْهِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَوْتُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ام المؤمنین حفصہ یا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، یا دونوں سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں حلال ہے اس کو جو ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر یا ایمان لائے اللہ اور اس کے

اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا)). [نسائی: ۳۵۰۳؛ ابن ماجہ: ۲۰۸۶]

رسول پر سوگ کرنا کسی مردے پر تین دن سے زیادہ البتہ عورت اپنے خاوند پر کر سکتی ہے۔"

(۳۷۳۶) وَحَدَّثَنَاه شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ حَدِيثِ اللَّيْثِ مِثْلَ رِوَايَتِهِ. [راجع: ۳۷۳۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۳۷) عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ دِينَارٍ وَزَادَ ((فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)). [راجع: ۳۷۳۵]

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہی روایت ہے جو اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ "عورت اپنے خاوند پر سوگ کرے چار مہینے دس دن تک۔"

○ ○ ○ ○

(۳۷۳۸) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ. [راجع: ۳۷۳۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۳۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا)). [ابن ماجہ: ۲۰۸۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو عورت یقین رکھتی ہے اللہ تعالیٰ اور قیامت کا اس کو حلال نہیں ہے کسی مردے کا سوگ کرنا تین دن سے زیادہ سوا اپنے خاوند کے۔"

○ ○ ○ ○

(۳۷۴۰) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ. نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ)). [بخاری: ۳۱۳، ۵۳۴۲؛ ابوداود: ۲۳۰۲، ۲۳۰۳؛ نسائی: ۳۵۳۶؛ ابن ماجہ: ۲۰۸۷]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور اتنے دنوں تک رنگین کپڑا نہ پہنے مگر عصب کا کپڑا اور سرمہ نہ لگائے اور خوشبو نہ لگائے مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑی قسط یا اظفار (خوشبوؤں کا نام ہے) کا استعمال کرے۔" (بقصد پاکی کے نہ زینت کے)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: عصب کہتے ہیں یمن کی چادر کو جو کاڑیوں دار (سینکتا) کے طور پر ہوتی ہے سرخ اور سفید یا سفید اور سبز یا سفید اور سیاہ اور بعضوں نے کہا کہ عصب ایک درخت ہے خاردار اور اس کے پتوں سے رنگ نکلتا ہے۔ ابن منذر نے کہا: علما نے اجماع کیا ہے کہ سوگ والی عورت کو کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہننا درست نہیں نہ اور کسی رنگ کے مگر کالے رنگ کے درست ہیں یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور مالک اور شافعی رحمہ اللہ کا اور زہری رحمہ اللہ نے ان کو بھی مکروہ رکھا ہے اور عروہ رحمہ اللہ نے عصب کو بھی مکروہ رکھا ہے اور زہری رحمہ اللہ نے اس کو جائز کہا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے عصب کے موٹے کپڑے کو جائز رکھا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک اس کی حرمت زیادہ صحیح ہے اور یہ حدیث دلیل ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اس شخص کی جس نے جائز رکھا ہے۔ ابن منذر نے کہا: تمام علما نے سفید کپڑوں کو جائز رکھا ہے اور بعض متاخرین مالکیہ نے عمدہ سفید کپڑوں سے جن سے آرائش ہو منع کیا ہے اسی طرح عمدہ سیاہ کپڑوں سے اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ وہ رنگ درست ہے جن سے زینت کا قصد نہ ہو اور ریشمی کپڑا پہننا درست ہے اور زیور چاندی یا سونے کا پہننا درست نہیں ہے اسی طرح موتیوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ موتیوں کا پہننا درست ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳۷٤۱) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا: ((عِنْدَ أَدْنٰى طُهْرِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ)).

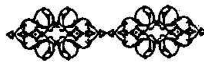
[راجع: ۳۷٤۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷٤۲) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَ قَدْ رُخِّصَ لِلْمَرْأَةِ فِيْ طُهْرِهَا إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ. [بخاری: ۳۱۳، ۵۳٤۱]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: منع کیے جاتے تھے ہم کسی مردے پر سوگ کرنے سے تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک اور نہ سرمہ لگاتے تھے اور نہ خوشبو اور نہ کوئی رنگین کپڑا پہنتے تھے اور عورت کو اجازت تھی کہ جب حیض سے پاک ہو اور غسل کرے تو تھوڑی قسط اور اظفار کا استعمال کرے۔ (بدبو دور کرنے کو) وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ.



بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

فائدہ: لعان کہتے ہیں ان گواہیوں کو جو خاوند اور بیوی سے لی جاتی ہیں جب خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور گواہ نہ رکھتا ہو چونکہ اس میں لعنت کا لفظ ہوتا ہے اس لیے اس کو لعان کہتے ہیں۔ اور لعان کا حکم یہ ہے کہ خاوند اور جورو میں ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جاتی ہے اور پھر ان کا ملاپ نکاح سے نہیں ہو سکتا۔

(٣٧٤٣) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ: أَرَأَيْتَ يَاعَاصِمُ! لَوْأَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَاسْئَلْ لِيْ عَنْ ذٰلِكَ يَا عَاصِمُ! رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَئَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَّا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَآءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَاعَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْئَلَةَ الَّتِيْ سَئَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْئَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے عاصم! بھلا اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو مار ڈالے۔ پھر تم اس کو مار ڈالو گے یا وہ کیا کرے؟ تو یہ مسئلہ پوچھو میرے واسطے رسول اللہ ﷺ سے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے اس قسم کے سوالوں کو ناپسند کیا اور ان کی برائی بیان کی۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ ان کو شاق گزرا۔ جب وہ اپنے لوگوں میں لوٹ کر آئے تو عویمر ان کے پاس آئے اور پوچھا اے عاصم! جناب رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ عاصم رضی اللہ عنہ نے عویمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا، رسول اللہ ﷺ کو تیرا مسئلہ پوچھنا ناگوار ہوا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں تو باز نہ آؤں گا۔ جب تک یہ مسئلہ آپ ﷺ سے نہ پوچھوں گا پھر عویمر رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس تمام لوگوں میں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے پاس غیر مرد کو دیکھے اس کو مار ڈالے۔ پھر آپ اس کو مار ڈالیں گے اس کے قصاص میں وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے اور تیری جورو کے باب میں اللہ کا حکم اترا یعنی آیت لعان کی تو جا اور اپنی جورو کو لے کر آ۔“ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر دونوں میاں بی بی نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ

بِهَا)) قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ [تِلْكَ] سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ . [بخاري: ٥٢٥٩، ٥٣٠٨، ٥٣٠٩، ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٦٨٥٤، ٧١٦٥، ٧٣٠٤؛ ابوداود: ٢٢٤٨، ٢٢٤٩، ٢٢٥٠، ٢٢٥١، ٢٢٥٢؛ نسائي: ٣٤٠٢؛ ابن ماجه: ٢٠٦٦]

کے پاس موجود تھا جب وہ فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر عورت کو اب رکھوں تو میں جھوٹا ہوں۔ پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاق دے دیں۔ اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ اس کو حکم کرتے۔ ابن شہاب نے کہا: پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ٹھہر گیا۔



فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد حضور ﷺ کی وہ سوال ہیں جو بے ضرورت ہوں خاص کر جن میں مسلمانوں کی رسوائی ہو اور اگر دین کے ضروری سوال ہوں تو وہ برے نہیں ہیں۔ اور ایسے سوال تو ہمیشہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیا کرتے اور آپ ﷺ ان کا جواب دیتے ان کو ناپسند نہ کرتے اور عاصم رضی اللہ عنہ کے سوال کو برا جاننے کی یہ وجہ تھی کہ ابھی تک وہ قصہ واقع نہیں ہوا تھا نہ اس کے پوچھنے کی کوئی ضرورت تھی اور اس سے مسلمانوں کی رسوائی بھی ہوتی تھی۔ کافروں کو خوشی کا موقع حاصل ہوتا تھا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی شخص غیر مرد کو اپنی بی بی کے پاس دیکھے اور زنا کا یقین ہو جائے پھر وہ اس کو مار ڈالے اور حاکم کے پاس یہ بیان کرے تو اس پر قصاص ہے یا نہیں؟ اکثروں کے نزدیک اس کا بیان قبول نہ کیا جائے گا اور قصاص لازم ہوگا مگر جب زنا کے گواہ قائم ہو جائیں یا مقتول کے ورثاء اس کا اقرار کریں تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مقتول محصن ہو جس کی سزا رجم ہے۔ لعان کے بعد جدائی کی کیفیت میں علما کا اختلاف ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک خود لعان سے جدائی واقع ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے اس عورت اور مرد میں نکاح حرام ہو جاتا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بغیر قاضی کے حکم کے جدائی نہیں ہوتی اور جب خاوند اپنے تئیں جھٹلا دے تو پھر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کبھی حلال نہیں ہوتی انتہی مختصراً۔

(٣٧٤٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْأَنْصَارِيَّ رضي الله عنه مِنْ بَنِيْ عَجْلَانَ أَتٰى عَاصِمَ ابْنَ عَدِيٍّ رضي الله عنه وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهُ وَكَانَ فِرَاقُهُ إِيَّاهَا بَعْدُ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَزَادَ فِيْهِ: قَالَ سَهْلٌ: وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى إِلٰى أُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ أَنَّهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عویمر انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی عجلان میں سے تھا، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اسی طرح جیسے اوپر گزری اور حدیث میں ابن شہاب کا قول بھی شریک کر دیا کہ پھر جدائی مرد کی عورت سے سنت ہو گئی لعان کرنے والوں میں اور اتنا زیادہ کیا کہ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ عورت حاملہ تھی اس کے بیٹے کو ماں کی طرف نسبت کر کے پکارتے پھر یہ طریقہ جاری ہوا کہ ایسا لڑکا اپنی ماں کا وارث ہوگا اور وہ اس کی وارث ہوگی اپنے حصہ کے موافق۔



فائدہ۔ یعنی متلاعنہ عورت کا لڑکا اپنی ماں کا ترکہ پائے گا اور وہ اس کا ترکہ پائے گی اگرچہ زنا کی اولاد ترکہ نہیں پاتی پھر ماں کے زعم میں تو وہ زنا کا نہیں ہے، اس لیے میراث جاری ہوگی اور نسب بھی ماں سے قائم رہے گا۔

(٣٧٤٥) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهِمَا

ابن جریج سے روایت ہے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا متلاعنین کا حال اور ان کا طریقہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بنی

عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْاَنْصَارِ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلاً وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَزَادَ فِيْهِ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَاكُمُ التَّفْرِيْقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ)). [راجع: ٣٧٤٣]

ساعدہ میں سے تھا اس نے کہا: انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیا سمجھتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور بیان کیا سارا قصہ حدیث کا اور اتنا زیادہ کیا کہ پھر دونوں نے لعان کیا مسجد کے اندر اور میں موجود تھا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس شخص نے طلاق دی تین بار اپنی عورت کو، رسول اللہ ﷺ کے حکم کرنے سے پہلے۔ پھر وہ جدا ہو گیا اس سے آپ ﷺ کے سامنے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی جدائی ہے درمیان لعان کرنے والوں کے۔''

فائدہ۔ یعنی خود لعان جدائی ہے، طلاق کی حاجت نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں یعنی اب تیری ملک ہی باقی نہ رہی تو طلاق بے موقع ہے۔

(٣٧٤٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِيْ اِمْرَةِ مُصْعَبٍ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: فَمَادَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ: فَمَضَيْتُ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَاْذِنْ لِيْ قَالَ: اِنَّهٗ قَائِلٌ فَسَمِعَ صَوْتِيْ قَالَ: ابْنُ جُبَيْرٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ادْخُلْ فَوَاللّٰهِ! مَاجَآءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا حَاجَةٌ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدًا وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ: اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! اَلْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَئَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اَنْ لَّوْ وَجَدَ اَحَدُنَا امْرَاَتَهٗ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ الَّذِيْ سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْاٰيٰتِ فِيْ سُوْرَةِ النُّوْرِ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾

سعید بن جبیر سے روایت ہے، مجھ سے پوچھا گیا لعان کرنے والوں کا مسئلہ مصعب بن زبیر کی خلافت میں۔ میں حیران ہوا کیا جواب دوں تو میں چلا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مکان کی طرف مکہ میں اور ان کے غلام سے کہا: میری عرض کرو۔ اس نے کہا: وہ آرام کرتے ہیں۔ انہوں نے میری آواز سنی اور کہا: کیا جبیر کا بیٹا ہے؟ میں نے کہا: ہاں انہوں نے کہا: اندر آ قسم اللہ کی تو کسی کام سے آیا ہوگا میں اندر گیا تو وہ ایک کمبل بچھائے بیٹھے تھے اور ایک تکیے پر ٹیکا لگائے تھے جو چھال سے کھجور کی بھرا ہوا تھا، میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! لعان کرنے والوں میں جدائی کی جائے گی؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! بے شک جدائی کی جائے گی اور سب سے پہلے اس باب میں فلاں نے پوچھا جو فلاں کا بیٹا تھا رسول اللہ ﷺ سے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کیا سمجھتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت کو برا کام کراتے دیکھے تو کیا کرے اگر منہ سے نکالے تو بری بات نکالے گا اگر چپ رہے تو ایسی بری بات سے کیونکر چپ رہے؟ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر چپ ہو رہے اور جواب نہیں دیا۔ پھر وہ شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! جو بات میں نے آپ ﷺ سے پوچھی تھی میں خود اس میں پڑ گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں سورۂ نور میں ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ آخر تک۔ آپ ﷺ نے یہ آیتیں مرد کو پڑھ

[٢٤/ النور:٦،٩] فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ قَالَ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ قَالَتْ: لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا . [ترمذي: ١٢٠٢، ٣١٧٨؛ نسائي: ٣٤٧٣]

کر سنائیں اور اس کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے یعنی اگر جھوٹ طوفان باندھتا ہے تو اب بھی بول دے حد قذف کے اسی کوڑے پڑ جائیں گے مگر یہ جہنم میں جلنے سے آسان ہے وہ بولا: نہیں قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے عورت پر طوفان نہیں جوڑا۔ پھر آپ ﷺ نے عورت کو بلا لیا اور اس کو ڈرایا اور سمجھایا اور فرمایا دنیا کا عذاب سہل ہے آخرت کے عذاب سے وہ بولی: نہیں۔ قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میرا خاوند جھوٹ بولتا ہے تب آپ ﷺ نے شروع کیا مرد سے اور اس نے چار گواہیاں دیں اللہ تعالیٰ کے نام کی مقرر وہ سچا ہے اور پانچویں بار میں یہ کہا کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو پھر عورت کو بلایا اس نے چار گواہیاں دیں اللہ تعالیٰ کے نام کی؟ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار میں یہ کہا: اللہ کا غضب اترے اس پر اگر وہ سچا ہو اس کے بعد آپ ﷺ نے جدائی کر دی ان دونوں میں۔

فائدہ: یعنی اور جو عیب لگائیں اپنی جوروں کو اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس سوائے اپنی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے ٹلتا ہے باریوں کہ گواہی دے چار بار گواہی اللہ کے نام کی مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ سچا ہے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اس کی مہر اور یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے حکمتیں جانتا تو کیا کچھ ہوتا (موضح القرآن) یہ دلیل ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کہ لعان میں جب حاکم تفریق کر دے اس وقت جدائی ہوتی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے خاوند کو گواہیاں دینا چاہئیں اس کے بعد عورت کو اگر عورت پہلے دے تو لعان صحیح نہ ہوگا۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہوگا۔

(٣٧٤٧) وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ زَمَنَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَلَمْ أَدْرِ مَا أَقُولُ فَأَتَيْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

اس سند سے بھی مندرجہ بالا روایت نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٤٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)) قَالَ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعان کرنے والوں کو، ”دونوں کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ آپ ﷺ نے خاوند سے فرمایا: اب تیرا کوئی بس عورت پر نہیں

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)) قَالَ زُهَيْرٌ فِيْ رِوَايَتِهِ: قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[بخاری: ۵۳۱۲، ۵۳۵۰؛ ابوداود: ۲۲۵۷؛ نسائی: ۳۴۷۶، ۳۷۲۷]

کیونکہ وہ تجھ سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی۔ مرد بولا: میرا مال یارسول اللہ! جو اس نے لیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''مال تجھ کو نہیں ملے گا کیونکہ اگر تو سچا ہے تو مال کا بدلہ ہے جو اس کی فرج تجھ پر حلال ہوگئی اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال اور دور ہو گیا۔'' (بلکہ تیرے اوپر اور وبال ہوا جھوٹ کا)

○ ○ ○ ○

(۳۷۴۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: ((اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) [بخاری: ۵۳۱۱، ۵۳۱۲، ۵۳۴۹؛ ابوداود: ۲۲۵۸؛ نسائی: ۳۴۷۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے جدائی کر دی بنی عجلان کی جورو، مرد میں اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم میں سے کوئی جھوٹا ہے پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟''

○ ○ ○ ○

(۳۷۵۰) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ اللِّعَانِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۳۷۴۹]

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کو پوچھا تو انہوں نے نقل کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی جیسے اوپر گزرا۔

(۳۷۵۱) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَمْ يُفَرِّقْ مُصْعَبٌ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ سَعِيْدٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فَقَالَ: فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ. [نسائی: ۳۴۷۴]

سعید بن جبیر سے روایت ہے، مصعب نے جدائی نہیں کی لعان کرنے والوں میں۔ میں نے اس کا ذکر کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ نے جدائی کر دی بنی عجلان کے مرد اور عورت میں۔

(۳۷۵۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِاُمِّهِ قَالَ: نَعَمْ؟

[بخاری: ۵۳۱۵، ۶۷۴۸؛ ابوداود: ۲۲۵۹؛ ترمذی: ۱۲۰۳؛ نسائی: ۳۴۷۷؛ ابن ماجہ: ۲۰۶۹]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے لعان کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں، پھر آپ ﷺ نے جدائی کر دی دونوں میں اور بچے کا نسب ماں سے لگا دیا۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۵۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَامْرَاَتِهِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے لعان کروایا درمیان ایک مرد انصاری اور اس کی عورت کے اور جدائی کر دی ان دونوں میں۔

(٣٧٥٤) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[بخاری: ٥٣١٤]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔



(٣٧٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّا لَلَيْلَةَ جُمُعَةٍ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ وَاللّٰهِ! لَاَسْئَلَنَّ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ افْتَحْ)) وَجَعَلَ يَدْعُوا فَنَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ [٢٤/ النور: ٤-٩] هٰذِهِ الْآيَاتُ فَابْتُلِيَ بِهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاعَنَا فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ إِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ فَذَهَبَتْ لِتَلْعَنَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((مَهْ)) فَأَبَتْ فَلَعَنَتْ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ: ((لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا)) فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا. [ابوداود: ٢٢٥٣؛ ابن ماجه: ٢٠٦٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں جمعہ کی رات کو مسجد میں تھا، اتنے میں ایک مرد انصاری آیا اور بولا: اگر کوئی اپنی جورو کے پاس کسی مرد کو پائے اور منہ سے نکالے تو تم اس کو کوڑے لگاؤ گے حد قذف کے اگر مار ڈالے تو تم اس کو مار ڈالو گے (قصاص میں) اگر چپ رہے تو اپنا غصہ پی کر چپ رہے۔ قسم اللہ کی! میں جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں گا اس مسئلے کو جب دوسرا دن ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ کسی کو پائے پھر منہ سے نکالے تو تم کوڑے لگاؤ گے، اگر مار ڈالے تو تم اس کو بھی مار ڈالو گے اگر چپ رہے تو اپنا غصہ کھا کر چپ رہے (یہ بھی نہیں ہو سکتا)۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ کھول دے اس مشکل کو۔'' اور دعا کرنے لگے تب لعان کی آیت اتری ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ اخیر تک۔ پھر اس مرد کا امتحان لیا گیا لوگوں کے سامنے اور وہ اور اس کی جورو دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور لعان کیا پہلے مرد نے گواہی دی چار بار کہ وہ سچا ہے پھر پانچویں بار لعنت کر کے کہا: اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی۔ پھر عورت چلی لعان کرنے کو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر اور اگر خاوند کی بات سچ ہے تو اپنے قصور کا اقرار کر۔'' لیکن اس نے نہ مانا اور لعان کیا جب پیٹھ موڑ کر چلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کا بچہ شاید کالے رنگ کا گھونگریالے بالوں والا پیدا ہو گا اس شخص کی صورت پر جس کا خاوند کو گمان تھا۔'' پھر ویسا ہی کالا گھونگریالے بالوں والا پیدا ہوا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٧٥٦) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع: ٣٧٥٥]

اعمش سے اس سند کے ساتھ اسی طرح منقول ہے۔





(٣٧٥٧) عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه وَأَنَا أُرَى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا. فَقَالَ: إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ بْنِ

محمد سے روایت ہے، میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، یہ سمجھ کر کہ ان کو معلوم ہے انہوں نے کہا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نسبت کی زنا کی اپنی بیوی کو شریک بن سحماء سے اور ہلال بن امیہ براء بن مالک کا مادری بھائی تھا

سَحْمَاءَ وَكَانَ اَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِاُمِّهِ وَكَانَ اَوَّلَ رَجُلٍ لَاعَنَ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ فَلَا عَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ)) قَالَ: فَاُنْبِئْتُ اَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ اَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ. [نسائی: ٣٤٦٨، ٣٤٦٩]

اور اس نے سب سے پہلے لعان کیا اسلام میں۔ راوی نے کہا: پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس عورت کو دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ سفید رنگ کا سیدھے بال والا لال آنکھوں والا پیدا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے اور جو سرمئی آنکھوں والا گھونگریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہو تو وہ شریک بن سحماء کا ہے۔“ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو خبر پہنچی کہ اس عورت کا لڑکا سرمگیں آنکھ گھونگریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا۔



فائدہ: یہ آپ ﷺ نے قیافہ سے فرمایا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم قیافہ صحیح ہے اور اس کے موافق گمان ہو سکتا ہے۔

(٣٧٥٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ ابْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ مَعَ اَهْلِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهِ خَدْلًا آدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ)) فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي الْمَجْلِسِ: اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ.

[بخاری: ٥٣١٠، ٥٣١٦، ٦٨٥٦؛ نسائی: ٣٤٧٠، ٣٤٧١]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لعان کا ذکر ہوا، عاصم بن عدی نے اس میں کچھ کہا، پھر وہ چلے گئے۔ تب ان کے پاس ان کی قوم کا ایک شخص آیا اور شکایت کرنے لگا کہ اس نے اپنی بی بی کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا عاصم نے کہا: میں اس بلا میں مبتلا ہوا اپنی بات کی وجہ سے پھر عاصم رضی اللہ عنہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور اس شخص نے سارا حال آپ ﷺ سے بیان کیا وہ شخص زرد رنگ دبلا سیدھے بال والا تھا اور جس پر دعویٰ کرتا تھا وہ پر گوشت پنڈلیوں والا، گندم رنگ، موٹا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تو کھول دے۔“ پھر وہ عورت بچہ جنی جو مشابہ تھا اس شخص کے جس پر تہمت تھی۔ تب جناب رسول اللہ ﷺ نے لعان کروایا ان دونوں میں۔ ایک شخص بولا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا یہ عورت وہی عورت تھی جس کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں وہ دوسری عورت تھی جو مسلمانوں میں برائی کے ساتھ مشہور تھی۔ (یعنی لوگ کہتے تھے کہ یہ فاحشہ ہے، (نہ گواہ تھے نہ اقرار تھا)۔



(٣٧٥٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ

ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ

الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ [فِيهِ] بَعْدَ قَوْلِهِ كَثِيْرَ اللَّحْمِ۔ قَالَ: جَعْدًا قَطَطًا. [راجع: ٣٧٥٨]

شخص جس کے ساتھ تہمت تھی موٹا، سخت گھونگریالے بالوں والا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٦٠) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: وَذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ: أَهُمَا اللَّذَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا؟)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ فِیْ رِوَايَتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما . [بخاری: ٦٨٥٥، ٧٢٣٨؛ ابن ماجہ: ٢٥٦٠]

قاسم بن محمد سے روایت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے لعان والوں کا ذکر ہوا تو عبداللہ بن شداد نے کہا: ان ہی میں وہ عورت تھی جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں وہ عورت دوسری تھی جو علانیہ بدکار تھی۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٦١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَجِدُ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) قَالَ سَعْدٌ: بَلٰى وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ)).

[ابو داود: ٤٥٣٢؛ ابن ماجہ: ٢٦٠٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ (انصار کے رئیس) نے کہا: یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ مرد کو پائے (زنا کرتے ہوئے) کیا اس کو مار ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں مار ڈالے قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ عزت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے) ''سنو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں۔'' (یعنی تعجب ہے ان سے کہ ایسی بات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے طبیعت اور غصہ کو دخل نہ دینا چاہیے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: سعد رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا مخالفت کے طور پر نہ تھا۔ کیونکہ مخالفت پیغمبر ﷺ کی کفر ہے بلکہ طبیعت اور غیرت کے جوش سے تھا۔

(٣٧٦٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِیْ رَجُلًا [اَ] اُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [ابو داود: ٤٥٣٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھوں تو کیا اس کو مہلت دوں چار گواہ لانے تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

○ ○ ○ ○

(٣٧٦٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ وَجَدْتُ مَعَ اَهْلِیْ رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰى اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک۔''

شُهَدَآءَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ: كَلَّا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهُ لَغَيُوْرٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّیْ)).

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں۔ میں تو قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ بھیجا جلدی اس کا علاج تلوار سے کر دوں اس سے پہلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ بڑے غیرت دار ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ جل جلالہٗ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔''

فائدہ: یعنی روکتا ہے اپنے بندوں کو گناہوں سے اور برا سمجھتا ہے گناہوں کو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ تاویل اس لیے کی کہ غیرت بندوں کے حق میں تغیر اور حرکت ہے اور یہ محال ہے اللہ جل جلالہٗ کے حق میں۔

(۳۷۶۴) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ: لَوْرَاَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِیْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرُ مُصْفِحٍ عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ فَوَاللّٰهِ! لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّیْ مِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)). [بخاری: ۶۸۴۶، ۷۴۱۶]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اپنی بی بی کے پاس کسی مرد کو دیکھوں تو تلوار سے مار ڈالوں کبھی نہ چھوڑوں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ جل جلالہٗ مجھ سے زیادہ غیرت دار ہے۔ حرام کیا اللہ نے بے شرمی کی باتوں کو چھپی اور کھلی اسی غیرت کی وجہ سے اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت دار نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ کسی شخص کو عذر پسند نہیں ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں علیہم السلام کو بھیجا خوشی اور ڈر سناتے ہوئے (تاکہ بندے سزا سے پہلے اس کی درگاہ میں عذر کر لیں اور توبہ کریں) اور کسی شخص کو اللہ سے زیادہ تعریف پسند نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا جنت کا۔'' (تاکہ بندے اس کی عبادت اور تعریف کر کے جنت حاصل کر لیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۷۶۵) عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ: غَيْرَ مُصْفِحٍ وَلَمْ يَقُلْ عَنْهُ.

[راجع: ۳۷۶۴]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اس روایت میں ''غَيْرَ مُصْفَحٍ'' کے الفاظ ہیں اور ''عَنْهُ'' نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ ((فَمَا اَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟)) قَالَ: اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ: ((فَاَنّٰى

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص بنی فزارہ میں سے آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا: میری جورو کو ایک کالا بچہ پیدا ہوا ہے (تو وہ میرا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ میں کالا نہیں ہوں) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس اونٹ ہیں''؟ اس نے کہا: ہاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا رنگ کیا ہے؟'' وہ بولا: لال ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں کوئی خاکی بھی ہے۔'' اس نے کہا: ہاں خاکی بھی ہیں۔

اَتَاهَا ذَاكَ؟)) قَالَ: عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ: ((وَهٰذَا عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ)).
[ابوداود: ۲۲۶۰؛ نسائی: ۳۴۷۸؛ ابن ماجه: ۲۰۰۲]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ رنگ کہاں سے آیا'' اس نے کہا: کسی رگ نے گھسیٹ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے بچے میں بھی کسی رگ نے یہ رنگ گھسیٹ لیا ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی فقط رنگ کے اختلاف سے اس بات کا یقین نہیں ہوسکتا کہ لڑکا تیرا نہیں ہے۔ ملک اور ہوا کے اختلاف سے بھی بچے کا رنگ مختلف ہوتا ہے اور کبھی ددھیال یا ننھیال کی تاثیر بھی پڑتی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اور اگر ماں باپ دونوں سفید رنگ کے ہوں اور لڑکا سیاہ رنگ کا ہو یا ماں باپ دونوں کالے ہوں اور لڑکا گورا ہو تب بھی لڑکے کا نسب باپ ہی سے رہے گا اور کنایہ قذف کرنے سے قذف نہیں ہوتا۔ یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا۔

(۳۷۶۷) عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ ابْنِ عُیَیْنَةَ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَدَتِ امْرَاَتِیْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَهُوَ حِیْنَئِذٍ یُعَرِّضُ بِاَنْ یَّنْفِیَهٗ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ ـ قَالَ: وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ. [نسائی: ۳۴۷۹]

زہری نے ابن عیینہ کی حدیث کی مانند روایت کی اس میں اتنا فرق ہے کہ کہا: اے رسول اللہ تعالیٰ کے! میری عورت نے لڑکا سیاہ جنا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس کا انکار کروں اور دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو انکار کرنے کی اجازت نہ دی۔

○ ○ ○ ○

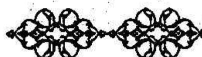
(۳۷۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((هَلْ لَّكَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا اَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاَنّٰی هُوَ؟)) قَالَ: لَعَلَّهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یَكُوْنُ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهٰذَا لَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَّهٗ)). [بخاری: ۷۳۱۴؛ ابوداود: ۲۲۶۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق ایک اعرابی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا: اے رسول اللہ کے! میری عورت نے کالا بچہ جنا ہے اور میں اس کا انکار کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا: ''تیرے پاس اونٹ ہیں۔'' اس نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا رنگ کیسا ہے۔'' اس نے کہا: سرخ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کہ ان میں کوئی کالا بھی ہے؟'' وہ بولا: ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رنگ کہاں سے آ گیا۔'' اعرابی بولا کہ اے رسول اللہ تعالیٰ کے! کسی رگ نے گھسیٹ لیا ہوگا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ یہاں بھی کسی رگ نے گھسیٹ لیا ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۷۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اس طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ
غلام آزاد کرنے کا بیان

بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ.
باب: جو شخص اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کرے اس کا بیان۔

(۳۷۷۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةُ الْعَدْلِ فَأُعْطِيَ شُرَكَاءُهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ)). [بخاري: ۲۵۲۲، ابن ماجه: ۲۵۲۸، وانظر في مسلم: ۴۳۲۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا حصہ آزاد کرے غلام میں سے (یعنی وہ غلام مشترک ہو۔) اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کرے، پھر آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو جو غلاموں کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس غلام کی واجبی قیمت لگائی جائے اور باقی شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت اس کے مال میں سے دی جائے گی اور مکمل غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا۔ اور جو وہ مالدار نہ ہو تو جس قدر حصہ اس غلام کا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد رہے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اور باقی کے واسطے وہ غلام محنت اور مزدوری کر کے اپنے تئیں آزاد کرا سکتا ہے مگر اس پر جبر نہ ہوگا جیسے دوسری روایت میں ہے اور نووی رحمہ اللہ نے اس میں علما کے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں۔

(۳۷۷۱) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ جَمِيْعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيْعِ وَأَبُوْ كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ ح و حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

مندرجہ بالا حدیث کی دوسری اسناد مذکور ہیں۔

أَخبرَنِي إِسمْعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ ابْنُ سَعِيدِ الأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ. [بخاری: ٢٥٢٥، ٢٥٥٣؛ ابوداود: ٣٩٤٤؛ وانظر فی مسلم: ٤٣٢٧، ٤٣٢٨]

○ ○ ○ ○

بَابُ ذِكْرِ سِعَايَةِ الْعَبْدِ.

باب: غلام کی محنت کا بیان۔

(٣٧٧٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فِي الْمَمْلُوكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا قَالَ: ((يَضْمَنُ)). [بخاری: ٢٤٩٢، ٢٥٠٤، ٢٥٢٦، ٢٥٢٧؛ ابوداود: ٣٩٣٤، ٣٩٣٦، ٣٩٣٩؛ ترمذی: ١٣٤٨؛ ابن ماجه: ٢٥٢٧]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بردہ دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک شریک اپنا حصہ آزاد کردے تو وہ ضامن ہوگا دوسرے شریک کے حصے کا۔'' (اگر مالدار ہو)۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٧٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)) [راجع: ٣٧٧٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا حصہ غلام میں آزاد کردے اس کا چھڑانا (یعنی دوسرے حصہ کا آزاد کرنا) بھی اسی کے مال سے ہوگا۔ اگر مال دار ہو۔ اگر مالدار نہ ہو تو غلام محنت مزدوری کرے اور اس پر جبر نہ کریں۔''

(٣٧٧٤) عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ وَزَادَ: ((إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٧٧٢]

ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ''اگر وہ آزاد کرنے والا مال دار نہ ہو تو غلام کی واجبی قیمت لگائی جائے اور محنت کرے اپنے باقی حصے کے لیے جو آزاد نہیں ہوا مگر اس پر جبر نہ ہوگا۔''

فائدہ: فرض کرو کہ غلام زید اور عمرو میں آدھوں آدھ مشترک تھا۔ زید نے اپنا حصہ آزاد کردیا اور زید کے پاس مال نہیں تو غلام کی قیمت واجبی لگائیں گے۔ فرض کرو سو روپیہ ہوئی۔ اب وہ غلام محنت مزدوری کر کے پچاس روپیہ عمرو کو ادا کرے تو کل آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد رہے گا۔

(٣٧٧٥) عَنْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ: قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ. [راجع: ٣٧٧٢]

قتادہ نے ابن ابی عروبہ کی حدیث کی مانند روایت کی۔ اور حدیث میں یہ بھی ذکر کیا کہ اس کی واجبی قیمت لگائی جائے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ.

باب: ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

فائدہ: ولاء ایک حق شرعی ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے غلام پر حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آزاد کرنے والا اپنے غلام کا عصبہ وارث ہو جاتا ہے۔

(۳۷۷۶) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ اَهْلُهَا: نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَ هَالَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ)).

[بخاری: ۲۱۶۹، ۲۵٦۲، ٦۷۵۷؛ ابوداود: ۲۹۱۵؛ نسائی: ٤٦۵۸]

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے ارادہ کیا ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنے کا۔ لونڈی کے مالکوں نے کہا: ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ ولاء کا حق ہمارا ہوگا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو بکنے دے تو اپنا کام کر، ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۷۷۷) عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: ارْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا: اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْتَاعِيْ فَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَابَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ)) . [بخاری: ۲۵٦۱، ۲۷۱۷؛ ابوداود: ۳۹۲۹؛ ترمذی: ۲۱۲٤؛ نسائی: ٤٦٦۹، ٤٦۷۰]

عروہ سے روایت ہے، بریرہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی ان سے مدد مانگنے کو اپنی بدل کتابت میں اور اس نے اپنی کتابت میں سے کچھ ادا نہیں کیا تھا (بلکہ سارا روپیہ باقی تھا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: تو اپنے لوگوں کے پاس جا اور اگر وہ منظور کریں تو میں سارا روپیہ کتابت کا ادا کر دیتی ہوں پر ولاء تیری مجھے ملے گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مالکوں سے بیان کیا۔ انہوں نے نہ مانا اور کہا: اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں تو للہ تیرے ساتھ سلوک کریں لیکن ولاء تو ہم لیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خرید کر لے، اور آزاد کر دے، ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔'' پھر جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شخص ایسی شرط کرے وہ لغو ہے اگرچہ سو مرتبہ اس کی شرط کرے۔ شرط وہی درست اور مضبوط ہے جو اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: کتابت کہتے ہیں غلام یا لونڈی سے کچھ روپیہ ٹھہرا کر اس کی آزادی ادائیگی پر معلق کرنے کو مثلاً مالک اپنے غلام سے کہے: تو اس قدر روپیہ اتنی مدت میں مجھ کو ادا کرے تو تو آزاد ہے اب وہ غلام مکاتب ہو گیا اور جو روپیہ ٹھہرا وہ بدل کتابت ہوگا۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث ہے اور اس میں سے بہت سے مسائل علمائے کرام نے نکالے ہیں پھر بیان کیا ان سب کو بڑے طول سے۔

(۳۷۷۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيْرَةُ اِلَيَّ فَقَالَتْ: يَا عَائِشَةُ:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں نے اپنے مالکوں سے کتابت کی

إِنِّيْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فَقَالَ: ((لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ مِنْهَا ابْتَاعِيْ فَأَعْتِقِيْ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ)).

[بخاري: ٢٥٦٠]

ہے نو اوقیہ پر ہر برس میں ایک اوقیہ (چالیس درم) اسی طرح جیسے اوپر گزرا اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''ان کے کہنے سے تو اپنے ارادے سے باز مت رہو۔ خرید لے اور آزاد کر دے۔'' اس روایت میں یہ ہے کہ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں میں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کی ستائش کی۔ بعد اس کے فرمایا: ''کیا حال ہے لوگوں کا۔'' اخیر تک۔

(٣٧٧٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: إِنَّ أَهْلِيْ كَاتَبُوْنِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ تِسْعِ سِنِيْنَ [فِيْ] كُلِّ سَنَةٍ وُقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقُلْتُ لَهَا: إِنْ شَآءَ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَّاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُوْنَ الْوَلَآءُ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَآءُ لَهُمْ فَأَتَتْنِيْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ. قَالَتْ: فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ: لَاهَا اللّٰهِ إِذًا قَالَتْ: فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَنِيْ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَآءَ فَإِنَّ الْوَلَآءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) فَفَعَلْتُ قَالَتْ: ثُمَّ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةً فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ مِّنْكُمْ يَقُوْلُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ فُلَانًا وَالْوَلَآءُ لِيْ إِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) [بخاري: ٢٥٦٣]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ میرے پاس آئی اور کہا: میرے مالکوں نے مجھ کو مکاتب کیا ہے نو اوقیہ پر ہر برس میں ایک اوقیہ تو تم میری مدد کرو۔ میں نے کہا: اگر تمہارے مالک راضی ہوں تو میں یہ ساری رقم یک مشت دے دیتی ہوں اور تم کو آزاد کر دیتی ہوں لیکن تمہاری ولاء میں لوں گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا انہوں نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ ولاء ہم لیں گے۔ پھر بریرہ میرے پاس آئی اور یہ بیان کیا میں نے اس کو جھڑکا اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نہ ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سنا اور مجھ سے پوچھا میں نے سب حال بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خرید لے اور آزاد کر دے اور ولاء کی شرط انہی کے لیے کر لے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔'' میں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا شام کو اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور ثنا بیان کی جیسے اس کو لائق ہے پھر فرمایا: ''بعد اس کے کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ وہ شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو بار شرط کی گئی ہو اللہ تعالیٰ کی کتاب راست اور اللہ کی شرط مضبوط ہے۔ کیا حال ہے تم میں سے بعض لوگوں کا کہتے ہیں دوسرے سے۔ آزاد تم کرو اور ولاء ہم لیں گے۔ حالانکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٧٨٠) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ غَيْرَ أَنَّ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ قَالَ: وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ

ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا۔ (جب وہ آزاد ہوئی خواہ اس سے نکاح قائم رکھے یا فسخ کرے)

اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ: ((أَمَّا بَعْدُ)) [بخاري: ٢٥٦٣؛ ابوداود: ٢٢٣٣؛ ترمذي: ١١٥٤؛ نسائي: ٣٤٥١]

اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا (یعنی شوہر کو ناپسند کیا) اور جو وہ آزاد ہوتا تو آپ ﷺ اس کو اختیار نہ دیتے اور اس روایت میں أَمَّا بَعْدُ کا لفظ نہیں ہے۔



(٣٧٨١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَعَتَقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَتْ: وَكَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ)). [راجع: ٢٤٨٧]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بریرہ کے مقدمہ میں تین باتیں پیدا ہوئیں ایک تو یہ کہ اس کے مالکوں نے اس کو بیچنا چاہا اور ولاء کی شرط اپنے لیے کرنا چاہی۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ولاء کی شرط انہی کے لیے کر لے اور آزاد کر دے ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔“ دوسری یہ کہ جب میں نے اس کو آزاد کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دیا اپنے شوہر (مغیث) کے باب میں اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر کو ناپسند کیا۔ تیسری یہ کہ لوگ بریرہ کو صدقہ دیتے اور وہ ہمارے پاس ہدیہ بھیجتی۔ میں نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے تو کھاؤ اس کو۔“



(٣٧٨٢) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ)) وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَأَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ صَنَعْتُمْ لَنَا مِنْ هَذَا اللَّحْمِ؟)) قَالَتْ عَائِشَةُ: تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ٢٤٨٨]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے بریرہ کو خریدا انصار کے لوگوں سے اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط کر لی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولاء اسی کو ملے گی جو والی ہو نعمت کا۔“ (یعنی آزاد کرے) اور اختیار دیا جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے خاوند کے مقدمہ میں اس کا خاوند غلام تھا اور بریرہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے گوشت کا حصہ بھیجا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کاش ہمارے لیے بھی اس میں سے تھوڑا گوشت بناتیں۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ گوشت صدقہ ملا ہے بریرہ کو (اور آپ پر صدقہ حرام ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“ (تو ہم پر اس کا کھانا درست ہے)۔



(٣٧٨٣) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ فَاشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَأُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے قصد کیا بریرہ کو خریدنے کا آزاد کرنے کے لیے لیکن اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی اپنے لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔“ اور

فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ: هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ: ((هُوَلَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ)) وَخُيِّرَتْ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ سَئَلْتُهُ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ: لَا اَدْرِيْ. [راجع: ٣٧٨٢]

جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس حصہ آیا گوشت کا لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ گوشت صدقہ میں ملا ہے بریرہ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے وہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔'' اور بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا اس کے خاوند کے مقدمہ میں، عبدالرحمٰن نے کہا: اس کا خاوند آزاد تھا۔ شعبہ نے کہا: پھر میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے خاوند کا حال پوچھا انہوں نے کہا: مجھ کو معلوم نہیں ہے (تو آزاد ہونے کی روایت قابل اعتبار کے نہ رہی۔)



(٣٧٨٤) وَحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُد: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٧٨٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٧٨٥) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا. [راجع: ٣٧٦٥]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے کہا: بریرہ کا خاوند غلام تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: اجماع ہے علما کا اس پر کہ جب لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا خاوند غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوگا چاہے نکاح فسخ کر ڈالے چاہے باقی رکھے اور جو اس کا خاوند آزاد ہو تو عورت کو اختیار نہ ہوگا۔ یہی قول ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء ؒ کا اور ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک اگر خاوند آزاد ہو تب بھی اختیار ہوگا اور دلیل ابوحنیفہ ؒ کی وہ روایت ہے مسلم کی جس میں یہ مذکور ہے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا لیکن وہ روایت قابل اعتبار کے نہیں اس لیے کہ شعبہ نے جب دوسری بار عبدالرحمٰن سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھ کو معلوم نہیں اور مشہور روایتیں یہی ہیں کہ اس کا خاوند غلام تھا حفاظ حدیث نے کہا: اس کے آزاد ہونے کی روایت غلط اور شاذ اور مردود ہے اور مشہور اور ثقات کی روایت کے برخلاف ہے (انتہیٰ مختصرًا)

(٣٧٨٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَتْ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ. خُيِّرَتْ عَلٰى زَوْجِهَا حِيْنَ عُتِقَتْ وَاُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَاُتِيَ بِخُبْزٍ وَاُدْمٍ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً عَلَى النَّارِ فِيْهَا لَحْمٌ؟)) فَقَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَكَرِهْنَا اَنْ نُطْعِمَكَ مِنْهُ فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ مِنْهَا لَنَا هَدِيَّةٌ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهَا: ((اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)). [راجع: ٢٤٨٩]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے، بریرہ کی وجہ سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اس کو اختیار ملا اپنے خاوند کے مقدمہ میں جب آزاد ہوئی۔ دوسری یہ کہ اس کو گوشت ملا تو جناب رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور ہانڈی میں گوشت چڑھا تھا آگ پر آپ ﷺ نے کھانا مانگا۔ تو روٹی اور گھر کا کچھ سالن سامنے لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''گوشت تو ہانڈی میں چڑھا تھا آگ پر۔'' لوگوں نے کہا: بے شک یارسول اللہ! مگر وہ گوشت صدقہ کا ہے جو بریرہ کو ملا ہے ہم کو برا معلوم ہوا کہ اس میں سے آپ ﷺ کو کھلا دیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور اس کی طرف سے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔'' تیسری یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بریرہ کے باب میں کہ ''ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔''

(٣٧٨٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَرَادَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَنْ تَشْتَرِیَ جَارِیَةً تُعْتِقُهَا فَاَبٰی اَهْلُهَا اِلَّا اَنْ یَكُوْنَ لَهُمُ الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((لَا یَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنے کا اس کے مالکوں نے نہ مانا مگر اس شرط سے قبول کیا کہ ولاء ان کو ملے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو اپنے ارادے سے باز نہ آ اور ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔“

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهٖ.

باب: ولاء کا بیچنا یا ہبہ کرنا درست نہیں۔

(٣٧٨٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَ عَنْ هِبَتِهٖ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ: سَمِعْتُ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ یَقُوْلُ: النَّاسُ كُلُّهُمْ عِیَالٌ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ فِی هٰذَا الْحَدِیْثِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ولاء کی بیع اور ہبہ سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ولاء کی بیع اور ہبہ کے حرمت نکلی اور یہ معین ہوا کہ اس کا بیع اور ہبہ صحیح نہیں ہے اور ولاء اپنے مستحق کی طرف سے اور کسی کو منتقل نہ ہوگی بلکہ ولاء ایک رشتہ ہے ناتے کے رشتے کی طرح اور جمہور علما کا یہی قول ہے مگر بعض سلف نے اس کا نقل جائز رکھا ہے اور شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی۔

(٣٧٨٩) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ الثَّقَفِيَّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اِلَّا الْبَيْعُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْهِبَةَ .[بخاری: ٢٥٣٥، ٦٧٥٦؛ ترمذی: ١٢٣٦؛ نسائی: ٤٦٧١؛ ابوداود: ٢٩١٩؛

اس حدیث کی دوسری اسناد نقل کی گئی ہیں۔

○ ○ ○ ○

ابن ماجه: ۲۷٤۷]

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ تَوَلِّي الْعَتِيْقِ غَيْرَ مَوَالِيْهِ

باب: غلام اپنے آزاد کرنے والے کے سوا اور کسی کو مولیٰ نہیں بنا سکتا۔

(۳۷۹۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى كُلِّ بَطْنٍ عُقُوْلَهٗ ثُمَّ كَتَبَ: ((اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ [لِمُسْلِمٍ] اَنْ يَتَوَالٰى مَوْلٰى رَجُلٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ)) ثُمَّ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ لَعَنَ۔ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ. [راجع: ٤٨٤٤]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے لکھا ”ہر قبیلہ پر اس کی دیت واجب ہوگی“ پھر لکھا کہ ”کسی مسلمان کو درست نہیں ہے کہ دوسرے مسلمان کے غلام کا مولیٰ بن بیٹھے بغیر اس کی اجازت کے۔“ (اور اجازت سے بھی درست نہیں اور بعض کے نزدیک درست ہے نووی رحمہ اللہ) پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے لعنت کی اس پر جو ایسا کرے اپنی کتاب میں۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۷۹۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کو مولیٰ بنائے بغیر اجازت اپنے مالکوں کے اس پر لعنت ہے اللہ اور اس کے فرشتوں کی نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔“

○ ○ ○ ○

(۳۷۹۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ)). [راجع: ۳۳۳۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مولیٰ بنائے کسی قوم کو اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی قیامت کے دن نہ اس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض۔“

(۳۷۹۳) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((وَمَنْ وَالٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ)).

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۷۹٤) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ فَقَالَ: مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهٗ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ۔ قَالَ: وَصَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهٖ۔ فَقَدْ كَذَبَ فِيْهَا أَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَابَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا

ابراہیم تیمی نے سنا اپنے باپ سے، وہ کہتے تھے خطبہ پڑھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا: جو شخص کہتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی اور کتاب ہے جس کو ہم اہل بیت پڑھتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کتاب کے اور وہ ان کی تلوار کے میان میں تھی تو وہ جھوٹ بولتا ہے (اس سے رد ہو گیا رافضیوں کا خیال کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ باتیں بتائی تھیں جو کسی اور صحابی کو نہیں بتائیں) اس کتاب میں اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا اور زخموں کی دیت کا اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ حرم ہے عیر سے لے کر ثور تک۔ (ثور تو مکہ میں ہے یہ

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا)). [راجع: ٣٣٢٧]

غلطی ہے راوی کی ثور کے بدلے شاید احد صحیح ہو) جو شخص اس میں نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو ٹھکانا دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول نہ کرے گا نہ نفل اور مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی ذمہ لے سکتا ہے اور جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنائے یا اپنے مولیٰ کے سوا اور کسی کو مولیٰ بنائے تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی، قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول ہوگا نہ نفل۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی شرح کتاب الحج کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ .

باب: غلام آزاد کرنے کی فضیلت۔

(٣٧٩٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ اِرْبٍ مِّنْهَا اِرْبًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ)). [بخاری: ٢٥١٧، ٦٧١٥؛ ترمذی: ١٥٤١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آزاد کرے مسلمان غلام کو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر ایک عضو کو آزاد کرے گا جہنم سے۔“



(٣٧٩٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِّنْ اَعْضَائِهِ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)). [راجع: ٣٧٩٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مسلمان غلام آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا عضو جہنم سے آزاد کرے گا یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے۔“

(٣٧٩٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى يُعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ)). [راجع: ٣٧٩٥]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آزاد کرے مسلمان غلام کو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کرے گا۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو بھی بردے کی شرمگاہ کے بدلے۔“

(٣٧٩٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّمَا امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَءًا مُّسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ)) قَالَ: فَانْطَلَقْتُ حِيْنَ سَمِعْتُ الْحَدِيْثَ مِنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَذَكَرْتُهُ لِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَاَعْتَقَ عَبْدًا لَّهُ قَدْ اَعْطَاهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان آزاد کرے مسلمان کو اللہ اس کے عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے چھڑائے گا۔“ سعید بن مرجانہ نے کہا: میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سن کر زین العابدین علی بن حسین کے پاس گیا اور ان سے یہ حدیث بیان کی انہوں نے ایک غلام کو آزاد کر دیا۔ جس کے بدلے عبداللہ بن جعفر کے بیٹے کو دس ہزار درہم یا ہزار دینار دیئے

بِهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ آلَافِ [بِرْهَمٍ]. أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ . [راجع: ۳۷۹۵] تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سبحان اللہ! اہل بیت رضی اللہ عنہم کیسے عاشق تھے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے آزاد کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ آزاد کرنا افضل اعمال میں سے ہے اور اس کی وجہ سے انسان کو جہنم سے آزادی ملتی ہے اور جنت ہاتھ آتی ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اس بردے کا آزاد کرنا افضل ہے جس کے تمام اعضاء پورے ہوں۔ تو خصی یا اندھا یا کانا یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا نہ ہو اور خصی وغیرہ کے آزاد کرنے میں بھی ثواب ہے لیکن کامل فضیلت اسی میں ہے کہ بردے کے اعضاء سب صحیح اور سالم ہوں اور گراں قیمت ہو۔ اب علما نے اختلاف کیا ہے مرد کا آزاد کرنا زیادہ ثواب ہے یا عورت کا۔ بعض نے کہا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اور اکثر کے نزدیک مرد کا آزاد کرنا ثواب ہے اور مؤمن کی قید سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت مسلمان بردے کے آزاد کرنے میں ہے لیکن کافر بردہ آزاد کرنا اس میں ثواب ہے پر مسلمان سے کم ہے۔

بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الْوَالِدِ.

باب: باپ کو آزاد کرنے کی فضیلت۔

(۳۷۹۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ ((وَلَدٌ وَالِدَهُ)) . [ترمذی: ۱۹۰٦؛ ابن ماجه: ۳٦۵۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر ایک صورت میں کہ باپ کو کسی کا غلام دیکھے پھر خرید کر اس کو آزاد کر دے۔“

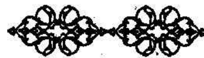
○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عزیز و اقارب کے خریدنے سے وہ آزاد نہ ہوں گے جب تک ان کو آزاد نہ کرے اور جمہور علما کے نزدیک وہ خریدنے کے ساتھ آزاد ہو جائیں گے اور دلیل ان کی دوسری حدیث ہے۔

(۳۸۰۰) عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالُوا ((وَلَدٌ وَالِدَهُ)). [ابوداود: ۵۱۳۷]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْبُيُوعِ

خرید و فروخت کے مسائل

بَابُ اِبْطَالِ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

باب: بیع ملامسہ اور منابذہ باطل ہے۔

(۳۸۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا بیع ملامسہ سے اور بیع منابذہ سے۔

[بخاری: ۲۱۴۶، ۳۷۸۰، ۵۸۲۱؛ نسائی: ۴۵۲۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: خود صحیح مسلم میں ان کی تفسیر آگے آتی ہے لیکن ہمارے اصحاب سے بیع ملامسہ کی تفسیر میں تین قول منقول ہیں ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھولے۔ بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھونا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے دوسری یہ کہ چھونا خود بیع قرار دیا جائے مثلاً مالک مال مشتری سے یہ کہے: جب تو چھولے تو وہ تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری یہ کہ چھونے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں یہ بیع باطل ہے۔ اسی طرح بیع منابذہ کے بھی تین معنی ہیں ایک تو یہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دیا جائے گا یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تاویل ہے دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے تیسری یہ کہ پھینکنے سے مراد کنکری کا پھینکنا ہے اور اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ بیع الحصاۃ میں آئے گا۔ (انتهٰی)

(۳۸۰۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [بخاری: ۳۶۸؛ ترمذی: ۱۳۱۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۰۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ۵۸۴، ۵۸۸، ۵۸۱۹، ۵۸۲۰؛ نسائی: ۴۵۲۹؛ ابن ماجه: ۱۲۴۸، ۲۱۶۹، ۳۵۶۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۰۴) عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۰۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: نُهِيَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ اَمَّا الْمُلَامَسَةُ: فَاَنْ يَلْمِسَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دو بیعوں سے ممانعت ہوئی ہے ایک تو بیع ملامسہ اور دوسری بیع منابذہ۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا کپڑا چھولے بے سوچے سمجھے (اور یہ کپڑا چھونے سے بیع لازم

بِغَيْرِ تَأَمُّلٍ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَوْبَهُ إِلَى الْآخَرِ وَ لَمْ يَنْظُرْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا إِلَى ثَوْبِ صَاحِبِهِ. [بخاری: ١٤٢٠]

ہو جائے) اور بیع منابذہ یہ کہ ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٠٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَ لِبْسَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ: لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يَقْلِبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ [بخاری: ٢١٤٤، ٥٨٢٠؛ ابوداود: ٣٣٧٩؛ نسائی: ٤٥٢٢، ٤٥٢٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے دو بیعوں سے اور دو طرح کے پہناوے سے ایک تو منع کیا ملامسہ سے اور منابذہ سے، بیع میں ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا کپڑا چھوئے اپنے ہاتھ سے رات یا دن کو اور نہ الٹے اس کو مگر اسی لیے یعنی بیع کے لیے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے اور یہی ان کی بیع ہو بغیر دیکھے اور بغیر رضامندی کے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٠٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ٣٨٠٦]

ابن شہاب سے یہ روایت اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بُطْلَانِ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَالْبَيْعِ الَّذِي فِيهِ غَرَرٌ

باب: کنکری کی بیع اور دھوکے کی بیع باطل ہے۔

(٣٨٠٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. [ابوداود: ٣٣٧٦؛ ترمذی: ١٢٣٠؛ نسائی: ٤٥٣٠؛ ابن ماجه: ٢١٩٤]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کنکری کی بیع سے اور دھوکے کی بیع سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: کنکری کی بیع کے تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ بائع یوں کہے: میں نے تیرے ہاتھ وہ کپڑے بیچے جن پر یہ کنکری پڑے جس کو میں پھینکتا ہوں یا یہاں سے لے کر جہاں تک یہ کنکری جائے اتنا اسباب میں نے بیچا۔ دوسرے یہ کہ بائع یہ شرط لگائے کہ جب تک میں کنکری پھینکوں تجھے اختیار ہے بعد اس کے اختیار نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ خود کنکری پھینکنا بیع قرار پائے مثلاً یوں کہے: جب میں اس کپڑے پر کنکری ماروں تو وہ اتنے کو بک جائے گا۔ اور لیکن دھوکے کی بیع تو وہ ایک اصل عظیم ہے کتاب البیع کی اور اس میں بہت سے مسائل داخل ہیں مثلاً بیع بھاگے ہوئے غلام کی اور معدوم کی اور مجہول کی اور جس کی تسلیم پر قدرت نہیں ہے۔ اور جس پر بائع کی ملک پوری نہیں ہوئی اور بیع مچھلی کی پانی میں، دودھ کی تھن میں، بچہ کی پیٹ میں، پرندے کی ہوا میں، غیر معین تھیلی یا کپڑے یا بکری وغیرہ کی تو یہ سب بیعیں باطل ہیں اس لیے کہ ان سب میں دھوکا ہے۔ (انتہی مختصراً)

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب: حبل الحبلہ کی بیع کی ممانعت۔

(٣٨٠٩) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حبل

أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ. انسائی: ٤٦٣٨]

الحبلہ کی بیع سے۔

(٣٨١٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لَحْمَ الْجَزُوْرِ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِيْ نُتِجَتْ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

[بخاری: ٣٨٤٣؛ ابوداود: ٣٣٨١]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جاہلیت کے لوگ اونٹ کا گوشت بیچتے تھے حبل الحبلہ تک اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی جنے، پھر اس کا بچہ حاملہ ہو اور وہ جنے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اس سے۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: حبل الحبلہ کی یہی تفسیر مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے اختیار کی ہے اور بعض نے کہا کہ حبل الحبلہ سے مراد یہ ہے کہ اونٹنی حاملہ کے پیٹ کے بچے کو بیچے۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور دونوں بیعیں باطل ہیں۔ اول بوجہ جہالت میعاد کے اور دوسری بوجہ معدوم اور مجہول ہونے بیع کے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَسَوْمِهِ وَتَحْرِيْمِ النَّجْشِ وَتَحْرِيْمِ التَّصْرِيَةِ.

باب: اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ نہ کرے، نہ اس کی بیع پر بیچے اور دھوکہ دینا اور تھن میں دودھ بھر رکھنا حرام ہے۔

(٣٨١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ)).

[راجع: ٣٤٥٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔“



(٣٨١٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ)). [راجع: ٣٤٥٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے پیام پر پیام نہ دے مگر اس کی اجازت سے۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: بیع کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے تو نے جو چیز خریدی ہے اس کی خرید فسخ کر ڈال میں ویسی ہی چیز اس سے سستی دیتا ہوں یا اس سے عمدہ چیز اسی قیمت پر دیتا ہوں۔ اور یہ حرام ہے، اسی طرح اپنے بھائی کی خرید پر خریدنا بھی حرام ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے کہ تو نے جو چیز بیچی ہے اس کی بیع فسخ کر ڈال، میں تجھ سے اس سے زیادہ قیمت پر خرید لوں گا اور پیام کی مثال کتاب النکاح میں گزر چکی ہے۔

(٣٨١٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلٰى سَوْمِ الْمُسْلِمِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے چکانے پر نہ چکائے۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ نہی جب ہے کہ بائع اور مشتری بیع پر راضی ہو چکے ہوں لیکن ابھی بیع نہ ہوئی ہو، اتنے میں دوسرا کہے کہ میں اس چیز کو مول لیتا ہوں یہ ناجائز ہے۔ لیکن ہراج (نیلام) میں مول بڑھانا ہر ایک کو درست ہے۔

(٣٨١٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيْهِ وَفِيْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اپنے بھائی کے چکائے ہوئے پر چکانے سے۔

رِوَايَةِ الدَّوْرَقِيِّ: عَلٰى سِيمَةِ أَخِيهِ. [راجع: ٣٤٦٢]

○ ○ ○ ○

(٣٨١٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَلَقَّى الرُّكْبَانُ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ)) . [بخاري: ٢١٥٠؛ ابوداود: ٣٤٤٣؛ نسائي: ٤٥٠٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قافلہ سے نہ ملو بیع کے لیے۔ اور نہ بیچے کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر اور نہ لاڑیا پن کرو۔ اور نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو۔ اور نہ بند رکھو تھن میں دودھ اونٹ کا یا بکری کا پھر کوئی خریدے ایسے جانور کو (جس کا دودھ تھن میں رکھا گیا ہو دھوکا دینے کے لیے) تو خریدنے والے کو اختیار ہے (جب وہ دودھ دوہے اور اس کو معلوم ہو کہ دودھ اتنا نہیں نکلا۔ جتنا گمان تھا) دونوں میں سے جو بھلا معلوم ہو وہ دوہنے کے بعد اس کو کرے اگر پسند آئے تو رکھ لے اور جو ناپسند ہو تو وہ جانور واپس کر دے اور ایک صاع کھجور کا دودھ کے بدلے پھیر دے۔''



فائدہ: یعنی آگے بڑھ کر اناج کے کھیپ مول لینے کے لیے بنجاروں سے نہ ملا کرو۔ کیونکہ اس میں دو نقصان ہیں۔ ایک نقصان بیوپاری کا کہ شاید بازار میں زیادہ پر بکتا ہو۔ دوسرے تمام شہر کی حق تلفی کہ اگر بازار میں کھیپ آتی تو سب لوگ مول لیتے۔ یعنی دوسرے کو نقصان دینے کے لیے قیمت نہ بڑھاؤ جب خریدنا منظور نہ ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ ''اور چھوڑ دو لوگوں کو آپس میں خرید و فروخت کریں اللہ روزی دیتا ہے ایک کو ایک سے۔'' مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر کوئی باہر سے شہر میں مثلاً اناج بیچنے لائے اور بازار کے بھاؤ بیچنے کا ارادہ کرے اور شہر کا رہنے والا اس سے کہے کہ تو ابھی نہ بیچ میرے پاس رکھ جا میں تجھ کو مہنگا بیچ دوں گا اس کو حضور ﷺ نے منع کیا کہ اس میں لوگوں کا نقصان ہے اگر قحط ہو تو یہ بالاتفاق حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے محض قیاس سے حدیث کے خلاف حکم کیا ہے حالانکہ ان کا اصول یہ ہے کہ حدیث ضعیف بھی قیاس کے اوپر مقدم ہے۔ اور یہ حدیث باتفاق علما صحیح ہے اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، خود ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اس واسطے علمائے حنفیہ کو امام اعظم کا قول اس باب میں ترک کرنا چاہیے اور حدیث پر عمل ضروری ہے۔ اور یہی ارشاد ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر اور بخش دے خطا ان کی۔ آمین یارب العالمین۔

(٣٨١٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّي [لِلرُّكْبَانِ] وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَعَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ. [بخاري: ٢٧٢٧؛ نسائي: ٤٥٠٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا سواروں سے جا کر ملنے سے (جو غلہ لاتے ہیں) اور شہری کو باہر والے کا مال بیچنے سے اور ایک سوکن کو دوسری سوکن کے لیے طلاق چاہنے سے اور دھوکہ دینے سے اور تھن میں دودھ روکنے سے اور ایک بھائی کے مول تول پر مول کرنے سے۔

(٣٨١٧) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَوَهْبٍ نُهِيَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالصَّمَدِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى۔ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٣٨١٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨١٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا لاڑیا

نَهٰى عَنِ النَّجْشِ. [بخاری: ٢١٤٢، ٦٩٦٣؛ نسائی: ٤٥١٧؛ ابن ماجه: ٢١٧٣]

پن سے۔



بَابُ تَحْرِيْمِ تَلَقِّي الْجَلَبِ.

باب: آگے بڑھ کر تاجروں سے ملنے کی ممانعت۔

(٣٨١٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُتَلَقَّى السِّلَعُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاَسْوَاقَ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّيْ. [نسائی: ٤٥١٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا آگے جا کر اسباب تجارت سے ملنے کو یہاں تک کہ وہ بازار میں آئیں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے منع کیا آگے جا کر ملنے سے۔



(٣٨٢٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ. [راجع: ٣٤٥٤]

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٨٢١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ. [بخاری: ٢١٤٩، ٢١٢٤؛ ترمذی: ١٢٢٠؛ ابن ماجه: ٢١٨٠]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے آگے جا کر سوداگروں سے ملنے کو۔

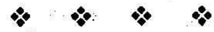
○ ○ ○ ○

(٣٨٢٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُتَلَقَّى الْجَلَبُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا آگے جا کر کھیپ سے ملنے کو۔

(٣٨٢٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ يَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقّٰى فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ)). [نسائی: ٤٥١٣]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مت ملو آگے جا کر مالوں کی کھیپ سے (جب تک وہ بازار میں نہ آئیں اور مال والوں کو بازار کا بھاؤ معلوم نہ ہو) اگر کوئی آگے جا کر ملے اور مال خرید لے پھر مال کا مالک بازار میں آئے (اور بھاؤ کے دریافت میں معلوم ہو کہ اس کو نقصان ہوا ہے) تو اس کو اختیار ہے۔'' (چاہے تو بیع فسخ کر ڈالے)



فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر احادیث سے اس کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور یہی قول ہے امام شافعی، مالک اور جمہور علمائے کا۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ کے نزدیک آگے جانا درست ہے بشرطیکہ لوگوں کو نقصان نہ ہو اور نقصان کی صورت میں مکروہ ہے اور صحیح جمہور کا مذہب ہے اور جو کسی کام کو باہر نکلے اور وہاں مال والے ملیں اور مال خرید لیں تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے انتہی مختصراً۔

بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيْ.

باب: شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے۔

(٣٨٢٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ)) وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَهٰى اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ. [راجع: ٣٤٥٨]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ بیچے بستی والا باہر والے کا مال۔''



(٣٨٢٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَاَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا. [بخاري: ٢١٥٨، ٢١٦٣، ٢٢٧٤؛ ابوداود: ٣٤٣٩؛ نسائي: ٤٥١٢؛ ابن ماجه: ٢١٧٧]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا سواروں کی (جو مال لے کر آئیں) آگے جا کر ملاقات سے اور منع کیا بستی والے کو باہر والے کا مال بیچنے سے۔ طاؤس نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: بستی والے کو نہیں چاہیے کہ باہر والے کا دلال بنے (اس کا مال بکوانے میں بلکہ اس کو خود بیچنے دے)

(٣٨٢٦) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)) غَيْرَ اَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى: ((يُرْزَقُ)). [ابوداود: ٣٤٤٢]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچے شہر والا باہر والے کا مال بلکہ چھوڑ دو لوگوں کو اللہ روٹی دیتا ہے ایک کو ایک سے۔“



(٣٨٢٧) عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [ترمذي: ١٢٢٣؛ ابن ماجه: ٢١٧٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔



(٣٨٢٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: نُهِينَا اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ اَوْ اَبَاهُ. [بخاري: ٢١٦١؛ ابوداود: ٣٤٤٠؛ نسائي: ٤٥٠٤، ٤٥٠٦]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم منع کیے گئے اس بات سے کہ بستی والا باہر والے کے مال کو بیچے اگرچہ اس کا بھائی یا باپ ہو۔



(٣٨٢٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ نُهِينَا عَنْ اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ. [راجع: ٣٨٢٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیے گئے ہم اس بات سے کہ بستی والا باہر والے کا مال بیچے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان احادیث سے اس امر کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور اکثر علماء رحمہم اللہ کا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ کوئی مسافر باہر سے یا دوسرے شہر سے مال لے کر آئے بیچنے کے لیے اور بستی والا اس سے یوں کہے: تو اپنا مال میرے پاس چھوڑ دے میں آہستہ آہستہ مہنگا بیچ دوں گا تو یہ منع ہے اگر اس مال کی شہر والوں کو حاجت نہ ہو تو منع نہیں باوجود مخالفت کے اگر کوئی بیچے تو بیع صحیح ہو جائے گی۔ لیکن حرام رہے گی۔ ہمارا یہی مذہب ہے اور بعض مالکیہ کے نزدیک بیع فسخ کر دی جائے گی اور عطاء اور مجاہد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ بیع درست ہے کیونکہ اس میں احسان ہے باہر والے پر اور ان حدیثوں کو انہوں نے منسوخ کہا ہے۔ اور یہ دعویٰ ہے بلا دلیل کیونکہ اگر احسان بھی ہو مال والے پر تب بھی برائی ہے ساری بستی والوں کے ساتھ کہ وہ اس مال سے فائدہ اٹھاتے اور نفع کماتے اور دعویٰ نسخ کا لغو ہے۔ (انتہی مع زیادۃ)

بَابُ حُكْمِ بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ.

باب: مصراۃ کی بیع کا بیان۔

فائدہ: مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے مالک نے دودھ دوہنا اس کا موقوف کر دیا ہو تا کہ تھنوں میں خوب دودھ بھر جائے اور لوگ دھوکا کھائیں۔ اس کا بیان اوپر گزر چکا۔

(٣٨٣٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے پھر جا کر اس کا دودھ نچوڑے۔ اگر

فَلْيَنْقَلِبْ بِهَا فَلْيَحْلُبْهَا فَإِنْ رَضِيَ حِلَابَهَا أَمْسَكَهَا وَإِلَّا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ)).

[بخاري: ٢١٤٨؛ نسائي: ٤٥٠٠]

اس کا دودھ پسند آئے رکھ چھوڑے، نہیں تو بکری پھیر دے اور دے ایک صاع کھجور کا اس کے ساتھ۔'' (دودھ کے بدلے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٣١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے اس کو تین روز تک اختیار ہے چاہے اس کو رکھ چھوڑے چاہے پھیر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے۔''

(٣٨٣٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ)). [ترمذي: ١٢٥٢]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تھن میں دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے اس کو تین دن تک اختیار ہے اگر پھیر دے تو ایک صاع اناج کا بھی دے لیکن گیہوں دینا ضروری نہیں۔''

فائدہ۔ عرب میں گیہوں گراں ہیں اور کھجور اور دوسرے اناج ارزاں ہیں تو فرمایا کہ کھجور کا ایک صاع دے یا دوسرے کسی اناج کا جیسے جوار، مسور وغیرہ۔

(٣٨٣٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ)). [نسائي: ٤٥٠١]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مصراۃ بکری خریدے تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے چاہے پھیر دے اور ایک صاع کھجور کا بھی اس کے ساتھ دے نہ گیہوں کا۔''

○ ○ ○ ○

(٣٨٣٤) عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرَى مِنَ الْغَنَمِ فَهُوَ بِالْخِيَارِ)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے لیکن اس میں غنم کا لفظ ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٣٥) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَا أَحَدُكُمُ اشْتَرَى لِقْحَةً مُصَرَّاةً أَوْ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِمَّا هِيَ وَإِلَّا فَلْيَرُدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ)).

ہمام بن منبہ نے کہا: یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں رسول اللہ ﷺ سے پھر کئی حدیثیں ذکر کیں۔ ان سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اونٹنی خریدے جس کا دودھ چڑھایا گیا ہو یا ایسی بکری خریدے تو اس کو اختیار ہے دودھ دوہنے کے بعد یا اس کو رکھ لے یا پھیر دے اور ایک صاع کھجور کا بھی اس کے ساتھ دے۔''

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اوپر گزر چکا کہ تصریہ (یعنی جانور کا دودھ چڑھانا لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے) حرام ہے اور باوجود حرمت کے ان احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ بیع صحیح ہو جائے گی اور خریدار کو اختیار ہوگا۔ چاہے رکھے چاہے پھیر دے، اسی طرح ہر مکر اور فریب کی بیع میں خریدار کو اختیار ہے مثلاً کسی نے بوڑھی لونڈی کے بال کالے کر دیے۔ یا گھونگریالے بنا دیے اور مانند اس کے اور اختلاف کیا ہے ہمارے اصحاب نے کہ یہ اختیار فوراً ہوگا علم کے بعد یا تین دن رہے گا تو بعضوں نے کہا: تین دن تک رہے گا اور اصح یہ ہے کہ علم کے ساتھ ہی اختیار ہوگا۔ اور حدیث میں جو تین دن کی قید مذکور ہے وہ اس لیے کہ اکثر علم تین دن میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک آدھ دن دودھ کم دینے میں چارہ وغیرہ کی خرابی کا گمان ہوتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) لیکن تین دن کے بعد یقین ہو جاتا ہے۔ پھر جب ایسا جانور پھیر دینا چاہے اونٹ ہو یا بکری یا گائے دودھ اس کا بہت ہو یا تھوڑا ہر حال میں دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور کا دینا کافی ہے اور یہی مذہب ہے ہمارا اور مالک اور لیث اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور ابوثور اور فقہائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اور یہی صحیح ہے۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ اس شہر میں جس چیز کا خوراک میں رواج ہو اس کا ایک صاع دیدے یہ کھجور سے خاص نہیں ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک طائفہ اہل عراق اور بعض مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ وہ جانور پھیر دے اور ایک صاع کھجور دینا ضروری نہیں ہے بلکہ دودھ کی قیمت دینا چاہیے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر مثلی شے کو تلف کرے تو مثل دے ورنہ قیمت دے اور دوسری جنس کا دینا قاعدے کے خلاف ہے اور جمہور علما یہ جواب دیتے ہیں کہ جب حدیث صاف وارد ہوگئی تو عقلی قاعدہ سے اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ عرب کی خوراک اس وقت میں کھجور تھی اور صاع ہر صورت میں مقرر کیا گیا ہے بطور حد کے۔ تاکہ جھگڑا نہ ہو اور اکثر گاؤں اور دیہات میں قیمت میں اختلاف ہوتا ہے اور فساد ہوتا ہے تو شرع نے ایک ضابطہ قرار دے دیا تاکہ اس قسم کے جھگڑے مطلق پیدا ہونے نہ پائیں اور اس کی مثال شرع میں موجود ہے۔ مثلاً بچہ کی دیت ایک غلام ذغیرہ انتہی۔

بَابُ بُطْلَانِ بَيْعِ الْمَبِيعِ قَبْلَ الْقَبْضِ .

باب: قبضہ سے پہلے خریدار کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔

(٣٨٣٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ . [بخاری: ٢١٣٥؛ ابوداود: ٣٤٩٧؛ ترمذی: ١٢٩١؛ نسائی: ٤٦٢٢؛ ابن ماجہ: ٢٢٢٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں ہر چیز کو اسی پر خیال کرتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اناج کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر ایک شے کی خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ بیع درست نہیں جب تک بیع کا قبضہ اس پر نہ ہو لے۔ اور عثمان بتی نے کہا: ہر شے کی بیع قبضہ سے پہلے درست ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صرف زمین یا مکان یا باغ وغیرہ غیر منقول کی بیع قبضہ سے پہلے درست ہے اور کسی چیز کی درست نہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سوا اناج کے اور سب چیزوں کی بیع قبضہ سے پہلے درست ہے اور اکثر علما نے اس سے اتفاق کیا ہے اور بعض نے کہا۔ جو چیزیں ناپ اور تول کر بکتی ہیں ان میں اس حدیث کے موافق حکم ہوگا۔ اور باقی چیزوں کی بیع قبضہ سے پہلے درست ہے۔ لیکن عثمان بتی کا قول بالکل شاذ اور متروک ہے اور قابل عمل اور اعتبار کے لائق نہیں ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٣٨٣٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٨٣٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٣٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. [بخاری: ٢١٣٢؛ ابوداود: ٣٤٩٦؛ نسائی: ٤٦١١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کہ جو کوئی اناج خریدے پھر اس پر قبضہ کرنے تک اس کو نہ بیچے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ہر چیز کو اناج پر قیاس کرتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٣٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ)) فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: لِمَ؟ فَقَالَ: اَلَا تَرَاهُمْ يَبْتَاعُوْنَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرْجًا؟ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوْ كُرَيْبٍ: مُرْجًا. [راجع: ٣٨٣٨]

شخص اناج خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک ناپ نہ لے۔'' طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیوں اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: تم نہیں دیکھتے لوگوں کو اناج سونے اور چاندی کے بدلے میعاد پر بیچتے ہیں۔

فائدہ: تو اب اگر یہ شخص قبضہ سے پہلے بیچ ڈالے گا تو مبیع کہاں سے لائے گا۔ حالانکہ بیع میں مبیع کا ہونا ضروری ہے اگر یہ بھی میعاد پر بیچے اور کم میعاد ہو پہلی میعاد سے تو وہی قباحت ہے اور جو زیادہ ہو تو گویا روپیہ کی بیع روپیہ سے ہوئی اور یہ بے فائدہ ہے اور اس میں خوف ہے ربا کا۔

(٣٨٤٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ)). [بخاری: ٢١٢٦، ٢١٣٦؛ ترمذی: ٣٤٩٢؛ نسائی: ٤٦٠٩؛ ابن ماجه: ٢٢٢٦؛ وانظر فی مسلم: ٣٨٤٢، ٣٨٤٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اناج خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک اس کو پورا نہ لے لے۔'' (یعنی ناپ تول نہ لے اور اس پر قبضہ نہ کر لے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٤١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ ابْتَعْنَاهُ فِيْهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَبِيْعَهُ. [ابوداود: ٣٤٩٣؛ نسائی: ٤٦١٩؛ وانظرفی مسلم: ٣٨٤٣، ٣٨٤٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اناج خریدتے تھے پھر ایک شخص کو ہمارے پاس بھیجتے تھے جو ہم کو حکم کرتا اناج کو اس جگہ سے اٹھا لے جانے کا۔ جہاں خریدتے تھے بیچنے سے پہلے (تاکہ قبضہ ہو جائے اس کے بعد اگر چاہے تو اور کسی کے ہاتھ بیع کرے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٤٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ)). [راجع: ٣٨٤٠]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٨٤٣) قَالَ: وَكُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَبِيْعَهُ حَتّٰى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ. [ابن ماجه: ٢٢٢٩؛ راجع: ٣٨٤١]

اور ہم اناج کو خریدا کرتے سواروں سے ڈھیر لگا کر۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو منع کیا اس ڈھیر کے بیچنے سے جب تک اس کو ہم اور جگہ نہ لے جائیں۔

(٣٨٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ وَيَقْبِضَهُ)) [راجع: ٣٨٤٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اناج خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک اس کو پورا نہ لے لے اور قبضہ نہ کرے۔'' (پورا لینے سے مراد یہ ہے کہ اس کو ماپ تول لے)۔

(٣٨٤٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ)).

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٤٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا اَنْ يَبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهٖ حَتّٰى يُحَوِّلُوْهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مار پڑتی اس بات پر کہ وہ اناج کے ڈھیر خریدتے تھے پھر اسی جگہ پر اس کو بیچ ڈالتے قبضہ سے پہلے۔

[بخاري: ٦٨٥٢؛ ابوداود: ٣٤٩٨؛ نسائي: ٤٦٢٢؛ وراجع: ٣٨٤١]

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ حاکم اسلام بیع فاسد کرنے والے کو تعزیر دے سکتا ہے مارے۔

(٣٨٤٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: [قَدْ] رَاَيْتُ النَّاسَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ابْتَاعُوْا طَعَامًا جِزَافًا يُضْرَبُوْنَ [فِيْ] اَنْ يَبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَشْتَرِي الطَّعَامَ جِزَافًا فَيَحْمِلُهٗ اِلٰى اَهْلِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے دیکھا لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مار پڑتی جب وہ اناج کے ڈھیر خریدتے اور اسی جگہ پر اپنے مکانوں میں لے جانے سے پہلے ان کو بیچتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ اناج خریدتے تھے یوں ہی ڈھیر کا ڈھیر پھر اس کو اٹھا لاتے اپنے گھر کو۔

[بخاري: ٢١٣٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے اناج کا ڈھیر خریدنا بغیر ماپے اور تولے درست ٹھہرا اور یہی مذہب ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ گیہوں یا کھجور وغیرہ کا ڈھیر خریدنا حرام نہیں ہے لیکن کراہت میں اس کے دو قول ہیں: صحیح یہ ہے کہ اگر کراہت ہے تو تنزیہی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ تنزیہی کراہت بھی نہیں ہے۔

(٣٨٤٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَكْتَالَهٗ)) وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ: ((مَنِ ابْتَاعَ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اناج خریدے پھر وہ اس کو نہ بیچے جب تک اس کو ماپ نہ لے۔''

(٣٨٤٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ لِمَرْوَانَ: اَحْلَلْتَ بَيْعَ الرِّبَا فَقَالَ مَرْوَانُ: مَا فَعَلْتُ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: اَحْلَلْتَ بَيْعَ الصِّكَاكِ وَ قَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى [قَالَ]: فَخَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ فَنَهٰى عَنْ بَيْعِهَا قَالَ سُلَيْمَانُ: فَنَظَرْتُ اِلٰى حَرَسٍ يَاْخُذُوْنَهَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِي النَّاسِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے مروان بن الحکم سے کہا: (جو عامل تھا مدینہ کا) تو نے حلال کر دیا ربا کی بیع کو۔ مروان نے کہا: کیوں میں نے کیا کیا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سند (پروانہ) کی بیع جائز رکھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اناج کی بیع سے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے۔ تب مروان نے خطبہ سنایا لوگوں کو اور منع کیا ان کی بیع سے۔ سلیمان جو راوی ہے اس حدیث کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا: میں نے دیکھا چوکیدار کو کہ وہ ان چٹھیوں کو چھین رہے تھے لوگوں سے۔

فائدہ: یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے خریدا تھا ان کو قبضہ سے پہلے، یہاں مراد ان سندوں سے وہ چٹھیاں ہیں جو حکومت سے ملتی ہیں سالانہ معاش کی، اس میں اناج ہوتا ہے اور روپیہ وغیرہ تو جس کے نام کی چٹھی نکلے اس کو چاہیے کہ اپنے قبضہ میں لا کر بیچے آپ اگر قبضہ سے پہلے بیچ ڈالے تو اس میں اختلاف ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اصح یہ ہے کہ یہ جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔ بدلیل قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور جس نے جائز رکھا اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تاویل کی ہے اس طرح پر کہ مراد ان کی وہ بیع ہے جو مشتری نے کسی تیسرے شخص کے ہاتھ کی ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) مشتری کے قبضہ سے پہلے نہ کہ اول بیع جو صاحب سند نے مشتری کے ہاتھ کی تو بھی بیع ثانی سے ہے نہ کہ بیع اول سے کہ صاحب سند کی ملک مستقل ہے اور وہ مشتری نہیں ہے تو اس کی بیع قبضہ سے پہلے درست ہے جیسے کوئی ترکہ کا مال قبضہ سے پہلے بیچ ڈالے انتہی۔

(۳۸۵۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ))

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”جب تو کوئی اناج خریدے پھر مت بیچ اس کو جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔“

بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ صُبْرَةِ التَّمْرِ الْمَجْهُوْلَةِ الْقَدْرِ بِتَمْرٍ.

باب: کھجور کے ڈھیر کو جس کا وزن معلوم نہ ہو کھجور کے بدلے بیچنا درست نہیں ہے۔

(۳۸۵۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ. [نسائی: ٤٥٦١، ٤٥٦٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کھجور کا ڈھیر بیچنے سے جس کا وزن معلوم نہ ہو اس کھجور کے بدلے جس کا وزن معلوم ہو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ کیونکہ جب جنس ایک ہو تو برابر بیچنا چاہیے اور یہاں احتمال ہے کہ ایک طرف کھجوریں ماپ میں زیادہ ہوں البتہ اگر دوسری جنس کے بدلے بیچے تو قباحت نہیں ہے۔

(۳۸۵۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنَ التَّمْرِ فِي آخِرِ الْحَدِيْثِ. [راجع: ٣٨٥١]

اوپر والی حدیث کی طرح ہے سند کا فرق ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ ثُبُوْتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ.

باب: بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک اسی مقام میں رہیں جہاں بیع ہوئی ہے۔

(۳۸۵۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْبَيِّعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ)). [بخاری: ٢١١١؛ ابوداود: ٣٤٥٤؛ نسائی: ٤٤٧٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے (بیع کو فسخ کرنے کا) جب تک دونوں جدا نہ ہوں مگر اس بیع میں جس میں اختیار کی شرط کی گئی ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس میں جدا ہونے کے بعد بھی اختیار رہتا ہے مدت معین تک۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے اختیار مجلس کے ثبوت پر بائع اور مشتری دونوں کیلئے یہاں تک کہ وہ دونوں مجلس بیع سے جدا ہوں (یعنی وہاں سے اور کہیں چلے جائیں اپنے جسم سے جدا ہو جائیں) اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور اسی طرف گئے ہیں علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہم اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور عطاء اور شریح اور حسن بصری اور شعبی اور اوزاعی اور ابن ابی ذئب اور سفیان بن عیینہ اور شافعی اور ابن مبارک اور علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور اور ابو عبید اور بخاری اور تمام محدثین اور امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ مجلس کا اختیار کوئی چیز نہیں ہے بلکہ جب زبان سے ایجاب اور قبول ہو گیا تو بیع لازم ہو گئی اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کہا ہے اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ایسی ہی ہے لیکن حدیث صحیح سے ان لوگوں کا مذہب رد ہوتا ہے اور ان کے پاس کوئی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) صحیح جواب نہیں ہے تو صواب وہی ہے جس کو جمہور علما نے اختیار کیا ہے۔ انتہی۔

(٣٨٥٤) عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ.
[بخاري: ٢١٠٩؛ ابوداود: ٣٤٥٥؛ نسائي: ٤٤٨١، ٤٤٨٢، ٤٤٨٥، ٤٤٨٦؛ ترمذي: ١٢٤٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٥٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ)). [بخاري: ٢١١٢؛ نسائي: ٤٤٨٣، ٤٤٨٤؛ ابن ماجه: ٢١٨١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو آدمی خرید اور فروخت کریں تو ہر ایک کو اختیار ہے (معاملہ توڑ ڈالنے کا) جب تک دونوں جدا نہ ہوں اور ایک جگہ رہیں یا ایک دوسرے کو اختیار دے (معاملہ کے نافذ کرنے کا اور بیع کے پورا کرنے کا اب اگر ایک نے اختیار دیا دوسرے کو اور کہا کہ بیع کو نافذ کر دے) پھر دونوں راضی ہوئے بیع کے نفاذ پر تو بیع لازم ہو گئی اور جو دونوں جدا ہو گئے بیع کے بعد اور ان میں سے کسی نے بیع کو فسخ نہیں کیا تب بھی بیع لازم ہو گئی۔“

○ ○ ○ ○

(٣٨٥٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْبَيْعِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْيَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ)) زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا فَأَرَادَ أَنْ لَا يُقِيلَهُ قَامَ فَمَشٰى هُنَيْئَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ.
[نسائي: ٤٤٨٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو آدمی خرید اور فروخت کریں آپس میں تو ہر ایک کو اختیار رہے گا جب تک جدا نہ ہوں یا ان کی بیع بشرط خیار ہو پھر اگر بیع کو اختیار کریں تب بیع لازم ہو جائے گی۔“ ابن ابی عمر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نافع نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بیع کرتے کسی شخص سے اور یہ منظور ہوتا کہ معاملہ فسخ نہ ہو تو تھوڑی دور چلے جاتے (بیع کے بعد تاکہ جدائی ہو جائے) پھر لوٹ آتے اس کے پاس۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت دلیل ہے اس امر کی کہ جدائی سے مراد بدنوں کی جدائی ہے نہ ایجاب و قبول سے جدائی جیسے بعضوں نے تاویل کی ہے۔

(٣٨٥٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ)). [نسائي: ٤٤٨٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیع لازم نہ ہو گی جب تک بائع اور مشتری جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو استثنا حدیث میں منقول ہے ((الا بیع الخیار)) اس کی تفسیر میں تین قول ہیں: ایک یہ کہ مراد وہ خیار ہے جو بعد اتمام عقد کے ہو مجلس کی جدائی سے پہلے اور مطلب یہ ہے کہ دونوں کو اختیار رہے گا جب تک جدا نہ ہوں مگر اس صورت میں کہ مجلس ہی میں یہ اختیار تمام کر دیں مثلاً دونوں مل کر بیع کو نافذ کر دیں تو بیع لازم ہو جائے گی اور اختیار کا باقی رہنا جدائی تک نہ ہو گا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) دوسری یہ کہ مراد مستثنیٰ سے وہ بیع ہے، جس میں اختیار کی شرط کی گئی ہو تین دن تک یا اس سے کم تو اس بیع میں جدائی کے ساتھ اختیار ختم نہ ہوگا بلکہ مدت مشروط تک باقی رہے گا۔ تیسری یہ کہ مراد وہ بیع ہے، جن میں نفی خیار کی شرط ہو۔ اس صورت میں بیع مجلس ہی میں لازم ہو جائے گی اور اختیار نہ ہوگا اور یہ اخیر کی تفسیر اس شخص کے مذہب پر صحیح ہوگی جو اس شرط کے ساتھ بیع کو جائز رکھتا ہے اور صحیح ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ اس شرط سے بیع باطل ہو جائے گی۔ انتھٰی۔

بَابُ الصِّدْقِ فِي الْبَيْعِ وَالْبَيَانِ.

باب: تجارت اور بیان میں راست بازی کا بیان۔

(۳۸۵۸) عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)). [بخاري: ۲۰۷۹، ۲۰۸۲، ۲۱۰۸، ۲۱۱۰، ۲۱۱٤؛ ابوداود: ۳٤٥۹؛ ترمذي: ۱۲٤٦؛ نسائي: ٤٤٦۹، ٤٤٧٦]

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور بیان کر دیں گے (جو کچھ عیب ہے چیز میں یا قیمت میں) تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور جو جھوٹ بولیں گے اور چھپائیں گے (عیب کو) تو ان کی بیع کی برکت مٹ جائے گی اور ان کی تجارت کو کبھی فروغ نہ ہوگا۔“ (حقیقت میں تجارت ہو یا زراعت ہو یا نوکری ایمان داری اور راستبازی وہ شے ہے، جس کی بدولت ہر چیز میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے)۔



(۳۸۵۹) عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ: وُلِدَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ وَعَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً. [راجع: ۳۸۵۸]

دوسری روایت کا وہی ترجمہ ہے جو اوپر گزرا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جو راوی ہیں اس حدیث کے وہ خاص کعبے کے اندر پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس تک زندہ رہے۔



بَابُ مَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ

باب: جو شخص بیع میں دھوکا کھائے۔

(۳۸٦۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ)). فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِيَابَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر ہوا ایک شخص کا کہ اس کو لوگ فریب دیتے ہیں بیع میں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو ”جب تو بیع کیا کرے تو کہہ دیا کر فریب نہیں ہے۔“ (یعنی مجھ سے فریب نہ کرنا یا اگر تو فریب کرے گا تو وہ مجھ پر لازم نہ ہوگا) پھر وہ جب بیع کرتا تو یہی کہتا (مگر خلابہ کے بدلے اس کی زبان سے لا خیابہ نکلتا کیونکہ وہ لام کو نہ بول سکتا تھا۔)



فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بعض نسخوں میں لا خیانة ہے مگر وہ تصحیف ہے اور بعض نسخوں میں لا خذابة ہے پر صحیح وہی ہے لا خیابة اور اس شخص کا نام حبان بن منقذ بن عمرو انصاری تھا جو باپ ہے یحییٰ اور واسع بن حبان کا۔ احد کی جنگ میں شریک تھا اور بعض نے کہا: اس کا باپ منقذ تھا اس کی عمر ایک سو تیس سال کی ہوگئی تھی اور کسی لڑائی میں اس کے سر میں پتھر کا زخم لگا تھا اس وجہ سے اس کی عقل اور زبان دونوں میں فتور آ گیا تھا اور دارقطنی نے کہا کہ وہ اندھا تھا اور ایک روایت میں ہے جو ثابت نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے یہ ہی فرمایا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) تھا: ”تو کہا کر مجھ کو اختیار ہے تین دن تک۔“ (روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں اور ابن ماجہ نے سنن میں اور دارقطنی نے اور بخاری نے تاریخ اوسط میں اور تاریخ کبیر میں اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں اور عبدالحق نے احکام میں) اب اختلاف کیا ہے علما نے اس حدیث میں بعض نے یہ اختیار خاص رکھا ہے اسی شخص سے اور کہا ہے دوسرے لوگوں کو اگرچہ ان کا نقصان ہو بیع میں یہ اختیار نہیں ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہی صحیح روایت ہے مالک سے اور بغداد کے مالکیہ نے کہا کہ جس کو غبن دی جائے اس کو اختیار ہے اس حدیث کی رو سے بشرطیکہ وہ غبن تہائی قیمت تک پہنچے اس سے کم میں یہ اختیار نہ ہوگا اور صحیح اول مذہب ہے کیوں کہ اختیار صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوا۔ انتہی مختصراً

(٣٨٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِيَابَةَ. [بخاري: ٢٤٠٧]

عبداللہ بن دینار سے ایسا ہی مروی ہے، مگر اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ جب بیچتا تو لاخیابۃ کہتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا بِغَيْرِ شَرْطِ الْقَطْعِ.

باب: میوہ جب تک اس کی صلاحیت کا یقین نہ ہو درخت پر بیچنا درست نہیں جب کاٹنے کی شرط نہ ہوئی ہو۔

(٣٨٦٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ. [بخاري: ٢١٩٤؛ ابوداود: ٣٣٦٧؛ وانظر في مسلم: ٣٨٦٥، ٣٨٧٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا میووں کے بیچنے سے (درختوں پر) جب تک ان کی صلاحیت کا یقین نہ ہو۔ منع کیا بائع کو بیچنے سے اور خریدار کو خریدنے سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٦٣) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

مندرجہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٦٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ وَنَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ. [ابوداود: ٣٣٦٨؛ ترمذي: ١٢٢٧؛ نسائي: ٤٥٦٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کھجور کے بیچنے سے جب تک وہ لال یا زرد نہ ہو (کیونکہ جب سرخی یا زردی اس میں آجاتی ہے تو سلامتی کا یقین ہو جاتا ہے) اس طرح منع فرمایا بالی کے بیچنے سے جب تک سفید نہ ہو اور آفت کا ڈر نہ جائے اور منع کیا بائع کو بیچنے سے اور خریدار کو خریدنے سے۔

(٣٨٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَتَذْهَبَ عَنْهُ الْآفَةُ)) قَالَ يَبْدُو صَلَاحُهُ: حُمْرَتُهُ وَصُفْرَتُهُ. [راجع: ٣٨٦٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچو پھل کو درخت پر جب تک اس کی سلامتی معلوم نہ ہو جائے اور آفت کے جانے کا یقین ہو جائے۔“ سلامتی معلوم ہونے سے یہ غرض ہے کہ اس میں سرخی یا زردی نمودار ہو جائے۔

(٣٨٦٦) عَنْ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ حَتّٰى يَبْدُوَ

اس سند سے بھی مندرجہ بالا حدیث مروی ہے۔

وَصَلَاحُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

○ ○ ○ ○

(٣٨٦٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِالْوَهَّابِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٦٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مت بیچو پھل کو جب تک اس کی سلامتی معلوم نہ ہو لے۔''

(٣٨٧٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَا صَلَاحُهُ؟ قَالَ: تَذْهَبُ عَاهَتُهُ. [بخاري: ١٤٨٦]

ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے لوگوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، پھل کی سلامتی سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی آفت جاتی رہے۔

(٣٨٧١) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى - أَوْ نَهَانَا - رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيبَ. [انظر فی مسلم: ٣٩٠٨، ٣٩٣٢]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میووں کے بیچنے سے جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ (یعنی آفت سے)۔

(٣٨٧٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے پھل بیچنے سے یہاں تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو۔

(٣٨٧٣) عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ؟ فَقَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوزَنَ قَالَ فَقُلْتُ: مَا يُوزَنُ؟ فَقَالَ: رَجُلٌ عِنْدَهُ: حَتّٰى يُحْزَرَ. [بخاري: ٢٢٤٦، ٢٢٤٧، ٢٢٤٨، ٢٢٤٩، ٢٢٥٠]

ابوالبختری سے روایت ہے (ان کا نام سعید بن عمران تھا) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کھجور کے درختوں کی بیع کو (یعنی ان کے پھل بیچنے کو) انہوں نے کہا: منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے جب تک وہ کھانے کے لائق ہو اور جب تک وہ کاٹ کر رکھنے کے لائق ہو۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تَبْتَاعُوا الثِّمَارَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)). [انظر: ٣٨٧٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مت بیچو پھلوں کو جب تک ان کی صلاحیت معلوم نہ ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ممانعت اس صورت میں ہے جب کاٹنے کی شرط نہ ہو بیع میں لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کاٹنے کی شرط کی جائے پھر نہ کاٹیں تب بھی صحیح ہو جائے گی اور بائع جبر کرے گا خریدار پر کاٹ لینے کیلئے البتہ اگر دونوں راضی ہو جائیں درخت پر رہنے دینے کیلئے تو جائز ہے اور جو اس شرط سے بیچے کہ درخت پر رہنے دیں گے تو بیع باطل ہے بالاجماع، اس لیے کہ کبھی پھل تلف ہو جاتا ہے تو بائع اپنے بھائی کا مال مفت اڑا لے گا اور یہ منع ہے اسی طرح اگر بلا شرط بیچے تب بھی ہمارے اور جمہور علما کے نزدیک بیع باطل ہے اور بعد صلاحیت معلوم ہو جانے کے ہر طرح سے بیع درست ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ إِلَّا فِي الْعَرَايَا.

باب: تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا حرام ہے مگر عریہ میں درست ہے۔

فائدہ: عریہ یہ ہے کہ باغ کا مالک اپنے درختوں میں سے کچھ درخت کسی غریب کو دے اور ان درختوں پر تر میوہ لگا ہوا ہو پھر اس میوہ کو وہ غریب کسی اور کے ہاتھ یا خود مالک کے ہاتھ خشک میوہ کے بدلے بیچ ڈالے رسول اللہ ﷺ نے اس کو جائز رکھا تا کہ غریبوں کو ہرج نہ ہو اور بعض نے کہا: عریہ یہ ہے کہ غریب آدمی جس کے پاس نقد روپیہ نہ ہو وہ اپنے اور اپنے عیال کے کھانے کیلئے خشک کھجور کے بدلے درختوں پر تر کھجور خرید لے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور اسی کو مزابنہ کہتے ہیں جو ممنوع ہے مگر عریہ کو آپ ﷺ نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

(٣٨٧٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ. [راجع: ٣٨٦٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پھل کے بیچنے سے جب تک اس کی صلاحیت معلوم نہ ہو اور درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنے سے۔

(٣٨٧٦) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ: أَنْ تُبَاعَ.

[نسائی: ٤٥٣٢؛ وانظر فی مسلم: ٣٨٧٨]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی عرایا کی بیع میں (عرایا جمع ہے عریہ کی جس کے معنی اوپر گزرے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٧٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَحَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً.

[نسائی: ٤٥٣٣؛ وراجع: ٣٨٧٤]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت خرید کرو درخت پر میوے کو جب تک اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو اور مت خرید کرو درخت پر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے۔“

○ ○ ○ ○

(٣٨٧٨) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ [بَيْعِ] الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ ثَمَرُ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُبَاعَ الزَّرْعُ بِالْقَمْحِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْقَمْحِ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ)) وَقَالَ سَالِمٌ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ

ابن شہاب نے روایت کی سعید بن المسیب سے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزابنہ سے اور محاقلہ سے۔ مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کی کھجور خشک کھجور کے بدلے بیچی جائے اور محاقلہ یہ ہے کہ بالی میں کا گیہوں یعنی کھیپ بیچا جائے گیہوں کے بدلے۔ اور منع کیا آپ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر لینے سے گیہوں کے بدلے (یعنی ان گیہوں کے بدلے جو اسی زمین سے پیدا ہوں گے) ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچو میوہ کو جب تک اس کی صلاحیت معلوم نہ ہو اور مت بیچو درخت پر کھجور کو خشک کھجور

زَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِیْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ اَوْبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِیْ غَيْرِ ذٰلِكَ.

[بخاری: ۲۱۷۳، ۲۱۸٤، ۲۱۸۸، ۲۱۹۲، ۲۳۸۰؛ ترمذی: ۱۳۰۰، ۱۳۰۲؛ نسائی: ٤٥٤٦، ٤٥٥٠، ٤٥٥٢، ۳٥٥۳، ٤٥٥٤؛ ابن ماجه: ۲۲٦۸، ۲۲٦۹؛ وراجع: ۳۸۷٦]

کے بدلے۔'' اور سالم نے کہا: مجھ سے عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی اس کے بعد عریہ میں رطب یا تمر کے بدلے میں اور سوا عریہ کے اور کسی کی اجازت نہیں دی۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۷۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ. [راجع: ۳۸۷۸]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی عریہ والے کو اس کے بیچنے کی کھجور کے بدلے اندازہ کر کے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۸۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِی الْعَرِيَّةِ يَاْخُذُهَا اَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَاْكُلُوْنَهَا رُطَبًا. [راجع: ۳۸۷۸]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریہ میں اور مراد عریہ سے یہ ہے کہ ایک گھر کے لوگ اندازے سے کھجور دیں اور اس کے بدلے درخت پر تر کھجور کھانے کو خرید لیں۔

(۳۸۸۱) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ۳۸۷۸]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۸۲) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: وَالْعَرِيَّةُ: النَّخْلُ تُجْعَلُ لِلْقَوْمِ فَيَبِيْعُوْنَهَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا. [راجع: ۳۸۷۸]

یحییٰ بن سعید سے ایسا ہی مروی ہے، اس میں یہ ہے کہ عریہ وہ درخت ہے کھجور کا جو کسی کو دے دیا جائے پھر وہ اندازہ کر کے اس کے پھلوں کو خشک کھجور کے بدلے بیچ ڈالے۔

(۳۸۸۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِیْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا قَالَ يَحْيٰى: الْعَرِيَّةُ اَنْ يَّشْتَرِیَ الرَّجُلُ ثَمَرَ النَّخَلَاتِ لِطَعَامِ اَهْلِهٖ رُطَبًا بِخَرْصِهَا تَمْرًا. [راجع: ۳۸۷۸]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریہ کی بیع میں اندازہ کر کے کھجور کے بدلے۔ یحییٰ نے کہا: عریہ یہ ہے کہ ایک شخص کچھ درختوں پر پھل اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے خریدے خشک کھجور کے بدلے اندازہ سے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۸٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِی الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا. [راجع: ۳۸۷۸]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عرایا میں اندازہ کر کے بیچنے کی ماپ سے۔

○ ○ ○ ○

(۳۸۸٥) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: اَنْ تُؤْخَذَ بِخَرْصِهَا. [راجع: ۳۸۷۸]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٨٦) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا. [راجع: ٣٨٧٨]

نافع سے مروی ہے اسی سند سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی عرایا کی بیع کی اندازہ کر کے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٨٧) عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ دَارِهِمْ مِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ اَبِیْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَقَالَ: ((ذٰلِكَ الرِّبَا تِلْكَ الْمُزَابَنَةُ)) اِلَّا اَنَّهٗ رَخَّصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرِیَّةِ النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَیْنِ یَأْخُذُهَا اَهْلُ الْبَیْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا یَاْكُلُوْنَهَا رُطَبًا. [بخاری: ٢١٩١، ٢٣٨٤؛ ابوداود: ٣٣٦٣؛ ترمذی: ١٣٠٣؛ نسائی: ٤٥٥٦، ٤٥٥٧، ٤٥٥٨]

بشیر بن یسار نے رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ سے روایت کیا جوان کے گھر میں رہتے تھے ان میں سے ایک سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنے سے اور فرمایا: ''یہی سود ہے، یہی مزابنہ ہے۔'' مگر آپ ﷺ نے اجازت دی عریہ کی بیع میں ایک درخت یا دو درخت کی کھجور کو ئی گھر والا (اپنے بال بچوں کے کھانے کیلئے) خریدے اور اس کے بدلے اندازے سے خشک کھجور دے تر کھجور کھانے کو۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٨٨) عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُمْ قَالُوْا: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَیْعِ الْعَرِیَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا. [راجع: ٣٨٨٧]

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی عریہ کی بیع میں اندازہ کر کے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٨٩) عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ دَارِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ یَحْیٰی غَیْرَ أَنَّ اِسْحٰقَ وَابْنَ الْمُثَنّٰی جَعَلَا مَكَانَ الرِّبَا الزَّبْنَ وَقَالَ ابْنُ أَبِیْ عُمَرَ: الرِّبَا. [راجع: ٣٨٨٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٩٠) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِیْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَ حَدِیْثِهِمْ. [راجع: ٣٨٨٧]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٩١) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا اَصْحَابَ الْعَرَایَا فَاِنَّهٗ قَدْ اَذِنَ لَهُمْ. [راجع: ٣٨٨٧]

رافع بن خدیج اور سہیل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزابنہ سے یعنی درخت پر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنے سے مگر عرایا والوں کو اس کی اجازت دی۔

○ ○ ○ ○

(٣٨٩٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْفِیْ خَمْسَةٍ. یَشُكُّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی عرایا کی بیع میں اندازے سے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق تک، شک ہے داؤد بن الحصین کو جو راوی ہے اس حدیث کا۔

دَاوُدُ قَالَ: خَمْسَةٌ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ.
[بخاری: ۲۱۹۰، ۲۳۸۲؛ ابوداود: ۳۳٦٤؛ ترمذی: ۱۳۰۱؛ نسائی: ٤٥٥٥]

O O O O

(۳۸۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلاً. [بخاری: ۲۱۹۰، ۲۳۸۲؛ ابوداود: ۳۳٦٤؛ ترمذی: ۱۳۰۱؛ نسائی: ٤٥٥٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے اور مزابنہ کہتے ہیں درخت پر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنے کو ماپ سے اور درخت پر انگور کو خشک انگور کے بدلے بیچنے کو ماپ سے۔

O O O O

(۳۸۹٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْعِنَبِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلاً.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ سے اور مزابنہ کہتے ہیں درخت پر کی کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنے کو اور درخت پر کے انگور خشک انگور کے بدلے بیچنے کو ماپ سے (انکل اور اندازہ کر کے) اور کھیت گیہوں کا گیہوں کے بدلے بیچنے کو (اس کو محاقلہ بھی کہتے ہیں)

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۸۹۵) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [ابوداود: ۳۳٦۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

O O O O

(۳۸۹٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْعِنَبِ كَيْلًا وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِخَرْصِهٖ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے اور مزابنہ بیع ہے درخت پر کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ ماپ کر کے اور درخت پر انگور کی خشک انگور کے ساتھ ماپ سے اسی طرح ہر پھل کی اندازے سے (اسی پھل کے بدلے)

(۳۸۹۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُّبَاعَ مَا فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى اِنْ زَادَ فَلِيْ وَاِنْ نَّقَصَ فَعَلَيَّ. [بخاری: ۲۱۷۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مزابنہ سے اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کھجور خشک کھجور کے بدلے بیچی جائے یعنی خشک کھجور کے ماپ معین ہوں (مثلاً چار صاع یا پانچ صاع خشک کھجور کے بدلے) اور خریدار یہ کہے کہ درخت والی کھجور اگر زیادہ نکلیں تو میری ہیں اور جو کم نکلیں تو میرا ہی نقصان ہوگا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳٦۹۸) عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ۳۸۹۷]

ترجمہ وہی جو پہلے گزرا۔

O O O O

(۳۸۹۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ [قَالَ] نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باغ کا پھل اگر کھجور ہو تو خشک کھجور کے بدلے بیچے ماپ

كَانَتْ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ: أَوْ كَانَ زَرْعًا.

[بخاري: ۲۲۰۵؛ نسائی: ۴۵۶۳؛ ابن ماجه: ۲۲۶۵]

سے اور جو انگور ہو تو سوکھے انگور کے بدلے بیچے ماپ سے اور جو کھیت ہو تو سوکھے اناج کے بدلے بیچے ماپ سے آپ ﷺ نے ان سب سے منع کیا۔ (کیونکہ سب میں احتمال ہے کمی اور بیشی کا)۔

○ ○ ○ ○

(۳۹۰۰) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا عَلَيْهَا تَمْرٌ.

باب: جو شخص کھجور کا درخت بیچے اور اس پر کھجور لگی ہو۔

(۳۹۰۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)). [بخاري: ۲۲۰۴، ۲۷۱۶؛ ابو داود: ۳۴۳۴؛ ابن ماجه: ۲۲۱۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کھجور کے درخت کو بیچا گابھا پیوند کرنے کے بعد تو اس پر کے پھل بائع کے ہیں مگر جب خریدار شرط کر لے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہ پھل میں لوں گا اور بائع راضی ہو جائے تو پھل خریدار کو ملیں گے مالک اور شافعی اور لیث اور اکثر علماء رحمہم اللہ کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر اس درخت کا گابھا پیوند نہ ہوا ہو تو پھل خریدار کے ہوں گے البتہ اگر بائع شرط کر لے کہ پھل میں لوں گا اور مشتری راضی ہو جائے تو پھل بائع کو ملیں گے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر صورت میں پھل بائع کے ہوں گے اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال میں خریدار کے ہوں گے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(۳۹۰۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا نَخْلٍ اشْتُرِيَ أُصُولُهَا وَقَدْ أُبِّرَتْ فَإِنَّ ثَمَرَهَا لِلَّذِي أَبَّرَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الَّذِي اشْتَرَاهَا)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس درخت کی جڑیں کوئی خرید لے اور اس میں گابھا پیوند ہوا ہو تو پھل اسی کے ہوں گے جس نے پیوند کیا ہے مگر جب خریدار شرط کر لے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: پھلوں کی اپنے لیے شرط کی تو اسی کو ملیں گے کھجور کا درخت نر اور مادہ ہوتا ہے مادہ کی بالی چیر کے نر کی بالی اس میں پیوند کرتے ہیں تو بہت پھلتا ہے عربی میں اس کو تابیر کہتے ہیں اور مؤبر اس درخت کو جس میں یہ عمل کیا گیا ہو۔

(۳۹۰۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)). [بخاري: ۲۲۰۶؛ نسائی: ۴۶۴۹؛ ابن ماجه: ۲۲۱۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرد گابھا پیوند کر کے کھجور کے درخت کو بیچ ڈالے تو پھل اسی کا ہو گا مگر جس صورت میں خریدار شرط کرے پھل کی۔''

○ ○ ○ ○

(۳۹۰۴) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۳۹۰۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا إِلَّا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص کھجور کے درخت کو تابیر کے بعد خریدے تو پھل اس کا بائع کو ملے گا مگر جب مشتری شرط کر لے پھل کی

اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِيْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ))۔ [بخاري: ٢٣٧٩؛ ترمذي: ١٢٤٤؛ ابن ماجه: ٢٢١١]

اور جو شخص کوئی غلام خریدے اور وہ مالدار ہو تو مال بائع کا ہوگا مگر جب مشتری شرط کر لے۔"

○ ○ ○ ○

(٣٩٠٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[ابوداود: ٣٤٣٣؛ نسائي: ٤٦٥٠؛ ابن ماجه: ٢٢١١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٠٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ.

دوسری روایت بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلالت ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے قدیم مذہب کی کہ مالک اپنے غلام کو اگر مال کا مالک کر دے تو اس کی ملک ہو جاتی ہے لیکن پھر جب مالک غلام کو بیچے تو وہ مال کا مالک ہو جاتا ہے اور جدید قول امام شافعی رحمہ اللہ کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جو غلام کے قبضے میں ہو نہ اس کی ملک میں وہ مال بائع کا ہوگا یہاں تک کہ وہ کپڑے جو پہنے ہوئے ہے وہ بھی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَعَنِ الْمُخَابَرَةِ وبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا وَعَنْ بَيْعِ الْمُعَاوَمَةِ وَهُوَ بَيْعُ السِّنِيْنَ.

باب: محاقلہ اور مزابنہ اور مخابرہ کی ممانعت اور پھل کی بیع قبل صلاحیت کے اور معاومہ کا منع ہونا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مخابرہ اور مزابنہ اور پھل کی بیع قبل صلاحیت کے ان کا ذکر تو اوپر ہو چکا اب مخابرہ اور مزارعہ دونوں قریب ہیں اور ان کے معنی یہ ہیں کہ زمین کو کرایہ پر دینا اس کی پیداوار کے ایک حصے پر مثلاً ثلث یا ربع یا نصف پر لیکن مزارعت میں تخم زمین کے مالک کا ہوتا ہے اور مخابرہ میں تخم کاشتکار کا ہوتا ہے ایسا ہی کہا ہے ہمارے اکثر اصحاب نے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ظاہر نص یہی ہے اور بعض اصحاب نے ہمارے اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ مزارعت اور مخابرت دونوں ایک ہی ہیں اور معاومہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے درخت کا پھل دو یا تین برس کیلئے بیچے اور یہ باطل ہے، بالاجماع اس لیے کہ اس میں دھوکا ہے شاید وہ درخت نہ پھلے یا کوئی آفت نہ آ جائے۔ انتھی

(٣٩٠٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا يُبَاعُ اِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَايَا.

[بخاري: ٢١٨٩، ٢٣٨١؛ نسائي: ٣٨٨٨، ٤٥٣٦، ٤٥٣٧، ٤٥٦٤؛ وراجع: ٣٨٧١]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے اور مزابنہ سے اور مخابرہ سے اور پھلوں کی بیع سے جب تک ان کی صلاحیت معلوم نہ ہو اور نہ بیچے جائیں پھل مگر روپیہ یا اشرفی کے بدلے البتہ عرایا کی بیع درست ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب لفظوں کے معنی اوپر بیان ہو چکے۔

(٣٩٠٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: نَهٰى

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۹۰۱]

(۳۹۱۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُطْعِمَ وَلَا تُبَاعُ اِلَّا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ اِلَّا الْعَرَايَا قَالَ عَطَاءٌ: فَسَّرَهَا لَنَا جَابِرٌ قَالَ: اَمَّا الْمُخَابَرَةُ فَالْاَرْضُ الْبَيْضَاءُ يَدْفَعُهَا الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فَيُنْفِقُ فِيْهَا ثُمَّ يَأْخُذُ مِنَ الثَّمَرِ وَزَعَمَ اَنَّ الْمُزَابَنَةَ بَيْعُ الرُّطَبِ فِى النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَالْمُحَاقَلَةُ فِى الزَّرْعِ عَلٰى نَحْوِ ذٰلِكَ يَبِيْعُ الزَّرْعَ الْقَائِمَ بِالْحَبِّ كَيْلًا. [راجع: ۳۹۰۸]

○ ○ ○ ○

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے اور پھل کی بیع سے جب تک وہ کھانے کے لائق نہ ہوں اور نہ بیچا جائے مگر دینار اور درہم کے بدلے البتہ عرایا درست ہیں عطاء نے کہا: جابر نے ان لفظوں کے معنی بیان کیے تو کہا: مخابرہ یہ ہے کہ خالی زمین ایک شخص دوسرے شخص کو دے اور وہ اس میں خرچ کرے اور پیداوار میں سے حصہ لے اور مزابنہ تر کھجور کی بیع ہے جو درخت پر لگی ہو سوکھی کھجور کے بدلے پیمانہ سے اور محاقلہ کھیت میں ایسا ہی ہے یعنی کھڑا کھیت غلہ کے عوض بیچنا ماپ سے۔

(۳۹۱۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَاَنْ يُشْتَرَى النَّخْلُ حَتّٰى يُشْقِهَ وَالْاِشْقَاهُ اَنْ يَحْمَرَّ اَوْ يَصْفَرَّ اَوْ يُؤْكَلَ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُحَاقَلَةُ اَنْ يُبَاعَ الْحَقْلُ بِكَيْلٍ مِنَ الطَّعَامِ مَعْلُوْمٍ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُبَاعَ النَّخْلُ بِاَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَالْمُخَابَرَةُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ وَاَشْبَاهُ ذٰلِكَ قَالَ زَيْدٌ: قُلْتُ لِعَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ: اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ؓ يَذْكُرُ هٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ.

○ ○ ○ ○

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ اور مخابرہ سے اور کھجور کے درخت خریدنے سے جب تک ان کے پھل سرخ یا زرد (یعنی گدر) نہ ہو جائیں یا کھانے کے لائق نہ ہوں اور محاقلہ یہ ہے کہ کھڑا کھیت اناج کے بدلے بیچا جائے جو معین ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا درخت کھجور کے بدلے بیچا جائے اور مخابرہ یہ ہے کہ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر زمین دے (جس کو ہمارے ملک میں بٹائی کہتے ہیں) زید نے کہا: میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا: کیا تم نے یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے سنی وہ روایت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(۳۹۱۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُشْقِحَ قَالَ قُلْتُ لِسَعِيْدٍ: مَا تُشْقِحُ قَالَ: تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا. [بخاری: ۲۱۹۶؛ ابوداود: ۳۳۷۰]

○ ○ ○ ○

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے اور محاقلہ سے اور مخابرہ سے اور پھلوں کی بیع سے جب تک وہ لال اور پیلے نہ ہوں اور کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔

(۳۹۱۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

○ ○ ○ ○

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے اور مزابنہ سے اور معاومہ سے اور مخابرہ سے۔ اس حدیث کے دو

وَالْمُعَاوَمَةِ وَالْمُخَابَرَةِ ۔قَالَ اَحَدُهُمَا: بَيْعُ السِّنِيْنَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ۔ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. [ابو داود: ۳۳۷۵؛ ابن ماجہ: ۲۲۱۸]

راویوں میں سے ایک نے کہا کہ معاومہ وہ بیع ہے کئی برس کے لیے اپنے درخت کے میوہ کی اور منع کیا آپ ﷺ نے استثنا کرنے سے (یعنی ایک مجہول مقدار نکال لینے سے جیسے یوں کہے: میں نے تیرے ہاتھ یہ غلہ کا ڈھیر بیچا مگر اس میں کے بعض درخت نہیں بیچے کیونکہ اس صورت میں بیع باطل ہو جائے گی اور جو استثنا معلوم ہو جیسے یوں کہے: یہ ڈھیر غلہ کا بیچا مگر چوتھائی اس میں سے نکال لوں گا صحیح ہے بالاتفاق) اور اجازت دی آپ ﷺ نے عرایا کی۔



(۳۹۱۴) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَذْكُرُ بَيْعُ السِّنِيْنَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ. [ابو داود: ۳۴۰۴؛ ترمذی: ۱۳۱۳؛ نسائی: ۴۶۴۸؛ ابن ماجہ: ۲۲۶۶]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی نقل کی گئی ہے۔



بَابُ كِرَاءِ الْاَرْضِ.

باب: زمین کو کرایہ پر دینے کا بیان۔

(۳۹۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ وَعَنْ بَيْعِهَا السِّنِيْنَ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ.

جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے اور کئی برس کیلئے بیع کرنے سے اور پھل کے بیچنے سے (جو درخت پر لگا ہو) جب تک وہ گدرے نہ ہوں۔

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: علما نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے تو طاؤس ؒ اور حسن بصری ؒ نے کہا کہ زمین کا کرایہ دینا مطلقا درست نہیں خواہ اناج کے بدل کرایہ دے یا سونے یا چاندی کے خواہ پیداوار کے کسی حصہ پر اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور اکثر علما ؒ کے نزدیک زمین کا کرایہ دینا چاندی اور سونے اور پارچہ اور اشیا کے بدل درست ہے لیکن خود اسی زمین کی پیداوار کے کسی حصے کے بدل پر درست نہیں ہے جسے مخابرہ کہتے ہیں (اور ہندی میں بٹائی) اور ربیعہ نے کہا: صرف سونے اور چاندی کے بدل درست ہے اور امام مالک ؒ نے کہا کہ سونے چاندی اور چیزوں کے بدل درست ہے مگر اناج کے بدل درست نہیں اور امام احمد اور ابو یوسف اور امام محمد ؒ اور ایک جماعت مالکیہ کے نزدیک سونے اور چاندی کے بدل اور پیداوار کے ایک حصے کے بدل بھی درست ہے اور اسی کو مزارعت کہتے ہیں اور ابن شرع اور ابن خزیمہ اور خطابی اور ہمارے اصحاب محققین ؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی راجح ہے اور حدیث ممانعت کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ مخالفت بطور کراہت تنزیہی کے ہے اور واسطے رغبت دلانے کے ہے مفت دینے میں۔ تمام ہوا کلام نووی ؒ کا۔

(۳۹۱۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ. [نسائی: ۳۸۸۷]

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا زمین کو کرائے پر دینے سے۔

(۳۹۱۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ لَّمْ يَزْرَعْهَا فَلْيُزْرِعْهَا اَخَاهُ)). [نسائی: ۳۸۸۶؛ ابن ماجہ: ۲۴۵۴]

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین خالی ہو تو وہ اس میں کھیتی کرے اگر خود نہ کرے تو اور کسی کو دے۔'' (بطور عاریت بلا کرایہ) وہ اس میں کھیتی کرے)



(۳۹۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ:

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ

كَانَ لِرِجَالٍ فُضُوْلُ اَرَضِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ فَضْلُ اَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ)). [بخاری: ۲۳۴۰، ۲۶۳۲؛ نسائی: ۳۸۸۵؛ ابن ماجہ: ۲۴۵۱]

کے پاس زمینیں تھیں جو خالی تھیں بیکار (یعنی ان میں کھیتی نہیں ہوتی تھی)) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو دے (کھیتی کیلئے) اگر وہ نہ لے تو اپنی زمین رکھ چھوڑے۔''



(۳۹۱۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُؤْخَذَ الْاَرْضُ اَجْرًا اَوْ حَظًّا.

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ یا فائدہ لینے سے۔



(۳۹۲۰) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّزْرَعَهَا وَعَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُؤَاجِرْهَا اِيَّاهُ)). [نسائی: ۳۸۸۳، ۳۸۸۴]

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے اگر نہ کر سکے اور عاجز ہو اس میں کھیتی کرنے سے تو اپنے بھائی مسلمان کو دے اور اس سے کرایہ نہ لے۔''



(۳۹۲۱) عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَاَلَ سُلَيْمَانُ ابْنُ مُوْسٰى عَطَاءً فَقَالَ: اَحَدَّثَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكْرِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. [نسائی: ۳۸۹۰]

ہمام سے روایت ہے، سلیمان بن موسیٰ نے عطاء سے پوچھا: کیا تم سے جابر بن عبداللہ انصاری ؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کیلئے دے اور اس کو کرایہ پر نہ چلائے۔'' انہوں نے کہا: ہاں۔

(۳۹۲۲) عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ. [نسائی: ۳۹۳۱]

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مخابرہ سے (مخابرہ کے معنی اوپر گزر چکے)۔

(۳۹۲۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ اَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا تَبِيْعُوْهَا)) فَقُلْتُ لِسَعِيْدٍ: مَا قَوْلُهُ وَلَا تَبِيْعُوْهَا؟ يَعْنِي الْكِرَاءَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس فاضل زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کیلئے دے اور نہ بیچو اس کو۔'' سلیم بن حیان نے کہا: میں نے سعید بن میناء سے پوچھا: بیچنے سے کیا مراد ہے کیا کرائے پر چلانا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(۳۹۲۴) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُصِيْبُ مِنَ الْقِصْرِيِّ وَمِنْ كَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے، ہم مخابرہ (بٹائی) کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں تو حصہ لیتے تھے اس اناج میں سے جو کوٹنے کے بعد بالیوں میں رہ جاتا ہے اس میں

لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ فَلْيُحْرِثْهَا اَخَاهُ وَ اِلَّا فَلْيَدَعْهَا)).

سے۔تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کرنے دے اور نہیں تو پڑا رہنے دے۔'' (یعنی کرایہ پر نہ چلائے)۔



(٣٩٢٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَاْخُذُ الْاَرْضَ بِالثُّلُثِ اَوِالرُّبُعِ بِالْمَاذِيَانَاتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ لَّمْ يَزْرَعْهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ لَّمْ يَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَلْيُمْسِكْهَا)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر (بٹائی سے) جو نہروں کے کناروں پر ہو لیا کرتے تھے تب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ خود اس میں کھیتی کرے نہیں تو اپنے بھائی کو مفت دے نہیں تو رہنے دے اور بٹائی پر نہ چلائے۔''



(٣٩٢٦) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَهَبْهَا اَوْ لِيُعِرْهَا)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اس کو ہبہ کر دے یا عاریۃً دے۔''

(٣٩٢٧) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ فَلْيُزْرِعْهَا رَجُلًا)).

ترجمہ وہی جو اوپر گزرا مگر اس میں یوں ہے کہ ''خود اس میں کھیتی کرے یا کسی اور کو کھیتی کرنے کو دے۔''

(٣٩٢٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ قَالَ بُكَيْرٌ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: كُنَّا نُكْرِيْ اَرْضَنَا ثُمَّ تَرَكْنَا ذٰلِكَ حِيْنَ سَمِعْنَا حَدِيْثَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا زمین کو کرایہ پر دینے سے۔ بکیر نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی نافع نے، انہوں نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے، وہ کہتے تھے: ہم کرایہ پر دیا کرتے تھے اپنی زمین کو پھر چھوڑ دیا ہم نے جب سے رافع بن خدیج کی حدیث سنی (جو آگے آتی ہے)۔

(٣٩٢٩) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ اَرْضِ الْبَيْضَاءِ سَنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے خالی زمین کو بیچنے سے دو یا تین برس کیلئے۔

(٣٩٣٠) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ: عَنْ بَيْعِ ثَمَرٍ سِنِيْنَ. [ابوداود: ٣٣٧٤؛ نسائی: ٤٥٤٤، ٤٦٤١؛ ابن ماجه: ٢٢١٨]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کے لیے بیع کرنے سے (یعنی درخت کو یا زمین کو) اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے منع کیا پھل کی بیع سے کئی سال کیلئے۔



(٣٩٣١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهٗ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو مفت دے اگر وہ نہ لے تو اپنی زمین رہنے دے۔''

[بخاری: ۲۳۴۱؛ ابن ماجہ: ۲۴۵۲]

(۳۹۳۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْحُقُوْلِ فَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ: الْمُزَابَنَةُ، الثَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحُقُوْلُ: كِرَاءُ الْاَرْضِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ منع کرتے تھے مزابنہ اور حقول سے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: مزابنہ تو کھجور کی بیع ہے (جو درخت پر لگی ہو) کھجور کے بدلے اور حقول کہتے ہیں زمین کو کرایہ پر چلانے کو۔''

○ ○ ○ ○

[نسائی: ۳۸۹۱؛ وراجع: ۳۸۷۱]

(۳۹۳۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ. [ترمذی: ۱۲۲۴]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے۔

(۳۹۳۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ فِيْ رُؤُسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْاَرْضِ.

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے تو مزابنہ کھجور کا بیچنا ہے درخت پر اور محاقلہ زمین کو کرایہ پر چلانا۔

○ ○ ○ ○

[بخاری: ۲۱۸۶؛ ابن ماجہ: ۲۴۵۵]

(۳۹۳۵) عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷺ يَقُوْلُ: كُنَّا لَانَرٰى بِالْخُبْرِ بَاْسًا حَتّٰى كَانَ عَامُ اَوَّلَ فَزَعَمَ رَافِعٌ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ. [ابوداود: ۳۳۸۹؛ نسائی: ۳۹۲۶، ۲۹۲۸؛ ابن ماجہ: ۲۴۵۰؛ وانظر فی مسلم: ۳۹۵۱]

عمرو بن دینار سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے: ہم مخابرہ میں کوئی برائی نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ پہلا سال ہوا تو کہا رافع نے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اس سے۔

○ ○ ○ ○

(۳۹۳۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ: فَتَرَكْنَاهُ مِنْ اَجْلِهِ. [راجع: ۳۹۳۵]

ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو چھوڑ دیا ہم نے مخابرہ کو اس حدیث کی وجہ سے۔

(۳۹۳۷) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ لَقَدْ مَنَعَنَا رَافِعٌ نَفْعَ اَرْضِنَا. [راجع: ۳۹۳۵]

مجاہد سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم کو روک دیا رافع نے ہماری زمین کی آمدنی سے۔

(۳۹۳۸) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، حَتّٰى بَلَغَهُ فِيْ اٰخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ ﷺ يُحَدِّثُ فِيْهَا بِنَهْيٍ عَنِ

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مزارعہ کرایہ پر دیا کرتے تھے (لوگوں کو کھیتی کرنے کیلئے اور ان سے کرایہ لیتے زمین کا) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں اور شروع معاویہ کی خلافت میں یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اخیر خلافت میں ان کو خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج اس کی ممانعت بیان کرتے ہیں

النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَاَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بَعْدُ فَكَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْهَا بَعْدُ قَالَ: زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا. [بخاری: ٢٢٨٥، ٢٣٤٣، ٢٣٤٤؛ ابوداود: ٣٣٩٤؛ نسائی: ٣٩٢١، ٣٩٢٤؛ ابن ماجہ: ٢٤٥٣]

رسول اللہ ﷺ سے۔ تو وہ گئے ان کے پاس میں بھی ساتھ تھا اور ان سے پوچھا۔ رافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ منع کرتے تھے مزارعوں کو کرایہ پر دینے سے۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کرایہ پر دینا چھوڑ دیا پھر جب کوئی اس کے بعد ان سے پوچھتا (اس مسئلہ کو) تو وہ کہتے: خدیج کے بیٹے نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے اس سے۔



(٣٩٣٩) عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ: فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَكَانَ لَا يُكْرِيْهَا. [راجع: ٣٩٣٨]

ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو چھوڑ دیا اور کرایہ پر نہیں دیتے تھے مزارعوں کو۔

(٣٩٤٠) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: ذَهَبْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اِلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ حَتّٰى اَتَاهُ بِالْبَلَاطِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. [راجع: ٣٩٣٨]

حضرت نافع سے روایت ہے، میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ گیا رافع بن خدیج کے پاس یہاں تک کہ وہ آئے ان کے پاس بلاط میں (ایک مقام کا نام ہے متصل مسجد نبوی کے) اور انہوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے مزارعوں کو کرائے پر دینے سے۔

(٣٩٤١) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ اَتٰى رَافِعًا فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [راجع: ٣٩٣٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی نقل کی گئی ہے۔



(٣٩٤٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَاْجُرُ الْاَرْضَ قَالَ: فَنُبِّئَ حَدِيْثًا عَنْ رَافِعِ [ابْنِ خَدِيْجٍ]۔ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِيْ مَعَهُ اِلَيْهِ قَالَ: فَذَكَرَ عَنْ بَعْضِ عُمُوْمَتِهِ ذَكَرَ فِيْهِ [عَنِ] النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ۔ قَالَ: فَتَرَكَهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَاْجُرْ[هُ]. [راجع: ٣٩٣٨]

نافع سے روایت ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کرایہ پر لیا کرتے پھر ان کو خبر دی گئی ایک حدیث کی رافع سے۔ نافع نے کہا: وہ مجھ کو لے کر ان کے پاس گئے پھر رافع نے اپنے چچاؤں سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا زمین کے کرایہ سے۔ نافع نے کہا: تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چھوڑ دیا کرایہ لینا۔



(٣٩٤٣) عَنِ ابْنِ عَوْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَحَدَّثَهُ عَنْ بَعْضِ عُمُوْمَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٩٣٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٩٤٤) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يُكْرِيْ اَرْضَهُ حَتّٰى بَلَغَهُ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهٰى عَنْ

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمینوں کو کرایہ پر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے ہیں تو عبداللہ رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا:

كِرَاءِ الْاَرْضِ فَلَقِيَهُ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ: يَاابْنَ خَدِيْجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كِرَاءِ الْاَرْضِ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ لِعَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ اَهْلَ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ: لَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْاَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُاللّٰهِ اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْاَرْضِ. [راجع: ٣٩٣٦]

اے خدیج کے بیٹے! تم کیا حدیث بیان کرتے ہو رسول اللہ ﷺ سے زمین کے کرایہ پر دینے میں۔ رافع بن خدیج نے کہا: میں نے اپنے دونوں چچاؤں سے سنا اور وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے وہ گھر والوں سے حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا زمین کو کرایہ پر دینے سے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں زمین کرایہ پر دی جاتی تھی پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ڈرے ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس باب میں کوئی نیا حکم دیا ہو جس کی خبر ان کو نہ ہوئی ہو تو انہوں نے چھوڑ دیا زمین کو کرایہ پر دینا۔



بَابُ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالطَّعَامِ.

باب: اناج کے بدلے زمین کرایہ پر دینے کا بیان۔

(٣٩٤٥) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى فَجَاءَ نَاذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِّنْ عُمُوْمَتِيْ فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا اَنْ نُحَاقِلَ بِالْاَرْضِ فَنُكْرِيَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى وَاَمَرَ رَبَّ الْاَرْضِ اَنْ يَّزْرَعَهَا اَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ. [بخاري: ٢٣٤٦، ٢٣٤٧؛ ابوداود: ٣٣٩٥، ٣٣٩٦؛ نسائي: ٣٩٠٤، ٣٩٠٧، ٣٩١٨، ٣٩١٩؛ ابن ماجه: ٢٤٦٥]

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم محاقلہ کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو کرایہ پر دیتے زمین کو ثلث اور ربع پیداوار پر، اور معین اناج کے اوپر۔ ایک روز ہمارے پاس کوئی چچاؤں میں سے آیا اور کہنے لگا: رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہم کو اس کام سے جس میں ہمارا فائدہ تھا لیکن اللہ اور اس کے رسول کی خوشی میں ہم کو زیادہ فائدہ ہے، منع کیا ہم کو محاقلہ سے یعنی زمین کو کرایہ پر چلانے سے ثلث یا ربع پیداوار پر اور حکم فرمایا کہ "زمین کا مالک خود اس میں کھیتی کرے یا دوسرے کو کھیتی کے لیے دے" اور برا جانا آپ ﷺ نے کرایہ پر دینا یا اور کسی طرح پر۔



(٣٩٤٦) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْاَرْضِ فَنُكْرِيْهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع: ٣٩٤٥]

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم محاقلہ کیا کرتے تھے یعنی کرایہ پر دیتے تھے زمین کو ثلث یا ربع پیداوار پر پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

(٣٩٤٧) عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٣٩٤٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٩٤٨) عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ رَافِعٍ [بْنِ خَدِيجٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ. [راجع: ٣٩٤٥]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٤٩) عَنْ رَافِعٍ ؓ أَنَّ ظُهَيْرَ بْنَ رَافِعٍ۔ وَهُوَ عَمُّهُ۔ قَالَ: أَتَانِي ظُهَيْرٌ ؓ فَقَالَ: لَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا فَقُلْتُ: وَمَا ذَاكَ؟ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ۔ سَأَلَنِي: ((كَيْفَ تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟)) فَقُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا يَارَسُولَ اللّٰهِ! عَلَى الرَّبِيعِ أَوِ الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيرِ قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا)). [بخاري: ٢٣٣٩؛ نسائي: ٣٩٣٣؛ ابن ماجه: ٢٤٥٩]

رافع سے روایت ہے، ظہیر بن رافع نے ان سے ایک حدیث بیان کی اور ظہیر رافع کے چچا تھے۔ رافع نے کہا: ظہیر بن رافع میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ایسے کام سے جس میں ہمارا فائدہ تھا۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "تم اپنے کھیتوں کو کیا کرتے ہو۔" ہم نے کہا: یارسول اللہ! ان کو کرایہ پر چلاتے ہیں اور وہ کرایہ یہ ہے کہ نہر پر جو پیداوار ہو اس کو لیتے ہیں یا چند وسق کھجور کے یا جو کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسا مت کرو یا تم خود ان میں کھیتی کرو یا دوسروں کو کھیتی کیلئے دو بلا کرایہ یا یوں ہی رہنے دو۔"

○ ○ ○ ○

(٣٩٥٠) عَنْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ. [ابوداود: ٣٣٩٤؛ نسائي: ٣٩٣٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ .

باب: سونے اور چاندی کے بدلے زمین کرایہ پر دینا۔

(٣٩٥١) عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ ؓ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ۔ قَالَ۔ فَقُلْتُ: أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ. [بخاري: ٢٣٢٧، ٢٣٣٢، ٢٧٢٢؛ ابوداود: ٣٣٩٢، ٣٣٩٣؛ نسائي: ٣٩٠٨، ٣٩١١؛ ابن ماجه: ٢٤٥٨؛ وراجع: ٣٩٣٥]

حنظلہ بن قیس نے رافع بن خدیج سے پوچھا: زمین کو کرایہ پر چلانا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: منع کیا رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے میں نے کہا: کیا چاندی اور سونے کے عوض میں بھی کرایہ دینا منع ہے؟ انہوں نے کہا: چاندی اور سونے کے بدل تو قباحت نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٥٢) عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ

حنظلہ بن قیس انصاری نے کہا: میں نے رافع بن خدیج سے پوچھا: زمین کو کرایہ پر دینا سونے اور چاندی کے بدلے کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی قباحت نہیں۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہر کے کناروں پر اور نالیوں کے سروں پر جو پیداوار پر زمین کرایہ پر چلاتے تو بعض وقت ایک چیز تلف ہو جاتی دوسری بچ جاتی اور کبھی یہ تلف ہوتی اور

مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ. [راجع: ٣٩٥١]

وہ بچ جاتی پھر بعض کو کچھ کرایہ نہیں ملتا مگر وہی جو بچ رہتا اس لیے آپ ﷺ نے منع فرمایا اس سے، لیکن اگر کرایہ کے بدل کوئی معین چیز (جیسے روپیہ اشرفی غلہ وغیرہ) جس کی ذمہ داری ہو سکے ٹھہرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

(٣٩٥٣) عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ ﷺ يَقُولُ: كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا قَالَ: كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَنَا هٰذِهِ وَلَهُمْ هٰذِهِ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهِ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ وَأَمَّا الْوَرِقُ فَلَمْ يَنْهَنَا. [راجع: ٣٩٤٤]

حنظلہ زرقی سے روایت ہے، انہوں نے سنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے تھے: تمام انصار میں ہمارے یہاں محاقلہ زیادہ تھا ہم زمین کو کرایہ پر دیتے یہ کہہ کر کہ یہاں کی پیداوار ہم لیں گے اور تم یہاں کی لینا پھر کبھی یہاں اگتا وہاں نہ اگتا تو رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہم کو اس سے لیکن چاندی کے بدل کرایہ پر دینا تو اس سے منع نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٥٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٩٥١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي الْمُزَارَعَةِ وَالْمُؤَاجَرَةِ.

باب: مزارعت اور مؤاجرت کا بیان۔

(٣٩٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَهَى عَنْهَا وَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ مَعْقِلٍ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ.

عبداللہ بن السائب سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے پوچھا مزارعت کو۔ انہوں نے کہا: مجھ سے بیان کیا ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے مزارعت سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٥٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ: زَعَمَ ثَابِتٌ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَأَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ: ((لَا بَأْسَ بِهَا)).

عبداللہ بن السائب سے روایت ہے، ہم عبداللہ بن معقل کے پاس گئے اور ان سے پوچھا مزارعت (بٹائی) کو۔ انہوں نے کہا: ثابت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزارعت سے اور حکم کیا مؤاجرۃ کا (یعنی روپے اشرفی پر کرایہ چلانے کا) اور فرمایا: ''اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔''

بَابُ الْأَرْضِ تُمْنَحُ.

باب: زمین ہبہ کرنے کا بیان۔

(٣٩٥٧) عَنْ عَمْرٍو أَنَّ مُجَاهِدًا قَالَ لِطَاوُسٍ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَاسْمَعْ

عمرو سے روایت ہے، مجاہد نے طاؤس سے کہا: ہمارے ساتھ چلو رافع بن خدیج کے بیٹے کے پاس اور ان سے حدیث سنو جس کو وہ نقل کرتے ہیں

مِنْهُ الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ. فَانْتَهَرَهُ. قَالَ. إِنِّي وَاللهِ! لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَمْنَحَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا)). [بخاري: ۲۳۳۰، ۲۳۴۲، ۲۶۳۴؛ ابوداود: ۳۳۸۹؛ ترمذی: ۱۳۸۵؛ نسائی ۳۸۸۲؛ ابن ماجه: ۲۴۵٦، ۲۴٦۴]

اپنے باپ سے، انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، تو طاؤس نے ڈانٹا مجاہد کو اور کہا: میں تو قسم اللہ کی! اگر یہ جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے مزارعت سے تو کبھی نہ کرتا لیکن مجھ سے حدیث بیان کی اس شخص نے جو زیادہ جانتا تھا اوروں سے صحابہ میں یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی زمین ہبہ کر دے تو بہتر ہے کہ اس سے کرایہ لے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ کرایہ پر دینا منع نہیں لیکن مفت دینا اور اپنے بھائی مسلمان پر احسان کرنا افضل ہے۔

(۳۹۵۸) عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ كَانَ يُخَابِرُ قَالَ عَمْرٌو: فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَوْ تَرَكْتَ هٰذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ: أَيْ عَمْرُو! أَخْبَرَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذٰلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا إِنَّمَا قَالَ: ((يَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا)). [راجع: ۳۹۵۷]

عمرو اور ابن طاؤس سے روایت ہے، طاؤس مخابرہ کرتے تھے۔ عمرو نے کہا: اے ابا عبدالرحمٰن! (یہ کنیت ہے طاؤس کی) بہتر ہے اگر تم چھوڑ دو مخابرہ کو کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مخابرہ سے طاؤس نے کہا: اے عمرو! مجھ سے بیان کیا اس شخص نے جو صحابہ میں زیادہ جاننے والا تھا۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دے تو بہتر ہے کرایہ لے کر دینے سے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۹۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ. [راجع: ۳۹۵۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی ایسی ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۹٦۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا)) لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: هُوَ الْحَقْلُ وَهُوَ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ. [راجع: ۳۹۵۷]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی زمین مفت دے دے تو بہتر ہے کہ اس سے کرایہ لے اتنا اتنا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ حقل ہے اور حقل کہتے ہیں انصار کی زبان میں محاقلہ کو (اور محاقلہ کے معنی اوپر گزر چکے)۔

(۳۹٦۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَإِنَّهُ إِنْ مَنَحَهَا أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اگر اپنے بھائی کو مستعار دے (بلا کرایہ) تو بہتر ہے اس کیلئے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

مساقات اور مزارعت کے مسائل

فائدہ: مزارعت کے معنی اوپر گزر چکے اور مساقات یہ ہے کہ اپنے درخت کسی کو دے اور یہ کہہ دے کہ ان میں پانی دینا ان کی خدمت کرنا اور میوہ جو حاصل ہوگا آپس میں بانٹ لیں گے آدھوں آدھ یا تہائی یا چوتھائی یا مانند اس کے نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مساقات جائز ہے اور یہی قول ہے مالک اور ثوری اور لیث اور شافعی اور احمد اور جمیع فقہائے محدثین اور اہل ظاہر اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اب اختلاف کیا ہے علما نے مساقات درختوں میں درست ہے۔ داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ صرف کھجور کے درختوں میں درست ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ کھجور اور انگور میں اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ تمام درختوں میں درست ہے۔ انتهى مختصراً۔

بَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُعَامَلَةِ بِجُزْءٍ مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ.

باب: مساقات اور پھل اور کھیتی پر معاملہ کا بیان۔

(٣٩٦٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ. [بخاري: ٢٣٢٩، ابو داود: ٣٤٠٨، ابن ماجه: ٢٤٦٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاملہ کیا تھا خیبر والوں سے (جب خیبر فتح ہو گیا تو حضور ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے نکال دینا چاہا انہوں نے کہا: ہم کو رہنے دو اور جس طرح آپ ﷺ کو منظور ہو ہم سے معاملہ کیجئے تب آپ ﷺ نے یہ معاملہ کیا کہ) جو پیداوار ہو پھل یا اناج اس میں سے نصف ہمارا اور نصف تمہارا۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: تو پھل میں مساقات کی اور اناج میں مزارعت، اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین نے استدلال کیا ہے کہ مزارعت بشمول مساقات درست ہے اور علیحدہ درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مزارعت مطلقاً درست نہیں۔ مگر اس زمین میں جو درختوں کے درمیان واقع ہو۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور زفر رحمہ اللہ نے کہا کہ مزارعت اور مساقات دونوں نادرست ہیں۔

(٣٩٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ سَنَةٍ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ قَسَمَ خَيْبَرَ خَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو حوالے کر دیا خیبر والوں کے اس شرط پر کہ جو پیدا ہو پھل یا اناج وہ آدھا ہمارا ہے اور آدھا تمہارا آپ ﷺ اپنی بیبیوں کو ہر سال سو وسق دیتے اسی (80) وسق کھجور کے اور بیس (20) جو کے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں خیبر کو تقسیم کر دیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کی بی بیوں کو اختیار دیا کہ تم بھی زمین اور پانی کا حصہ لے لو یا اپنے وسق لیتی رہو

وَالْمَاءَ اَوْيَضْمَنَ لَهُنَّ الْاَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَاخْتَلَفْنَ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَالْمَآءَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ مِمَّنِ اخْتَارَتَا الْاَرْضَ وَالْمَآءَ.

تو بعض نے زمین اور پانی لیا اور بعض نے وسق لینا منظور کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے زمین اور پانی لیا تھا۔

(٣٩٦٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ اَوْ ثَمَرٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ وَّ لَمْ يَذْكُرْ: فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ مِمَّنْ اخْتَارَتَا الْاَرْضَ وَ الْمَآءَ وَقَالَ: خَيَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يُّقْطِعَ لَهُنَّ الْاَرْضَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَآءَ.

وہی جو اوپر گزرا مگر اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے زمین اور پانی کو اختیار کیا۔ بلکہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بی بیوں کو اختیار دیا چاہیں تو وہ زمین لے لیں اور پانی کا ذکر نہیں کیا۔

(٣٩٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّافُتِحَتْ خَيْبَرُ سَاَلَتْ يَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّقِرَّهُمْ فِيْهَا عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْا عَلٰى نِصْفِ مَاخَرَجَ مِنْهَا مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُقِرُّكُمْ فِيْهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَاشِئْنَا)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَابْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ وَزَادَ فِيْهِ: وَكَانَ الثَّمَرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِّصْفِ خَيْبَرَ فَيَأْخُذُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخُمُسَ. [ابوداود: ٣٠٠٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جب خیبر فتح ہوا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ ﷺ ہم کو رہنے دیجئے یہیں اور جو پیداوار ہو میوہ یا اناج اس میں سے آدھا آپ ﷺ لے لیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں زمین دیتا ہوں تم کو اس شرط پر مگر جب تک ہم چاہیں گے اور جب چاہیں گے نکال دیں گے۔'' پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میوے کے دو حصے کیے جاتے پانچواں حصہ اس میں سے رسول اللہ ﷺ نکال لیتے اپنے اور اپنی بی بیوں کے مصارف کے واسطے اور باقی سب مسلمانوں کو تقسیم ہوتا۔

(٣٩٦٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِخَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَطْرُثَمَرِهَا. [ابوداود: ٣٤٠٩؛ نسائی: ٣٩٣٩، ٣٩٤٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے درختوں کو اور زمین کو یہودیوں کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کی خدمت کریں اپنے مال سے اور رسول اللہ ﷺ کو آدھا میوہ دیں۔

(٣٩٦٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود اور نصاریٰ کو حجاز کے ملک سے نکال دیا اور رسول اللہ ﷺ جب خیبر پر غالب ہوئے تو آپ ﷺ نے چاہا یہود کو نکال دینا کیونکہ جب اس

إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ.

[بخاری: ۲۳۳۸ تعلیقا، ۳۱۵۲]

زمین پر آپ ﷺ غالب ہوئے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی ہوگئی اس لیے آپ ﷺ نے ان کو نکالنا چاہا۔ لیکن انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہم کو رہنے دیجئے۔ ہم یہاں محنت کریں گے اور آدھا میوہ لیں گے آدھا آپ ﷺ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ہم تم کو رہنے دیتے ہیں، جب ہم چاہیں گے تو نکال دیں گے۔'' پھر وہ وہیں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نکالے گئے تیماء اور اریحاء کی طرف۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: تیماء اور اریحاء دونوں گاؤں ہیں اگرچہ وہ ملک عرب میں ہیں لیکن حجاز میں نہیں ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کا مقصد بھی یہی تھا کہ کفار حجاز سے نکال دیے جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کیا۔

بَابُ فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ.

باب: درخت لگانے کی اور کھیتی کی فضیلت۔

(۳۹۶۸) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَّمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَّمَا اَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَّلَا يَرْزَؤُهُ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ اور جو چوری کیا جائے گا اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو درندے کھا جائیں اس میں بھی صدقے کا ثواب ملے گا اور جو پرندے کھا جائیں اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور نہیں کم کرے گا اس کو کوئی مگر صدقہ کا ثواب ہوگا۔''

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اور آیندہ کی حدیثوں سے درخت لگانے کی اور کھیتی کرنے کی فضیلت نکلتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا ثواب ہمیشہ جاری رہے گا جب تک وہ درخت اور کھیت قائم رہیں اور قیامت تک ان سے پیدا ہوتا رہے اور علما نے اختلاف کیا ہے کہ پاکیزہ کمائی کون سی ہے؟ بعض نے کہا: تجارت ہے اور بعض نے کہا: صنعت یعنی ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور بعض نے کہا: زراعت اور یہی صحیح ہے۔

(۳۹۶۹) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ مُبَشِّرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ فِيْ نَخْلٍ لَّهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ؟ [أَ] مُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ؟)) فَقَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ فَقَالَ: ((لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَّلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ام مبشر انصاریہ کے پاس گئے اس کے کھجور کے باغ میں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ درخت کھجور کے کس نے لگائے مسلمان نے یا کافر نے؟'' اس نے کہا: مسلمان نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کرے پھر اس میں سے کوئی آدمی یا چوپایہ یا کوئی کھائے تو اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۹۷۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَغْرِسُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَّلَا زَرْعًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ سَبُعٌ اَوْطَائِرٌ اَوْشَيْءٌ اِلَّا كَانَ لَهُ فِيْهِ اَجْرٌ)) وَقَالَ ابْنُ اَبِىْ خَلَفٍ: طَائِرٌ شَيْءٌ كَذَا.

سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت لگائے پھر اس میں سے کوئی درندہ یا پرندہ یا اور کوئی کھائے تو اس کو اجر ملے گا۔''



(٣٩٧١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى اُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ: ((يَا اُمَّ مَعْبَدٍ! مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ؟ [أَ] مُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ؟)) فَقَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ قَالَ: ((فَلَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَآبَّةٌ وَّلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ام معبد کے باغ میں گئے اور فرمایا: ''اے ام معبد! یہ درخت کھجور کے کس نے لگائے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟'' وہ بولی مسلمان نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مسلمان تو کوئی درخت لگائے اس میں سے کوئی آدمی یا چوپایہ یا پرندہ کچھ کھائے تو اس کو صدقے کا ثواب ملے گا قیامت کے دن تک۔''



(٣٩٧٢) عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ: رُبَّمَا قَالَ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْ وَكُلُّهُمْ قَالُوا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

(٣٩٧٣) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْيَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)). [بخاری: ٢٣٢٠، ٦٠١٢؛ ترمذی: ١٣٨٢]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا آدمی یا جانور کھائے تو اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔''



(٣٩٧٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ نَخْلًا لِاُمِّ مُبَشِّرٍ رضی اللہ عنہا امْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ؟ اَمُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ؟)) بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ. [بخاری: ٢٣٢٠]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ باغ میں گئے ام مبشر کے جو انصار میں سے ایک عورت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے بویا ان کھجور کے درختوں کو مسلمان نے یا کافر نے؟'' لوگوں نے کہا: مسلمان نے؟ اخیر حدیث تک (جیسے اوپر گزرا)۔

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر سند اور ہے۔



بَابُ وَضْعِ الْجَوَائِحِ .

باب: آفت سے جو نقصان ہو اس کو مجرا دینا۔

(٣٩٧٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْبِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ؟)) . [ابو داود:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچے پھر اس پر کوئی آفت آجائے (جس سے پھل تلف ہو جائیں) تو اب تجھے حلال نہیں ہے اس سے کچھ لینا تو کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لے گا؟ کیا ناحق لے گا۔؟''

۳۴۷۰؛ نسائی: ٤٥٤٠، ٤٥٤١؛ ابن ماجه: ۲۲۱۹]

فائدہ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اگر میوہ صلاحیت معلوم ہونے کے بعد بیچا جائے اور بائع مشتری کی تفویض کر دے پھر ہنگام سے پہلے وہ میوہ کسی آفت کی وجہ سے تلف ہو جائے تو بائع کو نقصان دینا ہوگا یا نہ ہوگا اس میں علما کا اختلاف ہے امام شافعی اور ابوحنیفہ اور لیث رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نقصان خریدار پر رہے گا۔ اور بائع کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ وہ بائع نقصان مجرا دے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم اور ایک طائفہ علما کا مذہب یہ ہے کہ بائع کو نقصان مجرا دینا لازم ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر نقصان ایک تہائی سے کم ہو تو مجرا دینا ضروری نہیں اور تہائی یا زیادہ ہو تو مجرا دینا واجب ہے۔

(۳۹۷٦) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۳۹۷۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۳۹۷۷) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: مَا زَهْوُهَا؟ قَالَ: تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَكَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ؟ [بخاری: ۲۲۰۸]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھجور کی بیع سے درخت پر جب تک وہ رنگ نہ پکڑے۔ حمید نے کہا: ہم لوگوں نے پوچھا رنگ پکڑنے کے کیا معنی؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: لال یا پیلا نہ ہو۔ بھلا تو دیکھ اگر اللہ تعالیٰ روک لے پھلوں کو (یعنی وہ نہ بڑھیں اور تلف ہو جائیں) تو تو کس چیز کے بدل اپنے بھائی کا مال حلال کرے گا؟

(۳۹۷۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُزْهِيَ قَالُوا: وَمَا تُزْهِيَ؟ قَالَ: تَحْمَرُّ فَقَالَ: إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ؟. [بخاری: ۲۱۹۸، ۱٤۸۸؛ نسائی: ٤٥۳۹]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا میوہ کی بیع سے جب تک وہ رنگ نہ پکڑے، لوگوں نے عرض کیا: رنگ پکڑنے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: لال نہ ہو جائے اور فرمایا: جب اللہ تعالیٰ روک لے میوہ کو تو پھر کس چیز کے بدلے تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال حلال کرے گا؟۔

(۳۹۷۹) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ لَّمْ يُثْمِرْهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَبِمَ يَسْتَحِلُّ أَحَدُكُمْ مَّالَ أَخِيهِ؟)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر اللہ تعالیٰ پھلوں کو نہ اگائے تو تم کس کے بدلے اپنے بھائی کا مال لو گے؟"

(۳۹۸۰) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ. [ابوداود: ۳۳۷٤؛ نسائی: ٤٥٤٢] قَالَ [أَبُو إِسْحَاقَ] إِبْرَاهِيمُ [وَهُوَ صَاحِبُ مُسْلِمٍ]: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا آفت کے نقصان کا مجرا دینے کا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوَضْعِ مِنَ الدَّيْنِ.

باب: قرض میں سے کچھ معاف کر دینا مستحب ہے (اگر قرضدار کو تکلیف ہو)۔

(۳۹۸۱) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ)) فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ)) . [ابوداود: ۳٤٦۹؛ ترمذی: ٦٥٥؛ نسائی: ٤٥٤۳، ٤٦۹۲؛ ابن ماجہ: ۲۳٥٦]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میوہ درخت پر خریدا اور اس پر قرض بہت ہو گیا (میوہ کے تلف ہو جانے سے یا اور کسی وجہ سے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو صدقہ دو۔“ لوگوں نے اسے صدقہ دیا تب بھی اس کا قرض پورا نہیں ہوا۔ آخر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا: ”بس اب جو مل گیا سو لے لو اب کچھ نہیں ملے گا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: کہ اس روایت سے یہ نکلا کہ نیکی اور احسان کے لیے مدد کرنا چاہیے اور محتاج کی دلجوئی اور اعانت ضروری ہے اور جس پر قرض ہو جائے اس کو صدقہ دینا درست ہے اور قرضدار جب مفلس ہو تو اس پر تقاضات درست نہیں نہ اس کی گرفتاری نہ قید اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا اور ابن شریح رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے کہ اس کو قید کریں گے جب تک وہ قرض ادا نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ منقول ہے کہ قرض خواہ اس کی نگرانی کریں گے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مفلس کا سارا مال باستثنائے ضروری کپڑوں وغیرہ کے قرض خواہوں کے سپرد کر دیا جائے گا۔

(۳۹۸۲) حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۳۹۸۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۹۸۳) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ تَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمَا فَقَالَ: ((أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟)) قَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ. [بخاری: ۲۷۰٥]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر جھگڑنے کی آواز سنی، دونوں آوازیں بلند تھیں۔ ایک کہتا تھا: مجھے کچھ معاف کر دے اور میرے ساتھ رعایت کر۔ دوسرا کہتا تھا: قسم اللہ کی! میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”وہ کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھاتا تھا نیکی نہ کرنے پر۔“ ایک شخص بولا: میں ہوں یا رسول اللہ (ﷺ) اس کو اختیار ہے جیسا چاہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی نیکی میں کچھ جبر نہیں مگر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بھلائی نہ کرنے پر قسم کھانا مکروہ ہے اور جو کھائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ قسم توڑ ڈالے اور کفارہ دے دے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

(۳۹۸٤) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ۔ قَالَ: أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا۔ كَانَ

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اس نے تقاضا کیا ابو حدرد کے بیٹے پر اپنے قرض کا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد میں۔ تو

لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: ((يَا كَعْبُ!)) فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ! فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((قُمْ فَاقْضِهٖ)).

بلند ہوئیں آوازیں دونوں کی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا۔ آپ ﷺ گھر میں تھے۔ آپ ﷺ باہر نکلے ان دونوں کے پاس آئے اور حجرے کا پردہ اٹھایا اور پکارا: ''اے کعب بن مالک!'' وہ بولا: حاضر ہوں۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا: ''کہ آدھا قرضہ معاف کر دے۔'' کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے معاف کیا یارسول اللہ ﷺ! تب آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اٹھ ادا کر قرض اس کا۔''

[بخاری: ٤٥٧، ٤٧١، ٢٤١٨، ٢٤٢٤، ٢٧٠٦، ٢٧١٠؛ ابوداود: ٣٥٩٥؛ نسائی: ٥٤٢٣، ٥٤٢٩؛ ابن ماجه: ٢٤٢٩]

○ ○ ○ ○

(٣٩٨٥) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى دَيْنًا لَهُ عَلَى ابْنِ أَبِي حَدْرَدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ.

اس سند سے بھی اوپر والی حدیث روایت کی گئی ہے۔

[راجع: ٣٩٨٤]

○ ○ ○ ○

(٣٩٨٦) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ لَهُ مَالٌ عَلٰى عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِيْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِيِّ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ فَمَرَّ بِهِمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا كَعْبُ!)) فَاَشَارَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهُ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان کا قرض آتا تھا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر وہ راہ میں ملا تو کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑ لیا پھر دونوں کی باتیں ہونے لگیں یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر سے گزرے اور فرمایا: ''اے کعب۔'' اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے آدھا قرض چھوڑ دینے کا۔ پھر کعب رضی اللہ عنہ نے (آپ ﷺ کے اشارہ کے موافق) آدھا قرض لیا اور آدھا قرض معاف کر دیا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں تقاضا کرنا درست ہے اور صلح کرانا بھی درست ہے اور سفارش قبول کرنا جب امر میں گناہ نہ ہو۔ اور ارشاد کرنا۔

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ مَا بَاعَهُ عِنْدَ الْمُشْتَرِيْ وَقَدْ اَفْلَسَ فَلَهُ الرُّجُوْعُ فِيْهِ.

باب: اگر خریدار مفلس ہو جائے اور بائع مشتری کے پاس اپنی چیز بجنسہٖ پائے تو واپس لے سکتا ہے۔

(٣٩٨٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ۔ اَوْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یا میں نے سنا۔ رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اپنا مال

((مَنْ اَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ اَوْ اِنْسَانٍ قَدْ اَفْلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ)).

بجنسہ کسی شخص یا کسی آدمی کے پاس پائے اور وہ مفلس ہو گیا ہو تو زیادہ حق دار ہے اس مال کا اوروں سے۔"

[بخاري: ٢٤٠٢؛ ابوداود: ٣٥١٩، ٣٥٢٢؛ ترمذي: ١٢٦٢؛ نسائي: ٤٦٩٠، ٤٦٩١؛ ابن ماجه: ٢٣٥٨، ٢٣٥٩]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کچھ مال خریدا پھر وہ مفلس ہو گیا یا مر گیا اس کی قیمت ادا کرنے سے پہلے اور اس کے پاس اتنا روپیہ یا مال نہیں جو اس کی قیمت کو کافی ہو اور وہ مال جو خریدا تھا بجنسہ موجود ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک طائفہ علما کا مذہب یہ ہے کہ بائع کو اختیار ہو گا خواہ اس مال کو رہنے دے اور تمام قرض خواہوں کے ساتھ سرشکن میں شریک ہو جائے اور خواہ اپنا مال بجنسہ پھیر لے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بائع اور قرض خواہوں کے برابر سرشکن میں شریک ہو گا مال پھیر لینے کا اس کو اختیار نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ افلاس کی صورت میں مال پھیر سکتا ہے اور موت کی صورت میں سب قرض خواہوں کے برابر ہو گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اور موت میں وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد میں مروی ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حدیثوں کی تاویل کی ہے۔ جو ضعیف اور مردود ہے اور دلیل ان کی وہ روایت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حالانکہ وہ روایت ثابت نہیں ہے ان دونوں سے۔ تمام ہوا کلام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

(٣٩٨٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ مِنْ بَيْنِهِمْ فِي رِوَايَتِهِ أَيُّمَا امْرِئٍ فُلِّسَ. [راجع: ٣٩٨٧]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٩٨٩) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ الَّذِي يُعْدِمُ اِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ وَلَمْ يُفَرِّقْهُ: ((اَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ)) [راجع: ٣٩٨٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے باب میں جو نادار ہو جائے جب اس کے پاس مال بجنسہ ملے (جو اس نے خریدا تھا) اور اس نے اس میں کوئی تصرف نہ کیا ہو۔ "تو وہ بائع کا ہو گا۔"

(٣٩٩٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور اپنا مال بعینہ دوسرا کوئی شخص اس کے پاس پائے تو وہ زیادہ حقدار ہے اس کا۔" (بہ نسبت اور قرض خواہوں کے)۔

(٣٩٩١) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَا: ((فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ)).

وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ "وہ زیادہ حقدار ہے اس کا دوسرے قرض خواہوں سے۔"

(٣٩٩٢) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اُفْلِسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی مفلس ہو جائے پھر دوسرا شخص اپنا اسباب اس کے پاس پائے تو وہ زیادہ حق دار ہے اس کا۔"

بَابُ فَضْلِ اِنْظَارِ الْمُعْسِرِ وَالتَّجَاوُزِ فِي الْاِقْتِضَاءِ مِنَ الْمُوْسِرِ وَالْمُعْسِرِ.

باب: مفلس کو مہلت دینے کی اور قرض وصول کرنے میں آسانی کرنے کی فضیلت۔

(۳۹۹۳) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوْا: اَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا قَالُوْا: تَذَكَّرْ قَالَ: كُنْتُ اُدَايِنُ النَّاسَ فَامُرُ فِتْيَانِيْ اَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ((تَجَوَّزُوْا عَنْهُ)) . [بخاری: ۲۰۷۷، ۲۳۹۱، ۳۴۵۱؛ ابن ماجه: ۲۴۲۰]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے تم سے پہلے کے ایک شخص کی روح لے چلے تو اس سے پوچھا: تو نے کوئی نیک کام کیا ہے وہ بولا: نہیں۔ فرشتوں نے کہا: یاد کر وہ بولا: میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر اپنے جوانوں کو حکم کرتا کہ جو شخص مفلس ہو اس کو مہلت دو۔ اس پر تقاضا نہ کرو اور جو شخص مالدار ہو اس پر آسانی کرو (نرمی کرو یا تھوڑے سے نقصان پر خیال نہ کرو۔ مثلاً روپیہ ٹوٹا یا چھوٹا ہو تو لے لو بہت سختی نہ کرو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم بھی اس پر آسانی کرو۔'' (اور اس کے گناہوں سے درگزر کرو)۔

فائدہ: کیونکہ یہ ہمارے بندوں پر آسانی کرتا تھا۔ سبحان اللہ! اللہ کریم کی کیسی عنایت اپنے غلاموں پر ہے کہ ایک ذرا سی نیکی پر سارے گناہ آسان کر دیئے۔ اصل یہ ہے کہ خلوص اور عجز اور بندگی درکار ہے خدمت کے لیے تو ہزاروں لاکھوں کروڑوں ایسے غلام موجود ہیں جو کبھی نہیں تھکتے۔ پھر اگر خدمت بھی ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا۔ پر غرور اور تکبر اور ریا کا نام نہ ہو ورنہ وہ خدمت سب لغو ہے ایسی عبادت سے جو غرور میں ڈالے وہ گناہ بہتر ہے جس پر بندہ اپنے مالک کے سامنے گڑگڑائے روئے اور عاجزی کرے۔

(۳۹۹۴) عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ؟ قَالَ: مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ فَكُنْتُ اُطَالِبُ بِهِ النَّاسَ فَكُنْتُ اَقْبَلُ الْمَيْسُوْرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُوْرِ قَالَ: ((تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ)) قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ. [راجع: ۳۹۹۳]

ربعی بن حراش سے روایت ہے، حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما دونوں ملے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص ملا اپنے پروردگار سے تو پروردگار نے پوچھا: تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ بولا: میں نے کوئی نیکی نہیں کی۔ مگر یہ کہ میں مالدار شخص تھا' تو لوگوں سے اپنا قرض مانگتا' جو مالدار ہوتا اس کے کہنے کے موافق میں بیع کو توڑ ڈالتا۔ (یعنی جس معاملہ میں اس کو نقصان معلوم ہوتا اور وہ یہ چاہتا کہ معاملہ فسخ ہو جائے تو میں فسخ کر ڈالتا اپنے نفع کے لیے اس کا نقصان گوارا نہیں کرتا) اور جو مفلس ہوتا اس کو معاف کر دیتا تو پروردگار نے فرمایا (فرشتوں سے): ''تم بھی درگزر کرو میرے بندے سے۔'' ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۹۹۵) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَنَّ رَجُلًا مَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَقِيْلَ لَهُ: مَا كُنْتَ تَعْمَلُ؟ قَالَ: فَاِمَّا ذَكَرَ وَاِمَّا ذُكِّرَ۔ فَقَالَ: اِنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فَكُنْتُ اُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَاَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ اَوْفِي النَّقْدِ فَغُفِرَ لَهُ)) فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ: وَاَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم [راجع: ۳۹۹۳]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص مر گیا۔ پھر وہ جنت میں گیا اس سے پوچھا: تو کیا عمل کرتا تھا؟ سو اس نے خود یاد کیا یا یاد دلایا گیا۔ اس نے کہا: میں (دنیا میں) مال بیچتا تھا تو مفلس کو مہلت دیتا اور سکہ یا نقد میں درگزر کرتا (اس کے نقصان یا عیب سے اور قبول کر لیتا) اس وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔'' ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس کو سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۳۹۹۶) عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ((اُتِيَ اللّٰهُ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ عزوجل کے پاس اس کا ایک بندہ لایا

تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لَهٗ: مَا ذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: ـ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ـ قَالَ: يَا رَبِّ! آتَيْتَنِيْ مَالَكَ فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنَا: أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ)) فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيُّ: هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٩٩٣]

گیا جس کو اس نے مال دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ اور اللہ سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔ بندے نے کہا: اے میرے مالک! تو نے اپنا مال مجھ کو دیا تھا میں لوگوں کے ہاتھ بیچتا تھا اور میری عادت تھی درگزر کرنے کی (اور معاف کرنے کی) تو میں آسانی کرتا تھا مالدار پر اور مہلت دیتا تھا نادار کو۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میں تو زیادہ لائق ہوں معاف کرنے کے لیے تجھ سے، درگزر کرو میرے بندے سے۔“ پھر عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے ایسا ہی سنا ہے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے۔



(٣٩٩٧) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهٗ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا فَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهٗ أَنْ يَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: نَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ)). [ترمذی: ١٣٠٧]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک شخص کا حساب ہوا تو اس کی کوئی نیکی نہ نکلی مگر اتنی کہ وہ لوگوں سے معاملہ کرتا تھا اور مالدار تھا تو اپنے غلاموں کو حکم کرتا نادار کو معاف کر دینے کا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم زیادہ حق رکھتے ہیں معاف کرنے کا تجھ سے اور حکم دیا کہ معاف کرو اس کے گناہوں کو۔“

(٣٩٩٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا فَلَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)). [بخاری: ٢٠٧٨، ٣٤٨٠؛ نسائی: ٤٧٠٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے نوکروں سے کہتا جو مفلس ہو اس کو معاف کر دینا شاید اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہم کو معاف کرے، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ملا اللہ نے اس کو بخش دیا۔“



(٣٩٩٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ٣٩٩٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤٠٠٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ ؓ طَلَبَ غَرِيْمًا لَهٗ فَتَوَارٰى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهٗ فَقَالَ: إِنِّيْ مُعْسِرٌ قَالَ: آللّٰهِ قَالَ: آللّٰهِ قَالَ: فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ

عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک قرض دار کو ڈھونڈھا، وہ چھپ گیا، پھر اس کو پایا تو وہ بولا: میں نادار ہوں۔ ابو قتادہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس نے کہا: اللہ کی قسم! تب ابو قتادہ نے کہا: میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جس شخص کو بھلا معلوم ہو کہ اللہ اس کو نجات دے قیامت کے دن کی سختیوں سے تو وہ

الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ)).

مہلت دے نادار کو یا معاف کر دے اس کو۔"

(۴۰۰۱) عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ وَصِحَّةِ الْحَوَالَةِ وَاسْتِحْبَابِ قُبُولِهَا إِذَا أُحِيلَ عَلَى مَلِيٍّ.

باب: جو شخص مالدار ہو اس کو قرض ادا کرنے میں دیر کرنا حرام ہے اور جب قرض اتارا جائے مالدار پر تو اس کا قبول کر لینا مستحب ہے۔

(۴۰۰۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ)). [بخاری: ۲۲۸۷؛ ابوداود: ۳۳۴۵؛ نسائی: ۴۷۰۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مالدار ہو (یعنی اتنا کہ قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو) پھر وہ دیر کرے قرض کے ادا کرنے میں تو وہ ظالم ہے اور جب تم میں سے کوئی لگا دیا جائے مالدار پر تو اس کا پیچھا کرے۔"

فائدہ: لگا دیا جائے یعنی حوالہ دیا جائے مثلاً زید عمرو کا مقروض ہے زید نے عمرو کو حوالہ دیا بکر پر یعنی بکر پر اپنا قرض اتار دیا۔ اس کی رضامندی سے اور عمرو کا مقابلہ کرا دیا تو عمرو کو قبول کرنا چاہیے۔ اگر بکر مالدار ہے۔ اور بکر کا پیچھا کرنا چاہیے۔ اب یہ قبول کرنا مستحب ہے اور بعض علما نے کہا کہ مباح ہے اور بعض نے کہا: واجب ہے بوجہ ظاہر حدیث کے اور یہی مذہب ہے داؤد ظاہری رحمہ اللہ کا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۴۰۰۳) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی اوپر والی حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ الَّذِي يَكُونُ بِالْفَلَاةِ وَيُحْتَاجُ إِلَيْهِ لِرَعْيِ الْكَلَأِ وَتَحْرِيمِ مَنْعِ بَذْلِهِ وَتَحْرِيمِ بَيْعِ ضِرَابِ الْفَحْلِ.

باب: جو پانی جنگل میں ضرورت سے زیادہ ہو اس کا بیچنا حرام ہے جب لوگوں کو اس کی احتیاج ہو گھاس چرانے میں اور اس کا روکنا منع ہے اور نر کدانے کی اجرت لینا منع ہے۔

(۴۰۰۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ. [ابن ماجہ: ۲۴۷۷]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کے بیچنے سے جو ضرورت سے زیادہ ہو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: دوسری روایت میں یوں ہے منع کیا زائد پانی کے روکنے سے تاکہ اس کی وجہ سے زائد گھاس رکی رہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ زائد پانی نہ بیچا جائے تاکہ اس کی وجہ سے زائد گھاس بکے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کا جنگل میں کنواں ہو اور اس میں اس کی ضرورت سے زیادہ پانی نکلے اور اس جنگل میں گھاس بھی ہو لیکن پانی سوا اس کنویں کے اور کہیں نہ ہو تو جانور والے اپنے جانوروں کو اس جنگل میں چرا نہ سکیں بغیر اس کنوئیں میں سے پانی پلانے کے۔ اب کنوئیں والا اس کا پانی پینے کو نہ دے یا اس کی قیمت لے اور اس بہانے سے گویا گھاس کی چرائی کی بھی قیمت لے تو یہ حرام ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی جنگل میں ہو اس کو مفت دینا چاہیے کئی شرطوں سے ایک یہ کہ وہاں اور کہیں پانی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جانوروں کے پینے کے لیے دیا جائے نہ کھیتی کے واسطے۔ تیسری یہ کہ مالک کو اس کی احتیاج نہ ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور مذہب صحیح یہ ہے کہ جو اپنی ملکی زمین میں کنواں یا چشمہ کھودے تو پانی بھی اس کی ملک ہوگا۔ اور بعض نے کہا: پانی اس کی ملک نہ ہوگا لیکن جب پانی کو اپنے برتن میں لے لے تو وہ ملک ہو جاتا ہے۔ یہی صواب ہے اور بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے انتھی بالا ختصار۔

(٤٠٠٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَآءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ فَعَنْ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [نسائی: ٤٦٨٤]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی کدائی کو بیچنے سے، اور پانی کو بیچنے سے، اور زمین کو بیچنے سے کھیتی کے لیے۔



فائدہ: یعنی اس کی اجرت لینے سے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ اونٹ یا اور کوئی جانور نر کی کدائی کی اجرت لینا کیسا ہے؟ تو امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور ابوثور رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کی اجرت لینا حرام ہے اور مادہ والے پر کچھ دینا واجب نہیں۔ اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور مالک رحمہ اللہ نے اس کو جائز رکھا ہے ایک مدت معین اور ضربات معین کے لیے اور نہی کو تنزیہی بتلایا ہے یعنی مزارعت سے اور اس کا بیان مفصل اوپر گزر چکا۔

(٤٠٠٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ)) [بخاری: ٢٣٥٣؛ ترمذی: ١٢٧٢]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں روکا جائے بیکار پانی تاکہ روکی جائے اس کی وجہ سے گھاس۔“



(٤٠٠٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ الْكَلَأَ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت روکو اس پانی کو جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو گھاس کو روکنے کے لیے۔“

(٤٠٠٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ بیچا جائے وہ پانی جو ضرورت سے زیادہ ہو تاکہ گھاس بکے۔“



بَابُ تَحْرِيْمِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ السِّنَّوْرِ

باب: کتے کی قیمت اور نجومی کی مٹھائی اور رنڈی کی خرچی اور بلی کی بیع حرام ہے۔

(٤٠٠٩) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.
[بخاری: ٢٢٣٧، ٢٢٨٢، ٥٣٤٦، ٥٧٦١؛ ابوداود: ٣٤٢٨، ٣٤٨١؛ ترمذی: ١١٣٣، ١٢٧٦؛ نسائی: ٤٣٠٣؛ ابن ماجہ: ٢١٥٩]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے اور کسی رنڈی فاحشہ کی خرچی سے اور نجومی کی مٹھائی سے۔



فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتے کی بیع حرام ہے اور وہ صحیح نہیں ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے اور جو کوئی کتے کو مار ڈالے۔ اگرچہ یہ تعلیم یافتہ ہو تب بھی اس پر قیمت کا تاوان نہیں۔ اور جمہور علما کا جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حسن بصری اور ربیعہ اور اوزاعی اور حکم اور حماد اور شافعی اور احمد اور داؤد اور ابن منذر رحمہم اللہ وغیرہم کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان کتوں کی بیع درست ہے جن سے منفعت ہے اور ان کے مار ڈالنے والے پر قیمت کا تاوان ہے اور ابن منذر نے جابر اور عطاء اور نخعی رحمہم اللہ سے شکاری کتے کی بیع کا جواز نقل کیا ہے نہ اور کتے کا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس میں کئی روایتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کی بیع جائز نہیں ہے لیکن تلف کرنے والے پر قیمت کا تاوان ہے۔ دوسرے یہ کہ بیع جائز ہے اور تلف کرنے والے پر تاوان بھی۔ تیسرے یہ کہ بیع ناجائز اور تلف کرنے والے پر تاوان بھی نہیں ہے۔ جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اس کے بعد آتی ہے اور وہ جو حدیث ہے کہ منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے کی قیمت سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کتے کا تاوان بیس اونٹ دلائے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کتے کے مار ڈالنے میں اس کا تاوان دلایا تو یہ سب روایتیں ضعیف ہیں باتفاق ائمہ حدیث کے اور میں نے ان کو تفصیل سے ''شرح مہذب'' میں بیان کیا ہے (نووی) جو وہ زنا کی اجرت میں لیتی ہے اور یہ حرام ہے باجماع اہل اسلام۔ اور نجومی کی مٹھائی سے جو غیب کی بات بتانے پر اس کو اجرت ملتی ہے اور داخل ہیں اس میں پنڈت اور رمال اور جفار جو غیب کی باتیں بتلائیں ان کی کمائی سب حرام ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: بغوی رحمہ اللہ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اتفاق کیا ہے اہل اسلام نے کاہن کی اجرت حرام ہونے پر۔ کیونکہ وہ عوض ہے فعل حرام کا اور کھانا ہے لوگوں کا مال فریب اور جھوٹ سے اسی طرح اجرت گانے والے اور نوحہ کرنے والے کی اور یہ جو صحیح مسلم آیا ہے کہ لونڈیوں کی کمائی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو مراد وہی کمائی ہے جو زنا سے ہو نہ اس کمائی سے جو سلائی یا کٹوائی سے ہو۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: عراف کی کمائی بھی حرام ہے اور کاہن اور عراف میں یہ فرق ہے کہ کاہن آئندہ کی باتیں بتاتا ہے اور اسرار کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور عراف چوری کا مال اور گمی ہوئی چیز کا پتا بتاتا ہے۔ یہ خطابی نے ابو داؤد کی کتاب المبوع پر لکھا ہے اور آخر کتاب میں یہ لکھا ہے کہ کاہن وہ ہے جو غیب دانی کا دعویٰ کرے اور لوگوں کو آئندہ ہونے والی باتیں بتلائے اور عرب میں کچھ لوگ کاہن تھے جو دعویٰ کرتے تھے بہت باتیں جاننے کا۔ بعض ان میں سے یہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ جنات میں سے کوئی رفیق ہے یا کوئی جن ان کا تابع ہے جو خبریں لا دیتا ہے اور بعض یہ کہتے تھے کہ ان کو ایسی سمجھ ہے جس سے وہ آئندہ کی باتیں سمجھ جاتے ہیں اور بعض ان میں سے عراف کہلاتے تھے۔ یہ لوگ وہ تھے جو اسباب کو دیکھ کر مقدمات سے مطلب نکالتے تھے مثلاً کوئی چیز چوری ہوگئی تو گمان والے کو پکڑ لیتے تھے۔ اور بعض منجم کو کاہن بولتے تھے اور یہ حدیث ان سب لوگوں کو شامل ہے اور اس حدیث سے منع ہے ان لوگوں کی بات ماننا اور اس پر یقین کرنا۔ لیکن طبیب تو اس کو بھی کاہن یا عراف کہتے تھے پر وہ اس نہی میں داخل نہیں ہے۔ تمام ہوا کلام خطابی رحمہ اللہ کا۔ امام ابو الحسن ماوردی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احکام سلطانیہ'' کے اخیر میں لکھا ہے کہ محتسب کو روکنا چاہیے ایسے لوگوں کی کمائی سے جیسے نجومی یا اور کوئی بازی والا اور سزا دینی چاہیے دینے والے اور لینے والے کو وَاللّٰهُ أَعْلَمُ انتھٰی۔

(٤٠١٠) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ. [راجع: ٤٠٠٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠١١) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: ((شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ))

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''بری کمائی ہے رنڈی فاحشہ کی کمائی اور کتے کی قیمت اور پچھنے لگانے والے کی مزدوری۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو پچھنے لگانے کی قیمت کو حرام جانتا ہے اور اس میں علما کا اختلاف ہے اکثر سلف اور خلف کے نزدیک یہ اجرت حرام نہیں ہے اور یہی مشہور مذہب ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور ایک روایت میں ان سے یہ ہے کہ یہ حرام ہے آزاد کو نہ غلام کو اور ان کی دلیل ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور مزدوری دی پچھنے لگانے کی اور یہ حدیث محمول ہے تنزیہ پر اور اس کا مطلب یہ ہے کہ پچھنے لگانے کا پیشہ ایک ذلیل پیشہ ہے حتی المقدور دوسرا پیشہ کرنا افضل ہے۔

(٤٠١٢) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ))

[راجع: ٤٠١١]

فرمایا: ”کتے کی قیمت خبیث ہے اور رنڈی کی خرچی خبیث ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٤٠١٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠١٤) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[راجع: ٤٠١١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠١٥) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ فَقَالَ: زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

ابوزبیر نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کتے اور بلی کی قیمت کو انہوں نے کہا: منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: بلی کی قیمت سے اس واسطے منع کیا کہ وہ بے کار ہے یا یہ نہی تنزیہی ہے تا کہ لوگ اس کے بیچ لوگوں کو مفت دیا کریں اس پر بھی اگر اس سے منفعت ہو اور کوئی بیچے تو بیع صحیح ہے اور زر ثمن حلال ہے یہی ہمارا مذہب ہے اور اکثر علما کا مذہب ہے مگر ابن منذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کی بیع جائز نہیں ہے اور حجت ان کی یہی حدیث ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ اقْتِنَائِهَا إِلَّا لِصَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ أَوْ مَاشِيَةٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

باب: کتوں کے قتل کا حکم پھر اس حکم کا منسوخ ہونا اور اس امر کا بیان کہ کتے کا پالنا حرام ہے مگر شکار یا کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے یا ایسے ہی اور کسی کام کے واسطے۔

(٤٠١٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ. [بخاري: ٣٣٢٣؛ نسائي: ٤٢٨٨؛ ابن ماجه: ٣٢٠٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا۔

○ ○ ○ ○

(٤٠١٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَأَرْسَلَ فِي أَقْطَارِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُقْتَلَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر بھیجا آپ ﷺ نے لوگوں کو مدینہ کے سب اطراف کتوں کو مارنے کے لیے۔

(٤٠١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَتَتَبَّعْتُ فِي الْمَدِينَةِ وَأَطْرَافِهَا فَلَا نَدَعُ كَلْبًا إِلَّا قَتَلْنَاهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے کتوں کے قتل کا تو پیچھا کیا گیا مدینہ کے شہر میں اور اس کے چاروں طرف کتوں کا، پھر کوئی کتا ہم نہیں چھوڑتے تھے جس کو مار نہ ڈالا ہو یہاں تک

حَتّٰى إِنَّا لَنَقْتُلُ كَلْبَ الْمُرَيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَتْبَعُهَا.

کہ ہم نے دودھ والی اونٹنی کے ساتھ ساتھ جو کتا رہتا تھا دیہات والوں میں اس کو بھی مار ڈالا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اتفاق کیا ہے کہ کاٹنے والے کتے کو مار ڈالنا چاہیے لیکن اختلاف کیا ہے اس کتے کے مارنے میں جس سے کوئی نقصان نہیں تو ہمارے اصحاب میں سے امام الحرمین نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے سب کتوں کو مار ڈالنے کا حکم کیا تھا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا اور آپ ﷺ نے منع کیا کتوں کے قتل سے مگر وہ کتا جو کالا بھجنگ ہو۔ پھر یہ قاعدہ قرار پایا کہ ہر کتے کا قتل منع ہے خواہ کالا ہو یا اور کوئی رنگ کا ہو جو نقصان نہ دے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ بہت علما نے ان ہی حدیثوں سے تمسک کیا ہے جو کتوں کے قتل کے باب میں آئی ہیں۔ لیکن مستثنیٰ کیا ہے ان میں سے شکاری کتوں کو اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا۔ انتہٰی مختصراً

(٤٠١٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ إِنَّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ زَرْعًا.

[ترمذی: ١٤٨٨؛ نسائی: ٤٢٩٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا مگر شکاری کتا یا بکریوں کے منڈے کا کتا یا اور جانوروں کی حفاظت کا۔ لوگوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھیت کے کتے کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھیت بھی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تحقیر منظور نہیں ہے اور نہ ان کی روایت میں کوئی شک تھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس چونکہ کھیت تھا۔ اور ان کو اس کی حفاظت کے لیے کتے کا پالنا ضروری تھا اس لیے انہوں نے یہ لفظ یاد رکھا جناب رسول اللہ ﷺ سے اور مجھے یاد نہ رہا۔ اور حاصل یہ ہے کہ کھیت کا لفظ کچھ صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل نہیں کیا بلکہ ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے اور جو صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے تب بھی وہ روایت مقبول اور کافی ہوتی اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب ثقہ ہیں۔ اب کتوں کے پالنے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے اور شکار یا کھیت یا ریوڑ کی حفاظت کے لیے درست ہے اور گھر کی حفاظت کے لیے پالنے میں اختلاف ہے۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ جائز ہے ان پر قیاس کر کے۔ انتہٰی ملخصًا۔

(٤٠٢٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّ الْمَرْأَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ)). [ابوداود: ٢٨٤٦]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم کیا کتوں کے مارنے کا یہاں تک کہ عورت جنگل سے آتی اپنا کتا لے کر تو ہم اس کو بھی مار ڈالتے پھر آپ ﷺ نے منع کیا کتوں کے قتل سے اور فرمایا: ”مار ڈالو ایک سیاہ کتے کو جس کی آنکھ پر دو سفید ٹیکے ہوں وہ شیطان ہوتا ہے۔“

فائدہ: یعنی شریر ہوتا ہے اکثر ایسا کتا کاٹ کھاتا ہے تکلیف دیتا ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ایسے کتے کا شکار بھی درست نہیں کیونکہ وہ شیطان ہے اور شافعی اور مالک اور جمہور علما رحمہم اللہ کے نزدیک اس کا شکار درست ہے اور حکم اس کا مثل اور کتوں کے ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٠٢١) عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ؟)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ

ابن مغفل سے روایت ہے، حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مارنے کا پھر فرمایا: ”کتے کیا بگاڑتے ہیں ان کا۔“ پھر اجازت دی شکاری کتا اور ریوڑ کا کتا پالنے کی۔

الْغَنَمِ. [راجع: ٦٥٤]

(٤٠٢٢) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ عَنْ یَحْیٰی وَرَخَّصَ فِیْ كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّیْدِ وَالزَّرْعِ. [راجع: ٦٥٤]

ترجمہ دوسری روایت کا وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ اجازت دی آپ ﷺ نے بکریوں کے کتے اور شکار کے کتے اور کھیت کے کتے کی۔

(٤٠٢٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْ ضَارِیًا نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ)). [بخاری: ٥٤٨٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی کتا پالا سوا اس کتے کے جو جانوروں کی حفاظت کیلئے ہو یا شکاری ہو تو اس کا ثواب ہر روز دو قیراط کے برابر کم ہوگا۔''

(٤٠٢٤) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَیْدٍ اَوْ مَاشِیَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ)). [نسائی: ٤٢٩٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا پالے بشرطیکہ وہ شکاری یا جانوروں کی حفاظت کیلئے نہ ہو اس کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط گھٹتے جائیں گے۔''

(٤٠٢٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ ضَارِیَةٍ اَوْ مَاشِیَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا پالے سوا شکاری کتے یا ریوڑ کے تو اس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔''

فائدہ: قیراط پانچ جو کا ہوتا ہے۔ اب علما نے اختلاف کیا ہے کہ یہ نقصان گزشتہ اعمال کے ثواب میں سے ہوگا یا آیندہ اعمال کے اور ایک قیراط دن کے اعمال میں سے گھٹے گا ایک رات کے یا ایک فرض میں سے ایک نفل میں سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کتا پالنے سے فرشتوں کے آنے میں حرج ہوتا ہے یا آنے جانے والوں کو اس کے بھونکنے سے تکلیف ہوتی ہے یا پالنے والے کے کپڑے اور برتن نجس ہو جانے کی وجہ سے۔ نووی رحمہ اللہ۔

(٤٠٢٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِیَةٍ اَوْ كَلْبَ صَیْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: ((اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ)). [نسائی: ٤٣٠٢]

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے سنا اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا پالے سوا جانوروں کی حفاظت کے لیے یا شکاری کتے کے اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوگا۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھیت کا کتا زیادہ کیا ہے۔

(٤٠٢٧) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنٰی كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ ضَارِیْ اَوْ مَاشِیَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ)) قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: ((اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ)) وَكَانَ صَاحِبَ حَرْثٍ. [بخاری: ٥٤٨١؛ نسائی: ٤٢٩٥]

سالم نے روایت کی اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا پالے مگر وہ شکاری یا جانوروں کی حفاظت کیلئے نہ ہو تو اس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔'' سالم نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اور کھیت کا نہ ہو اور ان کا کھیت بھی تھا (اس وجہ سے انہوں نے یاد رکھا اس لفظ کو)۔

(٤٠٢٨) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ:

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيُّمَا اَهْلِ دَارٍ اتَّخَذُوْا كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْكَلْبَ صَائِدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ)).

کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جس گھر کے لوگوں نے کتا رکھا اور وہ جانوروں کی حفاظت کیلئے یا شکاری نہ ہوان کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوں گے۔“

(٤٠٢٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ اَوْغَنَمٍ اَوْصَيْدٍ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جوشخص کتا رکھے مگر وہ کھیت کا یا بکریوں یا شکار کا کتا نہ ہوتو اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کے برابر کم ہوگا۔“



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: کسی روایت میں ایک قیراط ہے کسی میں دو قیراط شاید یہ مطلب ہوگا کہ مدینہ میں اگر پالے تو دو قیراط نقصان ہوگا کیونکہ مدینہ منورہ متبرک ہے اور فضیلت رکھتا ہے اور شہروں پر بس وہاں بے ضرورت کتا رکھنا زیادہ گناہ ہے اور باہر پالے تو ایک قیراط ہوگا اور بعض نے کہا کہ یہ اختلاف کتوں کی قسم پر ہے جو کتا زیادہ موذی ہو اس میں دو قیراط نقصان ہوگا ورنہ ایک قیراط ہوگا۔

(٤٠٣٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا اَرْضٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ)) وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِي الطَّاهِرِ ((وَلَا اَرْضٍ)). [نسائی: ٤٣٠١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جوشخص کتا پالے اور وہ شکاری نہ ہو اور نہ جانوروں کی حفاظت کیلئے ہو نہ زمین کے (یعنی کھیت کے) تو اس کے ثواب میں سے دو قیراط کا ہر روز نقصان ہوگا۔“ اور ابوالطاہر کی روایت میں ولا ارض کا لفظ نہیں ہے۔



(٤٠٣١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْصَيْدٍ اَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَذُكِرَ لِابْنِ عُمَرَ قَوْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ صَاحِبَ زَرْعٍ. [ابوداود: ٢٨٤٤؛ ترمذی: ١٤٩٠؛ نسائی: ٤٣٠٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جوشخص کتا پالے مگر کتا ریوڑ کا یا شکار کا یا کھیت کا اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط کمی ہوگی۔“ زہری نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر ہوا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا کہ وہ کھیت کے کتے کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا: رحم کرے اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر وہ کھیت والے تھے۔



(٤٠٣٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْمَاشِيَةٍ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ”جوشخص کتا رکھے اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم کیا جائے گا مگر کھیت کا کتا یا ریوڑ کا۔“



(٤٠٣٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤٠٣٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

مِثْلَهُ.

○ ○ ○ ○

(٤٠٣٥) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا غَنَمٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا رکھے اور وہ شکاری یا بکریوں کی حفاظت کیلئے نہ ہوتو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کا نقصان ہوگا۔''

(٤٠٣٦) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِی زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ شَنُوْءَةَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِىْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ)) قَالَ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِیْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ. [بخاری: ٢٣٢٣، ٣٣٢٥؛ نسائی: ٤٢٩٦؛ ابن ماجه: ٣٢٠٦]

سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور وہ ایک شخص تھے شنوءۃ کے قبیلہ میں سے اور صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے انہوں نے کہا: میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے' آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص کتا پالے اور وہ کام نہ آئے اس کے کھیت کے یا تھن کے (یعنی جانوروں کی حفاظت کے لیے) تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوگا۔'' سائب بن یزید نے کہا: میں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں قسم ہے اس مسجد کے رب کی۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٣٧) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيِّ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ٤٠٣٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حِلِّ اُجْرَةِ الْحِجَامَةِ.

باب: پچھنے لگانے کی اجرت حلال ہے۔

(٤٠٣٨) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ؟ فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ اَهْلَهٗ فَوَضَعُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ وَقَالَ: ((اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ اَوْ هُوَ مِنْ اَمْثَلِ دَوَائِكُمْ)). [ترمذی: ١٢٧٨]

حمید سے روایت ہے، انس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا: پچھنے لگانے والے کی کمائی کو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے ابوطیبہ کے ہاتھ سے، پھر حکم کیا آپ ﷺ نے دو صاع اناج اس کو دینے کا اس نے بیان کیا یہ اپنے لوگوں سے تو انہوں نے ہلکا کر دیا اس کے محصول کو (یعنی اس خراج کو جو اس سے لیتے تھے) اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''افضل دواؤں کی جن سے تم علاج کرتے ہو پچھنے لگانا ہے۔''

(٤٠٣٩) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ اَنَسٌ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ؟ فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَلَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ)).

حمید سے روایت ہے، انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: حجام کی کمائی کیسی ہے؟ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری، اس میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ان چیزوں میں جن سے تم دوا کرتے ہو حجامت ہے (یعنی پچھنے لگانا) اور قسط بحری یعنی دریائی کوٹ اور مت ایذا دو اپنے بچوں کو حلق دبا کر۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: جس کو عود ہندی کہتے ہیں گرم وخشک ہے معدہ اور دل اور دماغ کو فائدہ کرتا ہے اور سرد وتر بیماریوں میں نہایت مفید ہے عذرہ یعنی درد حلق کی بیماری میں بلکہ عود ہندی لگانا کافی ہے یا کھلانا۔

(٤٠٤٠) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه يَقُولُ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم غُلَامًا لَنَا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيهِ فَخُفِّفَ عَنْ ضَرِيبَتِهِ.

[بخاري: ٢٢٨١]

حمید سے روایت ہے، میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام ہمارا بلوایا وہ حجام تھا (یعنی پچھنے لگاتا تھا) پھر اس نے پچھنے لگائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک صاع یا ایک مد یا دو مد اناج اس کو دینے کا اور گفتگو آئی اس کے باب میں تو گھٹا دیا گیا محصول اس کا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٠٤١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ.

[بخاري: ٢٢٧٨، ٥٦٩١؛ ابن ماجه: ١٦٨٢]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک مبارک میں دوائی ڈالی۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٤٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: حَجَمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَبْدٌ لِبَنِي بَيَاضَةَ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَجْرَهُ وَكَلَّمَ سَيِّدَهُ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے بنی بیاضہ (ایک قبیلہ ہے انصار میں سے) کے ایک غلام نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجرت دی اور اس کے مالک سے اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کا محصول کم کر دیا (جو روزانہ اس سے ٹھہرا تھا اس کو مخارجہ کہتے ہیں اور یہ جائز ہے) اور اگر حجامت کی اجرت حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس کو نہ دیتے۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ.

باب: شراب بیچنا حرام ہے۔

(٤٠٤٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللَّهَ سَيُنْزِلُ فِيهَا أَمْرًا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ)) قَالَ: فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هَذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ)) قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُمْ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ فَسَفَكُوهَا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خطبہ میں مدینہ میں ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے شراب کی حرمت کا اور شاید کہ کوئی حکم اس کے باب میں اتارے اس لیے جس کے پاس شراب ہو وہ بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے۔'' ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: چند روز گزرے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا شراب کو اب جس کے پاس شراب ہو اور اس کو یہ حرمت کی آیت پہنچ جائے تو وہ نہ پیئے نہ بیچے۔'' ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: تب جن لوگوں کے پاس شراب تھی وہ اس کو مدینہ کے راستے پر لائے اور بہا دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت تک شراب حرام نہ تھی لوگ پیا کرتے تھے بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت اتری: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ اخیر تک اس آیت میں یہ فرمایا کہ ''شراب میں اگرچہ فائدہ ہے مگر ضرر زیادہ ہے۔'' اس سے لوگوں نے شراب پینا نہ چھوڑا تو دوسری ایک سخت آیت اتری ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى﴾ آخر تک اس آیت میں نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا مگر صاف شراب پینا حرام نہیں کیا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اب آئندہ اللہ جل جلالہٗ کا ارادہ یہ ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کہ شراب کو بالکل حرام کر دے تب آپ ﷺ نے یہ حدیث فرمائی۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک کسی شے کے باب میں کوئی حکم نہ اترے تب تک کسی طرح کی تکلیف نہیں ہے اور اس مسئلہ میں خلاف ہے علمائے اصول کا جو مشہور ہے صحیح یہ ہے کہ قبل شرع کے وارد ہونے کے نہ حکم ہے نہ تکلیف کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ اصل اشیا میں حرمت ہے جب تک شرع وارد نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے۔ چوتھا قول یہ ہے توقف کرنا چاہیے انتہی۔ پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا: کہ شراب کا بیچنا بالاجماع حرام ہے اور علت اس کی امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور کوئی مباح منفعت اس سے حاصل نہیں ہو سکتی تو مثل اور نجاسات کے جیسے گوہ اور کبوتر کی بیٹ کہ اس کی بیع حرام ہے اسی طرح ان درندہ جانوروں کی بیع جن میں کوئی فائدہ نہیں، نہ وہ شکار کے کام آتے ہیں جیسے نیولا سانپ وغیرہ ان کی بیع بھی ناجائز ہے اور یہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کرتا ہے۔" مراد اس سے وہی چیزیں ہیں جو کھانے کے لیے ہوں برخلاف ان چیزوں کے جو اور کام کی ہوں جیسے غلام، خچر، گدھا کہ ان کا کھانا حرام ہے پر بیچنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں اور جو درست ہوتا تو حضور ﷺ حکم فرما دیتے بلکہ منع نہ کرتے اس کے ضائع کرنے سے جیسے پہلے حرمت کے وقت آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اس کے بیچ ڈالنے کا اور جیسے مردہ بکری کے مالکوں سے فرمایا تھا: "کہ تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔" یہی قول ہے شافعی اور احمد اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ کا صحیح تر روایت میں اور جائز رکھا ہے اس کو اوزاعی اور لیث اور ابو حنیفہ اور مالک رحمہ اللہ نے ایک روایت میں۔

(٤٠٤٤) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ- رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ- اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: اِنَّ رَجُلًا اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْحَرَّمَهَا؟)) قَالَ: لَا فَسَارَّ اِنْسَانًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِمَ سَارَرْتَهُ؟)) فَقَالَ: اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ: ((اِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا)) قَالَ فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰى ذَهَبَ مَافِيْهَا. [نسائی: ٤٦٧٨]

عبدالرحمٰن بن وعلہ سبائی سے روایت ہے، جو مصر کا رہنے والا تھا اس نے پوچھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انگور کے شیرہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کیلئے ایک مشک شراب کی تحفہ لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو؟" اس نے کہا: نہیں تب اس نے کان میں دوسرے سے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے کیا بات کی۔؟" وہ بولا: میں نے کہا بیچ ڈال اس کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے۔" یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب بہہ گیا۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٤٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٠٤٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٤٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاقْتَرَاَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ نَهٰى عَنِ التِّجَارَةِ فِى الْخَمْرِ . [بخاری: ٤٥٩، ٢٠٨٤، ٢٢٢٦، ٤٥٤٠، ٤٥٤٣؛ ابوداود: ٣٤٩٠، ٣٤٩١؛ نسائی:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں اتریں تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور وہ آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور منع کیا ان کو شراب کی سوداگری سے۔

٤٦٧٩؛ ابن ماجه: ٣٣٨٢]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شراب کی حرمت تو سورہ مائدہ میں ہے اور وہ ربا کی آیت سے بہت پہلے اتری ہے کیونکہ ربا کی آیت سب سے آخر میں اتری ہے تو احتمال ہے کہ یہ ممانعت تحریم کے بعد ہو یا خمر کی تحریم کے وقت آپ نے تجارت خمر کو بھی حرام کر دیا ہو پھر بیان کیا دوبارہ تاکہ خوب مشہور ہو جائے اور شاید اس مجلس میں ایسے لوگ ہوں جن کو تجارت کی حرمت کی خبر نہ ہوئی ہو۔

(٤٠٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ. [راجع: ٤٠٤٦]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب سورہ بقرہ کی اخیر آیتیں اتریں سود کے باب میں تو رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف نکلے اور حرام کیا شراب کی سوداگری کو۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ.

باب: شراب اور مردار اور سور اور بتوں کی بیع حرام ہے۔

(٤٠٤٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ ((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ)) فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: ((لَا هُوَ حَرَامٌ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ [عَزَّوَجَلَّ] لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا أَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ)). [بخاري: ٢٢٣٦، ٤٦٣٣، ٤٢٩٦؛ ابوداود: ٣٤٨٦، ٣٤٨٧؛ ترمذي: ١٢٩٧؛ نسائي: ٤٢٦٧، ٤٦٨٣؛ ابن ماجه: ٢١٦٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے جس سال مکہ فتح ہوا آپ ﷺ فرماتے تھے مکہ میں کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کی بیع کو۔" لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مردار کی چربی تو کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھالوں میں ملی جاتی ہے اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں وہ حرام ہے۔" پھر فرمایا اسی وقت "اللہ تعالیٰ تباہ کرے یہود کو جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام کیا (یعنی کھانا اس کا) تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں وہ حرام ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا بیچنا کسی حال میں درست نہیں کیونکہ اس کی بیع حرام ہے نہ یہ کہ چربی سے منفعت اٹھانا حرام ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب شافعی کا مذہب یہی ہے کہ مردار کی چربی سے نفع اٹھانا جائز ہے جیسے کشتیوں میں لگانا یا چراغ روشن کرنا وغیرہ جو کھانے میں داخل نہیں اور نہ آدمی کے بدن میں لگے اور یہی قول ہے عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا اور جمہور علما کے نزدیک اس سے کوئی منفعت لینا درست نہیں کیونکہ مردار سے نفع اٹھانے کی ممانعت مطلق ہے مگر جو خاص کی گئی جیسے دباغت کی ہوئی کھال اب اگر تیل یا گھی نجس ہو جائے تو اس سے روشنی کرنے میں یا اور کوئی استعمال میں سوا کھانے یا بدن میں لگانے کے جیسے صابون بنانے یا جانوروں کے کھلانے میں، اختلاف ہے سلف کا لیکن ہمارے صحیح مذہب میں وہ جائز ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کو نقل کیا ہے امام مالک رحمہ اللہ اور بہت سے صحابہ سے اور شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور لیث بن سعد رحمہ اللہ سے اور کہا کہ ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور ابن عمر اور ابو موسیٰ اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے اور ان کے اصحاب اور لیث وغیرہم نے نجس تیل کا بیچنا جب اس کی نجاست بیان کر دے جائز رکھا ہے اور عبدالملک بن ماجشون اور احمد بن حنبل اور احمد بن صالح رحمہم اللہ کے نزدیک ان میں سے کوئی منفعت اٹھانا درست نہیں واللہ اعلم۔ علما نے کہا ہے مردار کی بیع میں کافر کی لاش کی بیع بھی داخل ہے جب وہ جنگ میں مارا جائے اور کافر اس کو خریدنا چاہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ نوفل بن عبداللہ مخزومی کو مسلمانوں نے جنگ خندق میں مار ڈالا تھا پھر کافر اس کی نعش کیلئے دس ہزار درہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیے اور نعش ان کے حوالے کر دی، تو علت ان چیزوں کی بیع کے منع ہونے کی نجاست ہے پھر ہر نجس کی بیع جائز ہے اور بت کے بیچنے سے ممانعت اس لیے ہے کہ اس سے کوئی منفعت نہیں پھر اگر اس کے ٹکڑوں سے توڑ کر کوئی نفع ہوتا ہو تو اس کی بیع میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک منع ہے بوجہ اطلاق نہی کے اور بعض کے نزدیک منفعت کی صورت میں جائز ہے جب کوئی منفعت نہ ہو لیکن مردار اور شراب اور سور کی بیع تو باجماع اہل اسلام حرام ہے۔ انتہٰی۔

(٤٠٤٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٥٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ اَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا؟)). [راجع: ٤٠٤٨]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ سمرہ نے شراب بیچی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی مار سمرہ پر کیا اس کو خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے لعنت کی یہودیوں پر، ان پر چربی کا کھانا حرام ہوا تو چربی کو پگھلایا پھر اس کو بیچا۔"

○ ○ ○ ○

(٤٠٥١) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [بخاري: ٢٢٢٣، ٣٤٦٠؛ ابن ماجه: ٣٣٨٣]

مندرجہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٥٢) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَاَكَلُوا اَثْمَانَهَا)). [راجع: ٣٠٥٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ان پر چربیوں کو پھر انہوں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کا پیسہ کھایا۔"

(٤٠٥٣) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَ عَلَيْهِمُ الشَّحْمُ فَبَاعُوهُ وَاَكَلُوا ثَمَنَهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ اللہ یہود کو تباہ کرے ان پر چربی حرام کی گئی تو انھوں نے اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔"

بَابُ الرِّبَا.

باب: سود کا بیان۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مسلمانوں نے ربا یعنی سود کی حرمت پر اجماع کیا ہے اگرچہ اس کی جزئیات میں اختلاف کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ یعنی "حلال کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو اور حرام کیا ربا کو۔" اور حدیثیں اس باب میں بہت اور مشہور ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدیثوں میں نص کیا ہے ربا کی حرمت پر چھ چیزوں میں سونا اور چاندی اور گیہوں اور جو اور کھجور اور نمک میں۔ اب اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ سوا ان چیزوں کے اور کسی چیز میں ربا نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک قیاس نہیں ہو سکتا اور باقی تمام علما نے یہ کہا ہے کہ ربا ان چھ چیزوں سے خاص نہیں ہے بلکہ جہاں حرمت کی علت پائی جائے گی وہاں حرام ہوگا اور اختلاف کیا انہوں نے علت میں تو شافعی رحمہ اللہ کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) نزدیک علت ثمن اور طعم ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ثمن اور اذخار اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وزن اور کیل اور سعید بن المسیب اور احمد اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک طعم اور وزن یا کیل اس صورت میں خربوزہ یا سفرجل یا اور میووں میں جو ناپ تل کر نہیں بکتی ربا حرام نہ ہوگا۔ اب اجماع کیا ہے علما نے کہ بیع ربا کی دوسرے ربا کے بدلے جب علت مختلف ہو تو کم و بیش اور ادھار دونوں طرح درست ہے مثلاً بیع سونے کی گیہوں کے بدلے یا چاندی کی جو کے بدلے اور جو جنس ایک ہو تو کمی اور بیشی اور ادھار دونوں نادرست ہے اور جو جنس مختلف ہو لیکن علت ایک ہو جیسے سونے کی بیع چاندی کے بدلے یا گیہوں کی جو کے بدلے تو ادھار نادرست ہے لیکن کمی بیشی درست ہے۔ انتھٰی مختصراً

(٤٠٥٤) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ)). [بخاري: ٢٢٢٤]

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”نہ بیچو سونا سونے سے مگر برابر برابر اور کم زیادہ نہ بیچو اور نہ بیچو چاندی چاندی کے بدلے مگر برابر برابر اور کم زیادہ نہ کرو اور ادھار نہ بیچو۔“

○ ○ ○ ○

(٤٠٥٥) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ قَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ: إِنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَأْثُرُ هٰذَا عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ. فِيْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ. فَذَهَبَ عَبْدُاللهِ وَنَافِعٌ مَّعَهُ. وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ رُمْحٍ: قَالَ نَافِعٌ: فَذَهَبَ عَبْدُاللهِ وَأَنَا مَعَهُ وَاللَّيْثِيُّ. حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا أَخْبَرَنِيْ أَنَّكَ تُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَعَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَأَشَارَ أَبُوْ سَعِيْدٍ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى عَيْنَيْهِ وَأُذُنَيْهِ فَقَالَ: أَبْصَرَتْ عَيْنَايَ وَسَمِعَتْ أُذُنَايَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا شَيْئًا غَائِبًا مِنْهُ بِنَاجِزٍ إِلَّا يَدًا بِيَدٍ)). [بخاري: ٢١٧٧؛ ترمذي: ١٢٤١؛ نسائي: ٤٥٨٤، ٤٥٨٥]

نافع سے روایت ہے بنی لیث کے ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اس کو نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے، قتیبہ کی روایت میں ہے یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے اور نافع ان کے ساتھ تھے اور ابن رمح کی روایت میں ہے نافع نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے اور میں ان کے ساتھ تھا اور بنی لیث کا وہ شخص بھی ساتھ تھا یہاں تک کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے اس شخص نے کہا: تم یہ بیان کرتے ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کیا چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنے سے مگر برابر برابر اور سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے مگر برابر برابر، یہ سن کر ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھوں اور کانوں کی طرف اشارہ کیا پھر کہا: میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”مت بیچو سونے کو سونے کے بدلے اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے مگر برابر برابر اور کم زیادہ نہ بیچو اور ادھار نہ بیچو مگر دست بدست۔“

○ ○ ○ ○

(٤٠٥٦) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [راجع: ٤٠٥٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٥٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ)).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچو سونے کے بدلے میں سونا اور نہ چاندی کے بدلے میں چاندی مگر تول کر برابر برابر ٹھیک ٹھیک۔“



(٤٠٥٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ)).

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچو ایک دینار کو بدلے میں دو دینار کے اور نہ ایک درہم کو بدلے میں دو درہم کے۔“

فائدہ: کیونکہ جنس ایک ہی ہے اور ایسی حالت میں کمی اور بیشی حرام ہے گو ایک مال کھرا ہو اور دوسرا کھوٹا ہو اور جو ضرورت آن پڑے تو چاندی کو سونے کے بدل بیچ کر پھر سونے کے بدل اس چاندی کو خرید لے۔

بَابُ الصَّرْفِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ نَقْدًا.

باب: بیع صرف اور سونے کی چاندی کے ساتھ نقد بیع۔

(٤٠٥٩) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ اَنَّهُ قَالَ: اَقْبَلْتُ اَقُوْلُ: مَنْ يَّصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: اَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا اِذَا جَاءَ خَادِمُنَا نُعْطِيْكَ وَرِقَكَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَلَّا وَاللّٰهِ! لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ اَوْ لَتَرُدَّنَّ اِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)). [بخاری: ٢١٣٤، ٢١٧٠، ٢١٧٤؛ ابوداود: ٣٣٤٨؛ ترمذی: ١٢٤٣؛ نسائی: ٤٥٧٢؛ ابن ماجہ: ٢٢٥٣، ٢٢٦٠]

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے، میں آیا یہ کہتا ہوا کون بیچتا ہے روپیوں کو سونے کے بدلے؟ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے: اپنا سونا مجھ کو دے پھر ٹھہر کر آ جب نوکر ہمارا آئے گا تو تیرے روپے دے دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں تو اس کے روپے اسی وقت دے دے یا اس کا سونا پھیر دے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”چاندی کا بیچنا سونے کے بدل ربا ہے مگر دست بدست اور گیہوں کا بیچنا گیہوں کے بدل ربا ہے مگر دست بدست اور جو کا بیچنا جو کے بدلے ربا ہے مگر دست بدست اور کھجور کا بیچنا کھجور کے بدلے ربا ہے مگر دست بدست۔“



فائدہ: یعنی دونوں طرف سے مال نقد ہونا چاہیے اسی مجلس میں اور ادھار نا جائز ہے۔

(٤٠٦٠) عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٤٠٥٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٤٠٦١) عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فِیْ حَلْقَةٍ فِيْهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ فَجَاءَ اَبُو الْاَشْعَثِ

حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے، میں شام میں چند لوگوں کے بیچ میں بیٹھا تھا اتنے میں ابو الاشعث آیا لوگوں نے کہا: ابو الاشعث، ابو الاشعث۔ وہ

قَالَ: قَالُوْا: اَبُو الْاَشْعَثِ فَقُلْتُ اَبُو الْاَشْعَثِ! فَجَلَسَ فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْ اَخَانَا حَدِيْثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: نَعَمْ غَزَوْنَا غَزَاةً وَّعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَكَانَ فِيْمَا غَنِمْنَا اٰنِيَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ فَاَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا اَنْ يَّبِيْعَهَا فِيْ اَعْطِيَاتِ النَّاسِ فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ ﷺ فَقَامَ فَقَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى فَرَدَّ النَّاسُ مَا اَخَذُوْا فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ: اَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَادِيْثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ فَقَامَ عُبَادَةُ [بْنُ الصَّامِتِ] فَاَعَادَ الْقِصَّةَ فَقَالَ: لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ -اَوْ قَالَ: وَاِنْ رَغِمَ- مَا اُبَالِيْ اَنْ لَّا اَصْحَبَهُ فِيْ جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ قَالَ حَمَّادٌ: هٰذَا اَوْ نَحْوَهُ.

بیٹھ گیا میں نے اس سے کہا: تم میرے بھائی سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرو اس نے کہا: اچھا ہم نے ایک جہاد کیا اس میں معاویہ رضی اللہ عنہ سردار تھے تو بہت چیزیں لوٹ میں حاصل کیں ان میں ایک برتن بھی تھا چاندی کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اس کے بیچنے کا لوگوں کی تنخواہ پر اور لوگوں نے جلدی کی اس کے لینے میں۔ یہ خبر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ منع کرتے تھے سونے کو سونے کے بدلے میں بیچنے سے اور چاندی کو چاندی کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے اور کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے مگر برابر برابر نقدا نقد پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو ربا ہو گیا۔'' یہ سن کر لوگوں نے جو لیا تھا پھیر دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی وہ خطبہ پڑھنے لگے کھڑے ہو کر، کیا حال ہے لوگوں کا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو ہم نے نہیں سنا اور ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر رہے اور آپ کی صحبت میں رہے، پھر عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور قصہ بیان کیا بعد اس کے کہا: ہم تو وہ حدیث ضرور ہی بیان کریں گے جو جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی اگر چہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا معلوم ہو یا یوں کہا: اگر چہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذلت ہو میں پروا نہیں کرتا اگر ان کے ساتھ نہ رہوں ان کے لشکر میں تاریک رات میں۔ حماد نے کہا یا ایسا ہی کہا۔

[ابو داود: ۳۳۴۹، ۳۳۵۰؛ ترمذی: ۱۲۴۰]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جب صدقات میں سے حصہ ملے گا تو قیمت اس کی لے لیں گے غرض ادھار بیچنے کا حکم کیا، معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ دلیل کافی نہیں کیونکہ حاضر رہنے اور صحبت رکھنے سے ہر بات کا سننا ضروری نہیں اور اسی وجہ سے بہت حدیثیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سنیں دوسرے نے نہیں سنیں۔

(٤٠٦٢) عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

[راجع: ٤٠٦١]

○ ○ ○ ○

(٤٠٦٣) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے اور چاندی کو بدلے میں چاندی کے اور گیہوں کو بدلے میں گیہوں کے اور جو کو بدلے میں جو کے اور کھجور کو

بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَآءً بِسَوَآءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ)). [راجع: ٤٠٦١]

بدلے میں کھجور کے اور نمک کو بدلے میں نمک کے برابر برابر ٹھیک ٹھیک نقدا نقد پھر جب قسم بدل جائے (مثلاً گیہوں جو کے بدلے) تو جس طرح چاہے بیچو (کم وبیش) پر نقد ہونا ضروری ہے۔"

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اور گیہوں علیحدہ علیحدہ قسم ہیں اور یہی مذہب ہے شافعی اور ابوحنیفہ اور ثوری اور فقہائے محدثین رحمہم اللہ کا اور مالک اور لیث اور اوزاعی رحمہ اللہ اور اکثر علمائے مدینہ اور علمائے متقدمین شام کے نزدیک وہ دونوں ایک قسم ہیں اور یہی منقول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سلف سے اور اتفاق کیا ہے علمانے کہ باجرا ایک قسم ہے اور جوار دوسری قسم ہے اور چاول تیسری قسم ہے مگر لیث رحمہ اللہ اور ابن وہب رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تینوں ایک قسم میں داخل ہیں۔

(٤٠٦٤) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَآءٌ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور جو کو جو کے بدلے میں اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر برابر نقدا نقد پھر جو کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہو گیا، لینے والا اور دینے والا برابر ہے۔"

(٤٠٦٥) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٤٠٦٤]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٤٠٦٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((التَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى إِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ)). [نسائی: ٤٥٧٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچو کھجور کو کھجور کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور جو کو جو کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر نقدا نقد پھر جو کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہو گیا مگر جب قسم بدل جائے۔" (تو زیادتی اور کمی درست ہے)۔

(٤٠٦٧) عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((يَدًا بِيَدٍ)). [راجع: ٤٠٦٦]

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں "يَدًا بِيَدٍ" کے الفاظ نہیں۔



(٤٠٦٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا)). [نسائی: ٤٥٨٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچو سونے کو سونے کے بدل تول کر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے بدل تول کر برابر۔ جو کوئی زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہو گیا۔"



(٤٠٦٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دینار کو

قَالَ: ((اَلدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ لَافَضْلَ بَيْنَهُمَا وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَافَضْلَ بَيْنَهُمَا)).

بدلے دینار کے بیچو اور درہم کو بدلے درہم کے اور کوئی زیادہ نہ ہو ایک دوسرے سے۔“

(٤٠٧٠) عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٠٦٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا.

باب: چاندی کی بیع سونے کے بدلے بطور قرض ممنوع ہونے کا بیان۔

(٤٠٧١) عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ: بَاعَ شَرِيْكٌ لِّیْ وَرِقًا بِنَسِيْئَةٍ اِلَى الْمَوْسِمِ اَوْاِلَى الْحَجِّ فَجَاءَ اِلَیَّ فَاَخْبَرَنِیْ فَقُلْتُ: هٰذَا اَمْرٌ لَايَصْلُحُ قَالَ: قَدْ بِعْتُهُ فِی السُّوْقِ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ فَاَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَبِيْعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًابِيَدٍ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَهُوَرِبًا)) وَائْتِ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ تِجَارَةً مِنِّیْ فَاَتَيْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. [بخاری: ٢٠٦١، ٢١٨٠، ٢١٨١، ٢٤٩٧، ٣٩٣٩، ٣٩٤٠؛ نسائی: ٤٥٨٩، ٤٥٩١]

ابوالمنہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میرے ایک شریک نے چاندی بیچی ادھار حج کے موسم تک وہ مجھ سے پوچھنے آیا میں نے کہا: یہ تو درست نہیں اس نے کہا: میں نے بازار میں بیچی اور کسی نے منع نہیں کیا' پھر میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ہم ایسی بیع کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نقدا نقد ہو تو قباحت نہیں اور جو ادھار ہو تو سود ہے۔“ اور تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جا ان کی سوداگری مجھ سے زیادہ ہے (تو وہ اس مسئلہ سے بخوبی واقف ہوں گے) میں ان کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٧٢) عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ: سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ: سَلْ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَهُوَ اَعْلَمُ فَسَاَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ: سَلِ الْبَرَاءَ فَاِنَّهٗ اَعْلَمُ ثُمَّ قَالَا: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا. [راجع: ٤٠٧١]

ابوالمنہال سے روایت ہے، میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا صرف کو (یعنی چاندی یا سونے کے بدلے چاندی یا سونا بیچنا کیسا ہے) انہوں نے کہا: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھ وہ زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے کہا: براء رضی اللہ عنہ سے پوچھ وہ زیادہ جانتے ہیں۔ پھر دونوں نے کہا: منع کیا رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو سونے کے بدل ادھار بیچنے سے۔

فائدہ: اگر دست بدست ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے جیسے اوپر گزر چکا۔

(٤٠٧٣) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَاَمَرَنَا اَنْ نَّشْتَرِیَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا وَنَشْتَرِیَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے مگر برابر برابر اور حکم کیا ہم کو چاندی خریدنے کا سونے کے بدل جس طرح سے ہم چاہیں اور سونا خریدنے کا چاندی کے بدل جس طرح ہم چاہیں۔ ایک شخص نے

كَيفَ شِئْنَا قَالَ: فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَدًا بِيَدٍ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ. [بخاري: ٢١٧٥، ٢١٨٢؛ نسائی: ٤٥٩٢، ٤٥٩٣]

پوچھا اور کہا: نقد انقد، انہوں نے کہا: میں نے ایسا ہی سنا۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٧٤) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٤٠٧٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيْعِ الْقِلَادَةِ فِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ.

باب: سونے اور نگینوں والے ہار کی بیع۔

(٤٠٧٥) عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ؓ يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ وَهِيَ مِنَ الْمَغَانِمِ تُبَاعُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالذَّهَبِ الَّذِي فِي الْقِلَادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ)).

فضالہ بن عبید انصاری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف رکھتے تھے آپ ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا اس میں نگ تھے اور سونا بھی تھا، وہ لوٹ کا مال تھا جو بک رہا تھا، آپ ﷺ نے حکم کیا، اس کا سونا جدا کیا گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب سونے کو سونے کے بدل بیچو برابر تول کر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب سونا کسی اور چیز کے ساتھ لگا ہو تو اس کا بیچنا سونے کے بدل درست نہیں جب تک سونا علیحدہ نہ کیا جائے اب سونے کو سونے کے بدل برابر برابر تول کر بیچنا چاہیے اور دوسری شئے کو اختیار ہے جتنے داموں پر چاہے بیچے یہی حکم ہے جب کسی شئے میں چاندی لگی ہو اور وہ چاندی کے بدلے بیچا جائے اور یہ منقول ہے حضرت عمر ؓ اور ابن عمر ؓ اور جماعت سلف سے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحق کا اور ابوحنیفہ اور ثوری اور حسن بن صالح ؒ کے نزدیک اس کا علیحدہ کرنا ضروری نہیں۔ اور اس کی بیع اس سونے سے زیادہ کے بدلے میں جتنا اس شئے میں لگا ہے۔ یا اس چاندی سے زیادہ کے بدلے میں جتنی اس میں لگی ہو درست ہے اور اس سے کم یا برابر سونے اور چاندی کے بدل درست نہیں اور امام مالک ؒ کے نزدیک اگر سونا یا چاندی تہائی یا تہائی سے کم ہو تو وہ تابع ہو جائے گا اور اس کی بیع ہر طرح درست ہے اور حماد بن ابی سلیمان کے نزدیک ہر حال میں درست ہے اور یہ غلط ہے مخالف ہے حدیث کے (انتھی مختصراً)

(٤٠٧٦) عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ؓ قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ)). [ابوداود: ٣٣٥١، ٣٣٥٣؛ ترمذی: ١٢٥٥؛ نسائی: ٤٥٨٧]

حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے روایت ہے، میں نے خیبر کے روز ایک ہار خریدا بارہ اشرفیوں میں۔ اس میں سونا تھا اور نگ تھے جب میں نے سونا جدا کیا تو اس میں بارہ اشرفیوں سے زیادہ سونا نکلا، میں نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہار نہ بیچا جائے جب تک اس کا سونا علیحدہ نہ کیا جائے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٠٧٧) عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٤٠٧٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٧٨) عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ

فضالہ بن عبید ؓ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُوْدَ الْأُوْقِيَّةَ الذَّهَبَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ)). [راجع: ٤٠٧٦]

خیبر کے دن اور یہودیوں سے معاملہ کرتے تھے ایک اوقیہ (چالیس درہم) سونے کا دو یا تین دیناروں کے بدل تب جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت بیچو سونا سونے کے بدلے مگر تول کر (برابر برابر)۔“



(٤٠٧٩) عَنْ حَنَشٍ اَنَّهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَطَارَتْ لِيْ وَلِاَصْحَابِيْ قِلَادَةٌ فِيْهَا ذَهَبٌ وَوَرِقٌ وَجَوْهَرٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهَا فَسَاَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ فَقَالَ: انْزِعْ ذَهَبَهَا فَاجْعَلْهُ فِيْ كِفَّةٍ وَاجْعَلْ ذَهَبَكَ فِيْ كِفَّةٍ ثُمَّ لَاتَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ)). [راجع: ٤٠٧٦]

حنش سے روایت ہے، میں فضالہ بن عبید کے ساتھ تھا ایک جہاد میں تو میرے اور میرے یاروں کے حصے میں ایک ہار آیا جس میں سونا اور چاندی اور جواہر سب تھے، میں نے اس کو خریدنا چاہا اور فضالہ سے پوچھا، انہوں نے کہا: اس کا سونا جدا کر کے ایک پلڑے میں رکھ اور اپنا سونا ایک پلڑے میں پھر نہ لے مگر برابر برابر کیونکہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر وہ نہ لے مگر برابر برابر۔“



بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.

باب: برابر برابر اناج کی بیع۔

(٤٠٨٠) عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهُ اَرْسَلَ غُلَامَهُ بِصَاعِ قَمْحٍ فَقَالَ: بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ شَعِيْرًا فَذَهَبَ الْغُلَامُ فَاَخَذَ صَاعًا وَزِيَادَةَ بَعْضِ صَاعٍ فَلَمَّا جَآءَ مَعْمَرًا اَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ انْطَلِقْ فَرُدَّهُ وَلَا تَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)) وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيْرَ قِيْلَ [لَهُ] فَاِنَّهُ لَيْسَ بِمِثْلِهِ قَالَ: فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُّضَارِعَ.

معمر بن عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے غلام کو ایک صاع گیہوں کا دے کر بھیجا اور کہا: اس کو بیچ کر جو لے کر آ۔ وہ غلام لے کر گیا اور ایک صاع اور کچھ زیادہ جو لیے۔ جب معمر کے پاس آیا اور ان کو خبر کی تو معمر نے کہا تو نے ایسا کیوں کیا جا اور واپس کر آ اور مت لے مگر برابر برابر کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”اناج بدلے اناج کے برابر بیچو۔“ اور ان دنوں ہمارا اناج جو تھا۔ لوگوں نے کہا: جو گیہوں میں فرق ہے (تو کمی بیشی جائز ہے) انہوں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہیں دونوں ایک جنس کا حکم رکھتے ہوں۔



فائدہ: امام نووی ﷫ نے کہا: امام مالک ﷫ نے اس روایت سے دلیل لی ہے کہ گیہوں اور جو ایک جنس ہے اور جب وہ ایک دوسرے کے بدلے بیچے جائیں تو ان میں کمی ناجائز ہے اور ہمارا اور علمائے جمہور کا یہ قول ہے کہ گیہوں اور جو دونوں علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں اور ان میں کمی اور بیشی درست ہے جیسے گیہوں اور چاول میں اور دلیل ہماری وہ ہے جو گزر چکا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب قسمیں بدل جائیں تو جس طرح چاہو بیچو۔“ اور ابوداؤد اور نسائی نے عبادہ بن صامت ﷜ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ گیہوں کو جو کے بدلے بیچنے میں اگرچہ جو زیادہ ہوں قباحت نہیں بشرطیکہ دست بدست ہوں۔“ اور معمر کی یہ روایت حجت کے لائق نہیں ہے کیونکہ اس میں یہ کہاں ہے کہ گیہوں اور جو ایک جنس ہے بلکہ معمر نے احتیاطاً ڈر کر اس سے پرہیز کیا ہے۔

(٤٠٨١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہما حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَخَابَنِيْ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيِّ فَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟)) قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَلَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ اَوْبِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ)) . [بخاري: ٢٢٠١، ٢٢٠٢، ٢٢٠٣، ٤٢٤٤، ٤٢٤٧، ٧٣٥٠، ٧٣٥١؛ نسائي: ٤٥٦٧، ٤٥٦٨]

ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی میں سے ایک شخص کو عامل کیا خیبر کا وہ جنیب (عمدہ قسم کی) کھجور لے کر آیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا خیبر میں سب کھجور ایسی ہی ہوتی ہے۔“ وہ بولا: نہیں قسم اللہ کی! یارسول اللہ! ہم یہ کھجور ایک صاع جمع (خراب قسم کی کھجور) کے دوصاع دے کر خریدتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسامت کرو بلکہ برابر بیچو یا ایک کو بیچ کر اس کی قیمت کے بدل دوسری خرید لو اور ایسا ہی اگر تول کر بیچو تو بھی برابر برابر بیچو۔“



فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: شاید اس عامل کو اس وقت تک اس بیع کی حرمت معلوم نہ ہوئی ہوگی کیونکہ ربا کی حرمت کا شروع زمانہ تھا یا اور کسی وجہ سے اور اس روایت سے ہمارے اصحاب نے دلیل دی ہے کہ عینہ کی بیع حرام نہیں ہے اور وہ ایک حیلہ ہے جس سے سود کی غرض حاصل ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو سو روپیہ لینا منظور ہوں اور سود سمیت دو سو دینا ہوں تو وہ صاف طور پر سو روپیہ قرض نہ لے بلکہ دو سو روپیہ کو ایک شئے مہاجن سے مول لے لے پھر سو روپیہ کو اس کے ہاتھ بیچ کر وہ سو روپیہ اپنے کام میں لائے اور دو سو روپیہ مہاجن کے اپنی میعاد پر ادا کرے اور یہ بیع شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے علما کے نزدیک حرام نہیں ہے لیکن مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے حرام کہا ہے۔

مترجم کہتا ہے: شافعی رحمہ اللہ کا یہ مذہب صحیح نہیں ہے اور دوسری حدیثوں میں عینہ کی بیع پر وعید آئی ہے اور وہ سود خواروں کی ایجاد ہے اور حیلہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سامنے مفید نہیں وہ نیت اور ارادے کو خوب جانتا ہے۔

(٤٠٨٢) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟)) فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا)). [راجع: ٤٠٨١]

ابوسعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گزری اس میں یہ ہے کہ ہم ایک صاع اس کے دوصاع کے بدلے اور دوصاع تین کے بدلے لیتے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسامت کرو جمع کو روپیوں کے بدلے بیچ۔ پھر روپیوں سے جنیب خرید کر لے“۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٨٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ: جَآءَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ اَيْنَ هٰذَا؟)) فَقَالَ بِلَالٌ: تَمْرٌ كَانَ عِنْدَنَا رَدِيٌّ

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ برنی (ایک عمدہ قسم ہے) کھجور لے کر آئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہاں سے لائے؟“ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس خراب قسم کی کھجور تھی تو دوصاع

فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((أَوَّهْ! عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ)) لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ سَهْلٍ فِي حَدِيثِهِ: عِنْدَ ذٰلِكَ.

[بخاری: ۲۳۱۲؛ نسائی: ۴۵۷۱]

اس کے دے کر میں نے ایک صاع اس کا آپ ﷺ کے کھانے کے لیے خریدا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! یہ تو عین سود ہے ایسا مت کر لیکن جب تو کھجور خریدنا چاہے تو اپنی کھجور بیچ ڈال پھر اس کی قیمت کے بدلے دوسری کھجور خرید لے۔''



(۴۰۸۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا التَّمْرُ مِنْ تَمْرِنَا)) فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِعْنَا تَمْرَنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ مِنْ هٰذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الرِّبَا فَرُدُّوهُ ثُمَّ بِيعُوا تَمْرَنَا وَاشْتَرُوا لَنَا مِنْ هٰذَا)).

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور ہماری کھجور سے بہت عمدہ ہے۔'' ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! ہم نے اپنی کھجور کے دو صاع دے کر اس کے ایک صاع لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ربا ہو گیا۔ اس کو پھیر دو اور پہلے ہماری کھجور بیچو پھر اس کی قیمت میں سے یہ کھجور ہمارے لیے خرید لو۔''



(۴۰۸۵) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ فَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ)). [بخاری: ۲۰۸۰؛ نسائی: ۴۵۶۹، ۴۵۷۰؛ ابن ماجه: ۲۲۵۶]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم کو جمع کھجور ملا کرتی تھی، جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں، اور اس میں سب کھجوریں ملی رہتی تھیں تو ہم دو صاع اس کے ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے یہ خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور کے دو صاع ایک صاع کے بدلے نہ بیچنا چاہیے اسی طرح گیہوں کے دو صاع ایک صاع کے بدلے اور ایک درہم دو درہم کے بدلے نہ بیچنا چاہیے۔''



(۴۰۸۶) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ أَيَدًا بِيَدٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقُلْتُ: إِنِّي سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ: أَيَدًا بِيَدٍ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: فَلَا بَأْسَ بِهِ قَالَ أَوْ قَالَ ذٰلِكَ؟ إِنَّا سَنَكْتُبُ إِلَيْهِ فَلَا يُفْتِيكُمُوهُ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ جَاءَ بَعْضُ فِتْيَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَأَنْكَرَهُ فَقَالَ: ((كَأَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنْ تَمْرِ أَرْضِنَا)) قَالَ: كَانَ فِي تَمْرِ

ابونضرہ سے روایت ہے، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا صرف کو یعنی سونے چاندی کی بیع کو چاندی سونے کے بدلے انہوں نے کہا: نقدا نقد میں نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا نقدا نقد میں کچھ قباحت نہیں۔ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا صرف کو انہوں نے کہا: نقدا نقد؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: نقدا نقد میں کچھ قباحت نہیں، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا کہا۔ ہم ان کو لکھیں گے وہ تم کو ایسا فتویٰ نہیں دیں گے اور کہا اللہ کی قسم! بعض جوان آدمی رسول اللہ ﷺ کے لیے کھجور لے کر آئے آپ ﷺ نے اس کو نیا سمجھا۔ اور فرمایا: ''یہ تو ہمارے ملک کی نہیں ہے۔'' انہوں نے کہا: اس سال

اَرْضِنَا - اَوْ فِیْ تَمْرِنَا - الْعَامَ بَعْضُ الشَّیْءِ فَاَخَذْتُ هٰذَا وَزِدْتُ بَعْضَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ: ((اَضْعَفْتَ اَرْبَيْتَ لَا تَقْرَبَنَّ هٰذَا اِذَا رَابَكَ مِنْ تَمْرِكَ شَیْءٌ فَبِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ الَّذِیْ تُرِيْدُ مِنَ التَّمْرِ)).

میں ہمارے ملک کی کھجور میں کچھ نقصان تھا تو میں نے یہ کھجور لی اور اس کے بدلے میں زیادہ کھجوریں دیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے زیادہ دیا تو سود دیا۔ اب اس کے پاس نہ جانا۔ جب تم کو اپنی کھجور میں نقصان معلوم ہو تو اس کو بیچ ڈالو پھر جو کھجور پسند کرو وہ خرید کرلو۔“

(٤٠٨٧) عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ قَالَ: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم عَنِ الصَّرْفِ؟ فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَاْسًا فَاِنِّیْ لَقَاعِدٌ عِنْدَ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ فَسَاَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ؟ فَقَالَ: مَازَادَ فَهُوَ رِبًا فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ لِقَوْلِهِمَا فَقَالَ: لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهُ صَاحِبُ نَخْلِهِ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ طَيِّبٍ وَكَانَ تَمْرُ النَّبِیِّ ﷺ هٰذَا اللَّوْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَنّٰى لَكَ هٰذَا؟)) قَالَ: انْطَلَقْتُ بِصَاعَيْنِ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ هٰذَا الصَّاعَ فَاِنَّ سِعْرَ هٰذَا فِی السُّوْقِ كَذَا وَسِعْرَ هٰذَا كَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلَكَ اَرْبَيْتَ اِذَا اَرَدْتَ ذٰلِكَ فَبِعْ تَمْرَكَ بِسِلْعَةٍ ثُمَّ اشْتَرِ بِسِلْعَتِكَ اَیَّ تَمْرٍ شِئْتَ)) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ اَحَقُّ اَنْ يَكُوْنَ رِبًا اَمِ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ؟ قَالَ: فَاَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ بَعْدُ فَنَهَانِیْ وَلَمْ اٰتِ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: فَحَدَّثَنِیْ اَبُو الصَّهْبَاءِ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ بِمَكَّةَ فَكَرِهَهُ.

ابونضرہ سے روایت ہے، میں نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے پوچھا صرف کو۔ انہوں نے اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھی (اگرچہ کمی بیشی ہو بشرطیکہ نقد ہو) پھر میں بیٹھا تھا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس ان سے میں نے پوچھا صرف کو۔ انہوں نے کہا: جو زیادہ ہو وہ ربا ہے میں نے اس کا انکار کیا بوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہنے کے۔ انہوں نے کہا: میں تجھ سے نہیں بیان کروں گا مگر جو سنا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے پاس ایک کھجور والا ایک صاع عمدہ کھجور لے کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کی کھجور اسی قسم کی تھی تب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کھجور کہاں سے لایا۔“ وہ بولا: میں دو صاع کھجور لے کر گیا اور ان کے بدلے ایک صاع اس کا خریدا۔ کیونکہ اس کا نرخ بازار میں ایسا ہے۔ اور اس کا نرخ ایسا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”خرابی ہو تیری سود دیا تو نے، جب تو ایسا کرنا چاہے تو اپنی کھجور کسی اور شے کے بدلے بیچ ڈال پھر اس شے کے بدلے جو کھجور تو چاہے خرید لے۔“ ابوسعید نے کہا: تو کھجور جب بدلے کھجور کے دی جائے اس میں سود ہو تو چاندی جب چاندی کے بدلے دی جائے (کم یا زیادہ) تو اس میں سود ضرور ہوگا۔ (اگرچہ نقدا نقد ہو) ابونضرہ نے کہا: پھر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اس کے بعد تو انہوں نے بھی منع کیا اس سے (شاید ان کو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچ گئی ہو) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں نہیں گیا لیکن مجھ سے ابوالصہباء نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے پوچھا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو مکہ میں تو مکروہ کہا انہوں نے۔



فائدہ: پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ جب نقدا نقد ہو تو کمی اور بیشی سے ربا نہیں ہوتا اگرچہ ایک ہی جنس ہو اور جائز رکھتے تھے ایک درہم کی بیع کو دو درہم کے بدلے اور ایک دینار کی دو دینار کے بدلے اور ایک صاع کھجور کو دو صاع کھجور کے بدلے اور اسی طرح گیہوں اور تمام ربوی اجناس میں وہ کم و بیش بیچنا جائز رکھتے تھے بشرطیکہ دست بدست ہو اور جو ادھار ہو تو ربا ہو جائے گا پھر ان دونوں صاحبوں نے اپنے قول سے رجوع کیا اور ایک جنس میں کم و بیش بیچنے کی حرمت کے قائل ہو گئے۔

(٤٠٨٨) عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ ؓ يَقُوْلُ: الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ مِثْلاً بِمِثْلٍ مَّنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى فَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ يَقُوْلُ: غَيْرَ هٰذَا فَقَالَ: لَقَدْ لَقِيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ فَقُلْتُ: اَرَاَيْتَ هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ اَشَیْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ وَجَدْتَهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ فَقَالَ: لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ اَجِدْهُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِی النَّسِيْئَةِ)). [بخاري: ٢١٧٨، ٢١٧٩؛ نسائي: ٤٥٩٤، ٤٥٩٥؛ ابن ماجه: ٢٢٥٧]

ابوصالح سے روایت ہے، میں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے دینار بدلے دینار کے اور درہم بدلے درہم کے برابر برابر بیچنا چاہیے جو زیادہ دے یا زیادہ لے تو سود ہے میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اور کچھ کہتے ہیں انہوں نے کہا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا: تم جو یہ کہتے ہو تو کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا یا قرآن میں پایا ہے؟ انہوں نے کہا: نہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا نہ قرآن مجید میں پایا بلکہ مجھ سے حدیث بیان کی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ربا ادھار میں ہے۔“ (تو اس سے میں یہ سمجھا کہ اگر نقد کمی بیشی کے ساتھ بھی ہو تو ربا نہیں ہے۔)



(٤٠٨٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ يَقُوْلُ: اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا الرِّبَا فِی النَّسِيْئَةِ)). [راجع: ٤٠٨٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مجھ سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سود ادھار میں ہے۔“



(٤٠٩٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبًا فِيْمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ)). [راجع: ٤٠٨٠]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ربا نہیں ہے نقد انقد میں۔“



(٤٠٩١) عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِیَّ ؓ لَقِیَ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ فَقَالَ لَهٗ: اَرَاَيْتَ قَوْلَكَ فِی الصَّرْفِ [أ] شَيْئًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَمْ شَیْءٌ وَجَدْتَهٗ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ كَلَّا لَا اَقُوْلُ اَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِهٖ [مِنِّیْ] وَاَمَّا كِتَابُ اللّٰهِ فَلَا اَعْلَمُهٗ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا الرِّبَا فِی النَّسِيْئَةِ)). [راجع: ٤٠٨٨]

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے اور ان سے پوچھا: تم جو بیع صرف کے باب میں کہتے ہو، تو کیا تم نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے، یا اللہ تعالیٰ کے کلام مجید میں پایا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہرگز نہیں میں تم سے نہ کہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو تو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو میں نہیں جانتا (یہ عاجزی کے طور پر کہا) لیکن مجھ سے حدیث بیان کی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”سود ادھار میں ہے۔“



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: بعض علما نے کہا ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور اجماع کیا ہے اہل اسلام نے کہ وہ متروک العمل ہے اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے کہ وہ محمول ہے ان اموال پر جو ربوی نہیں ہیں جیسے بیع دین کے ساتھ دین کی میعاد پر اس طرح پر کہ ایک کپڑا معلوم الصفت قرض ہو پھر اس کو بیچے ایک بردے معلوم الصفت کے بدلے تو اگر نقد بیچے تو جائز ہے یا وہ محمول ہے اجناس مختلفہ پر کیونکہ ان میں کمی بیشی ربا نہیں ہے بلکہ ادھار ربا ہے یا وہ مجمل ہے اور ابوسعید اور عبادہ رضی اللہ عنہما کی حدیث مبین ہے اور حمل واجب ہے مبین پر۔ انتهى مختصراً

بَابُ لَعْنِ اٰكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهٖ.

باب: سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت۔

(٤٠٩٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ قَالَ قُلْتُ: وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ؟ قَالَ: اِنَّمَا نُحَدِّثُ بِمَا سَمِعْنَا.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر۔ راوی نے کہا: میں نے پوچھا: سود کا حساب لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر تو انہوں نے کہا: ہم اتنی ہی حدیث بیان کریں گے جتنی ہم نے سنی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤٠٩٣) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر اور سود لکھنے والے پر اور سود کے گواہوں پر اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں۔

فائدہ: گناہ میں معاذ اللہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ باطل اور حرام پر مدد کرنا بھی حرام ہے اب جو مولوی اور منصف سود کا فیصلہ کرتے ہیں اور سود دلاتے ہیں یا جو اہلکار اور منشی سود کا حساب لکھتے ہیں وہ بھی ملعون اور مردود ہیں اس سے ان کو توبہ کرنی چاہیے اور ایسی نوکری پر خاک ڈالنی چاہیے۔

بَابُ اَخْذِ الْحَلَالِ وَتَرْكِ الشُّبُهَاتِ.

باب: حلال کو حاصل کرنے اور شبہ والی اشیاء کو چھوڑنے کا بیان۔

(٤٠٩٤) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَاَهْوَى النُّعْمَانُ بِاِصْبَعَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ: ((اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)).

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے اور اشارہ کیا نعمان نے اپنی انگلیوں سے دونوں کانوں کی طرف، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”مقرر حلال کھلا ہے اور حرام بھی کھلا ہے لیکن حلال و حرام کے درمیان ایسی چیزیں ہیں جو دونوں سے ملتی ہیں یعنی ان میں شبہ ہے ان کو بہت لوگ نہیں جانتے تو جو شبہوں سے بچا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہوں میں پڑا وہ آخر حرام میں بھی پڑا جیسے وہ چرانے والا کہ رمنا یعنی روکی ہوئی زمین کے آس پاس چراتا ہے اس کے جانور رمنا کو بھی چر جائیں گے۔ خبردار رہو ہر بادشاہ کا ایک رمنا ہوتا ہے خبردار رہو اللہ تعالیٰ کا رمنا اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں جان رکھو بیشک بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ سنور گیا تو سارا بدن سنور گیا اور جو وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑ گیا یاد رکھو وہ ٹکڑا دل ہے۔“

[بخاری: ٥٢، ٢٠٥١؛ ابوداود: ٣٣٢٩، ٣٣٣٠؛

ترمذی: ۱۲۰۵؛ نسائی: ٤٤٦٥، ٥٧٢٦؛ ابن ماجہ: ۳۹۸٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اجماع کیا ہے کہ یہ حدیث بہت بڑے کام کی ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں اور یہ ان حدیثوں میں کی ایک حدیث ہے جن پر اسلام کا مدار ہے ایک جماعت نے کہا: یہ حدیث تہائی ہے اسلام کی اور دو تہائیاں یہ دو حدیثیں ہیں ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) اور ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ)) اور ابو داؤد سجستانی رحمہ اللہ نے کہا کہ اسلام کا مدار چار حدیثوں پر ہے تین یہی جو بیان ہوئیں اور چوتھی یہ حدیث ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) اور بعض نے کہا یہ حدیث ((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ مَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ)) علمائے کرام نے اس حدیث کی عظمت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کی درستی بیان کردی اور یہ بھی فرمایا کہ شبہ کی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دین اور آبرو دونوں کی سلامتی ہے اور شبہوں میں پڑنے سے ڈرادیا اور اس کی مثال دی رمنا سے پھر بیان فرمایا اس چیز کو جو انسان کے بدن میں سب چیزوں سے بڑی ہے وہ کیا ہے؟ دل، اس کی روشنی سے سارا بدن درست ہوتا ہے اور اس کے بگڑنے سے سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مقرر حلال کھلا ہے،“ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تین قسم کے کام اور چیزیں ہیں ایک تو وہ جو صاف اور کھلم کھلا حلال ہیں جیسے روٹی، میوہ، زیتون کا تیل، شہد، دودھ حلال جانور کا، انڈا حلال جانور کا اور اس کے سوا حلال کھانے اسی طرح بات کرنا دیکھنا چلنا وغیرہ کہ یہ سب حلال ہیں اور ان کی حلت میں کوئی شک نہیں ہے۔ دوسری وہ جو صاف صاف اور کھلم کھلا حرام ہیں شراب اور سور، مردار، پیشاب، بہتا ہوا خون، اسی طرح زنا اور جھوٹ اور غیبت اور چغل خوری اور اجنبی عورت کی طرف دیکھنا اور مانند ان کے جو کام ہیں۔ تیسرے وہ جو کھلم کھلا حلال ہیں نہ صاف صاف حرام ہیں اسی واسطے بہت لوگوں کو ان کا علم نہیں جیسے عوام کو لیکن علما اس کی حلت یا حرمت کسی دلیل سے نکالتے ہیں پھر جب کوئی شئے ایسی ہو اور اس میں کوئی نص یا اجماع نہ ہو تو مجتہد اس کے لیے اجتہاد کرتے ہیں پھر اس کو حلال سے ملاتے ہیں یا حرام سے کسی دلیل شرعی سے پھر اگر حلال سے ملایا تو وہ شئے حلال ہوگی اور کبھی حلت کی دلیل ایسی ہوتی ہے جس میں احتمال رہتا ہے تو تقویٰ یہ ہے کہ اس شئے کو ترک کرے اور وہ اسی مضمون میں داخل ہے کہ جس نے شبہ کی چیزوں یا کاموں کو ترک کیا وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اب جس میں مجتہد کو کوئی بات نہ کھلے تو وہ حلال ہوگی یا حرام یا اس میں توقف ہوگا اس باب میں تین مذاہب ہیں جن کو قاضی رحمہ اللہ نے نقل کیا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں وہی حکم ہوگا جو اور اشیا میں ہے قبل وارد ہونے شرع کے اور ان میں چار مذہب ہیں صحیح یہ ہے کہ نہ اس کو حلال کہیں گے نہ حرام نہ مباح کیونکہ اہل حق کے نزدیک تکلیف شرع ہی سے ثابت ہوتی ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ مباح ہے۔ چوتھا توقف۔ انتہیٰ ما قال النووی رحمہ اللہ۔

(٤٠٩٥) عَنْ زَكَرِيَّا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٠٩٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٩٦) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ زَكَرِيَّا اَتَمُّ مِنْ حَدِيْثِهِمْ وَاَكْثَرُ. [راجع: ٤٠٩٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ لیکن زکریا کی حدیث ان سب سے زیادہ مکمل ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٠٩٧) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرِ بْنِ سَعْدٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِحِمْصَ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ اِلٰى قَوْلِهِ:

نعمان بن بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے اور وہ خطبہ سناتے تھے لوگوں کو حمص (ایک شہر کا نام ہے شام میں) اور کہتے تھے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے۔“ پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔ ((يُوْشِكُ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ)) تک۔

((يُوْشِكُ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ)). [راجع: ٤٠٨٦]

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيْعِ الْبَعِيْرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُكُوْبِهٖ.

باب: اونٹ کا بیچنا اور سواری کی شرط کر لینا۔

(٤٠٩٨) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهٗ قَدْ اَعْيَا فَاَرَادَ اَنْ يُّسَيِّبَهٗ قَالَ: فَلَحِقَنِى النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا لِيْ وَضَرَبَهٗ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهٗ قَالَ: ((بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ)) قُلْتُ لَا: ثُمَّ قَالَ: ((بِعْنِيْهِ)) فَبِعْتُهٗ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ عَلَيْهِ حُمْلَانَهٗ اِلٰى اَهْلِيْ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَتَيْتُهٗ بِالْجَمَلِ فَنَقَدَ نِيْ ثَمَنَهٗ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاَرْسَلَ فِيْ اَثَرِيْ فَقَالَ: ((اَتُرَانِيْ مَاكَسْتُكَ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ؟ وَدَرَاهِمَكَ فَهُوَلَكَ)).

[بخاري: ٢٣٨٥، ٢٧١٨، ٢٩٦٧؛ ابوداود: ٢٧٧٦؛ ترمذي: ٢٧١٢؛ نسائي: ٤٦٥١، ٤٦٥٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ جا رہے تھے ایک اونٹ پر جو تھک گیا تھا۔ انہوں نے چاہا اس کو آزاد کر دینا (یعنی چھوڑ دینا جنگل میں) جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے آن کر ملے اور میرے لیے دعا کی اور اونٹ کو مارا پھر وہ ایسا چلا کہ وہ ایسا کبھی نہیں چلا تھا (یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال ایک اوقیہ پر۔'' (دوسری روایت میں پانچ اوقیہ ہیں اور ایک اوقیہ زیادہ دیا۔ اور ایک روایت میں دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم ہیں۔ اور ایک روایت میں سونے کا ایک اوقیہ اور ایک روایت میں چار دینار اور بخاری نے ایک روایت میں آٹھ سو درہم اور ایک روایت میں بیس دینار اور ایک روایت میں چار اوقیہ نقل کیے ہیں) میں نے کہا: نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال۔'' میں نے ایک اُوقیہ پر آپ ﷺ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اور شرط کی اس پر سواری کی اپنے گھر تک۔ جب میں اپنے گھر پہنچا تو اونٹ آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا آپ ﷺ نے اس کی قیمت میرے حوالے کی، میں لوٹا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور فرمایا: ''کیا میں تجھ سے قیمت کم کراتا تھا تیرا اونٹ لینے کے لیے اپنا اونٹ لے جا اور روپیہ بھی تیرا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ اولیٰ نمونہ ہے آپ ﷺ کی سخاوت اور احسان کا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: کہ امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے موافقین نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ جانور کی بیع اس شرط سے درست ہے کہ مالک اپنی سواری اس پر ٹھہرا لے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شرط جائز ہے جب مسافت سواری کی قلیل ہو۔ اور شافعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور باقی علما کے نزدیک یہ شرط جائز نہیں خواہ مسافت قلیل ہو یا کثیر اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ حضور ﷺ کو خریدنا منظور نہ تھا صرف جابر رضی اللہ عنہ پر احسان کرنا منظور تھا۔

(٤٠٩٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ. [راجع: ٤٠٩٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٠٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاحَقَ بِيْ وَتَحْتِيْ نَاضِحٌ لِيْ قَدْ اَعْيَا وَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ قَالَ: فَقَالَ لِيْ: ((مَا لِبَعِيْرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَلِيْلٌ قَالَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے جہاد کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو آپ ﷺ مجھ سے ملے (راہ میں) اور میری سواری میں ایک اونٹ تھا پانی کا، وہ تھک گیا تھا اور بالکل چل نہ سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کیا: وہ بیمار ہے،

فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَالَهُ فَمَازَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ [قَالَ] فَقَالَ لِيْ: ((كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ؟)) قَالَ قُلْتُ: بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ: ((اَفَتَبِيْعُنِيْهِ؟)) فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَبِعْتُهُ اِيَّاهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى اَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ عَرُوْسٌ فَاسْتَاْذَنْتُهٗ فَاَذِنَ لِيْ فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى انْتَهَيْتُ فَلَقِيَنِيْ خَالِيْ فَسَاَلَنِيْ عَنِ الْبَعِيْرِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا صَنَعْتُ فِيْهِ فَلَامَنِيْ فِيْهِ قَالَ: وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيْ حِيْنَ اسْتَاْذَنْتُهٗ ((مَا تَزَوَّجْتَ؟ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ لَهٗ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا قَالَ: ((اَفَلَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) فَقُلْتُ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُوُفِّيَ وَالِدِيْ اَوِاسْتُشْهِدَ وَلِيْ اَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ اِلَيْهِنَّ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ اِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ. [راجع: ٤٠٩٨]

یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ پیچھے ہٹے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا کی پھر وہ ہمیشہ سب اونٹوں کے آگے ہی چلتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تیرا اونٹ کیسا ہے؟'' میں نے کہا: اچھا ہے، آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ہاتھ بیچتا ہے۔'' مجھے شرم آئی اور ہمارے پاس اور کوئی اونٹ پانی لانے کے لیے نہ تھا۔ آخر میں نے کہا: بیچتا ہوں۔ پھر میں نے اس اونٹ کو آپ ﷺ کے ہاتھ بیچ ڈالا اس شرط سے کہ میں اس پر سواری کروں گا مدینے تک۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں نوشہ ہوں (یعنی ابھی میرا نکاح ہوا ہے) مجھے اجازت دیجئے (لوگوں سے پہلے مدینہ جانے کی) آپ ﷺ نے اجازت دی میں لوگوں سے آگے بڑھ کر مدینہ آ پہنچا۔ وہاں میرے ماموں ملے۔ اونٹ کا حال پوچھا میں نے سب حال بیان کیا۔ انہوں نے مجھ کو ملامت کی (کہ ایک ہی اونٹ تھا تیرے پاس اور گھر والے بہت ہیں اس کو بھی تو نے بیچ ڈالا۔ اور اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ کریم کو جابر رضی اللہ عنہ کا فائدہ منظور ہے) جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کنواری سے شادی کی ہے یا نکاحی سے؟'' میں نے کہا: نکاحی سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے کیوں نہ کی؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔'' میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میرا باپ مر گیا یا شہید ہو گیا میری کئی بہنیں چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی تو مجھے برا معلوم ہوا کہ میں شادی کر کے اور ایک لڑکی لاؤں، ان کے برابر جو نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کو دبائے۔ اس لیے میں نے ایک نکاحی سے شادی کی تاکہ ان کو دابے اور تمیز سکھائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، میں اونٹ صبح ہی لے گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی قیمت مجھ کو دی اور اونٹ بھی پھیر دیا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٠١) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقْبَلْنَا مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَلَّ جَمَلِيْ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِيْهِ ثُمَّ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((بِعْنِيْ جَمَلَكَ هٰذَا)) قَالَ قُلْتُ: لَا بَلْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم لوگ مکہ سے مدینہ کو آئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو میرا اونٹ بیمار ہو گیا اور بیان کیا حدیث کو پورے قصہ کے ساتھ اور اس روایت میں یہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ہاتھ اپنا اونٹ بیچ ڈال۔'' میں نے کہا: وہ آپ ﷺ ہی کا ہے یا

((قَدْ اَخَذْتُ جَمَلَكَ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ)). [بخاري: ۲۳۰۹، ۲۷۱۸]

تیرا اونٹ چار دینار کو لیا اور تو اس پر چڑھ کر جا مدینہ تک۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ اقْتِرَاضِ الْحَيَوَانِ وَاسْتِحْبَابِ تَوْفِيَتِهِ خَيْرًا مِّمَّا عَلَيْهِ.

باب: جانوروں کا قرض لینا درست ہے اور اس سے بہتر دینا مستحب ہے۔

(٤١٠٨) عَنْ اَبِي رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَّجُلٍ بَكْرًا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَاَمَرَ اَبَا رَافِعٍ ؓ اَنْ يَّقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَرَجَعَ اِلَيْهِ اَبُوْ رَافِعٍ فَقَالَ: لَمْ اَجِدْ فِيْهَا اِلَّا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ: ((اَعْطِهِ اِيَّاهُ اِنَّ خِيَارَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)). [ابوداود: ۳۳٤٦؛ ترمذي: ۱۳۱۸؛ نسائي: ٤٦٣١؛ ابن ماجه: ۲۲۸۵]

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے اونٹ کا بچھڑا قرض لیا (یعنی چھ برس سے کم کا) پھر آپ ﷺ کے پاس صدقے کے اونٹ آئے۔ آپ ﷺ نے ابورافع رضی اللہ عنہ کو حکم کیا اس کا اونٹ ادا کرنے کا۔ ابورافع رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے لوٹ کر، اور کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں (ویسا کوئی بچھڑا) نہیں، اس سے بہتر پورے سات برس کے اونٹ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہی اس کو دیدے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض کو اچھی طرح سے ادا کریں۔"

(٤١٠٩) عَنْ اَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((فَاِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللّٰهِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)). [راجع: ٤١٠٨]

ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو مولیٰ تھے رسول اللہ ﷺ کے، کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کا جوان بچھڑا قرض لیا پھر بیان کیا اسی طرح اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "بہتر بندے اللہ کے وہ ہیں جو اچھی طرح سے قرض ادا کریں۔"

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: جانور کے قرض لینے میں تین مذہب ہیں ایک تو شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کا کہ سب جانوروں کا قرض لینا درست ہے مگر لونڈی، اس شخص کو قرض لینا درست نہیں جو اس سے جماع کر سکے اور جو جماع نہ کر سکے جیسے اس کا محرم یا عورت خنثیٰ تو درست ہے اور دوسرا مذہب مزنی اور ابن جریر اور داؤد رحمہ اللہ کا کہ لونڈی کا قرض لینا بھی درست ہے اسی طرح تمام حیوانات کا۔ تیسرا مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا کہ کسی جانور کا قرض لینا درست نہیں اور یہ حدیث رد کرتی ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو اور ان کا دعویٰ کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ بغیر دلیل کے قبول نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ قرض ادا کرتے وقت اس سے بہتر زیادہ دینا مستحب اور عمدہ صفت ہے اور یہ منع نہیں کیونکہ بلا شرط ہے اور منع وہ ہے جس میں شرط کی جائے۔ انتہی مختصراً

(٤١١٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَقٌّ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) فَقَالَ لَهُمْ: ((اشْتَرُوْا لَهُ سِنًّا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ)) فَقَالُوْا: اِنَّا لَا نَجِدُ اِلَّا سِنًّا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ سِنِّهِ قَالَ: ((فَاشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ ـ اَوْ خَيْرَكُمْ ـ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ پر قرض آتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو سخت کہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قصد کیا اس کو سزا دینے کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مقرر جس کا حق ہے اس کو کہنا زیبا ہے۔" (یہ اخلاق دلیل ہیں نبوت کے) پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "ایک اونٹ خرید کر اس کو دو۔" انہوں نے کہا: ہم کو تو اس کے اونٹ سے بہتر ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہی خرید کر اس کو دو۔ کیونکہ بہتر تم میں وہ لوگ ہیں جو قرض اچھی طرح ادا کریں۔"

[بخاری: ۲۳۰۵، ۲۳۰٦، ۲۳۹۰، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲٦۰٦، ۲٦۰۹، ۲٤۰۱؛ ترمذی: ۱۳۱۷؛ نسائی: ٤٦۳۲، ٤۷۰۷؛ ابن ماجہ: ۲٤۲۳]

○ ○ ○ ○

(٤١١١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: اسْتَقْرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سِنًّا فَأَعْطَاهُ سِنًّا فَوْقَهُ وَقَالَ: ((خِيَارُكُمْ مَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً)). [راجع: ٤١١٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ قرض لیا پھر اس سے بڑھ کر ایک اونٹ دیا اور فرمایا: ”بہتر تم میں وہ لوگ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کرتے ہیں۔“

(٤١١٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَقَاضَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعِيرًا فَقَالَ: ((أَعْطُوهُ سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ)) وَقَالَ: ((خَيْرُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً)). [راجع: ٤١١٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے بہتر اونٹ اس کو دے دو۔“ اور فرمایا: ”اچھا تم میں وہ ہے جو قرض کو اچھی طرح ادا کرے۔“

بَابُ جَوَازِ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مِنْ جِنْسِهِ مُتَفَاضِلًا.

باب: جانور کو جانور کے بدل کم زیادہ بیچنا درست ہے۔

(٤١١٣) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِعْنِيهِ)) فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ ((أَعَبْدٌ هُوَ؟)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک غلام آیا اور اس نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے ہجرت پر۔ آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ پھر اس کا مالک آیا اس کے لینے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو بیچ ڈال میرے ہاتھ۔“ آپ ﷺ نے دو کالے غلام دے کر اس کو خریدا۔ اس کے بعد کسی سے آپ ﷺ بیعت نہ لیتے: ”جب تک یہ پوچھ نہ لیتے غلام ہے (یا آزاد ہے) وہ۔“

[ابوداود: ۳۳۵۸؛ ترمذی: ۱۲۳۹، ۱۵۹٦؛ نسائی: ٤۱۹۵، ٤٦۳۵]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مالک بھی مسلمان ہوگا۔ اسی لیے اس نے دو کالے غلاموں کے بدلے بیچ ڈالا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ غلام بھی مسلمان ہوں گے اور نہیں جائز ہے مسلمان غلام کی بیع کافر کے ہاتھ اور احتمال ہے کہ اس کا مالک کافر ہو اور یہ دونوں کالے غلام بھی کافر ہوں اور اس سے حضور ﷺ کا کمال خلق ثابت ہوتا ہے آپ ﷺ نے یہ پسند نہ کیا کہ وہ غلام جس نے بیعت کی تھی اور آپ ﷺ کی صحبت چاہی ناامید پھیرا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک غلام کی بیع دو غلاموں کے بدلے درست ہے خواہ قیمت برابر ہو یا کم وبیش اور اس پر اجماع ہے علما کا جب دست بدست بیع ہو۔ اور یہی حکم ہے تمام جانوروں کا اور جو ادھار بیچے تو وہ بھی جائز ہے شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کے نزدیک اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

بَابُ الرَّهْنِ وَجَوَازِهِ فِي الْحَضَرِ كَالسَّفَرِ.

باب: گروی رکھنا سفر اور حضر دونوں میں جائز ہے۔

(٤١١٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک

(٤١٢٣) عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ)).
[راجع: ٤١٢٢]

معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”احتکار نہ کرے گا مگر گنہگار۔“

○ ○ ○ ○

(٤١٢٤) عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى.
[راجع: ٤١١٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ.

باب: بیع میں قسم کھانے کی ممانعت۔

(٤١٢٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلرِّبْحِ)). [بخاری: ٢٠٨٧؛ ابوداود: ٣٣٣٥؛ نسائی: ٤٤٧٣]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ”قسم چلانے والی ہے اسباب کی مٹانے والی ہے نفع کی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اگرچہ قسم کھانے سے خریدار دھوکے میں آ جاتا ہے اور مال نکل جاتا ہے پر ایسے شخص کو برکت نہیں ہوتی اور آئندہ نفع مٹ کر نقصان لاحق ہوتا ہے اور دکان برباد ہو جاتی ہے۔

(٤١٢٦) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ)).
[نسائی: ٤٤٧٢؛ ابن ماجہ: ٢٢٠٩]

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچو تم بہت قسم کھانے سے بیع میں اس لیے کہ وہ مال کی نکاسی کرتی ہے پھر مٹا دیتی ہے۔“ (برکت کو)۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الشُّفْعَةِ.

باب: شفعہ کا بیان۔

(٤١٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ شَرِيكٌ فِي رَبْعَةٍ أَوْ نَخْلٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَإِنْ كَرِهَ تَرَكَ)).

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا کوئی شریک ہو زمین میں یا باغ میں تو اس کو اپنا حصہ بیچنا درست نہیں (اور کسی کے ہاتھ) جب تک اپنے شریک کو اطلاع نہ دے۔ پھر اگر وہ راضی ہو تو لے لے اور اگر ناراض ہو تو چھوڑ دے۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: شریک کو سب کے نزدیک شفعہ کا استحقاق ہے جب تک جائیداد کی تقسیم نہ ہو جائے اور شفعہ خاص ہے جائیداد غیر منقولہ سے اور نہیں ہے شفعہ جانور یا کپڑے اور مال یا متاع میں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: یہ قول شاذ ہے کہ شفعہ اسباب میں ہے اور یہی روایت ہے عطاء رحمہ اللہ سے اور ہر ایک شئے میں یہاں تک کہ کپڑے میں بھی اور یہ ابن منذر رحمہ اللہ نے عطاء سے نقل کیا ہے اور جائیداد قسمت شدہ میں شفعہ جوار سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہ مذہب ہے کہ جوار سے شفعہ نہیں اور ابن منذر رحمہ اللہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور عمر بن عبد العزیز اور زہری اور یحییٰ انصاری اور ابو الزناد اور ربیعہ اور مالک اور اوزاعی اور مغیرہ اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور رحمہم اللہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ کے نزدیک جوار سے شفعہ ثابت ہوتا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے دلیل کی ہے کہ شفعہ اسی عقار میں ہے جو قابل قسمت ہو تو حمام صغیر یا چکی میں شفعہ نہیں ہے اور اس شخص نے بھی دلیل لی ہے جو غیر قابل قسمت میں بھی شفعہ کا قائل ہوا ہے اور شریک کا لفظ عام ہے شامل ہے مسلمان اور کافر اور ذمی کو مسلمان پر دعویٰ شفعہ کا ہو سکتا ہے جیسے مسلمانوں کو ذمی پر یہی قول ہے شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا اور شعبی اور حسن اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک ذمی کو مسلمان پر شفعہ نہیں ہے اور اعرابی کو شفعہ ہے جیسے شہری کو۔ یہی قول ہے شافعی اور ثوری اور ابوحنیفہ اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا۔ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو شہر میں نہیں رہتا اس کو شفعہ نہیں ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک اطلاع نہ دے۔“ تو اطلاع دینا ہمارے نزدیک مستحب ہے۔ اور بغیر اطلاع کے بیچنا مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں ہے اور جو اطلاع دینے کے بعد شریک نے اجازت دے دی تو پھر شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی قول ہے شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب کا اور حکم اور ثوری اور ابوعبید رحمہم اللہ اور ایک طائفہ اہل حدیث کے نزدیک پھر دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں ان دونوں مذہبوں کے موافق۔ واللہ اعلم (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٤١٢٨) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَّمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَايَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. [ابوداود: ٣٥١٣؛ نسائی: ٤٦٦٠، ٤٧١٥]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے شفعہ کا ہر ایک مشترک مال میں جو بٹا نہ ہو، زمین ہو یا باغ۔ ایک شریک کو درست نہیں کہ دوسرے شریک کو اطلاع دیئے بغیر اپنا حصہ بیچ ڈالے، پھر دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔ اب اگر بغیر اطلاع کے بیچ ڈالے تو وہ شریک زیادہ حق دار ہے۔ (غیر شخص سے اسی دام کو خود لے سکتا ہے)۔

(٤١٢٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ شِرْكٍ فِيْ أَرْضٍ أَوْ رَبْعٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يَعْرِضَ عَلٰى شَرِيْكِهِ فَيَأْخُذَ أَوْ يَدَعَ فَإِنْ أَبٰى فَشَرِيْكُهُ أَحَقُّ بِهِ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ)). [راجع: ٤١٢٨]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”شفعہ ہر ایک مشترکہ مال میں ہے زمین اور گھر اور باغ میں ایک شریک کو درست نہیں کہ اپنا حصہ بیچے جب تک دوسرے شریک سے کہہ نہ لے پھر وہ لے یا چھوڑ دے اگر نہ کہے تو دوسرا شریک زیادہ ترحقدار ہے جب تک اس کو خبر نہ ہو۔“ (اور وہ چھوڑ نہ دے)۔

بَابُ غَرْزِ الْخَشَبَةِ فِيْ جِدَارِ الْجَارِ.

باب: ہمسایہ کی دیوار میں لکڑی گاڑنا۔

(٤١٣٠) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ)) قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ: مَالِيْ أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ؟ وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ. [بخاری: ٢٤٦٣؛ ابوداود: ٣٦٣٤؛ ترمذی: ١٣٥٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی تم سے اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔“ (کیونکہ یہ مروت کے خلاف ہے اور اپنا کوئی نقصان نہیں بلکہ اگر ہمسایہ ادھر چھت ڈالے تو اور دیوار کی حفاظت ہے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے (لوگوں سے) میں دیکھتا ہوں تم اس حدیث سے دل چراتے ہو قسم اللہ کی! میں اس کو بیان کروں گا تم لوگوں میں۔

فائدہ: اصل ترجمہ یہ ہے کہ ڈالوں گا اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں میں یا تمہارے اطراف میں اگر اکنافکم۔ نون سے پڑھیں۔ اب اختلاف کیا ہے علماء نے کہ آیا یہ حکم وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے۔ اصح ہے کہ استحباباً ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کا اور احمد اور ابوثور اور اصحاب حدیث رحمہم اللہ کے نزدیک واجب ہے۔

(٤١٣١) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع: ٤١٣٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا.

باب: ظلم کرنا اور دوسرے کی زمین چھیننا حرام ہے۔

(٤١٣٢) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ)).

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک بالشت برابر زمین ظلم سے لے لے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو سات زمینوں کا طوق پہنا دے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے بھی سات طبقے ہیں جیسے آسمان سات ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ اور مماثلت کی تاویل ہیئت یا شکل سے خلاف ہے ظاہر کے۔ اسی طرح سے سات زمینوں سے سات اقلیمیں مراد لینا، یہ بعید ہے ورنہ ایک اقلیم کی ایک بالشت بھر زمین غصب کرنے سے ساتوں اقلیم کی زمین کا طوق بنانے کی کوئی وجہ نہ تھی برخلاف اس کے جب زمین کے سات طبقہ ہوں۔ کیونکہ ایک بالشت بھر کے بھی سات طبقہ ہوں گے جو تابع ہوں گے اس کے اور طوق بنانے سے یہ غرض ہے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی اس کے اٹھانے کی اور گردن کے طوق کی طرح پہنائی جائے گی۔ اور اس کی گردن لمبی کر دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

(٤١٣٣) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَرْوٰى خَاصَمَتْهُ فِي بَعْضِ دَارِهِ فَقَالَ: دَعُوهَا وَإِيَّاهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) اَللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا قَالَ: فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَوَقَعَتْ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا.

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے (جو بڑے صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سے) اروی بنت اویس لڑی گھر کی زمین میں، انہوں نے کہا: جانے دو اور دے دو اس کو جو دعویٰ کرتی ہے کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص بالشت برابر زمین ناحق لے لے اللہ اس کو ساتوں زمین کا طوق پہنا دے گا قیامت کے روز۔'' یا اللہ! اگر اروی جھوٹی ہے تو اس کی بینائی کھو دے اور گھر ہی میں اس کی قبر بنا دے۔ راوی نے کہا: پھر میں نے اروی کو دیکھا اندھی ہو گئی تھی دیواروں کو ٹٹولتی تھی اور کہتی تھی: سعید کی بددعا مجھے لگی ہے ایک روز وہ جا رہی تھی اپنے گھر میں کنوئیں میں گر پڑی وہی اس کی قبر ہو گئی (معاذ اللہ! ظلم اور ایذا رسانی کی یہی سزا ہے)۔

(٤١٣٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَرْوٰى بِنْتَ أُوَيْسٍ ادَّعَتْ عَلٰى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَخَاصَمَتْهُ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ

ہشام بن عروہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ اروی بنت اویس نے دعویٰ کیا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے میری زمین کچھ لے لی ہے پھر جھگڑا کیا ان سے مروان بن حکم کے پاس (جو حاکم تھا مدینہ کا) سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: بھلا میں اس کی زمین لوں گا اور میں سن چکا ہوں رسول اللہ ﷺ سے، مروان نے پوچھا: تم کیا سن چکے ہو رسول

اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ)) فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا اَسْئَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ! اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِیْ اَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا ثُمَّ بَيْنَا هِیَ تَمْشِیْ فِیْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِیْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. [بخاری: ۳۱۹۸]

اللہ ﷺ سے، انہوں نے کہا: میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جوشخص بالشت بھرزمین کسی کی ظلم سے اڑا لے تو اللہ تعالیٰ اس کو سات زمین تک کا طوق پہنا دے گا۔'' مروان نے کہا: اب میں تم سے گواہ نہیں مانگنے کا، اس کے بعد سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! اگر اروی جھوٹی ہے تو اس کی آنکھ اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو مار۔ راوی نے کہا: پھر اروی نہیں مری یہاں تک اندھی ہوگئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں جا رہی تھی گڑھے میں گری اور مرگئی۔



(٤١٣٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)). [راجع: ٤١٣٤]

سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص ایک بالشت بھر زمین لے لے ظلم سے اللہ تعالیٰ اس کا طوق بنا دے گا سات زمینوں میں سے قیامت کے دن۔

(٤١٣٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا طَوَّقَهُ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص بالشت بھر زمین ناحق نہ لے نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا طوق بنا دے گا سات زمینوں تک قیامت کے دن۔''

(٤١٣٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ وَكَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْمِهٖ خُصُوْمَةٌ فِیْ اَرْضٍ وَاَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا اَبَا سَلَمَةَ! اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)). [بخاری: ۲۴۵۳، ۳۱۹۵]

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے، ابوسلمہ نے ان سے بیان کیا ان کے اور ان کی قوم کے بیچ میں جھگڑا تھا ایک زمین میں۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا: اے ابوسلمہ! بچارہ زمین سے (یعنی ناحق کسی کی زمین لینے سے) اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظلم کرے بالشت بھر زمین کے برابر اللہ تعالیٰ اس کو سات زمین کا طوق پہنا دے گا۔''



(٤١٣٨) عَنْ يَحْيٰى اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ. [راجع: ٤١٣٧]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



بَابُ قَدْرِ الطَّرِيْقِ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ.

باب: جب راہ میں اختلاف ہو تو کتنی راہ رکھنا چاہیے۔

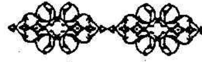
(٤١٣٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((اِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ)). ''جب تم راہ میں اختلاف کرو تو اس کی چوڑان سات ہاتھ رکھ لو''۔



فائدہ: کیونکہ اس قدر کافی ہے آدمی اور جانور کے گزرنے کے لیے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اختلاف کی صورت میں ہے لیکن اگر زمین والے باہمی متفق ہوں تو جس طرح چاہیں راستہ نکالیں ان پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

فرائض یعنی ورثہ کا بیان

بَابُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ.

باب: مسلمان کافر کا اور اسی طرح کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

(٤١٤٠) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) . [بخاری: ٦٧٦٤، ٤٢٨٣؛ ابوداود: ٢٩٠٩؛ ترمذی: ٢١٠٨؛ ابن ماجه: ٢٧٢٩]

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں وارث ہو گا کافر مسلمان کا نہ مسلمان کافر کا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس پر اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہ ہو گا لیکن مسلمان تو وہ بھی کافر کا وارث نہ ہو گا جمہور علما کے نزدیک۔ اور ایک طائفہ کے نزدیک وارث ہو گا اور یہی مذہب ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا اور صحیح جمہور کا قول ہے اور مرتد بھی مسلمان کا وارث نہ ہو گا اسی طرح مسلمان مرتد کا۔ امام شافعی اور مالک اور ربیعہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہم اللہ کے نزدیک بلکہ اس کا مال مسلمانوں کی لوٹ میں شریک کیا جائے گا اور امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک مسلمان مرتد کا وارث ہو گا اور یہی مروی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور جماعت سلف سے لیکن ثوری رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جو مال اس نے ارتداد کی حالت میں کمایا وہ مسلمان کا ہو گا اور دوسرے علما کے نزدیک سب اس کے وارث کا ہو گا جو مسلمان ہیں لیکن کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے جیسے یہودی نصرانی کا اور نصرانی یہودی کا اور مجوسی یہودی یا نصرانی کا اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک نہ ہو گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حربی ذمی کا وارث نہ ہو گا نہ ذمی حربی کا اسی طرح اگر دو حربی دو مختلف سلطنتوں میں ہوں وہ بھی آپس میں وارث نہ ہوں گے جب ان دو سلطنتوں میں جنگ ہو۔ انتہٰی مختصراً

بَابُ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

باب: فرائض کو ان کے حق داروں کو دینے اور بقیہ قریبی مرد کو دینے کا بیان۔

(٤١٤١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)) . [بخاری: ٦٧٣٢، ٦٧٣٥، ٦٧٣٧، ٦٧٤٦؛ ابوداود: ٢٨٩٨؛ ترمذی: ٢٠٩٨؛

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حصہ والوں کو ان کے حصے دے دو پھر جو بچے وہ اس شخص کا ہے جو سب سے زیادہ میت سے نزدیک ہو۔“

ابن ماجه: ٢٧٤٠]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی عصبہ کو دے دو لیکن عصبہ قریب کے ہوتے ہوئے عصبہ بعید وارث نہ ہوگا۔ عصبہ والے یعنی اصحاب الفرائض وہ لوگ ہیں جن کے حصے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مقرر کر دیئے جیسے بیٹی ماں، باپ، خاوند، جورو، بہن وغیرہ۔ اب میت کا مال بعد ادائے قرض اور وصیت کے جو بچے گا وہ حصوں کے موافق پہلے ان وارثوں کو ملے گا اس کے بعد جو بچ رہے گا وہ نزدیک کے عصبہ کو دیا جائے گا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور نزدیک عصبہ کے ہوتے ہوئے دور والا وارث نہ ہوگا مثلاً کسی نے بیٹی بھائی اور چچا کو چھوڑا۔ بیٹی کو آدھا ملے گا اور باقی بھائی کو اور چچا کو کچھ نہ ملے گا۔

(٤١٤٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

[راجع: ٤١٤١]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بانٹ دو مال کو اصحاب فرائض میں موافق اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پھر جو بچ رہے ان سے وہ نزدیک والے مرد کا حصہ ہے۔'' (مثلاً بیٹے کا یا پوتے کا اس کے بعد باپ کا اس کے بعد بھائی یا دادا کا اس کے بعد بھتیجے کا یا بھتیجے کے بیٹوں کا یا پوتوں کا اس کے بعد چچا کا اس کے بعد چچا کے بیٹوں کا اس کے بعد باپ کے چچا کا اس کے بعد ان کے بیٹوں کا اس کے بعد دادا کے چچا کا اس کے بعد اس کے بیٹوں کا اس کے بعد باپ کے دادا کے چچا کا اس کے بعد اس کے بیٹوں کا علیٰ ہذا القیاس اور حقیقی مقدم ہوگا علاتی پر اور علاتی بھائی حقیقی بھتیجے پر مقدم ہوگا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٤٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ اَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)). [راجع: ٤١٣٣]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ مال اللہ کی کتاب کے مطابق اہل فرائض میں تقسیم کرو اور جو کچھ ذوی الفروض چھوڑیں قریبی مرد اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤١٤٤) عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ وَرَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ. [راجع: ٤١٤١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مِيْرَاثِ الْكَلَالَةِ.

باب: کلالہ کی وراثت کا بیان۔

(٤١٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَرِضْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَعُوْدَانِيْ مَاشِيَانِ فَاُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَاَفَقْتُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَقْضِ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں بیمار ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں پیدل میرے پوچھنے کو آئے۔ میں بے ہوش ہو گیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پھر وضو کا پانی میرے اوپر ڈالا مجھے ہوش آ گیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ اخیر تک۔

٤/ النسآء: ١٧٦] [بخاري: ٥٦٥١، ٦٧٢٣، ٧٣٠٩؛ ابوداود: ٢٨٨٦؛ ترمذي: ٢٠٩٧، ٣٠١٥؛ نسائي: ١٣٨؛ ابن ماجه: ٢٧٢٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے بیمار پرسی کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیمار پرسی کے لیے پیدل جانا بہتر ہے۔ اور وضو کے پانی ڈالنے سے یہ بات نکلی کہ آثار صالحین سے برکت لینا درست ہے جیسے ان کے بچے کھانے یا پانی وغیرہ سے اور ان کے ساتھ کھانے اور پینے سے اور ہمارے اصحاب نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ مستعمل پانی وضو یا غسل کا پاک ہے، اور رد کیا ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جو اس کی نجاست کے قائل ہیں حالانکہ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ مراد وضو کے پانی سے وہ ہو جو برتن میں وضو کے بعد بچ رہا ہو لیکن زیادہ برکت تو اسی پانی میں ہوگی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے شریفہ سے وضو میں لگا ہو اور اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مریض کی وصیت جائز ہے اگرچہ بعض وقت اس کی عقل جاتی رہے بشرطیکہ وصیت حالت افاقہ اور ہوش میں ہو۔ انتهى مختصرًا

(٤١٤٦) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فِي بَنِي سَلِمَةَ يَمْشِيَانِ فَوَجَدَانِي لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ مِنْهُ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ: كَيْفَ اَصْنَعُ فِي مَالِي؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَنَزَلَتْ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾

[٤/ النسآء: ١١] [بخاري: ٤٥٧٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بیمار پرسی کی میری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی سلمہ میں پیدل آکر تو دیکھا مجھے بے ہوش۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اور وضو کیا۔ پھر اس پانی سے تھوڑا مجھ پر چھڑکا، مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے مال کا کیا کروں؟ (یعنی کیونکر بانٹوں) تب یہ آیت اتری: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ اخیر تک۔

○ ○ ○ ○

(٤١٤٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا مَرِيْضٌ وَمَعَهُ اَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي قَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهِ فَاَفَقْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ؟ قَالَ: فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ.

[بخاري: ١٩٤، ٥١٧١، ٧٦٤٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اور میں بیمار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دونوں پیدل آئے۔ مجھ کو بے ہوش پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، مجھے ہوش آ گیا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

○ ○ ○ ○

(٤١٤٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّاَ فَصَبُّوْا عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بیمار تھا بے ہوش۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا۔ مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ترکہ تو کلالہ کا ہوگا (کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو نہ باپ۔ اس کی تفسیر آگے آئے گی) تب میراث کی آیت اتری۔ شعبہ

﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ قَالَ: هٰكَذَا أُنْزِلَتْ.

نے کہا: میں نے محمد بن منکدر سے کہا: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ انہوں نے کہا: اسی طرح اتری۔

(٤١٤٩) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ وَالْعَقَدِيِّ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرْضِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ شُعْبَةَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ. [راجع: ٤١٤٨]

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی بیان ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٠) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ خَطَبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ؟)) وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ. [راجع: ١٢]

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جمعہ کے دن تو ذکر کیا جناب رسول اللہ ﷺ کا۔ اور ذکر کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا، پھر کہا: میں اپنے بعد کوئی مسئلہ ایسا مشکل نہیں چھوڑتا جیسے کلالہ کا مسئلہ۔ اور میں نے کوئی مسئلہ ایسا بار بار نہیں پوچھا رسول اللہ ﷺ سے جیسے کلالہ کا پوچھا۔ اور آپ ﷺ نے بھی ایسی سختی کسی بات میں نہیں کی مجھ سے جیسے کلالہ میں کی، یہاں تک کہ اپنی انگلی مبارک میرے سینے میں کونچی اور فرمایا: اے عمر! تجھ کو بس نہیں ہے وہ آیت جو گرمی کے موسم میں اتری سورہ نساء کے اخیر میں۔'' پھر کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اگر میں جیوں گا، تو کلالہ کے باب میں ایسا حکم (صاف صاف) دوں گا کہ اس کے موافق ہر شخص فیصلہ کرے جو قرآن پڑھتا ہے اور جو نہیں پڑھتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلالہ کے فیصلہ میں دیر کی اس لیے انہوں نے خوب غور نہ کیا ہوگا اور ان کی رائے جب تک قائم نہ ہوئی ہوگی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے سختی کی تاکہ وہ بھروسہ نہ کریں اس پر جو وارد ہے نص میں اور استنباط اور غور اور فکر چھوڑ نہ دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ [٤/ النساء: ٨٣] تو استنباط واجبات ضروری میں سے ہے کیونکہ نصوص صریحہ بہت قلیل ہیں اور اگر استنباط چھوڑ دیا جائے تو بہت سے واقعات میں فیصلہ دشوار ہوگا۔ اب کلالہ کے اشتقاق میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر کے نزدیک وہ تکلل سے نکالا گیا ہے۔ جس کے معنی ایک کنارے میں پڑ جانا۔ مثلاً چچا کا بیٹا وہ کلالہ ہے کیونکہ نسب کے خط سے ایک طرف پڑ گیا ہے اور بعض نے کہا: تکلل کے معنی گھیرنے کے ہیں۔ اور اسی سے ہے اکلیل جو سر کو گھیرتی ہے اور بعض نے کہا اکل الشے سے نکلا ہے۔ جب وہ شے دور ہو۔ اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ کلالہ سے آیت میں کیا مراد ہے کئی اقوال پر ایک یہ ہے کہ کلالہ سے مراد وراثت ہے۔ جب میت کی اولاد نہ ہو، نہ والد ہو۔ دوسرے یہ کہ کلالہ اس میت کا نام ہے جس کا نہ ولد ہو نہ والد۔ خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت۔ تیسرے یہ کہ کلالہ ان وارثوں کو کہتے ہیں جن میں نہ ولد ہو نہ والد۔ چوتھی یہ کہ کلالہ اس مال موروث کو کہتے ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو اگر چہ اس کا باپ یا دادا ہو تو وہ بھائیوں کو میراث دلاتے ہیں باپ کے ساتھ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اور یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ لیکن یہ روایت باطل ہے صحیح نہیں، صحیح وہی ہے جو جماعت علما نے کہا اور بعض علما نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو نہ باپ۔ اگر وارثوں میں دادا بھی ہو تو وہ کلالہ ہوں گے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور جب وارثوں میں بیٹی ہو تو وہ کلالہ ہوں گے جمہور علما کے نزدیک۔ کیونکہ بھائی بہن بیٹی کے ساتھ وارث ہوتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک بیٹی کے ہوتے ہوئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) بہن کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ﴾ اور یہی مذہب ہے داؤد رحمہ اللہ کا۔ اور شیعوں نے کہا: بیٹی ہونے سے وارث کلالہ نہ ہوں گے کیونکہ ان کے نزدیک بیٹی کے ہوتے ہوئے بہنوں کو کچھ نہیں ملتا اور سب مال بیٹی کا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(٤١٥١) عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اٰخِرُ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْكَلَالَةِ.

باب: بلحاظ نزول آیت کلالہ سب سے آخر میں اترنے کا بیان۔

(٤١٥٢) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾. [٤/ النساء: ١٧٦]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اخیر آیت جو اتری یہ ہے ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٣) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اٰخِرُ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْكَلَالَةِ وَاٰخِرُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ بَرَاءَةٌ. [بخاري: ٤٦٠٥، ٤٦٥٤؛ ابوداود: ٢٨٨٨]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اخیر آیت جو اتری کلالہ کی آیت ہے۔ اور اخیر سورت جو اتری سورۂ براءت ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٤) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اٰخِرَ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ تَامَّةً سُوْرَةُ التَّوْبَةِ وَاَنَّ اٰخِرَ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْكَلَالَةِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اخیر سورت جو پوری اتری سورۂ توبہ ہے اور اخیر آیت جو اتری کلالہ کی آیت ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٥) عَنِ الْبَرَاءِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: اٰخِرُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ كَامِلَةً.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٦) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اٰخِرُ اٰيَةٍ اُنْزِلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ﴾. [ترمذي: ٣٠٤١]

براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اخیر آیت جو اتری ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ﴾ ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

متروکہ مال ورثاء کے لیے ہے۔

(٤١٥٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمَيِّتِ عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْاَلُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ؟)) فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ وَاِلَّا قَالَ: ((صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ)) فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ: ((اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنازہ آتا تھا۔ اور وہ قرض دار ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے: "کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے، جو اس کے قرضہ کو کافی ہو؟" اگر لوگ کہتے: ہاں چھوڑا ہے تو نماز پڑھتے اور نہیں تو لوگوں سے فرما دیتے: "تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔" پھر جب اللہ تعالیٰ نے کھول دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مال کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں زیادہ عزیز ہوں مؤمنوں کا خود ان کی جانوں سے (یہ انتہائی محبت ہے کہ خود ان سے زیادہ ان کے دوست ہوئے) اب جو کوئی

تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ)). [بخاري: ٦٧٣١]

قرضدار مرے تو قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا۔ آپ ﷺ قرضدار پر اس لیے نماز نہ پڑھتے تھے تا کہ لوگ جو زندہ ہیں ان کو ڈر پیدا ہو اور وہ قرض کی ادائیگی میں کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو کہ مر جائیں اور رسول اللہ ﷺ ان پر نماز نہ پڑھیں اور یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب حضور ﷺ کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ لوگوں کا قرض اپنے پاس سے ادا کرتے۔ یہ حدیث بھی حضور ﷺ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ سوا نبی کے اور کسی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ لوگوں کا قرض اپنے ذمہ لے اور مال ان کے وارثوں کو دلائے۔ بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ قرض مسلمانوں کے مال میں سے دلاتے۔ اور بعض نے کہا خاص اپنے مال میں سے اور بعض نے کہا: یہ فعل آپ ﷺ پر واجب تھا۔ بعض نے کہا: آپ ﷺ تبرعاً کرتے تھے اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے کہ جو کوئی قرضدار مرے اس کا قرضہ بیت المال سے ادا کیا جائے یا نہیں۔ (نووی مختصراً)

(٤١٥٨) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثَ. [بخاري: ٢٣٩٨، ٥٣٧١؛ ترمذي: ١٠٧٠؛ نسائي: ١٩٦٢؛ ابن ماجه: ٢٤١٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٥٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَأَنَا مَوْلَاهُ وَأَيُّكُمْ تَرَكَ مَالًا فَإِلَى الْعَصَبَةِ مَنْ كَانَ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے زمین پر کوئی ایسا مؤمن نہیں جس کے ساتھ سب سے زیادہ میں قریب نہ ہوں تو جو کوئی تم میں سے قرضہ یا بال بچے چھوڑ جائے میں اس کا مددگار ہوں (یعنی اسکا قرض ادا کرنا اس کے بال بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے) اور جو کوئی تم میں سے مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارث کا ہے جو کوئی ہو۔"

❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٦٠) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِينَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَادْعُونِي فَأَنَا وَلِيُّهُ وَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ مَالًا فَلْيُؤْثَرْ بِمَالِهِ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانَ)).

ہمام بن منبہ سے روایت ہے وہ یہ ہے جو حدیث بیان کی ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اور بیان کیں کئی حدیثیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "میں نزدیک زیادہ ہوں ان مؤمنوں کا خود ان کی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بموجب اس آیت ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ پھر جو تم میں سے قرض یا بال بچے چھوڑ جائے مجھ کو بلاؤ میں ان کا ذمہ دار ہوں اور جو کوئی تم میں سے مال چھوڑ جائے تو وہ اس کا عصبہ لے لے جو کوئی ہو۔"

❖ ❖ ❖ ❖

(٤١٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِلْوَرَثَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا)). [بخاري: ٢٣٩٨، ٦٧٦٣؛ ابوداود: ٢٩٥٥]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو کوئی بوجھ چھوڑ جائے (قرض یا بال بچے) وہ ہماری طرف ہے۔"

(٤١٦٢) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ ((وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا وَلِيتُهُ)). [راجع: ٤١٦١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْهِبَاتِ

ہبہ اور صدقہ کے مسائل

بَابُ كَرَاهَةِ شِرَاءِ الْإِنْسَانِ مَا تَصَدَّقَ بِهِ مِمَّنْ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ .

باب: جس کو جو چیز صدقہ دے پھر اس سے وہی چیز خریدنا مکروہ ہے۔

(٤١٦٣) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيْقٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ صَاحِبُهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ)). [بخاری: ١٤٩٠، ٢٦٢٣، ٢٩٧٠، ٣٠٠٣؛ نسائی: ٢٦١٤؛ ابن ماجہ: ٢٣٩٠]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے ایک عمدہ گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا۔ پھر جس کو دیا تھا اس نے اس کو تباہ کر دیا میں سمجھا کہ یہ اس کو اب سستے دام میں بیچ ڈالے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مت خرید کر اس کو اور مت پھیر اپنے صدقے کو اس لیے کہ صدقہ لوٹانے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے پھر اس کو کھانے جاتا ہے۔“



(٤١٦٤) عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ((لَا تَبْتَعْهُ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ)). [راجع: ٤١٦٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ”تو اس کو نہ خرید اگرچہ وہ تجھے ایک درہم کے بدلے میں دے۔“

(٤١٦٥) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَقَدْ أَضَاعَهُ وَكَانَ قَلِيْلَ الْمَالِ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أُعْطِيْتَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ مَثَلَ الْعَائِدِ فِيْ صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ)). [راجع: ٤١٦٣]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے ایک گھوڑا دیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں، پھر دیکھا تو وہ جس کے پاس تھا اس نے تباہ کر دیا، اس کو (گھاس اور دانے کی بے خبری سے) اور وہ نادار تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا پھر خریدنا اس کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مت خرید اس کو اگرچہ ایک درہم کو ملے کیونکہ مثال اس کی جو لوٹائے اپنے صدقے میں مثال کتے کی ہے لوٹتا ہے قے کر کے پھر کھانے کو۔“



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ نہی تنزیہی ہے نہ تحریمی اور صدقہ میں لوٹانا درست نہیں البتہ اگر اپنی اولاد کو ہبہ کرے تو رجوع کر سکتا ہے۔

(٤١٦٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ وَرَوْحٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ.

[راجع: ٤١٦٣]

○ ○ ○ ○

(٤١٦٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

[بخاری: ٢٩٧١، ٣٠٠٢؛ ابوداود: ١٥٩٣]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا دیا اللہ کی راہ میں پھر دیکھا تو وہ گھوڑا بک رہا تھا۔ انہوں نے اس کو خریدنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''مت خرید اس کو اور مت لوٹا اپنے صدقہ کو۔''

○ ○ ○ ○

(٤١٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ. [راجع: ٢٧٧٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٦٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ رَآهَا تُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ يَا عُمَرُ!)).

ترجمہ وہی جو گزرا اس میں یہ ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے ''مت لوٹ اپنے صدقے میں اے عمر۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ.

باب: صدقہ دے کر لوٹانا حرام ہے۔

(٤١٧٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ)). [بخاری: ٢٦٢١؛ ابوداود: ٣٥٣٨؛ نسائی: ٣٢٩٩، ٣٢٩٩؛ ابن ماجه: ٢٣٨٥]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مثال اس کی جو لوٹاتا ہے اپنے صدقے کو مثال کتے کی ہے تے کر کے پھر جاتا ہے اس کے کھانے کو۔''

○ ○ ○ ○

(٤١٧١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ يَذْكُرُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٤١٧٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٧٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ. [راجع: ٤١٧٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٧٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ يَعُودُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ)). [راجع: ٤١٧٠]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''مثال اس شخص کی جو صدقہ دے پھر اس کو لینا چاہے، کتے کی سی ہے جو تے کرتا ہے پھر تے کو کھاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤١٧٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ)). [راجع: ٤١٧٠]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ میں لوٹنے والا مثل اس کے ہے جو قے کر کے پھر کھانے جائے اس کو۔''

(٤١٧٥) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤١٧٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤١٧٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ)). [بخاري: ٢٥٨٩؛ نسائي: ٣٦٩٣، ٣٧٠٣]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کو لوٹانے والا مثل کتے کے ہے جو قے کر کے پھر اپنی قے کو کھانے جاتا ہے۔''



بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيْلِ بَعْضِ الْأَوْلَادِ فِي الْهِبَةِ.

باب: بعض لڑکوں کو کم دینا اور بعض کو زیادہ دینا مکروہ ہے۔

(٤١٧٧) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ رضي الله عنه أَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟)) فَقَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَارْجِعْهُ)).

[بخاري: ٢٥٨٦؛ ترمذي: ١٣٦٧؛ نسائي: ٣٦٧٤، ٣٦٧٥، ٣٦٧٦، ٣٦٧٧؛ ابن ماجه: ٢٣٧٦]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے اور کہا: میں نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو نے اپنے اور لڑکوں کو بھی ایسا ہی ایک ایک غلام دیا ہے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس سے بھی پھیر لے۔''



فائدہ: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اپنی اولاد کو صدقہ دے کر اس سے رجوع کر سکتا ہے اور وہ منع نہیں ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اولاد کو دینے میں برابری کرنی چاہیے۔ اور لڑکا لڑکی دونوں برابر ہیں اور بعض نے لڑکے کے دو حصے رکھے ہیں اور لڑکی کا ایک۔ اگر ایک کو زیادہ دے اور دوسرے کو کم تو امام شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے اور حرام نہیں ہے۔ اور ہبہ صحیح ہے اور طاؤس اور عروہ اور مجاہد اور ثوری اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک حرام ہے اور ہبہ باطل ہے۔

(٤١٧٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَتٰى بِيْ أَبِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ: ((أَكُلَّ بَنِيْكَ نَحَلْتَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَارْدُدْهُ)). [راجع: ٤١٧٧]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو یہ غلام تحفہ میں دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ''کیا سب بیٹوں کو تو نے تحفہ دیا؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس سے واپس لے لو۔''

(٤١٧٩) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهِمَا ((أَكُلَّ بَنِيْكَ)) وَفِيْ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے

حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ عُيَيْنَةَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ؟))
وَرِوَايَةُ اللَّيْثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدِ
ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ بَشِيرًا جَاءَ بِالنُّعْمَانِ.

[راجع: ٤١٧٧]

○ ○ ○ ○

(٤١٨٠) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: وَقَدْ أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هٰذَا الْغُلَامُ؟)) قَالَ: أَعْطَانِيهِ أَبِي قَالَ: ((فَكُلَّ إِخْوَتِهِ أَعْطَيْتَهُ كَمَا أَعْطَيْتَ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَرُدَّهُ)). [ابوداود: ٣٥١٣؛ نسائی: ٣٦٧٨]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے باپ نے ان کو ایک غلام دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیسا غلام ہے؟“ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھ کو دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے باپ سے کہا: ”کیا تو نے نعمان کے سب بھائیوں کو ایسا ہی غلام دیا ہے جیسا نعمان کو دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس سے پھیر لے۔“

(٤١٨١) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلٰى صَدَقَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ)) فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ.
[بخاری: ٢٥٨٧، ٢٦٥٠؛ ابوداود: ٣٥٤٢؛ نسائی: ٣٦٨١، ٣٦٨٢، ٣٦٨٤؛ ابن ماجه: ٢٣٧٥]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میرے باپ نے کچھ مال اپنا مجھے ہبہ کیا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا بولی: میں جب خوش ہوں گی تو اس پر گواہ کردے رسول اللہ ﷺ کو۔ میرا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انصاف کرو اپنے مال میں۔“ پھر میرے باپ نے وہ ہبہ پھیر لیا۔

○ ○ ○ ○

(٤١٨٢) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهُوبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوٰى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ فَقَالَتْ: لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَا وَهَبْتَ لِابْنِي فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لِابْنِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بَشِيرُ! أَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان کی ماں بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے ان کے باپ سے سوال کیا کہ اپنے مال میں سے کچھ ہبہ کردیں ان کے بیٹے کو (یعنی نعمان کو) لیکن بشیر نے ایک سال تک ٹالا۔ پھر وہ مستعد ہوئے ہبہ کرنے کو تو ان کی ماں بولی: میں راضی نہیں ہوں گی جب تک تم گواہ نہ کرو جناب رسول اللہ ﷺ کو اس ہبہ پر، تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور میں ان دنوں لڑکا تھا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی ماں بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے یہ چاہا ہے کہ آپ ﷺ گواہ ہو جائیں اس ہبہ پر جو میں نے اس لڑکے کو کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بشیر! کیا سوا اس کے اور بھی تیرے لڑکے ہیں؟“ بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان

قَالَ: ((فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)). [راجع: ٤١٨١]

کو بھی تو نے ایسا ہی ہبہ کیا ہے؟" بشیر ؓ نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر مجھے گواہ مت کر کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا۔"

(٤١٨٣) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَكَ بَنُوْنَ سِوَاهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَلَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)). [راجع: ٤١٨١]

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا اور بھی تیرے بیٹے ہیں؟" بشیر ؓ نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور بیٹوں کو بھی تو نے ایسا ایسا ہی دیا ہے۔" بشیر ؓ نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر میں گواہ نہیں ہوتا ظلم پر۔"

(٤١٨٤) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيْهِ: ((لَا تُشْهِدْنِي عَلٰى جَوْرٍ)). [راجع: ٤١٧٣]

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے باپ سے "مت گواہ کر مجھ کو ظلم پر۔"



(٤١٨٥) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ قَالَ: انْطَلَقَ بِي أَبِي يَحْمِلُنِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ كَذَا وَكَذَا مِنْ مَالِي فَقَالَ: ((أَكُلَّ بَنِيْكَ قَدْ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ النُّعْمَانَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي)) ثُمَّ قَالَ: ((أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُوْنُوْا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟)) قَالَ: بَلٰى قَالَ: ((فَلَا إِذًا)). [راجع: ٤٢٨١]

حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے، میرے باپ مجھ کو اٹھا کر لے گئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ گواہ رہیے کہ میں نے نعمان کو فلاں فلاں چیز اپنے مال میں سے ہبہ کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی دیا ہے۔ جیسے نعمان کو دیا ہے۔" میرے باپ نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر مجھ کو گواہ نہ کر اور کسی کو کر لے۔" بعد اس کے فرمایا: "کیا تو خوش ہے اس سے کہ سب برابر ہوں تیرے ساتھ نیکی کرنے میں۔" میرا باپ بولا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر ایسا مت کر۔" (یعنی ایک کو دے، ایک کو نہ دے)۔



(٤١٨٦) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ؓ قَالَ: نَحَلَنِي أَبِي نُحْلًا ثُمَّ أَتٰى بِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيُشْهِدَهُ فَقَالَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ أَعْطَيْتَهُ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((أَلَيْسَ تُرِيْدُ مِنْهُمُ الْبِرَّ مِثْلَ مَا تُرِيْدُ مِنْ ذَا؟)) قَالَ: بَلٰى قَالَ: ((فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مُحَمَّدًا فَقَالَ: إِنَّمَا حُدِّثْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((قَارِبُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ)).

نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے، میرے باپ نے مجھ کو کچھ ہبہ کیا پھر جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گیا آپ ﷺ کو گواہ بنانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تم نے اپنے سب لڑکوں کو ایسا ہی دیا ہے؟" میرا باپ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے سب لڑکے نیک ہوں جیسے اس لڑکے کو چاہتا ہے؟" اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں گواہ ہوتا۔" ابن عون نے کہا: میں نے یہ حدیث محمد سے بیان کی، انہوں نے کہا: مجھ سے نعمان ؓ نے یہ بیان کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "برابر کرو اپنی اولاد کو دینے میں۔"



(٤١٨٧) عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ

جابر ؓ سے روایت ہے، بشیر ؓ کی عورت نے اپنے خاوند سے کہا:

بَشِيرٍ انْحَلِ ابْنِي غُلَامَكَ وَاَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي اَنْ اَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِي وَقَالَتْ: اَشْهِدْلِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَهُ إِخْوَةٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((اَفَكُلَّهُمْ اَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَهُ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّي لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلٰى حَقٍّ)). [ابوداود: ٣٥٤٥]

یہ غلام میرے بیٹے کو ہبہ کر دے اور گواہ کر دے اس پر جناب رسول اللہ ﷺ کو وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ فلاں کی بیٹی نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام ہبہ کروں اور آپ ﷺ کو گواہ کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے اور بھی بھائی ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان سب کو یہی دیا ہے جو اس کو دیا؟'' وہ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو یہ درست نہیں اور میں تو گواہ نہیں بنوں گا مگر حق پر۔''

بَابُ الْعُمْرٰى.

باب: عمریٰ کا بیان۔

فائدہ نووی رحمہ اللہ نے کہا: عمریٰ کہتے ہیں یوں کہنے کو کہ یہ گھر میں نے تجھے عمر بھر کیلئے دیا یا زندگی بھر کیلئے یا جب تک تو جئے یا باقی رہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا کہ عمریٰ کی تین صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ یوں کہے کہ میں نے یہ گھر تجھے عمر بھر کیلئے دیا پھر جب تو مر جائے تو وہ تیرے وارثوں یا پس ماندوں کا ہے۔ یہ عمریٰ تو بلا خلاف صحیح ہے اور مثل ہبہ کے ہے اس صورت میں موہوب لہٗ کی وفات کے بعد وہ گھر اس کے وارثوں کا ہوگا۔ اگر وارث نہ ہو تو بیت المال میں داخل ہوگا پر عمریٰ کرنے والے کو پھر نہ ملے گا۔ دوسرے یہ کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے عمر بھر کیلئے دیا پس صرف اسی قدر اور کچھ نہ کہے۔ اس میں شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں: اصح یہ ہے کہ یہ بھی صحیح ہے اور اس کا حکم بھی اول کا سا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عقد باطل ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم یہ ہے کہ وہ گھر حین حیات اس کے قبضہ میں رہے گا اور بعد اس کی وفات کے عمریٰ کرنے والے کو مل جائے گا۔ اگر وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو ملے گا اور بعض نے کہا ہے کہ قول قدیم یہ ہے کہ وہ عاریت کی مثل ہوگا جب چاہے عمریٰ دینے والا اس کو پھیر لے۔ اگر وہ مر جائے تو یہ حق اس کے وارثوں کو حاصل ہوگا۔ تیسرے یہ کہ یوں کہے کہ یہ گھر میں نے تجھے عمر بھر کیلئے دیا جب تو مر جائے تو گھر میرا ہے یا میرے وارثوں کا اس کی صحت میں خلاف ہے بعض کے نزدیک باطل ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ عقد بھی صحیح ہے اور اس کا حکم بھی اول کا سا ہے اور دلیل اس کی احادیث صحیحہ ہیں اور شروط فاسدہ لغو ہیں اور جس کو عمریٰ دیا وہ اس گھر کا مالک ہوگا اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک عمریٰ مطلق صحیح ہے اور موقت صحیح نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک سب صورتوں میں عمریٰ سے منفعت اٹھانے کا حق معمر لہٗ کو حاصل ہوگا اور ملک عمریٰ کرنے والے کی بدستور قائم رہے گی اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عمریٰ صحیح ہے اور ان کا مذہب وہی ہے جو شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور یہی قول ہے ثوری اور حسن بن صالح اور ابوعبیدہ رحمہ اللہ کا انتہٰی بلفظہ۔

(٤١٨٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِي اُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِي اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ)). [بخاری: ٢٦٢٥؛ ابوداود: ٣٥٥٠، ٣٥٥٢، ٣٥٥٤؛ ترمذی: ٣١٤٨؛ نسائی: ٣٧٤٤، ٣٧٥٢، ٣٧٥٣، ٣٧٥٤؛ ابن ماجہ: ٢٣٨٠]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عمریٰ کرے کسی کیلئے اور اس کے وارثوں کے لیے (یعنی یوں کہے کہ یہ گھر میں نے تجھے عمر بھر کو دیا پھر تیرے بعد تیرے وارثوں کو) تو وہ اسی کا ہو جائے گا جس کو عمریٰ دیا گیا (یعنی معمر لہٗ کا) اور دینے والے کی طرف نہ لوٹے گا اس لیے کہ اس نے دیا اس طرح جس میں ترکہ ہو گیا (یعنی وارثوں کا حق ہو گیا)۔

○ ○ ○ ○

(٤١٨٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو کوئی عمریٰ

عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيهَا وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ)) غَيْرَ أَنَّ يَحْيٰى قَالَ فِي أَوَّلِ حَدِيثِهِ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرٰى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ)). [راجع: ٤١٨٨]

کرے کسی کیلئے اور اس کے وارثوں کیلئے تو اس نے اپنا حق کھو دیا اب وہ معمرلہٗ کا ہوگا اور اس کے وارثوں کا۔" یحییٰ کی روایت میں یوں ہے: "جو کوئی عمریٰ کرے تو وہ معمرلہٗ کا ہے اور اس کے وارثوں کا۔"



(٤١٩٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَالَ: قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَابَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ)). [راجع: ٤١٨٨]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص عمریٰ دے دوسرے کو اس کی زندگی تک اور اس کے بعد اس کے وارثوں کو اور یوں کہے: یہ میں نے تجھے دیا اور تیرے بعد تیرے وارثوں کو جب تک ان میں سے کوئی باقی رہے تو وہ اسی کا ہوگا جس کو عمریٰ دیا جائے اور عمریٰ دینے والے کو نہ ملے گا اس لیے کہ اس نے اس طرح دیا جس میں میراث ہوگی۔"



(٤١٩١) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: إِنَّمَا الْعُمْرٰى الَّتِي أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَاعِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُفْتِي بِهِ. [راجع: ٤١٨٨]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ عمریٰ جس کو جائز رکھا جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ہے کہ عمریٰ دینے والا یوں کہے: کہ یہ تیرا ہے اور تیرے وارثوں کا ہے اور جو یوں کہے: یہ تیرا ہے جب تک تو جئے تو وہ اس کے مرنے کے بعد عمریٰ دینے والے کے پاس چلا جائے گا۔ معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: زہری ایسا ہی فتویٰ دیتے تھے۔

(٤١٩٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِيمَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَهِيَ لَهُ بَتْلَةً لَا يَجُوزُ لِلْمُعْطِي فِيهَا شَرْطٌ وَلَا ثُنْيَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: لِأَنَّهُ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ. [راجع: ٤١٨٨]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا جو کوئی عمریٰ دے ایک شخص کو اور اس کے بعد اس کے وارثوں کو تو قطعی معمرلہٗ کی ملک ہو جاتا ہے اب کوئی شرط یا استثناء عمریٰ دینے والے کا جائز نہ ہوگا۔ ابو سلمہ نے کہا: اس لیے کہ اس نے وہ عطا کی جس میں میراث ہو گئی اور میراث نے اس کی شرط کو کاٹ دیا۔



(٤١٩٣) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ)). [راجع: ٤١٨٠]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ اسی کو ملے گا جس کو دیا جائے۔"



(٤١٩٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٤١٨٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤١٩٥) عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

اس سند سے جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوعاً بیان کیا ہے۔

(٤١٩٦) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ اَمْوَالَكُمْ وَلَا تُفْسِدُوْهَا فَاِنَّهٗ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِيْ اُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهٖ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روکے رہو اپنے مالوں کو اور مت بگاڑو ان کو کیونکہ جو کوئی عمریٰ دے وہ اسی کا ہوگا جس کو دیا جائے زندہ ہو یا مردہ اور اس کے وارثوں کے لیے۔“

○ ○ ○ ○

(٤١٩٧) عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ خَيْثَمَةَ وَفِيْ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ: جَعَلَ الْاَنْصَارُ يُعْمِرُوْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ اَمْوَالَكُمْ)). [راجع: ٣٧٣٩]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انصار عمریٰ کرنے لگے مہاجرین کیلئے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روکے رہو اپنے مالوں کو۔“

○ ○ ○ ○

(٤١٩٨) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: اَعْمَرَتِ امْرَاَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ حَائِطًا لَهَا ابْنًا لَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ وَتُوُفِّيَتْ بَعْدَهٗ وَتَرَكَ وَلَدًا وَلَهٗ اِخْوَةٌ بَنُوْنَ لِلْمُعْمِرَةِ فَقَالَ وَلَدُ الْمُعْمِرَةِ: رَجَعَ الْحَائِطُ اِلَيْنَا وَقَالَ بَنُو الْمُعْمَرِ: بَلْ كَانَ لِاَبِيْنَا حَيَاتَهٗ وَمَوْتَهٗ فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى طَارِقٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ فَدَعَا جَابِرًا فَشَهِدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرٰى لِصَاحِبِهَا فَقَضٰى بِذٰلِكَ طَارِقٌ ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِالْمَلِكِ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ وَاَخْبَرَهٗ بِشَهَادَةِ جَابِرٍ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: صَدَقَ جَابِرٌ فَاَمْضٰى ذٰلِكَ طَارِقٌ فَاِنَّ ذٰلِكَ الْحَائِطَ لِبَنِي الْمُعْمَرِ حَتَّى الْيَوْمِ. [نسائی: ٣٧٣٨]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت نے مدینہ میں اپنے بیٹے کو ایک باغ دیا عمرے کے طور پر پھر وہ بیٹا مر گیا۔ اس کے بعد عورت مری اور اولاد چھوڑی اور بھائی تو عورت کی اولاد نے کہا: باغ پھر ہماری طرف آ گیا اور لڑکے کے بیٹے نے کہا: باغ ہمارے باپ کا تھا اس کی زندگی اور موت میں۔ پھر دونوں نے جھگڑا کیا طارق کے پاس جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے پر کہ عمریٰ اسی کا ہے جس کو دیا جائے پھر یہی حکم کیا طارق نے۔ بعد اس کے عبدالملک بن مروان کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے ایسی گواہی دی ہے۔ عبدالملک نے کہا: جابر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔ پھر طارق نے وہ حکم جاری کر دیا اور وہ باغ آج تک اس کے لڑکے کی اولاد کے پاس ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤١٩٩) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ طَارِقًا قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ لِقَوْلِ جَابِرِ [بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ] عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے، طارق نے فیصلہ کیا عمرے کا معمرلہ کے وارث کے لیے بوجہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔

(٤٢٠٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْعُمْرٰى جَائِزَةٌ)). [بخاری: ٢٦٢٦؛ نسائی: ٣٧٣٢، ٣٧٦٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ جائز ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٤٢٠١) عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ

قَالَ: ((الْعُمْرٰی مِیْرَاثٌ لِاَهْلِهَا)). [راجع: ٤٢٠٠]

میراث ہے اس کی جس کو عمریٰ دیا گیا ہو۔"

(٤٢٠٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمریٰ جائز ہے۔"

[بخاری: ٢٦٢٦؛ ابوداود: ٣٥٤٨؛ نسائی: ٣٧٥٧، ٣٧٥٩]

○ ○ ○ ○

(٤٢٠٣) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((مِیْرَاثٌ لِاَهْلِهَا)) اَوْقَالَ: ((جَائِزَةٌ)).

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْوَصِيَّةِ

وصیت کا بیان

بَابُ وَصِيَّةِ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.

باب: وصیت کے لکھے ہونے کا بیان۔

(٤٢٠٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاحَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُرِيْدُ اَنْ يُوْصِيَ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)). [ابو داود: ٢٨٦٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کیلئے وہ وصیت کرنا چاہے اور دو راتیں گزارے بغیر وصیت لکھی ہوئی کے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جس شخص کے پاس حقوق یا اموال ہوں اور اس کو وصیت ضروری ہو تو بہتر یہ ہے کہ وصیت لکھ کر ہر وقت اپنے پاس رہنے دے ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وصیت نہ لکھ سکے۔

(٤٢٠٥) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَا: ((وَلَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ)) وَلَمْ يَقُولَا: ((يُرِيْدُ اَنْ يُوْصِيَ فِيْهِ)). [ترمذی: ٩٧٤؛ ابن ماجه: ٢٦٩٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو اور یہ نہیں کہا کہ وہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

(٤٢٠٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالُوْا جَمِيْعًا ((لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ)) اِلَّا فِي حَدِيْثِ اَيُّوْبَ فَاِنَّهُ قَالَ: ((يُرِيْدُ اَنْ يُوْصِيَ فِيْهِ)) كَرِوَايَةِ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ. [ترمذی: ٢١١٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٠٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاحَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا وَعِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ. [نسائی: ٣٦٢١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو لائق نہیں ہے جس کے پاس کوئی شے ہو وصیت کرنے کے قابل وہ تین راتیں گزارے۔ مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے جب سے یہ حدیث سنی رسول اللہ ﷺ سے اس روز سے ایک رات بھی میرے اوپر ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت نہ ہو۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اجماع کیا ہے اہل اسلام نے کہ وصیت مامور بہ ہے لیکن ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہیں ہے اور داؤد اور اہل ظاہر نے کہا کہ وہ واجب ہے لیکن اگر کسی آدمی پر قرض ہو یا کوئی حق ہو یا امانت ہو تو بالاتفاق واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ لکھ کر اس پر گواہی کرادے اور جو امر نیا ہو اس کو درج کرتا رہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک بات لکھے۔ بلکہ اہم امور کا لکھنا کافی ہے۔

(٤٢٠٨) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ. [نسائی: ٣٦٢٠]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ.

باب: ایک تہائی مال کی وصیت کے بارے میں۔

(٤٢٠٩) عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَ بِيْ مَاتَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْمَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ قُلْتُ: أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ: ((لَا الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ امْرَأَتِكَ)) قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يُنْفَعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّبِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ! أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَاتَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) قَالَ: وَرَثٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ. [بخاری: ٥٦، ١٢٩٥، ٣٩٣٦، ٤٤٠٩، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣؛ ابوداود: ٢٨٦٤؛ ترمذی: ٢١١٦؛ نسائی: ٣٦٢٨؛ ابن ماجہ: ٢٧٠٨]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی حجۃ الوداع میں اور میں ایسے درد میں مبتلا تھا کہ موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے جیسا درد ہے آپ جانتے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرا وارث سوا ایک بیٹی کے اور کوئی نہیں ہے کیا میں دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: آدھا مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ ایک تہائی خیرات کر اور ایک تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھریں اور تو جو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کیلئے اس کا ثواب تجھے ملے گا یہاں تک کہ اس لقمے کا بھی جو تو اپنی جورو کے منہ میں ڈالے۔" میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں پیچھے رہ جاؤں گا اپنے اصحاب کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تو پیچھے رہے گا (یعنی زندہ رہے گا) پھر ایسا عمل کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشی منظور ہو تو تیرا درجہ بڑھے گا اور بلند ہوگا اور شاید تو زندہ رہے یہاں تک کہ فائدہ ہو تجھ سے بعض لوگوں کو اور نقصان ہو بعض لوگوں کو یا اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور مت پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر لیکن تباہ بیچارہ سعد بن خولہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔" اس کیلئے رنج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے کہ وہ فوت ہوا مکہ میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ عیادت مریض کی مستحب ہے اور مال جمع کرنا جائز ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر وارث مال دار ہوں تو ایک تہائی مال کی وصیت کر لے اور جو محتاج ہوں تو تہائی سے بھی کم وصیت کرنا مستحب ہے اور اجماع کیا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) علمانے کہ جس شخص کے وارث موجود ہوں اس کی وصیت تہائی سے زیادہ میں جاری نہ ہوگی۔ مگر وارثوں کی اجازت سے اور جس کے وارث نہیں ہیں اس کی بھی وصیت تہائی مال سے زیادہ صحیح نہ ہوگی ہمارے اور جمہور علما کے نزدیک اور ابوحنیفہ اور اسحٰق اور احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ایک روایت میں صحیح ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عزیز پر احسان کرنا اور زیادہ ثواب ہے اور عملوں کا ثواب نیت سے ہے جب اللہ کی اطاعت کی نیت ہے تو مباح میں بھی ثواب ہے جیسے کھانا عبادت کی طاقت کیلئے اور سونا عبادت کیلئے بیدار ہونے کے واسطے اور بی بی سے صحبت کرنا زنا سے بچنے کے لیے۔ یعنی کہ میں رہ جاؤں گا سعد ڈرے کہ کہیں مکہ میں نہ رہ جاؤں حالانکہ وہاں سے ہجرت کر چکا ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم مکروہ جانتے تھے مکہ میں مر جانا اس لیے کہ اس کو چھوڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت کا حکم بعد فتح مکہ کے بھی باقی تھا اور بعض نے کہا: یہ حکم ان لوگوں کیلئے ہے جو مکہ سے فتح کے پہلے ہجرت کر چکے تھے لیکن جس نے بعد میں ہجرت کی اس کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا صحیح نکلا اور سعد رضی اللہ عنہ زندہ رہے یہاں تک کہ عراق فتح کیا اور ایسا ہی ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ سے فائدہ ہوا مسلمانوں کو دین اور دنیا کا اور نقصان ہوا کافروں کو جو مارے گئے اور قید ہوئیں ان کی عورتیں اور لونڈیاں بنیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مہاجر اگر مکہ میں مرے تو اس کی ہجرت باطل نہ ہوگی بشرطیکہ ضرورت سے ہو اور بعض نے کہا: باطل ہو جائے گی اور بعض نے کہا: ہجرت خاص اہل مکہ پر فرض ہوئی تھی یہ راوی کا قول ہے حدیث نہیں ہے۔ حدیث یہیں تک ہے کہ تباہ بیچارہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہے اور یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا کلام ہے یا زہری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس نے ہجرت نہیں کی مکہ سے اور وہیں مر گیا اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس نے ہجرت کی تھی اور بدر کی لڑائی میں شریک تھا پھر مکہ میں آ کر فوت ہو گیا۔ ابن ہشام نے کہا: کہ اس نے دوسری ہجرت حبشہ کی طرف کی تھی اور بدر میں موجود تھا، پھر مکہ میں وفات ہوئی حجۃ الوداع میں ۱۰ھ یا ۷ھ میں تو اس کی تباہی کا سبب یہی ہے کہ اس کی ہجرت بگڑ گئی اور جہاں سے ہجرت کی تھی وہیں مرا اگرچہ موت اس کے اختیار میں نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں سے ہجرت کی جائے پھر وہاں مرنا خوب نہیں ہے اور اس سے ہجرت کے ثواب میں خلل پڑتا ہے۔

(٤٢١٠) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٤٢٠٩]

مذکورہ بالا حدیث بھی اسی سند سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢١١) عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ يَعُوْدُنِيْ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرَ مِنْهَا. [بخاري: ٢٧٤٢، ٥٣٥٤؛ نسائي: ٣٦٢٩، ٣٦٣٠]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ ہے کہ انہوں نے برا جانا مرنا اس زمین میں جہاں سے ہجرت کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢١٢) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرِضْتُ فَاَرْسَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: دَعْنِيْ اَقْسِمْ مَالِيْ حَيْثُ شِئْتُ فَاَبٰى قُلْتُ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: فَاَبٰى قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: فَسَكَتَ بَعْدَ الثُّلُثِ قَالَ: فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا.

سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں بیمار ہوا تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا مجھے اجازت دیجئے اپنا مال بانٹنے کی جس کو چاہوں۔ آپ ﷺ نے نہ مانا۔ میں نے کہا: آدھا مال بانٹنے کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے نہ مانا۔ میں نے کہا: تہائی مال کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ چپ ہو رہے پھر اس کے بعد تہائی مال بانٹنا جائز ہوا۔

(٤٢١٣) عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر اس کے بعد تہائی بانٹنا جائز ہوا۔

(٤٢١٤) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فَقَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَالنِّصْفِ فَقَالَ: ((لَا)) فَقُلْتُ: أَبِالثُّلُثِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)).

سعد ؓ سے روایت ہے، میری عیادت کی رسول اللہ ﷺ نے۔ میں نے عرض کیا: کیا میں وصیت کروں اپنے سارے مال کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ پھر میں نے عرض کیا: کیا میں وصیت کروں آدھے مال کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا تہائی کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اور تہائی بھی بہت ہے۔“

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٢١٥) عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ فَبَكَى فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكَ؟)) قَالَ: قَدْ خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّذِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا)) ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَبِالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَبِالنِّصْفِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ فَبِالثُّلُثِ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ: بِعَيْشٍ- خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ)) وَقَالَ بِيَدِهِ.

سعد ؓ کے تینوں بیٹوں نے کہا اپنے باپ سعد بن ابی وقاص ؓ سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں مکہ شریف میں بیمار پرسی کیلئے وہ رونے لگے آپ ﷺ نے پوچھا: ”تو کیوں روتا ہے؟“ سعد ؓ نے کہا: مجھے ڈر ہے کہیں مر جاؤں اس زمین میں جس سے ہجرت کی تھی میں نے جیسے سعد بن خولہ ؓ مر گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یا اللہ! اچھا کردے سعد کو۔“ تین بار پھر سعد ؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس بہت مال ہے اور میری وارث ایک بیٹی ہے کیا میں سارے مال کی وصیت کردوں؟ (فقرا اور مساکین کے لیے) آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: اچھا دو تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ میں نے عرض کیا: اچھا نصف کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے عرض کیا: تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں تہائی اور تہائی بہت ہے اور تو جو صدقہ دے اپنے مال میں سے وہ تو صدقہ ہے اور جو خرچ کرتا ہے اپنے بال بچوں پر وہ بھی صدقہ ہے اور جو تیری بی بی کھاتی ہے تیرے مال میں سے وہ بھی صدقہ ہے اور جو تو اپنے لوگوں کو بھلائی سے اور عیش سے چھوڑ جائے (یعنی مالدار اور غنی) تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو چھوڑ جائے ان کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے۔“ اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٢١٦) عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ قَالُوا: مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ.

حضرت سعد ؓ کے تینوں بیٹوں سے روایت ہے، کہ انھوں نے فرمایا: کہ سعد مکہ میں بیمار ہوئے تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ باقی وہی ترجمہ ہے جو اوپر گزرا۔

(٤٢١٧) عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُنِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ صَاحِبِهِ قَالَ: مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ بِنَحْوِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ الْحِمْيَرِيِّ.

(٤٢١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ ((كَبِيرٌ - أَوْ - كَثِيرٌ)). [بخاري: ٢٧٤٣؛ نسائي: ٣٦٣٦؛ ابن ماجه: ٢٧١١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کاش لوگ ثلث سے کم کر کے چوتھائی کی وصیت کریں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ثلث بہت ہے۔“

فائدہ: تو ثلث سے کم وصیت کرنا اور زیادہ بہتر ہے اور یہی قول ہے جمہور علما کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خمس کی وصیت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے ربع کی اور بعض نے سدس کی بعض نے عشر کی اور حضرت علی اور ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ جس کے وارث بہت ہوں اس کو بالکل وصیت نہ کرنا مستحب ہے جب مال تھوڑا ہو۔

بَابُ وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَاتِ إِلَى الْمَيِّتِ.

باب: صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

(٤٢١٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ إِنْ تُصُدِّقَ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [نسائي: ٣٦٥٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا باپ مر گیا اور مال چھوڑ گیا اور اس نے وصیت نہیں کی کیا اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں۔“

(٤٢٢٠) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَإِنِّي أَظُنُّهَا تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ٢٣٢٧]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری ماں ناگہاں مر گئی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر سکتی تو ضرور صدقہ دیتی تو مجھے ثواب ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں۔“

(٤٢٢١) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ٢٣٢٧]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میری ماں یکا یک مر گئی اور اس نے وصیت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرتی تو ضرور صدقہ دیتی کیا اس کو ثواب ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں ملے گا۔“

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے اور اس کو ثواب پہنچتا ہے اور صدقہ دینے والے کو بھی ثواب ہے اور یہ حدیثیں خاص کرتی ہیں اس آیت کو ﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ وارث پر میت کی طرف سے صدقہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور جو قرض ہو میت پر اس کے ترکے سے ادا کرنا اس کا واجب ہے خواہ میت وصیت کرے یا نہیں اور یہ راس المال سے دیا جائے گا اب خواہ وہ قرض بندے کا ہو یا اللہ کا جیسے زکوٰۃ اور حج اور نذر اور کفارہ اور صوم کا فدیہ۔ اور اگر ترکہ نہ ہو تو وارث پر ادا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(٤٢٢٢) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَرَوْحٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا فَهَلْ لِي أَجْرٌ؟ كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَمَّا شُعَيْبٌ وَجَعْفَرٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا أَفَلَهَا أَجْرٌ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ. [راجع: ٢٣٢٧]

مذکورہ بالا حدیث کئی اسناد سے مروی ہے چند الفاظ کے فرق کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

باب: مرنے کے بعد انسان کو جس چیز کا ثواب پہنچتا ہے۔

(٤٢٢٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)).

[ترمذی: ١٣٧٦؛ نسائی: ٣٦٥٣]

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرجاتا ہے آدمی تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک بخت بچے کا جو دعا کرے اس کے لیے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: علما نے کہا ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے اور اب نیا ثواب اس کو حاصل نہیں ہوتا مگر ان تین چیزوں سے کیونکہ میت ان کا سبب بنتی ہے اولاد تو اسی کی کمائی ہے۔ اسی طرح وہ علم جس کو دنیا میں چھوڑ گیا تعلیم ہو یا تصنیف ہو۔ اسی طرح صدقہ جاریہ جیسے وقف اور اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس نکاح کی جو ولد صالح کی امید سے کیا جائے اور اس میں دلیل ہے صحت وقف کی اور اس کی کثرت ثواب کی اور بین ہے علم کی فضیلت اور ترغیب ہے اس کے حاصل کرنے اور پھیلانے اور چھوڑ جانے کی تعلیم یا تصنیف سے یا شرح سے اور ضروری ہے کہ تمام علموں میں سے وہ علم اختیار کرے جو سب سے زیادہ مفید ہے پھر جو اس کے بعد پھر جو اس کے بعد اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح صدقہ کا اور اسی طرح ادائے قرض کا اور اس پر اجماع ہے اور اس میں اختلاف ہے اور روزہ میت کا ولی اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے لیکن قرآن کا پڑھنا اور ثواب اس کا میت کو پہنچانا یا نماز پڑھنا تو امام شافعی ؒ اور جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ ان چیزوں کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور اس میں اختلاف ہے اور اس کا بیان اوپر گزر چکا۔

بَابُ الْوَقْفِ.

باب: وقف کا بیان۔

(٤٢٢٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)) قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبْتَاعُ أَصْلُهَا وَلَا تُبَاعُ وَلَا تُورَثُ وَلَا تُوهَبُ

عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، حضرت عمر ؓ کو ایک زمین ملی خیبر میں تو وہ آئے جناب رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کرنے اس باب میں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے۔ ایسا عمدہ مال مجھ کو کبھی نہیں ملا، آپ ﷺ کیا حکم کرتے ہیں اس کے باب میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو زمین کی ملکیت کو روک رکھے (یعنی اصل زمین کو) اور صدقہ دے اس کو۔“ (یعنی اس کی منفعت کو) پھر حضرت عمر ؓ نے اس کو صدقہ کر دیا اس شرط پر کہ اصل زمین نہ بیچی

قَالَ: فَتَصَدَّقَ عُمَرُ فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ اَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ قَالَ: فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدًا فَلَمَّا بَلَغْتُ هٰذَا الْمَكَانَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ قَالَ مُحَمَّدٌ: غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَاَنْبَاَنِي مَنْ قَرَاَ هٰذَا الْكِتَابَ اَنَّ فِيهِ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَّالًا . [بخاری: ۲۷۳۷، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ابو داؤد: ۲۸۷۸؛ ترمذی: ۱۳۷۵؛ نسائی: ۳۶۰۱، ۳۶۰۳؛ ابن ماجہ: ۲۳۹۶]

جائے نہ خریدی جائے نہ وہ کسی کی میراث میں آئے نہ ہبہ کی جائے اور صدقہ کر دیا اس کو فقیروں اور رشتہ داروں اور غلاموں میں (یعنی ان کی آزادی میں مدد دینے کیلئے) اور مسافروں میں اور ناتواں لوگوں میں (یا مہمان کی مہمانی میں) اور جو کوئی اس کا انتظام کرے وہ اس میں سے کھائے دستور کے موافق یا کسی دوست کو کھلائے لیکن مال اکٹھا نہ کرے (یعنی روپیہ جوڑنے کی نیت سے اس میں تصرف نہ کرے)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ وقف صحیح ہے اور یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور اجماع ہے مسلمانوں کا مساجد کے وقف اور سقایوں کے وقف پر اور وقف کرنے والے کی شرطیں صحیح ہیں اور وقف کی بیع یا ہبہ یا میراث درست نہیں ہے اور وقف صدقہ جاریہ ہے۔

(٤٢٢٥) عَنِ ابْنِ عَوْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَأَزْهَرَ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ: أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ وَلَمْ يُذْكَرْمَا بَعْدَهُ وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ فِيهِ مَاذَكَرَ سُلَيْمٌ قَوْلُهُ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مُحَمَّدًا إِلَى آخِرِهِ. [راجع: ٤٢٢٤]

ان اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٢٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فَقُلْتُ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَا أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فَحَدَّثْتُ مُحَمَّدًا وَمَا بَعْدَهُ. [نسائی: ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۷]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خیبر کی جگہ سے زمین ملی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے محبوب ترین اور عمدہ ترین مال ملا ہے۔ باقی حدیث وہی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَرْكِ الْوَصِيَّةِ لِمَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِي فِيهِ.

باب: جس کے پاس کوئی شے قابل وصیت کے نہ ہو اس کو وصیت نہ کرنا درست ہے۔

(٤٢٢٧) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ: سَأَلْتُ

طلحہ بن مصرف سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی ﷺ هَلْ اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لَاقُلْتُ: فَلِمَ كُتِبَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ الْوَصِیَّةُ اَوْ فَلِمَ اُمِرُوْا بِالْوَصِیَّةِ؟ قَالَ: اَوْصٰی بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی.

پوچھا: کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی؟ (مال وغیرہ کے لیے) انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر مسلمانوں پر کیوں وصیت فرض ہوئی یا ان کو کیوں وصیت کا حکم ہوا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے وصیت کی اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے کی۔

[بخاری: ۲۷۴۰، ۴۴۶۰، ۵۰۲۲؛ ترمذی: ۲۱۱۹؛ نسائی: ۳۶۲۲؛ ابن ماجہ: ۲۶۹۶]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو کہا کہ حضور ﷺ نے وصیت نہیں کی اس کا مطلب یہ ہے کہ ثلث مال کی یا اور کسی قدر مال کی وصیت نہیں کی اس لیے کہ آپ ﷺ کے پاس مال نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اور کسی کو اپنا وصی نہیں بنایا جیسے شیعہ گمان کرتے ہیں اور وہ جو آپ ﷺ کی زمین خیبر اور فدک میں تھی تو اس کو آپ ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا تھا اور یہ جو دوسری احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت کی اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے کی یا اہل بیت کیساتھ عمدہ سلوک کرنے کی یا مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالنے کی یا سفارت کی خاطر کرنے کی تو یہ اس وصیت میں داخل نہیں ہیں اس صورت میں مخالفت نہ ہوگی۔ انتہی۔

(۴۲۲۸) عَنْ نُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ كِلَاهُمَا عَنْ مَالِكِ ابْنِ مِغْوَلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ وَكِیْعٍ قُلْتُ: فَكَیْفَ اُمِرَ النَّاسُ بِالْوَصِیَّةِ؟ وَفِیْ حَدِیْثِ ابْنِ نُمَیْرٍ قُلْتُ: كَیْفَ كُتِبَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ الْوَصِیَّةُ؟ [راجع: ۴۲۲۷]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۴۲۲۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَاشَاةً وَلَابَعِیْرًا وَلَااَوْصٰی بِشَیْءٍ. [ابوداود: ۲۸۶۳؛ نسائی: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴؛ ابن ماجہ: ۲۶۹۵]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نہیں چھوڑا رسول اللہ ﷺ نے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی (کسی مال کے لیے)۔

○ ○ ○ ○

(۴۲۳۰) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(۴۲۳۱) عَنِ الْاَسْوَدِبْنِ یَزِیْدَ قَالَ: ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ كَانَ وَصِیًّا فَقَالَتْ: مَتٰی اَوْصٰی اِلَیْهِ؟ فَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ اِلٰی صَدْرِیْ۔ اَوْقَالَتْ حِجْرِیْ۔ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِیْ حِجْرِیْ وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهٗ مَاتَ فَمَتٰی اَوْصٰی اِلَیْهِ؟ . [بخاری: ۲۷۴۱، ۴۴۵۹؛ نسائی: ۳۶۲۴، ۳۶۳۵؛ ابن ماجہ: ۱۶۲۶]

اسود بن یزید سے روایت ہے، لوگوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی تھے رسول اللہ ﷺ کے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے ان کو کب وصی بنایا؟ میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی یا آپ ﷺ میری گود میں تھے اتنے میں آپ ﷺ نے طشت منگایا پھر آپ ﷺ گر پڑے میری گود میں اور مجھے خبر نہیں ہوئی کہ آپ ﷺ نے انتقال کیا پھر علی رضی اللہ عنہ کو کیونکر وصیت کی۔

فائدہ: شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جناب امیر رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی اور جانشین بنا گئے تھے اور اس سے غرض یہ ہے کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت کریں۔ اہل سنت کو جناب امیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی اور قرابت رسول اللہ ﷺ سے انکار نہیں ہے مگر جو امر حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو اس کو کیوں کر قبول کریں۔

(٤٢٣٢) عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ قَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: ((ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدِي)) فَتَنَازَعُوا وَمَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ وَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ؟ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ قَالَ: ((دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ أُوصِيكُمْ بِثَلَاثٍ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ)) قَالَ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَهَا فَأُنْسِيتُهَا قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ [إِبْرَاهِيمُ]: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

[بخاری: ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣١؛ ابوداود: ٣٠٢٩]

سعید بن جبیر سے روایت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جمعرات کا دن، کیا ہے جمعرات کا دن؟ پھر روئے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں۔ میں نے کہا: اے ابن عباس! جمعرات کے دن سے کیا غرض ہے؟ انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی سختی ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس لاؤ (دوات اور تختی) میں ایک کتاب لکھ دوں تم کو تا کہ تم گمراہ نہ ہو میرے بعد۔'' یہ سن کر لوگ جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑا نہیں چاہیے اور کہنے لگے حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ کیا آپ ﷺ سے بھی لغو صادر ہو سکتا ہے پھر سمجھ لو آپ ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہٹ جاؤ میرے پاس سے میں جس کام میں مصروف ہوں وہ بہتر ہے (اس سے جس میں تم مشغول ہو جھگڑے اور تکرار میں) میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک تو یہ کہ مشرکوں کو نکال دینا جزیرہ عرب سے۔ دوسرے جو سفارتیں آئیں ان کی خاطر اسی طرح کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا (تا کہ اور قومیں خوش ہوں اور ان کو اسلام کی طرف رغبت ہو) اور تیسری بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نہیں کہی یا سعید نے کہا: میں بھول گیا۔

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں اھجر ہے بہمزہ استفہام اور یہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں ھجر یا یھجر ہے اصل میں معنی ہجر بضم ہا کے ہذیان اور فحش گوئی کے ہیں اور یہ امر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعید ہے کہ حضور ﷺ کی نسبت ایسا کلمہ نکالیں خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ تو معنی اھجر کے یہ ہیں کہ کیا حضور ﷺ سے بھی ہذیان ہو سکتا ہے یعنی نہیں ہو سکتا یہ استفہام انکاری ہے تو اچھی طرح سمجھ لو اس صورت میں مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رد کرنا تھا ان لوگوں پر جنہوں نے حضور ﷺ کے حکم مبارک کی تعمیل نہ کی اور یہ خیال کیا کہ آپ ﷺ پر بیماری کی سختی ہے، معلوم نہیں اس وقت آپ ﷺ کیا فرما رہے ہیں کہ تمہارا یہ خیال لغو ہے اور حضور ﷺ سے ہذیان صادر ہونا محال ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر ھجر کی روایت بغیر ہمزہ صحیح ہو تو کہنے والے کی خطا ہے اس نے بغیر سمجھے بوجھے ایسا لفظ کہہ دیا اور یہ بعید نہیں پریشانی اور اضطراب اور رنج کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی وجہ سے تو چاہیے تھا یوں کہنا یہ بیماری کی سختی ہے لیکن اھجر کا لفظ زبان سے نکل گیا۔ نہایہ میں ہے اھجر یعنی کیا آپ ﷺ کا کلام مختلف ہو گیا ہے بوجہ بیماری کے تو یہ استفہام ہے نہ اخبار جس کے معنی فحش اور ہذیان کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ان کے ساتھ یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسا لفظ رسول اللہ ﷺ کیلئے بولیں اور مجمع البحار میں اھجر ہے کہ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کیا آپ ﷺ نے چھوڑ دیا تم کو تو ھجر ضد ہے وصل کی اور ایک روایت میں اھجرا ہے انتہی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ بات جان لینا چاہیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں کذب سے یا تغیر احکام شرعیہ سے حالت صحت اور مرض دونوں میں اور معصوم ہیں اس سے کہ جس امر کے پہنچانے کا آپ ﷺ کو حکم ہوا اس کو نہ پہنچائیں لیکن بیماری اور دکھ درد سے معصوم نہیں ہیں۔ جن میں کسی طرح کا نقص یا آپ ﷺ کے درجہ کا انحطاط نہ ہو اور نہ شریعت کا فساد ہو اور جب آپ ﷺ پر سحر ہوا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(✿✿ گزشتہ سے پیوستہ) تو یہ خیال آتا کہ فلاں کام کر چکے ہیں حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا مگر یہ نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے برخلاف احکام سابقہ کے کوئی حکم دیا ہو۔ جب یہ بات جان لی تو اب یہ سنو کہ علما نے اختلاف کیا ہے اس کتاب میں کہ آپ ﷺ کو کیا لکھنا منظور تھا۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کو منظور تھا خلیفہ کا معین کرنا تا کہ آیندہ جھگڑا فساد نہ ہو اور بعض نے کہا: آپ ﷺ کی یہ غرض تھی کہ ضروریات دین کا خلاصہ لکھوا دیں تا کہ آیندہ ان کی نسبت اختلاف نہ ہو اور سب لوگ متفق رہیں منصوص پر اور پہلے آپ ﷺ نے اس کتاب کے لکھوانے کا ارادہ کیا جب معلوم ہوا کہ اسی میں مصلحت ہے کہ کتاب نہ لکھی جائے تو آپ ﷺ نے اس حکم اور ارادے کو موقوف رکھا اور حضرت عمر ؓ نے اس وقت جو کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور کافی ہے ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب یہ دلیل ہے حضرت عمر ؓ کی انتہائی سمجھ اور دور اندیشی کی اس واسطے کہ انہوں نے یہ خیال کیا ایسا نہ ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ بعض ایسی مشکل باتیں لکھوا دیں جن کی تعمیل صحابہ ؓ سے نہ ہو سکے اور وہ گنہگار رہوں تو انہوں نے کہا: کافی ہے ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب، اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ''ہم نے کتاب میں کوئی بات نہیں چھوڑی۔'' اور فرماتا ہے: ''آج میں نے تمہارا دین پورا کر دیا۔'' تو ان کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو پورا کر چکا ہے اور آپ ﷺ کی سب امت گمراہ نہ ہوگی، اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو آرام دینا چاہا ایسی تکلیف کی حالت میں، اور حضرت عمر ؓ ابن عباس ؓ سے زیادہ سمجھ دار تھے۔ امام بیہقی ؒ نے دلائل النبوۃ کے اخیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر ؓ کی نیت رسول اللہ ﷺ کو راحت دینا تھی بیماری کی حالت میں اور اگر حضور ﷺ کو یہی منظور ہوتا کہ کتاب لکھی جائے تو آپ ﷺ ضرور لکھوا دیتے اور صحابہ کرام ؓ کے اختلاف سے حکم الٰہی کو موقوف نہ رکھتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾ جیسے آپ نے دین کی تمام باتیں پہنچانے میں کسی مخالف کی مخالفت یا دشمن کی دشمنی کا خیال نہیں کیا اور جیسے ان باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دے ہی دیا کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو وغیرہ وغیرہ۔ بیہقی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے اہل علم سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے ارادہ کیا کہ ابو بکر ؓ کی خلافت کے لیے لکھوا دیں لیکن جب آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ تقدیر الٰہی یوں ہی ہے تو آپ ﷺ نے لکھوانا موقوف رکھا جیسے شروع بیماری میں بھی آپ ﷺ نے لکھوانا چاہا تھا۔ پھر فرمایا: ہائے سر اور چھوڑ دیا لکھوانا اور فرمایا: ''انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور انکار کرتے ہیں مؤمنین مگر ابو بکر ؓ کو۔'' اور جتایا حضرت ابو بکر ؓ کو اپنی خلافت کیلئے ان کو نماز میں امام کر کے۔ بیہقی ؒ نے کہا: اگر غرض حضور ﷺ کی احکام دین کو لکھوانا تھا تو حضرت عمر ؓ نے خیال کیا کہ احکام دین کے خود اللہ تعالیٰ پورے کر چکا ہے اور فرماتا ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ اور کوئی واقعہ قیامت تک ایسا نہ ہوگا جس کیلئے صراحۃً یا اشارۃً قرآن اور حدیث میں بیان نہ ہو تو ایسے کام کے لیے حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا ایسی بیماری کی حالت میں اور اس میں یہ بھی غرض تھی کہ اجتہاد اور استنباط کا باب بند نہ ہو جائے اور خود رسول اللہ ﷺ فرما چکے تھے: ''جب حاکم سوچ کر حکم دے پھر ٹھیک کرے تو اس کو دو اجر ہیں اور جو غلطی کرے تو ایک اجر ہے۔'' اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے کاموں کو علما کی رائے پر چھوڑ دیا تو حضرت عمر ؓ نے بھی ان کا چھوڑنا اسی حال میں مناسب جانا کیونکہ اس میں درجہ ملے گا علما کو اور رسول اللہ ﷺ کو بھی آرام حاصل ہوگا اور حضور ﷺ نے بھی اس امر میں حضرت عمر ؓ پر انکار نہیں کیا اور خاموش ہو رہے یہ دلیل ہے ان کی رائے کے ساتھ موافقت کرنے کی۔ خطابی ؒ نے کہا: حضرت عمر ؓ کا قول اس امر پر محمول نہ کرنا چاہیے کہ انہوں نے غلطی کا وہم کیا رسول اللہ ﷺ پر یا اور کسی طرح کا گمان کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ لائق نہیں، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر مرض کی بہت شدت ہے اور وفات آپ ﷺ کی بہت قریب ہے تو ان کو ڈر ہوا کہ شاید آپ ﷺ یہ بات بیماری کی حالت میں بغیر ارادے کے کر رہے ہوں تو منافقوں کو موقع ملے دین میں اعتراض کرنے کا اور حضور ﷺ کے اصحاب ؓ آپ ﷺ سے گفتگو کیا کرتے بعض کاموں میں جب تک آپ کا ارادہ قطعی نہ ہوتا جیسے حدیبیہ کے دن گفتگو کی اور قریش کے ساتھ صلح کرنے میں گفتگو کی البتہ جب آپ کسی کام کا حتمی طور پر حکم کرتے تو کسی کو گفتگو کی مجال نہ رہتی اور اکثر علما اس طرف ہیں کہ آپ ﷺ سے ان کاموں میں خطا ہو سکتی ہے جو صرف اپنی رائے سے دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں کوئی حکم نہ اترے لیکن اس پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ اس خطا پر ثابت اور قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بات معلوم ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا درجہ سب مخلوقات سے زیادہ کیا ہے اس پر بھی آپ ﷺ لوازم بشریت سے پاک نہ تھے اور نماز میں آپ ﷺ کو سہو ہوا پس گمان ہو سکتا ہے کہ بیماری میں بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو، اسی خیال سے حضرت عمر ؓ نے دوبارہ دریافت کرنے کا حکم دیا۔ خطابی ؒ نے کہا: اور حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔'' تو حضرت عمر ؓ نے اسی کو بہتر سمجھا اور اس حدیث پر صرف دو آدمیوں نے اعتراض کیا ہے ایک تو بے دین تھا یعنی جاحظ اور دوسرا احماقت میں مشہور یعنی اسحاق بن ابراہیم موصلی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ✿✿)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس نے اپنی کتاب اغانی کے شروع میں اہل حدیث کی برائی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ ایسی حدیثیں روایت کرتے ہیں جن کو خود سمجھے نہیں ان دونوں کا اعتراض یہ ہے کہ اگر اختلاف رحمت ہو تو اتفاق عذاب کا ہوگا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف کے رحمت ہونے سے اتفاق کا عذاب ہونا ضروری نہیں اور ایسے لزوم کا قائل وہی ہوگا جو جاہل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کہ رات کو تمہارے لیے رحمت کیا'' تو کیا اس سے دن عذاب ہوگا۔ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اختلاف تین قسم کا ہے ایک تو اختلاف اثبات صانع اور اس کی توحید میں اور اس کا انکار کفر ہے۔ دوسری اس کی صفات اور مشیت میں اور اس کا انکار بدعت ہے۔ تیسرے فروعی احکام میں جیسے کسی شے کی طہارت یا نجاست یا حدث یا غیر حدث میں اختلاف پس اس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کیا ہے اور یہی اختلاف مراد ہے حدیث میں ہے ((اختلاف امتی رحمة)) مازری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ایسے موقعہ میں کیونکر جائز ہوا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف حکم دیا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ تاکہ میں ایک کتاب لکھوں تو یہ اختلاف نافرمانی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہ حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک امر وجوب کے لیے نہیں ہوتا اور قرائن سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا قرینہ معلوم ہوا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اختیاری تھا نہ وجوبی پھر انہوں نے اختیار کیا نہ لکھنے کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اسی کو مقتضی ہوئی اور شاید وہ یہ سمجھے کہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاقصد مصمم صادر ہوا اور یہی مراد ہے ھجر سے انتھٰی ملخصًا۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث بڑی نازک حدیث ہے اور شیعوں نے اس کو دلیل گردانا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کیلئے حالانکہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خطا ہوئی تو اس میں کیا استبعاد ہے کیونکہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے اور ایسی خطا خصوصًا ایسی پریشانی اور رنج کی حالت میں جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھی باعث طعن نہیں ہو سکتی اکثر جب رنج اور مصیبت میں انسان بدحواس ہو جاتا ہے تو دل قابو میں نہیں رہتا۔ زبان کا ذکر کیا ہے پس صرف ایسی ایک معمولی بات سے۔ جس کی تاویل صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب متعددہ کو چھوڑ کر ان پر ملامت کرنا انتہا کی بے دینی اور ناخدا ترسی ہے۔ **واللّٰہ علٰی ذٰلك شھید۔**

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اصمعی نے کہا: جزیرہ عرب انتہائے عدن سے لے کر عراق تک ہے طول میں اور جدہ سے لے کر اطراف شام تک ہے عرض میں اور ہروی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جزیرہ عرب سے مدینہ مراد ہے اور صحیح مشہور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن مراد ہے اور اس حدیث سے دلیل لی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور علما نے اور انہوں نے کافروں کے نکالنے کو واجب کہا ہے عرب سے اور کہا ہے کہ کافروں کو عرب میں مسافرت کرنے سے منع نہ کیا جائے گا لیکن وہاں تین دن سے زیادہ ٹھہرنے سے منع کیا جائے گا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں مکہ اور حرم مکہ مستثنیٰ ہے۔ وہاں کافروں کو داخل ہونے کی بھی اجازت نہ دی جائے گی اگر پوشیدہ چلا جائے تو اس کا نکالنا فوراً واجب ہے۔ اگر وہاں مر جائے اور دفن ہو جائے تو اس کی نعش نکال ڈالیں گے جب تک اس میں تغیر نہ ہوا ہو۔ یہی قول ہے۔ جمہور فقہا کا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کافر کو حرم میں جانے کی اجازت دی ہے۔ اور دلیل جمہور کی قول ہے اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ علما نے اختلاف کیا ہے کہ وہ تیسری بات کیا تھی۔ بعض نے کہا کہ وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سامان کر دینا ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ تیسری بات یہ ہوگی کہ میری قبر کو وثن نہ بنانا۔ یعنی جیسے بتوں کی پرستش ہوتی ہے اس طرح میری قبر کی پرستش نہ کرنے لگنا اور بعض نے کہا: وہ یہود کا نکالنا تھا۔

(٤٢٣٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ جَعَلَ تَسِيلُ دُمُوعُهُ حَتّٰى رَأَيْتُ عَلٰى خَدَّيْهِ كَأَنَّهَا نِظَامُ اللُّؤْلُؤِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَقَالُوا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَهْجُرُ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: پنجشنبہ کا دن اور کیا ہے پنجشنبہ کا دن پھر ان کے آنسو بہنے لگے۔ دونوں گالوں پر جیسے موتی کی لڑی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس ہڈی اور دوات لاؤ یا تختی اور دوات لاؤ میں ایک کتاب لکھوا دوں کہ تم گمراہ نہ ہو۔'' لوگ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی شدت میں بے اختیار کچھ کہہ رہے ہیں۔

○ ○ ○ ○

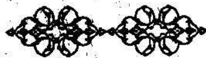
(٤٢٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمَّ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَّاتَضِلُّوْنَ بَعْدَهُ)) فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَّنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُوْلُ مَاقَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا)) قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

[بخاری: ١١٤، ٤٤٣٢، ٥٦٦٩، ٧٣٦٦]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو اس وقت حجرے کے اندر کئی آدمی تھے ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ تم کو میں ایک کتاب لکھ دیتا ہوں تم گمراہ نہ ہو گے اس کے بعد۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے بس کافی ہے ہم کو اللہ کی کتاب۔ اور گھر میں جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا کسی نے کہا: دوات وغیرہ لاؤ رسول اللہ ﷺ کتاب لکھوا دیں گے اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے اور بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق کہا، جب ان کی تکرار زیادہ ہوئی اور اختلاف بہت ہوا رسول اللہ ﷺ کے سامنے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو جاؤ۔'' عبیداللہ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: بڑی مصیبت ہوئی، بڑی مصیبت ہوئی یہ جو رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے اختلاف اور غل کی وجہ سے کتاب نہ لکھوا سکے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ- یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے جو انہوں نے حضور ﷺ کے حال کو دیکھ کر ظاہر کی اور آپ ﷺ کی تکلیف کو گوارہ نہ کیا ورنہ اللہ تعالیٰ خود اپنی کتاب مبین میں فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾۔ اللہ کی کتاب ہم کو حکم کرتی ہے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور تابعداری کرنے کے لیے اور ایک حدیث میں ہے کہ ''نہ پاؤں میں تم میں کسی کو تکیہ کیے ہوئے اپنی مسند پر میرا حکم اسے پہنچے اور وہ یہ کہے: میں نہیں جانتا میں نے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پایا اس کی پیروی کی اور دوسری حدیث میں ہے کہ ''میں دیا گیا قرآن مجید اور مانند اس کے۔'' اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر یہ کتاب لکھی جاتی تو اس سے ہدایت ہوتی پر جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی ویسا ہی ہوا اور اسی میں کچھ بہتری ہوگی۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ النَّذْرِ
نذر کے مسائل

بَابُ الْأَمْرِ بِقَضَاءِ النَّذْرِ.

باب: نذر کو پورا کرنے کا بیان۔

(٤٢٣٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّهُ قَالَ: اسْتَفْتٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰی اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاقْضِهٖ عَنْهَا)). [بخاري: ٢٧٦١، ٦٦٩٨، ٢٩٥٩؛ ابوداود: ٣٣٠٧؛ ترمذی: ١٥٤٦؛ نسائی: ٣٦٦١، ٣٦٦٢، ٣٦٦٤، ٣٦٦٥، ٣٨٢٦، ٣٨٢٧، ٣٨٢٨؛ ابن ماجه: ٢١٣٢]

عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، سعد بن عبادہ ؓ نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ میری ماں پر نذر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پیشتر ہی مرگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ادا کردے اس کی طرف سے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی ؒ نے کہا کہ اجماع کیا ہے مسلمانوں نے صحت نذر پر اور اس کے پورا کرنے کے وجوب پر اگر نذر عبادت ہو اور گناہ یا مباح کی نذر منعقد نہ ہوگی اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور یہی اکثر علما کا قول ہے اور امام احمد ؒ اور ایک طائفہ کے نزدیک اس میں کفارہ ہے قسم کا اور میت کی طرف سے مالی حقوق بالاتفاق اس کا وارث ادا کرسکتا ہے۔ اور بدنی میں اختلاف ہے۔ پھر مالی حقوق کا ادا کرنا ہر طرح واجب ہے خواہ وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ امام شافعی ؒ کا یہی قول ہے اور امام مالک ؒ اور ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک اگر وصیت کی ہے تو واجب ہے ورنہ واجب نہیں ہے اور سعد ؓ کی ماں کی نذر مطلق تھی یا روزے کی نذر تھی یا عتق تھا یا صدقہ اس میں اختلاف ہے لیکن ہر حال میں وارث پر ایفائے نذر اسی وقت واجب ہے جب میت مال چھوڑ جائے اور جو مال نہ چھوڑے تو مستحب ہے

(٤٢٣٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ وَمَعْنٰی حَدِيْثِهٖ. [راجع: ٤٢٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ وَاَنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا.

باب: نذر ماننے کی ممانعت اور اس سے کوئی چیز نہ لوٹنے کا بیان۔

(٤٢٣٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ وَيَقُوْلُ: ((اِنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الشَّحِيْحِ)).

عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم کو منع کرنے لگے نذر سے اور فرماتے تھے: ''کسی بلا کو نہیں پھیرتی جو تقدیر میں آنے والی ہے لیکن نذر کی وجہ سے بخیل کے پاس

[بخاري: ٦٦٠٨، ٦٦٩٣؛ ابوداؤد: ٣٢٨٧؛ نسائي: ٣٨١٠، ٣٨١١، ٣٨١٢؛ ابن ماجه: ٢١٢٢]

سے مال نکلتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی مؤمن کو چاہیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کرے نہ اپنے مطلبوں اور مرادوں کے عوض میں یہ تو ایک تجارت ٹھہری اور تقدیر پر یقین رکھے یہ اعتقاد نہ کرے کہ نذر سے تقدیر پلٹ جائے گی جب اللہ تعالیٰ کی نذر کا یہ حال ہو کہ اس سے حضور ﷺ منع کریں تو اور بزرگوں کی نذر معاذ اللہ کیونکر درست ہوگی اور اس سے کیونکر بلا رد ہوگی یہ جاہلوں کے خیال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔

(٤٢٣٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((النَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [راجع: ٤٢٣٧]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کسی شے کو نہ آگے کرسکتی ہے نہ پیچھے (بلکہ جو وقت جس کام کا تقدیر میں لکھا ہے اسی وقت پر ہوگا) بلکہ نذر بخیل کے دل سے مال نکالتی ہے۔''

(٤٢٣٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [راجع: ٤٢٣٧]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا نذر سے۔ اور فرمایا: ''اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا (یعنی کوئی آنے والی بلا نہیں رکتی اور تقدیر نہیں پھرتی) بلکہ بخیل کے دل سے مال نذر کے سبب سے نکلتا ہے۔'' (یعنی بخیل یوں تو خیرات نہیں کرتا۔ جب آفت آتی ہے تو نذر ہی کے بہانے روپیہ دیتا ہے اور مسکینوں کو فائدہ ہوتا ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٢٤٠) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ. [راجع: ٤٢٣٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٤١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْذُرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)). [ترمذي: ١٥٣٨؛ نسائي: ٣٨١٤]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر مت کرو کیونکہ نذر سے تقدیر نہیں پھرتی صرف بخیل سے مال جدا ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٤٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَرُدُّ مِنَ الْقَدَرِ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نذر سے اور فرمایا: ''اس سے تقدیر نہیں پھرتی بلکہ بخیل کا مال نکلتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٤٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَرِّبُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدَّرَهُ لَهُ وَلٰكِنَّ النَّذْرَ يُوَافِقُ الْقَدَرَ فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيلِ مَا لَمْ يَكُنِ الْبَخِيلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کسی ایسی چیز کو آدمی سے نزدیک نہیں کرتی جو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں نہیں لکھی لیکن نذر موافق ہوتی ہے تقدیر کے تو نکلتا ہے نذر کی وجہ سے بخیل کے پاس سے وہ مال جس کو وہ نہیں چاہتا تھا نکالنا۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٤٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

مِثْلَهُ.

○ ○ ○ ○

بَابُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ.

باب: ایسی نذر جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور جس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو اس کو پورا کرنے کا بیان۔

(٤٢٤٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ ثَقِيفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَأَصَابُوا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَتَاهُ قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) فَقَالَ: بِمَ أَخَذْتَنِي؟ وَبِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ. إِعْظَامًا لِذَلِكَ. ((أَخَذْتُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ)) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ قَالَ: ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ)) ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَأَتَاهُ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي قَالَ: ((هَذِهِ حَاجَتُكَ)) فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ. قَالَ وَأُسِرَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأُصِيبَتِ الْعَضْبَاءُ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْوَثَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ يُرِيحُونَ نَعَمَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ بُيُوتِهِمْ فَانْفَلَتَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْوَثَاقِ فَأَتَتِ الْإِبِلَ فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنَ الْبَعِيرِ رَغَا فَتَتْرُكُهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَضْبَاءِ فَلَمْ تَرْغُ قَالَ: وَهِيَ نَاقَةٌ مُنَوَّقَةٌ فَقَعَدَتْ فِي عَجُزِهَا ثُمَّ زَجَرَتْهَا فَانْطَلَقَتْ وَنَذِرُوا بِهَا

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ثقیف اور بنی عقیل میں دوستی تھی حلف کے ساتھ۔ تو ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنی عقیل میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اور عضبا (نام ہے حضور کی ناقہ کا) کو بھی اس کے ساتھ پکڑا۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے وہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: یا محمد! یا محمد! آپ ﷺ اس کے پاس گئے اور پوچھا: ”کیا کہتا ہے؟“ وہ بولا: آپ ﷺ نے مجھے کس قصور میں پکڑا۔ اور حاجیوں کے سردار (یعنی عضبا کو) کس قصور میں پکڑا آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑا قصور ہے اور میں نے تجھے پکڑا ہے تیرے دوست ثقیف کے قصور کے بدلے۔“ یہ کہہ کر آپ ﷺ چلے اس نے پھر پکارا: یا محمد! یا محمد! اور آپ ﷺ نہایت رحمدل اور مہربان تھے۔ آپ ﷺ پھر لوٹے اس کی طرف اور پوچھا: ”کیا کہتا ہے؟“ وہ بولا: میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس وقت یہ کہتا جب تو اپنے کام کا مختار تھا (یعنی گرفتار نہیں ہوا تھا) تو بالکل نجات پاتا۔“ پھر آپ ﷺ لوٹے، اس نے پھر پکارا: یا محمد! یا محمد! آپ ﷺ پھر آئے اور پوچھا: ”کیا کہتا ہے؟“ وہ بولا: میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا کھلائیے اور پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لے۔“ (یعنی کھانا، پانی اس کو دیا) پھر وہ ان دو شخصوں کے بدلے چھوڑا گیا جن کو ثقیف نے قید کر لیا تھا۔ راوی نے کہا: انصار میں کی ایک عورت قید ہوگئی اور عضبا بھی قید ہوگئی پھر وہ عورت بند میں تھی۔ اور کافر اپنے جانوروں کو آرام دے رہے تھے اپنے گھروں کے سامنے، وہ ایک رات بھاگ نکلی بند میں سے اور اونٹوں کے پاس آئی جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا وہ اس کو چھوڑ دیتی یہاں تک کہ عضبا کے پاس آئی اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئی۔ پھر ڈانٹا اس کو وہ چلی کافروں کو خبر ہوگئی وہ عضبا کے پیچھے چلے (اپنی اپنی اونٹنی پر سوار ہو

فَطَلَبُوْهَا فَاَعْجَزَتْهُمْ قَالَ: وَنَذَرَتْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ رَاٰهَا النَّاسُ فَقَالُوْا: الْعَضْبَاءُ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: اِنَّهَا نَذَرَتْ اِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ بِئْسَ مَاجَزَتْهَا نَذَرَتْ لِلّٰهِ اِنْ نَجَّاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ ((لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ)). [ابوداود: ۳۳۱٦]

کے) لیکن عضبا نے ان کو تھکا دیا۔ (یعنی کوئی پکڑ نہ سکا عضبا ایسی تیز رو تھی) اس عورت نے نذر کی اللہ کی کہ اگر عضبا مجھے بچا لے جائے تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ جب وہ عورت مدینہ میں آئی اور لوگوں نے دیکھا اور انہوں نے کہا: یہ تو عضبا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی۔ وہ عورت بولی: میں نے نذر کی ہے اگر عضبا پر اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے تو اس کو نحر کروں گی۔ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے (تعجب سے) فرمایا: ''سبحان اللہ! کیا برا بدلہ دیا اس عورت نے عضبا کو (یعنی عضبا نے تو اس کی جان بچائی اور وہ عضبا کی جان لینا چاہتی ہے) اس نے نذر کی کہ اگر اللہ تعالیٰ عضبا کی پیٹھ پر اس کو نجات دے تو وہ عضبا ہی کی قربانی کرے گی۔ جو نذر گناہ کے لیے کی جائے وہ پوری نہ کی جائے اور نہ وہ نذر جس کا انسان مالک نہیں۔'' اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے: ''نہیں ہے نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں۔''



فائدہ۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی کافر قید ہو اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں گے۔ لیکن اس کو غلام بنانا یا اس کے بدل روپیہ یا دوسرا شخص لینا یا مفت چھوڑ دینا درست ہے اور جو قید سے پہلے مسلمان ہو تو وہ اور مسلمانوں کی طرح بالکل آزاد رہے گا۔ اس موقعہ پر ایک نقل مجھ کو یاد آئی ہے۔ ایک افغان نے کسی عالم سے تمام علم تحصیل کیا جب فارغ ہوا تو ایک روز چھری تیز کر کے اپنے استاد کے پاس تنہائی میں پہنچا اور کہنے لگا: آپ نے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس کا بدلہ میں دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا مگر ایک بدلہ میں نے سوچ کر نکالا ہے۔ استاد نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ شاگرد نے کہا: میں اس چھری سے آپ کو شہید کرتا ہوں آپ مزے سے جنت کو سدھاریئے اور میں دوزخ سے سمجھ لوں گا۔ استاد بہت گھبرائے انہوں نے سوچ کر یہ کہا کہ تدبیر تو تم نے خوب نکالی لیکن ذرا میں غسل کر لوں اور کپڑے بدل لوں، اتنی مہلت دو۔ شاگرد نے کہا: اچھا اور حجرے سے باہر آیا، استاد نے حجرے کا دروازہ بند کیا اور چلانا شروع کیا یارو! دوڑو یہ مجھے مارے ڈالتا ہے۔ بستی والے جمع ہوئے اور شاگرد کو ملامت کی اس نے کہا: واہ عجب الٹا زمانہ ہے میں نے استاد کی بھلائی کے لیے اپنا جہنمی ہونا قبول کیا تھا، اگر ان کی عقل ایسی اوندھی ہے تو مجھے کیا غرض ہے کہ ان کو شہید کا درجہ دلاؤں۔ اگرچہ جانور کا نحر گناہ نہیں، پر یہ اخلاق سے بعید ہے کہ وہ جانور سواری کا ہو اور عمدہ سواری دیتا ہو اور وقت پر کام آیا ہو اسی کی قربانی کرے۔ علاوہ اس کے عضبا رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی تھی وہ اس عورت کی ملک نہ تھی۔ پھر پرائے جانور کی قربانی کرنا گناہ میں داخل ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو شخص نذر کرے گناہ کرنے کی جیسے شراب پینے کی تو وہ نذر باطل ہے اور اس میں کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ اور داؤد اور جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں کفارہ ہے قسم کا۔

(۴۲۴٦) عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ قَالَ كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِّنْ عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ وَفِيْ حَدِيْثِهٖ اَيْضًا فَاَتَتْ عَلٰى نَاقَةٍ ذَلُوْلٍ مُجَرَّسَةٍ وَفِيْ

وہی جو اوپر گزرا۔ حماد کی روایت میں ہے کہ عضبا بنی عقیل کے ایک شخص کی تھی اور حاجیوں کے ساتھ جو اونٹنیاں آگے رہتی تھیں ان میں سے تھی اور اس روایت میں یہ ہے کہ وہ عورت ایک اونٹنی کے پاس آئی جو غریب تھی ملائم۔ اور ثقفی کی روایت میں ہے اور وہ اونٹنی تھی غریب۔

حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ: وَهِيَ نَاقَةٌ مُدَرَّبَةٌ. [راجع: ٤٢٤٥]

بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ.

باب: بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے کی نذر کا بیان۔

(٤٢٤٧) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هٰذَا؟)) قَالُوْا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ)) وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

[بخاری: ١٨٦٥، ٦٧٠١؛ ابوداود: ٣٣٠١؛ ترمذی: ١٥٣٧؛ نسائی: ٣٨٦١، ٣٨٦٢].

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے بیچ میں تکیہ لگائے جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کا کیا حال ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اس نے نذر کی ہے پیدل چلنے کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اسے عذاب دینے سے اور حکم کیا اس کو سوار ہو جانے کا۔''

(٤٢٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَدْرَكَ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ يَتَوَكَّأُ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا شَأْنُ هٰذَا؟)) قَالَ: ابْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ! فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ)) وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ وَابْنِ حُجْرٍ.

[ابن ماجه: ٢١٣٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے بیچ میں ٹیکا دے کر چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کیا ہوا ہے۔'' اس کے بیٹوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس پر نذر ہے (پیدل حج پر جانے کی) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جا اے بوڑھے! کیونکہ اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے تیرا اور تیری نذر کا۔''

(٤٢٤٩) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٢٤٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٤٢٥٠) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ حَافِيَةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ: ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ)). [بخاری: ١٨٦٦؛ ابوداود: ٣٢٩٩؛ نسائی: ٣٨٢٣]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میری بہن نے نذر کی کہ بیت اللہ تک ننگے پاؤں جائے گی۔ تو حکم کیا مجھ کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کا۔ میں نے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: بوڑھے کی حدیث تو محمول ہے اس پر جو عاجز ہو جائے چلنے سے وہ تو سوار ہو جائے اور ایک قربانی کرے اور عقبہ رضی اللہ عنہ کی بہن کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک طاقت ہو تو پاؤں سے چلے۔ پھر جب تھک جائے تو سوار ہو لے۔ اس حدیث میں بھی دم دے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا اور ننگے پاؤں چلنے کی صورت میں جوتا پہننا درست ہے۔

(٤٢٥١) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُفَضَّلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ حَافِيَةً وَزَادَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ. [راجع: ٤٢٥٠]

○ ○ ○ ○

(٤٢٥٢) عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ. [راجع: ٤٢٥٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي كَفَّارَةِ النَّذْرِ.

باب: نذر کے کفارہ کا بیان۔

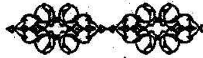
(٤٢٥٣) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ)).

[ابو داود: ٣٣٢٣، ٣٣٢٤؛ ترمذی: ١٥٢٨]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ محمول ہے نذر الحاج پر۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے: اگر میں زید سے بات کروں تو ایک حج کرنا اللہ کے لیے مجھ پر لازم ہے پھر وہ بات کرے تو اس کو اختیار ہوگا۔ خواہ قسم کا کفارہ دے یا نذر بجالائے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک محمول ہے نذر معصیت پر جیسے کوئی نذر کرے شراب پینے کی یا اور کسی گناہ کی تو وہ کفارہ دے مثل کفارہ قسم کے۔ اور ایک جماعت فقہائے اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ہر نذر میں اس کو اختیار ہے خواہ نذر پوری کرے، خواہ کفارہ دے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الأَيْمَانِ
قسموں کے مسائل

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

باب: اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی قسم کھانے کی ممانعت۔

(٤٢٥٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَنْهٰكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ)) قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا. [بخاري: ٦٦٤٧؛ ابوداود: ٣٢٥٠؛ نسائي: ٣٧٧٦، ٣٧٧٧؛ ابن ماجه: ٢٠٩٤]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے نہیں قسم کھائی باپ دادا کی جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی طرف سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ علمائے کرام نے کہا: ہے حکمت اس ممانعت کی یہ ہے کہ قسم سے عظمت نکلتی ہے اس شخص کی جس کی قسم کھاتے ہیں اور عظمت حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے پس نہ مشابہ کیا جائے گا اس کے اور کوئی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم سو بار کھاؤں پھر پورا نہ کروں تو بہتر ہے اس سے کہ اور کسی کی قسم کھاؤں اور پورا کروں۔ اگر کوئی کہے کہ ایک حدیث میں خود حضور ﷺ نے فرمایا: ((افلح وابيه ان صدق)) اور اس کے باپ کی قسم کھائی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بطور عادت کے زبان سے نکل گیا اور وہاں قسم کی نیت نہ تھی۔ اور اللہ تعالیٰ جو اپنی مخلوقات کی قسم کھاتا ہے وہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے پس وہ شرف دیتا ہے اپنی مخلوقات کو ایک دوسرے پر قسم کھا کر۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے علما کے نزدیک غیر اللہ کی قسم کھانا مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔

(٤٢٥٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا وَلَا تَكَلَّمْتُ بِهَا وَلَمْ يَقُلْ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا. [راجع: ٤٢٥٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ میں نے جب سے نبی اکرم ﷺ کو قسم سے منع کرتے ہوئے سنا میں نے قسم نہیں کھائی اور نہ ہی اس کے ساتھ بات کی خود سے یا کسی سے روایت کرتے ہوئے۔

(٤٢٥٦) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ رضي الله عنه وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ بِمِثْلِ رِوَايَةِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ. [بخاري: ٢٢٤٧؛ ترمذي:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے سنا عمر رضی اللہ عنہ کو قسم کھاتے ہوئے اپنے باپ کی پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح۔

١٥٣٣؛ نسائی: ٣٧٧٥]

O O O O

(٤٢٥٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ فِيْ رَكْبٍ وَعُمَرُ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)). [بخاری: ٦١٠٨]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چند سواروں میں اور وہ قسم کھا رہے تھے اپنے باپ کی تو رسول اللہ ﷺ نے پکارا ان کو اور فرمایا: ''خبردار رہو اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے۔ پھر جو کوئی تم میں سے قسم کھانا چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا چپ رہے (یعنی قسم ہی نہ کھائے ضرورت کیا ہے)۔

(٤٢٥٨) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [ابوداود: ٣٢٤٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

O O O O

(٤٢٥٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ)) وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِاٰبَآئِهَا فَقَالَ: ((لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ)). [بخاری: ٣٨٣٦؛ نسائی: ٣٧٧٣]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھانا چاہے وہ قسم نہ کھائے مگر اللہ کی۔'' قریش اپنے باپ دادوں کی قسم کھایا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مت قسم کھاؤ اپنے باپ دادوں کی۔''

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

باب: جو لات وعزیٰ کی قسم کھائے اس کو لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔

(٤٢٦٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ: بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ: تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [بخاری: ٤٨٦٠، ٦١٠٧، ٦٣٠١، ٦٦٥٠؛ ابوداود: ٣٢٤٧؛ ترمذی: ١٥٤٥؛ نسائی: ٣٧٨٤؛ ابن ماجہ: ٢٠٩٦]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے قسم کھائے لات (اور عزیٰ) کی (یہ دونوں بت تھے جاہلیت کے زمانے میں جن کی لوگ پوجا کرتے تھے) وہ کہے: لا الہ الا اللہ۔ اور جو کوئی کہے دوسرے سے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو وہ صدقہ دے۔''

O O O O

فائدہ: کیونکہ اس نے وہ کام کیا جو کافر کرتے ہیں اور بتوں کی تعظیم کرنا کفر ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی قسم کھائے لات اور عزیٰ کی یا اور کسی بت کی یا یوں کہے: اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے بری ہوں یا رسول اللہ ﷺ سے بری ہوں تو اس کی قسم منعقد ہی نہ ہوگی اور اس کو استغفار کرنا اور کلمہ پڑھنا چاہیے اور کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ لازم ہوگا۔ مگر مبتدع یا بری من النبی یا یہودی یا نصرانی کی صورت میں تا کہ وہ کفارہ ہو جائے گناہ کا۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا: اتنا صدقہ دے جتنے سے وہ جوا کھیلنے والا تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مقدار کی کوئی خصوصیت نہیں ہے جتنا ہو سکے اتنا صدقہ دے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے جمہور علما کا مذہب صحیح ہوتا ہے کہ گناہ جب دل میں جم جائے تو وہ بھی گناہ ہوتا ہے اس کا بیان شروع کتاب میں تفصیل سے گزرا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢٦١) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَحَدِيْثُ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

مَعْمَرٍ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ)) وَفِي حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ ((مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى)) قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ هٰذَا الْحَرْفُ يَعْنِي قَوْلَهُ: ((تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)) لَا يَرْوِيهِ أَحَدٌ غَيْرُ الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَلِلزُّهْرِيِّ نَحْوٌ مِنْ تِسْعِينَ حَدِيثًا يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يُشَارِكُهُ فِيهِ أَحَدٌ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ.

[راجع: ٤٢٦٠]

(٤٢٦٢) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ)).

[نسائی: ٣٧٨٣؛ ابن ماجه: ٢٠٩٥]

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مت کھاؤ قسم بتوں کی اور نہ اپنے باپ داداؤں کی۔“

بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ يَمِينًا فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا أَنْ يَّأْتِيَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَيُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ.

باب: جو شخص قسم کھائے کسی کام پر پھر اس کے خلاف کو بہتر سمجھے تو اس کو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔

(٤٢٦٣) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي رَهْطٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) قَالَ: فَلَبِثْنَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا -أَوْقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَأَتَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: ((مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)). [بخاری: ٦٦٢٣، ٦٧١٨؛ ابوداود:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا چند اشعریوں کے ساتھ آپ ﷺ سے سواری مانگنے کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سواری نہیں دوں گا۔ اور میرے پاس کوئی سواری نہیں جو تم کو دوں۔“ پھر ٹھہرے رہے ہم جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹ آئے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا ہم کو سفید کوہان کے تین اونٹ دینے کا۔ جب ہم چلے تو ہم نے کہا یا بعض نے ہم میں سے کہا: اللہ تعالیٰ برکت نہ دے ہم کو۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سواری مانگی تو آپ ﷺ نے قسم کھائی ہم کو سواری نہ ملے گی۔ پھر آپ ﷺ نے ہم کو سواری دی۔ لوگوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تم کو سوار نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سوار کیا۔ اور میں تو اگر اللہ چاہے کسی بات کی قسم نہ کھاؤں گا۔ پھر اس سے بہتر دوسرا کام دیکھوں

۳۲۷۶؛ نسائی: ۳۷۸۹؛ ابن ماجه: ۲۱۰۷] گا۔ مگر اپنی قسم کا کفارہ دوں گا اور وہ کام کروں گا جو بہتر ہے۔“

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اور اس کے بعد جو حدیثیں آتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانے کے بعد اگر اس کا توڑنا بہتر معلوم ہو توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔ اور اس پر اتفاق ہے علمائے کرام کا اور کفارہ قسم توڑنے سے پہلے واجب نہ ہوگا۔ اور توڑنے کے بعد کفارہ دینا درست ہے لیکن قسم سے پہلے کفارہ درست نہیں اس پر بھی اتفاق ہے۔ اور اختلاف ہے اس میں کہ توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست ہے یا نہیں تو مالک اور اوزاعی اور ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک درست ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں۔

(٤٢٦٤) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: اَرْسَلَنِیْ اَصْحَابِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُهٗ لَهُمُ الْحُمْلَانَ اِذْهُمْ مَّعَهٗ فِیْ جَیْشِ الْعُسْرَةِ وَهِیَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ ـ فَقُلْتُ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! اِنَّ اَصْحَابِیْ اَرْسَلُوْنِیْ اِلَیْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا اَحْمِلُكُمْ عَلٰی شَیْءٍ)) وَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا اَشْعُرُ فَرَجَعْتُ حَزِیْنًا مِّنْ مَّنْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ مَّخَافَةِ اَنْ یَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا سُوَیْعَةً اِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا یُّنَادِیْ اَیْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ! فَاَجَبْتُهٗ فَقَالَ: اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَدْعُوْكَ فَلَمَّا اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خُذْ هٰذَیْنِ الْقَرِیْنَیْنِ وَهٰذَیْنِ الْقَرِیْنَیْنِ وَهٰذَیْنِ الْقَرِیْنَیْنِ ـ لِسِتَّةِ اَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِیْنَئِذٍ مِّنْ سَعْدٍ ـ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ اِلٰی اَصْحَابِكَ فَقُلْ: اِنَّ اللّٰهَ ـ اَوْقَالَ ـ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ـ یَحْمِلُكُمْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ)) قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ بِهِنَّ فَقُلْتُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَحْمِلُكُمْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُكُمْ حَتّٰی یَنْطَلِقَ مَعِیْ بَعْضُكُمْ اِلٰی مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ سَاَلْتُهٗ لَكُمْ وَمَنْعَهٗ فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ اِعْطَاءَهٗ اِیَّایَ بَعْدَ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میرے ساتھیوں نے مجھ کو بھیجا رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری مانگنے کو۔ جب وہ آپ ﷺ کے ساتھ گئے تھے جیش العسرہ یعنی غزوۂ تبوک میں۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے آپ ﷺ کے پاس سواری کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سواری نہ دوں گا۔“ اور اتفاق سے جب میں نے یہ کہا: آپ ﷺ غصہ میں تھے، مجھے معلوم نہ تھا۔ میں رنجیدہ ہو کر لوٹا اور دو باتوں کا مجھ کو رنج تھا۔ ایک تو رسول اللہ ﷺ کے انکار سے اور دوسرے اس خیال سے کہ کہیں آپ ﷺ کو مجھ سے رنج نہ ہوا ہو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان کو جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہہ سنایا۔ تھوڑی دیر میں ٹھہرا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی آواز میں نے سنی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ! (یہ نام ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا) کون ہے؟ میں نے جواب دیا۔ انہوں نے کہا: چل رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جوڑا لے اور یہ جوڑا اور یہ جوڑا اونٹوں کا سب چھ اونٹ جن کو آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا۔ اور ان کو لے جا اپنے ساتھیوں کے پاس اور کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول نے یہ سواری تم کو دی ہے۔ تو سوار ہو اس پر۔“ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تم کو یہ سواریاں دی ہیں۔ لیکن میں تم کو نہیں چھوڑوں گا جب تک تم میں سے کچھ لوگ میرے ساتھ نہ چلیں ان لوگوں کے پاس جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پہلا انکار سنا ہے۔ پھر دینا آپ ﷺ کا اس کے بعد تم یہ گمان نہ کرنا میں نے تم سے وہ کہہ دیا جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا (چونکہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سواری

ذٰلِكَ لَا تَظُنُّوْا اَنِّیْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ فَقَالُوْا لِيْ: وَاللّٰهِ! اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ مُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى اَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْعَهُ اِيَّاهُمْ ثُمَّ اِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَبُوْ مُوْسٰى سَوَاءً.

[بخاري: ٤٤١٥، ٦٦٧٨]



(٤٢٦٥) عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ ؒ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسٰى فَدَعَا بِمَائِدَتِهٖ وَعَلَيْهَا لَحْمُ دَجَاجٍ فَدَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ شَبِيْهٌ بِالْمَوَالِیْ فَقَالَ لَهٗ: هَلُمَّ فَتَلَكَّأَ فَقَالَ: هَلُمَّ فَاِنِّیْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ مِنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَا اَطْعَمَهٗ فَقَالَ: هَلُمَّ اُحَدِّثْكَ عَنْ ذٰلِكَ اِنِّیْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) فَلَبِثْنَا مَاشَاءَ اللّٰهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَدَعَا بِنَا فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى قَالَ: فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: اَغْفَلْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنَهٗ لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا اَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ وَاِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا اَفَنَسِيْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنِّیْ وَاللّٰهِ! اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا فَانْطَلِقُوْا

دینے کا انکار کیا اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا۔ بعد اس کے آپ ﷺ نے سواریاں دیں تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ڈرے کہیں میرے یار یہ نہ سمجھیں کہ اس نے اپنی طرف سے بات بنالی اور رسول اللہ ﷺ نے انکار نہ کیا ہوگا اس لیے مقابلہ کرانا چاہا) میرے ساتھیوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم ہمارے نزدیک سچے ہو اور جو تم چاہتے ہو ہم ویسا ہی کریں گے۔ (یعنی تمہارے ساتھ چلیں گے) پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے کئی آدمیوں کو لے کر گئے ان لوگوں کے پاس جنہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ کا انکار اور بعد اس کے دینا دیکھا تھا۔ اور ان لوگوں نے ویسا ہی بیان کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے یاروں سے جیسے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا تھا۔

حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا انہوں نے اپنا دسترخوان منگوایا، اس پر مرغ کا گوشت تھا ایک شخص آیا بنی تیم اللہ میں سے سرخ رنگ کا جیسے غلام ہوتے ہیں۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: آؤ (یعنی کھانے میں شریک ہو) اس نے تامل کیا پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے یہ گوشت کھاتے ہوئے۔ وہ مرد بولا: میں نے مرغ کو کچھ کھاتے دیکھا (یعنی نجاست وغیرہ) تو مجھے گھن آئی میں نے قسم کھالی اب اس کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ اور شریک ہو میں تجھ سے قسم کے متعلق حدیث بھی بیان کرتا ہوں۔ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اپنے چند اشعری یاروں کے ساتھ سواری کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس سواری نہیں ہے اور میں اللہ کی قسم تم کو سواری نہیں دوں گا۔“ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم ٹھہرے رہے بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹوں کی لوٹ آئی آپ ﷺ نے ہم کو بلا بھیجا اور پانچ اونٹ دلوائے سفید کوہان کے۔ جب ہم چلے تو ایک نے دوسرے سے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو بھلادی وہ قسم جو آپ ﷺ نے کھائی تھی (کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور یاد نہ دلایا ہم نے آپ ﷺ کو) برکت نہ ہوگی ہم کو، پھر ہم لوٹے آپ ﷺ کے پاس اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آئے تھے آپ ﷺ کے پاس سواری مانگنے کو تو آپ ﷺ نے قسم کھالی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ ﷺ نے سواری دی ہم کو اور آپ

فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ)). [بخاری: ۳۱۳۳، ۴۳۸۵، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۶۶۴۹، ۶۶۸۰، ۶۷۲۱، ۷۵۵۵؛ ترمذی: ۱۸۲۶، ۱۸۲۷؛ نسائی: ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۳۷۸۸]

بھول گئے یارسول اللہ ﷺ! اپنی قسم کو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو قسم اللہ کی اگر اللہ تعالیٰ چاہے کوئی قسم نہ کھاؤں گا پھر اس سے بہتر دوسری بات دیکھوں گا تو جو بہتر بات ہے وہ کروں گا اور قسم کھول ڈالوں گا سو تم جاؤ تم کو اللہ نے سواری دی ہے۔'' (اسی طرح تو بھی اپنی قسم کو توڑ اور مرغ کا گوشت جو حلال ہے اس کو کھا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۴۲۶۶) عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

[راجع: ۴۲۶۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۴۲۶۷) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى وَاقْتَصُّوا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ. [راجع: ۴۲۶۵]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۴۲۶۸) عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَهُوَ يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِيهِ قَالَ: ((إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا نَسِيتُهَا)). [راجع: ۴۲۶۵]

وہی جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نہیں بھولا قسم کو۔''

○ ○ ○ ○

(۴۲۶۹) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ: ((مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَاللّٰهِ! مَا أَحْمِلُكُمْ)) ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ بُقْعِ الذُّرٰى فَقُلْنَا: إِنَّا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: ((إِنِّي لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ أَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)).

[راجع: ۴۲۶۵]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے سواری مانگنے کو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سواری نہیں ہے اور میں تم کو قسم اللہ کی سواری نہیں دوں گا۔'' پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے پاس تین اونٹ بھیجے جن کی کوہان چت کبری تھی ہم نے کہا: ہم آپ ﷺ کے پاس گئے تھے سواری مانگنے کو تو آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر ہم آپ ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا پھر دوسری بات بہتر پاتا ہوں تو وہ بہتر کام کرتا ہوں۔'' (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)۔

(۴۲۷۰) عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: كُنَّا مُشَاةً فَأَتَيْنَا

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم پیدل تھے سفر میں تو رسول اللہ ﷺ

نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ.

[راجع: ٤٢٥٧]

سے سواری مانگنے آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔



(٤٢٧١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: اَعْتَمَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ فَوَجَدَ الصِّبْيَةَ قَدْ نَامُوْا فَاَتَاهُ اَهْلُهُ بِطَعَامِهِ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَاْكُلَ مِنْ اَجْلِ صِبْيَتِهِ ثُمَّ بَدَالَهُ فَاَكَلَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِهَا وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص کو دیر ہوگئی رسول اللہ ﷺ کے پاس، پھر وہ اپنے گھر گیا تو بچوں کو دیکھا وہ سو گئے ہیں اس کی عورت کھانا لائی اس نے قسم کھالی میں نہ کھاؤں گا اپنے بچوں کی وجہ سے پھر اس کو کھانا مناسب معلوم ہوا اور اس نے کھالیا بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حلف کرے کسی بات پر پھر دوسری بات اس سے بہتر سمجھے تو کرے اور قسم کا کفارہ دے۔“

(٤٢٧٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلْيَفْعَلْ)).

[ترمذی: ١٥٣٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قسم کھائے کسی بات کی پھر دوسری بات اس سے بہتر سمجھے تو کفارہ دے قسم کا اور بہتر بات کرے۔“



(٤٢٧٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَلْيَفْعَلْ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قسم کھائے کسی بات کی پھر اس کا خلاف بہتر سمجھے تو جو بہتر سمجھے وہ کرے اور قسم کا کفارہ دے۔“



(٤٢٧٤) عَنْ سُهَيْلٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَالِكٍ: ((فَلْيُكَفِّرْ يَمِيْنَهُ وَلْيَفْعَلِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)).

اس میں یہ ہے کہ کفارہ دے قسم کا اور جو کام بہتر ہے وہ کرے۔



(٤٢٧٥) عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ: جَآءَ سَائِلٌ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ؓ فَسَاَلَهُ نَفَقَةً فِيْ ثَمَنِ خَادِمٍ اَوْفِيْ بَعْضِ ثَمَنِ خَادِمٍ فَقَالَ: لَيْسَ عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ اِلَّا دِرْعِيْ وَمِغْفَرِيْ فَاَكْتُبُ اِلٰى اَهْلِيْ اَنْ يُعْطُوْكَهُمَا قَالَ: فَلَمْ يَرْضَ فَغَضِبَ عَدِيٌّ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا اُعْطِيْكَ شَيْئًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ رَضِيَ فَقَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ! لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ رَاٰى

تمیم بن طرفہ سے روایت ہے، ایک فقیر مانگنے کو آیا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے پاس اور سوال کیا ان سے غلام کی قیمت کا یا کوئی حصہ اس کی قیمت کا عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے مگر میری زرہ اور خود، تو میں اپنے گھر والوں کو لکھتا ہوں تجھے دینے کے لیے، وہ راضی نہ ہوا۔ عدی رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور کہا: اللہ کی قسم میں تجھے کچھ نہیں دوں گا۔ پھر وہ شخص راضی ہوگیا عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو شخص قسم کھائے پھر دوسری بات اس سے بڑھ کر پرہیز گاری کی سمجھے تو وہ بات کرے۔“ تو میں اپنی

أَتْقَى لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوٰى)) مَا حَنَّثْتُ يَمِينِي.

[نسائی: ۳۷۹۵، ۳۷۹۶؛ ابن ماجه: ۲۱۰۸]

قسم نہ توڑتا (اور تجھے کچھ نہ دیتا)۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٧٦) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَلْيَتْرُكْ يَمِيْنَهُ)). [راجع: ٤٢٧٥]

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قسم کھائے پھر اس کا خلاف کرنا بہتر سمجھے تو اس کو کرے اور قسم کو چھوڑ دے''۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٧٧) عَنْ عَدِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَلَفَ اَحَدُكُمْ عَلَى الْيَمِيْنِ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْهَا وَلْيَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)).

[راجع: ٣٢٧٥]

عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی قسم کھائے پھر اس کا خلاف کرنا بہتر سمجھے تو کفارہ دے قسم کا اور جو کام بہتر ہو وہ کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٧٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْنَحْوَهُ. [راجع: ٤٢٧٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٧٩) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه وَاَتَاهُ رَجُلٌ يَسْأَلُهُ مِائَةَ دِرْهَمٍ فَقَالَ: تَسْأَلُنِيْ مِائَةَ دِرْهَمٍ وَاَنَا ابْنُ حَاتِمٍ؟ وَاللّٰهِ! لَا اُعْطِيْكَ ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ رَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)). [راجع: ٤٢٧٥]

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص ان کے پاس آیا اور سو درم مانگنے لگا۔ انہوں نے کہا: تو مجھ سے سو درہم مانگتا ہے اور میں حاتم کا بیٹا ہوں قسم اللہ تعالیٰ کی میں تجھے نہ دوں گا پھر کہا: میں ایسا ہی کرتا (یعنی تجھے نہ دیتا) اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص قسم کھائے کسی کام کی پھر اس سے بہتر دوسرا کام سمجھے تو جو بہتر ہے وہ کرے۔''

(٤٢٨٠) عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ: وَلَكَ اَرْبَعُ مِائَةٍ فِيْ عَطَائِيْ. [راجع: ٤٢٦٧]

تمیم بن طرفہ سے روایت ہے، میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا ایک شخص نے ان سے سوال کیا پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو چار سو درہم لے میری تنخواہ میں سے۔

(٤٢٨١) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ! لَاتَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَائْتِ

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! مت درخواست کر حکومت کی کیوں کہ اگر درخواست پر تجھے حکومت ملے گی تو اللہ تعالیٰ تیری مدد نہ کرے گا اور جو بغیر درخواست کے ملے تو اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہوگا اور جب تو کسی کام پر قسم کھائے پھر اس کا خلاف بہتر سمجھے تو کفارہ دے قسم کا اور جو کام بہتر ہے وہ کر۔''

الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)). [بخاري: ٦٦٢٢، ٦٧٢٢، ٧١٤٦، ٧١٤٧، ابو داؤد: ٣٢٧٧، ٣٢٧٨؛ ترمذى: ١٥٢٩؛ نسائى: ٣٧٩١، ٣٧٩٢، ٣٧٩٩، ٣٧٩٨، ٣٧٩٩، ٣٨٠٠، ٥٣٩٩]

○ ○ ○ ○

(٤٢٨٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِيهِ ذِكْرُ الْإِمَارَةِ. [راجع: ٤٢٨١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْيَمِينِ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ.

باب: قسم کھلانے والے کی نیت کے موافق قسم ہوگی۔

(٤٢٨٣) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِينُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ)) وَقَالَ عَمْرٌو: ((يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ)).

[ابوداود: ٣٢٥٥؛ ترمذى: ١٣٥٤؛ ابن ماجه: ٢١٢٠، ٢١٢١]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم تیری اسی مطلب پر ہوگی جس پر تیرا صاحب تجھے سچا سمجھے۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٨٤) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْيَمِينُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ)).

[راجع: ٤٢٨٣]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم کا مطلب قسم دینے والے کی نیت کے موافق ہوگا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب قاضی یا اور کوئی کسی شخص کو قسم دے اور وہ مکاری سے اپنے تئیں گناہ سے بچانے کیلئے قسم کھائے اور اس کا مطلب دوسرا رکھے تو یہ مکر اس کو فائدہ نہ دے گا اور قسم کا گناہ اس پر پڑے گا اور اس پر اجماع ہے۔ (نووی ؒ)

بَابُ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ وَغَيْرِهَا.

باب: قسم میں ان شاء اللہ کہنا۔

(٤٢٨٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ لِسُلَيْمَانَ ؑ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ: لَأَطُوفَنَّ عَلَيْهِنَّ اللَّيْلَةَ فَتَحْمِلُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَتَلِدُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَوَلَدَتْ نِصْفَ إِنْسَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ اسْتَثْنٰى لَوَلَدَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، حضرت سلیمان ؑ کی ساٹھ بیبیاں تھی۔ انہوں نے کہا: میں ان سب کے پاس ایک رات میں ہو آؤں گا اور سب کو پیٹ رہے گا پھر ہر ایک ان میں سے ایک لڑکا جنے گی جو سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا (پھر حضرت سلیمان ؑ ان سب کے پاس گئے) لیکن کوئی حاملہ نہیں ہوئی سوا ایک عورت کے اور وہ بھی آدھا بچہ جنی (جو کسی کام کا نہ نکلا) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر حضرت سلیمان ؑ ان شاء اللہ تعالیٰ کہتے تو ہر ایک عورت ایک لڑکا جنتی اور سوار ہوتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ جو کام آیندہ کرنے کو کہے اس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ کہے۔ دوسرے جب حلف کے ساتھ ان شاء اللہ کہے تو حلف نہ ٹوٹے گی کیونکہ حلف منعقد ہی نہ ہوگی بشرطیکہ حلف کے ساتھ ہی کہے اور جو بعد کہے تو جائز نہ ہوگا اور طاؤس رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اسی مجلس میں کہہ سکتا ہے اور سعید بن جبیر سے ہے کہ چار مہینے تک کہہ سکتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ہمیشہ کہہ سکتا ہے جب یاد آئے اسی طرح اگر طلاق یا عتاق میں ان شاء اللہ لگائے تو طلاق اور عتاق واقع نہ ہوگا اور ضروری ہے کہ زبان سے کہے اور بعض مالکیہ کے نزدیک دل سے نیت بھی کافی ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢٨٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ علیہ السلام نَبِيُّ اللَّهِ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِغُلَامٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ أَوِ الْمَلَكُ قُلْ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَلَمْ تَأْتِ وَاحِدَةٌ مِنْ نِسَائِهِ إِلَّا وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ غُلَامٍ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَلَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِي حَاجَتِهِ)). [بخاري: ٦٧٢٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر نے کہا: میں اس رات کو ستر عورتوں کے پاس ہو آؤں گا (ایک روایت میں نوے ہیں ایک میں ننانوے اور ایک میں سو) ہر ایک ان میں سے ایک لڑکا جنے گی جو جہاد کرے گا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کے ساتھی یا فرشتے نے کہا: کہو ان شاء اللہ تعالیٰ لیکن انہوں نے نہیں کہا وہ بھول گئے پھر کوئی عورت نہیں جنی البتہ ایک جنی وہ بھی آدھا بچہ۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہتے تو ان کی بات نہ جاتی اور ان کا مطلب پورا ہو جاتا۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٨٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ. [بخاري: ٦٧٢٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٨٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ علیہ السلام: لَأُطِيفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقِيلَ لَهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ فَأَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ)) قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ)). [بخاري: ٥٢٤٢؛ نسائي: ٣٨٦٥]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا: میں رات کو ستر عورتوں کے پاس ہو آؤں گا اور ہر ایک ایک لڑکا جنے گی، جو جہاد کرے گا اللہ تعالیٰ کی راہ میں، ان سے کہا گیا ان شاء اللہ کہو، انہوں نے نہیں کہا: اور رات کو سب کے پاس ہو آئے، کوئی نہ جنی مگر ایک عورت وہ بھی آدھا بچہ۔'' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ان کی بات نہ جاتی اور ان کا مطلب پورا ہوتا۔''

○ ○ ○ ○

(٤٢٨٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ علیہ السلام: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهَا تَأْتِي بِفَارِسٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا: میں اس رات کو نوے (90) عورتوں کے پاس ہو آؤں گا ہر ایک سے ایک لڑکا ہوگا جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا' ان کا ساتھی (کوئی آدمی ہوگا یا فرشتہ) بولا کہو

شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ فَجَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَاَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَوْقَالَ: اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ)).

ان شاء اللہ انہوں نے نہیں کہا (بھول گئے) پھر وہ سب عورتوں کے پاس گئے لیکن کوئی حاملہ نہ ہوئی، ایک ہوئی وہ بھی ایک ٹکڑا آدمی کا جنی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب کی سب عورتیں لڑکے جنتیں اور سب لڑکے جہاد کرتے سوار ہو کر اللہ کی راہ میں سب مل کر۔"

(٤٢٩٠) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((كُلُّهَا تَحْمِلُ غُلَامًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى)).

اس سند سے الفاظ کے فرق کے ساتھ وہی حدیث مروی ہے جو گزری ہے۔



بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِصْرَارِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِيْمَا يَتَاَذّٰى بِهٖ اَهْلُ الْحَالِفِ مِمَّا لَيْسَ بِحَرَامٍ.

باب: جب قسم سے گھر والوں کا نقصان ہو تو قسم نہ توڑنا منع ہے بشرطیکہ وہ کام حرام نہ ہو۔

(٤٢٩١) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَاَنْ يَلَجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ آثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ فَرَضَ اللّٰهُ)). [بخاري: ٦٦٢٥]

ہمام بن منبہ سے روایت ہے، یہ حدیثیں بیان کی ہیں ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے، ان میں سے یہ ایک حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "قسم اللہ کی مقرر تم میں سے کسی کا ثابت رہنا اپنی قسم پر جو اپنے گھر والوں کے حق میں کھائی ہو زیادہ گناہ ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم کے کفارہ دینے سے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔"

فائدہ: یعنی ہر چند قسم کا پورا کرنا بہتر ہے لیکن جس میں اپنے گھر والوں کا نقصان ہو، ایسی قسم کا توڑنا ضروری ہے اور جو نہ توڑے گا وہ گنہگار ہوگا۔ بشرطیکہ قسم کا توڑنا کوئی گناہ کی بات نہ ہو مثلاً یوں کہے میں بی بی کے ساتھ نہ کھانا کھاؤں گا یا اس سے بات نہ کروں گا یا بازار سے اس کیلئے کوئی چیز نہ لاؤں گا ایسی قسموں کا توڑ ڈالنا بہتر ہے اور کفارہ دے دینا اور جو اس کا توڑنا گناہ ہو مثلاً یوں کہے کہ بیوی کے ساتھ شراب نہ پیوں گا یا جوا نہ کھیلوں گا تو ایسی قسم کو پورا کرنا ضروری ہے۔

بَابُ نَذْرِ الْكَافِرِ وَمَا يَفْعَلُ فِيْهِ اِذَا اَسْلَمَ.

باب: کافر کفر کی حالت میں کوئی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے۔

(٤٢٩٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ: ((فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ)). [بخاري: ٢٠٣٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں نے جاہلیت کے زمانے میں نذر مانی تھی کہ کعبہ کی مسجد کے اندر ایک رات اعتکاف کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر پورا کر اپنی نذر کو۔"



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک کافر کی نذر ہی صحیح نہیں اور بعض کے نزدیک صحیح ہے بدلیل اس حدیث کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف بغیر روزے کے صحیح ہے اور یہی قول ہے شافعی اور حسن بصری اور ابوثور اور داؤد، ابن منذر رحمہ اللہ کا اور یہی اصح روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے۔

(٤٢٩٣) عَنْ عُمَرَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَالثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِمَا اِعْتِكَافُ لَيْلَةٍ وَأَمَّا فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ فَقَالَ: جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ حَفْصٍ ذِكْرُ يَوْمٍ وَلَا لَيْلَةٍ. [بخاري: ٢٠٤٢، ٢٠٤٣؛ ابوداود: ٣٣٢٥؛ ترمذي: ١٥٣٩؛ نسائي: ٣٨٢٩؛ ابن ماجه: ١٧٧٢، ٢١٢٩]

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ وہی حدیث ہے جو گزری۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٩٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ بَعْدَ اَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَكَيْفَ تَرٰی قَالَ: ((اذْهَبْ فَاعْتَكِفْ يَوْمًا)) قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ اَعْطَاهُ جَارِيَةً مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَايَا النَّاسِ سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَصْوَاتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: اَعْتَقَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا: اَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَايَا النَّاسِ فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! اذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْجَارِيَةِ فَخَلِّ سَبِيْلَهَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ (ایک مقام کا نام ہے) میں تھے طائف سے لوٹنے کے بعد تو کہا: یارسول اللہ! میں نے نذر کی تھی جاہلیت میں ایک دن مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا اور اعتکاف کر ایک دن۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے ایک لونڈی ان کو عنایت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازیں سنی وہ کہہ رہے تھے ہم کو آزاد کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا ہے قیدیوں کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) کہا: اے عبداللہ! اس لونڈی کے پاس جا اور اس کو بھی چھوڑ دے۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٩٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَفَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ حُنَيْنٍ سَئَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ نَّذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ اِعْتِكَافِ يَوْمٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ. [راجع: ٤٢٩٤]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے حنین سے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کو جو انہوں نے جاہلیت میں کی تھی ایک دن کے اعتکاف کی پھر اسی طرح بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٤٢٩٦) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عُمْرَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ فَقَالَ: لَمْ يَعْتَمِرْ مِنْهَا قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ رضي الله عنه نَذَرَ اعْتِكَافَ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ وَمَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوْبَ. [راجع: ٤٢٩٤]

نافع سے روایت ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رسول اللہ ﷺ کے عمرے کا ذکر آیا جعرانہ سے، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے عمرہ نہیں کیا جعرانہ سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شاید اس کا علم نہ ہوگا امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب الحج میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے عمرہ باندھا حنین کے سال جعرانہ سے اور اثبات مقدم ہے نفی پر۔

(٤٢٩٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِي النَّذْرِ وَفِي حَدِيْثِهِمَا جَمِيْعًا اعْتِكَافُ يَوْمٍ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صُحْبَةِ الْمَمَالِيْكِ.

باب: غلام، لونڈی سے کیونکر سلوک کرنا چاہیے۔

(٤٢٩٨) عَنْ زَاذَانَ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ: اَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما وَقَدْ اَعْتَقَ مَمْلُوْكًا قَالَ: فَاَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ عُوْدًا اَوْشَيْئًا فَقَالَ: مَا فِيْهِ مِنَ الْاَجْرِ مَا يَسْوٰى هٰذَا اِلَّا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْكَهٗ اَوْضَرَبَهٗ فَكَفَّارَتُهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ)). [ابو داود: ٥١٦٨]

زاذان ابی عمر سے روایت ہے، میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انہوں نے ایک غلام آزاد کیا تھا تو زمین سے لکڑی یا کوئی چیز اٹھا کر کہا: اس میں اتنا بھی ثواب نہیں ہے، مگر میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا مار لگائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ آزاد کرنا استحبابًا ہے نہ وجوبًا اس پر اجماع ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٤٢٩٩) عَنْ زَاذَانَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما دَعَا بِغُلَامٍ لَهٗ فَرَاٰى بِظَهْرِهٖ اَثَرًا فَقَالَ لَهٗ: اَوْجَعْتُكَ قَالَ: لَا قَالَ: فَاَنْتَ عَتِيْقٌ قَالَ: ثُمَّ اَخَذَ شَيْئًا مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ مَالِيْ فِيْهِ مِنَ الْاَجْرِ مَا يَزِنُ هٰذَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهٗ حَدًّا لَمْ يَاْتِهٖ اَوْلَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ)). [راجع: ٤٢٩٨]

زاذان سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اس کی پیٹھ پر نشان دیکھا تو کہا: میں نے تجھے تکلیف دی۔ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو آزاد ہے پھر زمین پر سے کوئی چیز اٹھائی اور کہا: اس کے آزاد کرنے میں اتنا بھی ثواب نہیں ملا میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو شخص غلام کو بن کیے حد لگائے (یعنی ناحق مارے) یا طمانچہ لگائے تو اس کا کفارہ یعنی اتار یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔''

(٤٣٠٠) عَنْ فِرَاسٍ بِاِسْنَادِ شُعْبَةَ وَأَبِي عَوَانَةَ أَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ مَهْدِيٍّ فَذَكَرَ فِيْهِ ((حَدًّا لَمْ يَاْتِهٖ)) وَفِي حَدِيْثِ وَكِيْعٍ ((مَنْ لَطَمَ عَبْدَهٗ))

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَدَّ. [راجع: ٤٢٩٠]

○ ○ ○ ○

(٤٣٠١) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَهَرَبْتُ ثُمَّ جِئْتُ قُبَيْلَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي فَدَعَاهُ وَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: امْتَثِلْ مِنْهُ فَعَفَا ثُمَّ قَالَ: كُنَّا بَنِي مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَعْتِقُوْهَا)) قَالُوا: لَيْسَ لَهُمْ خَادِمٌ غَيْرُهَا قَالَ: ((فَلْيَسْتَخْدِمُوْهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا عَنْهَا فَلْيُخَلُّوا سَبِيلَهَا)).

[ابوداود: ٥١٦٦، ٥١٦٧؛ ترمذی: ١٥٤٢]

معاویہ بن سوید سے روایت ہے، میں نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا پھر میں بھاگ گیا، پھر میں آیا ظہر سے تھوڑے پہلے اور اپنے باپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے غلام کو بلایا اور مجھ کو بھی بلایا پھر کہا غلام سے بدلہ لے اس سے، اس نے معاف کر دیا۔ سوید نے کہا: ہم مقرن کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے زمانے مبارک میں تھے ہمارے پاس صرف ایک لونڈی تھی اس کو ہم میں سے کسی نے طمانچہ مارا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو۔'' لوگوں نے کہا: ان کے پاس اور کوئی شخص خدمت کیلئے نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اس سے خدمت لیں جب ان کو اس کی ضرورت نہ رہے تو اس کو آزاد کر دیں۔''

فائدہ: یعنی تو بھی اس کو طمانچہ لگا سبحان اللہ! غلام، لونڈی رکھنا ان لوگوں کا حق تھا جو اولاد کی طرح ان کی تعلیم اور تربیت کرتے تھے جو آپ کھاتے تھے وہی ان کو کھلاتے تھے جو آپ پہنتے وہی ان کو پہناتے تھے اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے تھے طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لیتے تھے کبھی مارتے پیٹتے نہ تھے اگر کوئی ان کا بچہ مارتا تو اس کو وہی سزا دیتے جو اس نے غلام لونڈی کے ساتھ کیا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ غلام کے دل خوش کرنے کیلئے سوید رضی اللہ عنہ نے کہا ورنہ طمانچہ میں قصاص نہیں ہے صرف تعزیر واجب ہے۔

(٤٣٠٢) عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ: عَجِلَ شَيْخٌ فَلَطَمَ خَادِمًا لَهُ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا؟ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَالَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا. [راجع: ٤٢٩٣]

ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے جلدی کی اور اپنی لونڈی کو طمانچہ مار دیا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے اور کوئی جگہ نہ ملی سوا اس کے عمدہ چہرے کے، مجھ کو دیکھ میں ساتواں بیٹا تھا مقرن کا (یعنی ہم سات بھائی تھے) اور صرف ایک لونڈی تھی، سب سے چھوٹے بھائی نے اس کو ایک طمانچہ مارا اور رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا اس کے آزاد کرنے کا۔

(٤٣٠٣) عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ رحمه الله قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ الْبَزَّ فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَخِي النُّعْمَانِ ابْنِ مُقَرِّنٍ فَخَرَجَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ لِرَجُلٍ مِنَّا كَلِمَةً فَلَطَمَهَا فَغَضِبَ سُوَيْدٌ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ. [راجع: ٤٣٠٢]

ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم کپڑا بیچتے تھے سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو نعمان بن مقرن کے بھائی تھے، ایک لونڈی وہاں نکلی، اور اس نے ہم میں سے کسی کو کوئی بات کہی تو اس نے لونڈی کو طمانچہ مارا، سوید رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے، پھر بیان کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٤) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ان کی لونڈی کو ایک آدمی نے طمانچہ مارا۔ سوید رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھ کو معلوم نہیں منہ پر مارنا حرام ہے اور مجھ کو دیکھ میں ساتواں بھائی تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اور

اِخْوَةٍ لِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَالَنَا خَادِمٌ غَيْرُ وَاحِدٍ فَعَمَدَ اَحَدُنَا فَلَطَمَهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُعْتِقَهٗ. [راجع: ٤٣٠٢]

ہمارے پاس صرف ایک خادم تھا اس کو میرے بھائیوں میں سے ایک نے طمانچہ مارا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس کے آزاد کرنے کا۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٥) عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: مَا اسْمُكَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِالصَّمَدِ. [راجع: ٤٣٠٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٦) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِیْ ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ!)) فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ: فَلَمَّا دَنٰى مِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ: ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ! اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ!)) قَالَ: فَاَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِیْ فَقَالَ: ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ! اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذَا الْغُلَامِ)) قَالَ فَقُلْتُ: لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا.

[ترمذی: ١٩٤٨]

ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کوڑے سے، ایک آواز میں نے پیچھے سے سنی جیسے کوئی کہتا ہے: ”جان لے ابومسعود!“ میں غصے میں تھا کچھ نہیں سمجھا جب وہ آواز قریب پہنچی میں نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ فرما رہے ہیں: ”جان لے ابومسعود! جان لے ابومسعود!“ میں نے اپنا کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اے ابومسعود! جان لے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر زیادہ قدرت رکھتا ہے اس سے جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔“ میں نے کہا: اب میں کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٧) عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ عَبْدِ الْوَاحِدِ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ فَسَقَطَ مِنْ يَدِی السَّوْطُ مِنْ هَيْبَتِهٖ. [راجع: ٤٣٠٦]

وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ہیبت سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٨) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا ((اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ! لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)) فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ: ((اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ)). [راجع: ٤٣٠٦]

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں اپنے غلام کو مار رہا تھا، اتنے میں میں نے پیچھے سے ایک آواز سنی ”جان ابومسعود! بیشک اللہ تعالیٰ تجھ پر زیادہ قدرت رکھتا ہے اس سے جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔“ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! وہ آزاد ہے اللہ کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھ سے لگ جاتی۔“

○ ○ ○ ○

(٤٣٠٩) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ قَالَ: فَجَعَلَ

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام کہنے لگا: اللہ کی پناہ، وہ اور مارنے لگے۔ غلام نے کہا: رسول اللہ کی پناہ،

يَضْرِبُهُ فَقَالَ: أَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)) قَالَ: فَأَعْتَقَهُ. [راجع: ٤٣٠٦]

ابومسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اللہ کی اللہ تجھ پر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ تو اتنی اس غلام پر نہیں رکھتا۔'' ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے غلام کو آزاد کر دیا۔

(٤٣١٠) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ. [راجع: ٤٣٠٦]

وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ نہیں ہے اللہ کی پناہ، اللہ کے رسول ﷺ کی پناہ۔

بَابُ التَّغْلِيْظِ عَلٰى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا.

باب: اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لیے وعید کا بیان۔

(٤٣١١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ)). [بخاري: ٦٨٥٨؛ ابوداود: ٥١٦٥؛ ترمذي: ١٩٤٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کی تہمت لگائے اس پر قیامت کے دن حد پڑے گی مگر جب کہ وہ سچا ہو۔''



فائدہ: یعنی دنیا میں غلام، لونڈی کے قذف سے حد نہیں کیونکہ وہ محصن نہیں لیکن تعزیر دی جائے گی پر آخرت میں اگر تہمت غلط ہے تو پوری سزا ملے گی۔

(٤٣١٢) عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ نَبِيَّ التَّوْبَةِ. [راجع: ٤٣١١]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ میں نے سنا حضرت ابو القاسم ﷺ سے جو نبی تھے توبہ کے (یہ آپ ﷺ کا ایک نام ہے اس لیے تو یہ آپ ﷺ کی امت پر آسان ہو گئی۔ اگلی امتوں پر تو یہ تب قبول ہوتی جب اپنے تئیں مار ڈالتے)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ إِطْعَامِ الْمَمْلُوْكِ مِمَّا يَأْكُلُ وَإِلْبَاسِهِ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ.

باب: غلام کو وہی کھلاؤ اور پہناؤ جو خود کھاتے اور پیتے ہو اور ان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دو۔

(٤٣١٣) عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِأَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلٰى غُلَامِهِ مِثْلُهُ فَقُلْنَا: يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ جَمَعْتَ بَيْنَهُمَا كَانَتْ حُلَّةً فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْ إِخْوَانِيْ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَشَكَانِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ

معرور بن سوید سے روایت ہے ہم ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ربذہ میں (ربذہ ایک مقام کا نام ہے) وہ ایک چادر اوڑھے تھے ان کا غلام بھی ویسے ہی چادر پہنے تھا۔ ہم نے کہا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تم یہ دونوں چادریں لے لیتے تو ایک جوڑا ہو جاتا۔ انہوں نے کہا: مجھ میں اور ایک میرے بھائی میں لڑائی ہوئی، اس کی ماں عجمی تھی، میں نے اس کو ماں کی گالی دی، اس نے میری شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے، جب میں

فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ سَبَّ الرِّجَالَ سَبُّوْا اَبَاهُ وَاُمَّهُ قَالَ: ((يَااَبَاذَرٍّ! اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاَلْبِسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ)). [بخاری: ۳۰، ۲۵۴۵، ۶۰۵۰؛ ابوداود: ۵۱۵۷، ۵۱۵۸؛ ترمذی: ۱۹۴۵؛ابن ماجه: ۳۶۹۰]

آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تجھ میں جاہلیت ہے۔'' (یعنی جاہلیت کے زمانے کا اثر باقی ہے، جس زمانے میں لوگ اپنے ماں، باپ سے فخر کرتے تھے اور دوسروں کے ماں باپ کو حقیر سمجھتے تھے) میں نے کہا: یارسول اللہ! جو کوئی لوگوں کو گالی دے گا لوگ اس کے ماں باپ کو گالی دیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تجھ میں جاہلیت ہے (یعنی اگر اس نے تجھ کو برا کہا تھا تو اس کا بدلہ یہ تھا کہ تو بھی اس کو برا کہے نہ کہ اس کے ماں باپ کو) وہ تمہارے بھائی ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ وہ غلام تھا مگر ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کو بھائی کہا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھائی کہا) اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیچے ان کو کر دیا (یعنی تمہاری ملک میں) تو کھلاؤ ان کو جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ ان کو جو تم پہنتے ہو اور مت تکلیف دو ان کو ان کی سکت سے زیادہ اگر ایسا کام لو تو تم بھی اس میں شریک ہو جاؤ۔''



(۴۳۱۴) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِىْ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ وَاَبِىْ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَوْلِهٖ: ((اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قَالَ قُلْتُ: عَلٰى حَالِ سَاعَتِىْ مِنَ الْكِبَرِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَفِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ ((نَعَمْ عَلٰى حَالِ سَاعَتِكَ مِنَ الْكِبَرِ)) وَفِىْ حَدِيْثِ عِيْسٰى ((فَاِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيَبِعْهُ)) وَفِىْ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ: ((فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)) وَلَيْسَ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ ((فَلْيَبِعْهُ)) وَلَا ((فَلْيُعِنْهُ)) اِنْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهٖ: ((وَلَا يُكَلِّفُهٗ مَا يَغْلِبُهٗ)).

[راجع: ۴۲۸۹]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ میں جاہلیت ہے۔'' تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے بڑھاپے پر، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''تیرے اتنے بڑھاپے پر۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''اس کو ایسے کام کی تکلیف دے تو اس کو بیچ ڈالے۔'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''اس کو تکلیف نہ دے ایسے کام کی بس۔''



(۴۳۱۵) عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: رَاَيْتُ اَبَا ذَرٍّ عَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهَا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَذَكَرَ اَنَّهٗ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَيَّرَهٗ بِاُمِّهٖ قَالَ: فَاَتَى الرَّجُلُ النَّبِىَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ

معرور بن سوید سے روایت ہے، میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک جوڑا پہنے تھے اور ان کا غلام بھی ویسا ہی جوڑا پہنے تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھ سے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص سے گالی گلوچ ہوئی میں نے اس کو ماں کی گالی دی (نووی رحمہ اللہ نے کہا: وہ شخص حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے) اس نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تجھ میں جاہلیت ہے، وہ تمہارے

جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَاَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ)). [راجع: ٤٣١٣]

بھائی ہیں تمہارے غلام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ہاتھوں کے نیچے کر دیا پھر جس کا بھائی اس کے ہاتھ کے تلے ہو وہ اس کو کھلائے جو خود کھاتا ہے اور پہنائے جو خود پہنتا ہے اور مت کہو ان کو وہ کام کرنے کو جس میں عاجز ہو جائیں اگر کہو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔"

(٤٣١٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيقُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غلام کو کھانا اور کپڑا دو اور اتنا ہی کام لو جس کی اسے طاقت ہو۔"



(٤٣١٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ)) قَالَ دَاوُدُ يَعْنِي لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ. [ابوداود: ٣٨٤٦]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم سے کسی کے لیے اس کا خادم کھانا تیار کرے پھر لے کر آئے اور وہ اٹھا چکا ہو کھانا پکانے کی گرمی اور دھواں تو اس کو اپنے ساتھ بٹھالے اور کھلائے اور اگر کھانا تھوڑا ہو تو لقمہ دو لقمہ اس کیلئے رکھ چھوڑے۔"



بَابُ ثَوَابِ الْعَبْدِ وَاَجْرِهِ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ.

غلام کے اجر و ثواب کا بیان اگر وہ اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی اچھے طریقے سے عبادت کرے۔

(٤٣١٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)). [بخاری: ٢٥٤٦، ابوداود: ٥١٦٩]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب خیر خواہی کرے اپنے مالک کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو اس کا دوہرا ثواب ہوگا۔" (بہ نسبت آزاد شخص کے)۔



(٤٣١٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ. [بخاری: ٢٥٥٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٤٣٢٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ)) وَالَّذِي نَفْسُ اَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ! لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّي لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوتَ وَاَنَا مَمْلُوكٌ قَالَ وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَحُجُّ حَتّٰى مَاتَتْ اُمُّهُ لِصُحْبَتِهَا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو غلام نیک ہو اس کو دوہرا ثواب ہے۔" (ایک تو اپنے مالک کی خیر خواہی کا دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! اگر جہاد نہ ہوتا اور حج اور ماں کے ساتھ سلوک کرنا تو میں یہ خواہش کرتا کہ غلام ہو کر مروں، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حج نہیں کیا اپنی ماں کی خدمت میں رہے جب تک وہ زندہ رہیں۔

أَبُو الطَّاهِرِ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((لِلْعَبْدِ الْمُصْلِحِ)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَمْلُوْكَ. [بخاری: ٢٥٤٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمۃ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ غلام پر نہ حج ہے نہ جہاد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو حج کو نہیں گئے تو وہ نفل حج تھا نہ فرض کیونکہ فرض حج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر چکے تھے اور نفل حج سے والدین کی خدمت زیادہ ضروری ہے۔

(٤٣٢١) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ: بَلَغَنَا وَمَا بَعْدَهُ. [راجع: ٤٣٢٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٢٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِذَا اَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ كَانَ لَهُ اَجْرَانِ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُهَا كَعْبًا فَقَالَ كَعْبٌ: لَيْسَ عَلَيْهِ حِسَابٌ وَلَا عَلٰى مُؤْمِنٍ مُزْهِدٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بندہ (یعنی غلام) اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔“ راوی کہتا ہے: میں نے یہ حدیث کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے کہا: اس کا حساب بھی نہ ہوگا (کیونکہ اس کی نیکی بہت ہے اور گناہ کم) اور نہ اس مؤمن کا جو محتاج ہو۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٣٢٣) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

(٤٣٢٤) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ يُتَوَفّٰى يُحْسِنُ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَصَحَابَةَ سَيِّدِهِ نِعِمَّا لَهُ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا اچھا ہے وہ غلام جو مر جائے اللہ کی عبادت اور اپنے مالک کی خدمت اچھی طرح کرتا ہوا کیا اچھا ہے وہ۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ.

باب: مشترکہ غلام کو آزاد کرنے والے کا بیان۔

(٤٣٢٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ فَاَعْطٰى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)). [راجع: ٣٧٧٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنا حصہ ساجھی کے غلام میں سے آزاد کر دے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو باقی حصہ کی قیمت ہے تو ٹھیک، قیمت باقی (حصہ یا) حصوں کی وہ اپنے ساجھیوں کو ادا کرے اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہوگا اور نہیں تو جتنا حصہ اس کا آزاد ہوا اتنا ہی سہی۔“

فائدہ۔ نووی رحمۃ اللہ نے کہا: ان احادیث کا بیان کتاب العتق میں مفصل گزر چکا اور امام مسلم رحمۃ اللہ نے اپنی عادت کے خلاف ان حدیثوں کو مکرر بیان کیا۔

(٤٣٢٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ مِنْ مَمْلُوْكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)). [راجع: ٣٧٧١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنا حصہ ساجھی کے غلام میں سے آزاد کر دے اس پر باقی حصہ بھی آزاد کرنا واجب ہے اگر اس کی قیمت کے موافق مال رکھتا ہو ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد ہوگا۔“

(٤٣٢٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ نَصِيباً لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ قَدْرُ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

[راجع: ٣٧٧١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کہ جس کسی نے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا اور اس کے پاس پورے غلام کی قیمت کے برابر مال ہے تو غلام کی پوری قیمت لگائی جائے گی ورنہ اتنا حصہ ہی آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا۔“

○ ○ ○ ○

(٤٣٢٨) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ ((وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَاعَتَقَ)) إِلَّا فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَإِنَّهُمَا ذَكَرَا هٰذَا الْحَرْفَ فِي الْحَدِيثِ وَقَالَا: لَا نَدْرِي أَهُوَ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ أَوْقَالَهُ نَافِعٌ مِنْ قِبَلِهِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ.

[راجع: ٣٧٧١]

اس سند سے بھی وہی حدیث مروی ہے جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٢٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ قُوِّمَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ قِيمَةَ عَدْلٍ لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ عَتَقَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ مُوسِرًا)). [بخاري: ٢٥٢١؛ ابوداود: ٣٩٤٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایسا غلام آزاد کرے جو ساجھی کا ہو تو اس کی ٹھیک قیمت کم نہ زیادہ لگائیں پھر اس کے مال میں سے آزاد ہوگا اگر وہ مالدار ہو۔“

○ ○ ○ ○

(٤٣٣٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ)). [ابوداود: ٤٩٤٦؛ ترمذي: ١٣٤٧؛ نسائي: ٤٧١٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا حصہ آزاد کردے غلام میں تو باقی حصہ بھی اس کے مال میں سے آزاد ہوگا اگر اس کے پاس اتنا مال ہو اس حصہ کی قیمت کے برابر۔“

(٤٣٣١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فِي الْمَمْلُوكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا قَالَ: ((يَضْمَنُ)). [راجع: ٣٧٧١، ٣٧٧٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام ساجھی کا ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کردے تو ”وہ دوسرے حصہ کے بھی دام دے گا۔“

(٤٣٣٢) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكٍ فَهُوَ حُرٌّ مِنْ مَالِهِ)).

اسی سند سے شعبہ سے روایت ہے، فرمایا: ”جو آزاد کردے ایک حصہ غلام کا تو وہ کل آزاد ہوگا اس کے مال میں سے۔“

[راجع: ٣٧٧٢]

(٤٣٣٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٧٦٨]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنا حصہ آزاد کر دے کسی غلام کا اس کا چھڑانا بھی اسی کے مال میں سے ہو اگر مال نہ ہو تو غلام سے محنت مزدوری کرائیں گے مگر اس پر جبر نہ ہوگا۔“

(٤٣٣٤) عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى ((ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٧٥١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٤٣٣٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا. [ابوداود: ٣٩٥٨، ٣٩٥٩، ٣٩٦٠؛ ترمذی: ١٣٦٤؛ ابن ماجه: ٢٣٤٥]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے اپنے مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس سوا ان کے اور کوئی مال نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور ان کی تین ٹکڑیاں کیں، بعد اس کے قرعہ ڈالا اور جن دو غلاموں کے نام نکلا، وہ آزاد ہوئے اور باقی چار غلام رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے حق میں سخت لفظ فرمایا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: دوسری روایت میں وہ سخت لفظ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر ہم ایسا پہلے جانتے تو اس پر نماز نہ پڑھتے“ اور اس حدیث سے تمسک کیا ہے مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن جریر رحمہ اللہ نے ایسی صورتوں میں قرعہ ڈالنے کے لیے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ قرعہ باطل ہے اور ہر ایک غلام کا ایک ثلث آزاد ہوگا اور یہ مذہب مردود ہے صحیح حدیث سے اور رد کرتا ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کا یہ مضمون کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا اور شعبی اور نخعی اور شریح اور حسن نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اتفاق کیا ہے اور یہی منقول ہے ابن مسیب رحمہ اللہ سے انتہی مختصراً۔

(٤٣٣٦) عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَمَّادٌ فَحَدِيثُهُ كَرِوَايَةِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَأَمَّا الثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ. [راجع: ٤٣٣٥]

وہی ہے جو اوپر گزرا ثقفی کی روایت ہے، کہ ایک مرد انصاری نے اپنے مرتے وقت وصیت کی اور چھ غلاموں کو آزاد کر دیا۔

(٤٣٣٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَحَمَّادٍ. [ابوداود: ٣٩٦١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ جَوَازِ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ.

باب: مدبر کی بیع درست ہے۔

(٤٣٣٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ

مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک نے کہہ دیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد

رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ .

[بخاری: ٦٧١٦ ، ٦٩٤٧]

آزاد ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک مرد انصاری نے اپنا غلام آزاد کیا، اپنے مرنے کے بعد اور اس کے سوا اور کوئی مال اس کے پاس نہ تھا۔ یہ خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس غلام کو کون خریدتا ہے مجھ سے؟'' نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آٹھ سو درہم کے بدلے خرید لیا اور آپ ﷺ نے وہ غلام ان کے حوالے کر دیا۔ عمرو بن دینار نے کہا وہ غلام قبطی تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے پہلے سال میں مرا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ مدبر کی بیع اس کے مولیٰ کی موت سے پہلے درست اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں۔

(٤٣٣٩) عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَابِرٌ: فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ الْأَوَّلِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ . [بخاری: ٢٢٣١؛ ترمذی: ١٢١٩؛ ابن ماجہ: ٢٥١٣]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انصار میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیچا تو نحام کے بیٹے نے اس کو خریدا، وہ غلام قبطی تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے پہلے سال مرا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: نحام کا بیٹا جو اس روایت میں مذکور ہے وہ غلط ہے اور صحیح نحام ہے اور نحام لقب ہے نعیم بن عبداللہ کا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں گیا تو وہاں نعیم کا نحمہ سنا۔'' نحمہ آواز کو کہتے ہیں۔'' انتھی۔

(٤٣٤٠) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُدَبَّرِ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ.

[راجع: ٢٣١٣]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

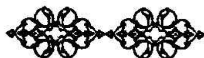
(٤٣٤١) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ [بْنُ سَعِيدٍ] حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ عَبْدِالْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ح وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى۔ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ ح وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

مذکورہ بالا حدیث کی مزید اسناد مذکور ہیں۔

وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ حَدَّثَهُمْ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ كُلُّ هَؤُلَاءِ قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ.

[بخاري: ٢١٤١، ٢٤٠٣]





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِيْنَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ

قسامہ، لڑائی، قصاص اور دیت کے مسائل

بَابُ الْقَسَامَةِ.

باب: قسامت کا بیان۔

فائدہ: قسامت یہ ہے کہ جب خون اقرار اور گواہی سے ثابت نہ ہو اور محلہ والوں پر شبہ ہو تو ان کو جمع کر کے ان سے قسم لینا کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا نہ ہم اس کے قاتل کو پہچانتے ہیں یا مقتول کے وارثوں سے قسم لینا اور اس کا بیان آگے آتا ہے۔

(٤٣٤٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ. قَالَ يَحْيٰى: وَحَسِبْتُ قَالَ. وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ ابْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى اِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِیْ بَعْضِ هُنَالِكَ ثُمَّ اِذَا مُحَيِّصَةُ يَجِدُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ سَهْلٍ قَتِيْلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ وَكَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَبِّرْ)) -الْكُبْرَ فِی السِّنِّ- فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ وَتَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ: ((اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَتَسْتَحِقُّوْنَ صَاحِبَكُمْ؟)) -اَوْ قَاتِلَكُمْ- قَالُوْا: وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ: ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا؟)) قَالُوْا: وَكَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْطٰى عَقْلَهُ.

سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے، یحییٰ نے کہا: شاید بشیر نے رافع بن خدیج کا بھی نام لیا کہ ان دونوں نے کہا: عبداللہ بن سہل بن زید رضی اللہ عنہ اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہ دونوں نکلے جب خیبر میں پہنچے تو الگ الگ ہو گئے۔ پھر محیصہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو کسی نے مار کر ڈال دیا ہے۔ انہوں نے دفن کیا عبداللہ کو پھر آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اور حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمٰن بن سہل۔ عبدالرحمٰن سب میں چھوٹے تھے انہوں نے چاہا بات کرنا اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سن میں بڑا ہے اس کی بڑائی کر۔'' (یعنی اس کو بات کرنے دے حالانکہ عبدالرحمٰن مقتول کے حقیقی بھائی تھے اور محیصہ اور حویصہ چچا کے بیٹے تھے پر یہاں دعویٰ سے غرض نہ تھی صرف واقعات سننے تھے۔) عبدالرحمٰن چپ ہو رہا اور حویصہ اور محیصہ نے باتیں کیں، عبدالرحمٰن بھی ان کے ساتھ بولا پھر بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ بن سہل کے مارے جانے کے مقام کو آپ ﷺ نے فرمایا ان تینوں سے ''تم پچاس قسمیں کھاتے ہو اور اپنے مورث کا خون حاصل کرتے ہو۔'' (یعنی قصاص یا دیت اور وارث تو صرف عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تھے لیکن آپ ﷺ نے تینوں کی طرف خطاب کیا اور غرض یہی تھی کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قسم کھائیں) تینوں نے کہا: ہم کیونکر قسم

[بخاري: ۲۷۰۲، ۳۱۷۳، ٦١٤٣، ٦٨٩٨، ٧١٩٢؛ ابوداود: ٤٥٢٠، ٤٥٢١، ٤٥٢٢، ٤٥٢٣؛ ترمذی: ١٤٢٢؛ نسائی: ٤٧٢٤، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٣٣؛ ابن ماجه: ٢٦٧٧]

کھائیں؟ خون کے وقت ہم نہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہود پچاس قسمیں کھا کر اس الزام سے بری ہو جائیں گے۔'' انہوں نے کہا: ہم کافروں کی قسمیں کیونکر قبول کریں گے؟ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ حال دیکھا تو دیت دی۔ (اپنے پاس سے)۔

فائدہ نووی رحمہ اللہ نے کہا: قسامت کے باب میں یہی حدیث اصل ہے اور اسی سے اخذ کیا ہے تمام علما نے سوا ایک جماعت کے جس نے قسامت کا انکار کیا ہے اب اختلاف کیا ہے علما نے اس کی کیفیت میں اور اختلاف کیا ہے کہ قسامت سے قصاص ہو سکتا ہے یا نہیں مالک اور لیث اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک اس سے قصاص ہو سکتا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم بھی یہی ہے اور اہل کوفہ کے نزدیک اس سے قصاص نہ ہو گا صرف دیت لازم آئے گی اور شافعی رحمہ اللہ کا بھی صحیح قول یہی ہے اور اختلاف ہے کہ قسامت میں کون قسمیں کھائے تو مالک اور شافعی اور جمہور علما رحمہم اللہ کے نزدیک مقتول کے وارث پچاس قسمیں کھائیں گے اور وہ نہ کھائیں تو جن پر شبہ ہو ان سے قسمیں لی جائیں اور اہل کوفہ کے نزدیک قسمیں ان ہی پر ہوں گی جو مدعی علیہ ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے اس مقدمہ میں دیت دی اس لیے کہ وارث نے خود بھی حلف نہ کی اور نہ حلف لینے پر راضی ہوا اور یہ دیت آپ ﷺ نے تبرعاً دی۔ اس خیال سے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خون ضائع نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے آپ ﷺ نے سو اونٹ دے دیئے اور امام کو ایسے مقدمات میں روپیہ صرف کرنا درست ہے (انتهى مختصراً)

(٤٣٤٣) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ أَنَّ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَاللَّهِ ابْنَ سَهْلٍ ﷺ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَاتَّهَمُوا الْيَهُودَ فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَابْنَا عَمِّهِ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) أَوْ قَالَ ((لِيَبْدَإِ الْأَكْبَرُ)) فَتَكَلَّمَا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهِ؟)) قَالُوا: أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ؟ قَالَ: ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ [قَالَ] فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ: فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ يَوْمًا فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ رَكْضَةً بِرِجْلِهَا قَالَ حَمَّادٌ: هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ. [راجع: ٤٣٤٢]

سہل بن ابی حثمہ اور رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ دونوں خیبر کی طرف گئے اور کھجور کے درخت میں جدا ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ مارے گئے۔ لوگوں نے یہود پر گمان کیا (یعنی یہودیوں نے مارا ہو گا) پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی عبدالرحمٰن آیا۔ اور اس کے چچا کے بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہم یہ سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کا حال بیان کرنے لگا اور وہ تینوں میں چھوٹا تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑائی کر بڑے کی یا بڑے کو کہنا چاہیے۔'' پھر حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما نے حال بیان کیا عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پچاس آدمی یہود کے کسی آدمی پر قسم کھائیں کہ وہ قاتل ہے وہ اپنے گلے کی رسی دیدے گا (یعنی اپنے تئیں سپرد کر دے گا تمہارے قتل کے لیے) انہوں نے کہا: جب یہ واقعہ ہوا تو ہم نے نہیں دیکھا۔ ہم کیونکر قسم کھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہود پچاس قسمیں کھا کر اپنے تئیں پاک کریں گے۔'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ تو کافر ہیں۔ آخر جناب رسول ﷺ نے اپنے پاس سے دیت دی عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی۔ سہل نے کہا: ان اونٹوں کے باندھنے کی جگہ گیا تو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قسامت سے قصاص بھی ہو سکتا ہے جب تو فرمایا کہ وہ اپنے گلے کی رسی سپرد کر دے گا۔ اور جن کے نزدیک قصاص نہیں ہو سکتا وہ کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اپنے تئیں سپرد کر دے گا دیت دینے کے لیے۔ واللہ اعلم

(٤٣٤٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ: فَعَقَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهٖ وَلَمْ یَقُلْ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَرَكَضَتْنِیْ نَاقَةٌ. [راجع: ٤٣٤٢]

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنے پاس سے دی اور اس میں یہ نہیں ہے کہ ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری۔

(٤٣٤٥) عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ. [راجع: ٤٣٤٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٤٦) عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلِ بْنِ زَیْدٍ وَمُحَیِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیَّیْنِ ثُمَّ مِنْ بَنِیْ حَارِثَةَ خَرَجَا اِلٰی خَیْبَرَ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ یَوْمَئِذٍ صُلْحٌ وَّاَهْلُهَا یَهُوْدُ فَتَفَرَّقَا لِحَاجَتِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَوُجِدَ فِیْ شَرَبَةٍ مَّقْتُوْلًا فَدَفَنَهٗ صَاحِبُهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَمَشٰی اَخُو الْمَقْتُوْلِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَیِّصَةُ وَحُوَیِّصَةُ رضی اللہ عنہم فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَحَیْثُ قُتِلَ فَزَعَمَ بُشَیْرٌ وَهُوَ یُحَدِّثُ عَنْ مَّنْ اَدْرَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَهُمْ: ((تَحْلِفُوْنَ خَمْسِیْنَ یَمِیْنًا وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ؟)) اَوْصَاحِبَكُمْ۔ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاشَهِدْنَا وَلَا حَضَرْنَا فَزَعَمَ اَنَّهٗ قَالَ: ((فَتُبْرِئُكُمْ یَهُوْدُ بِخَمْسِیْنَ؟)) فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَیْفَ نَقْبَلُ اَیْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَزَعَمَ بُشَیْرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَلَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ. [راجع: ٤٣٤٢]

بشیر بن یسار سے روایت ہے، عبداللہ بن سہل بن زید انصاری اور محیصہ بن مسعود بن زید انصاری رضی اللہ عنہما جو بنی حارثہ میں سے تھے خیبر کو گئے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور ان دنوں وہاں امن و امان تھا۔ اور یہودی وہاں رہتے تھے پھر وہ دونوں جدا ہوئے اپنے کاموں کو تو عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ مارے گئے اور ایک حوض میں ان کی نعش ملی۔ محیصہ رضی اللہ عنہ نے اس کو دفن کیا پھر مدینہ میں آیا اور عبدالرحمٰن بن سہل مقتول کا بھائی اور محیصہ اور حویصہ رضی اللہ عنہم (چچازاد بھائی) ان تینوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیا اور جہاں وہ مارا گیا تھا تو بشیر نے روایت کی ان لوگوں سے جن کو حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اس نے پایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے تم پچاس قسمیں کھاتے ہو اور اپنے قاتل کو لیتے ہو۔'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا نہ ہم وہاں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہود اپنے تئیں صاف کر لیں گے تمہارے الزام سے پچاس قسمیں کھا کر۔'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم کیونکر قبول کریں گے قسمیں کافروں کی۔ آخر بشیر نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کی دیت اپنے پاس سے دی۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٤٧) عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِیْ حَارِثَةَ یُقَالُ لَهٗ: عَبْدُاللّٰهِ

وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ سہل نے یہ کہا: مجھ کو ایک اونٹنی نے ان اونٹنیوں میں سے لات ماری باڑے میں۔

ابْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى قَوْلِهِ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ يَحْيَى: فَحَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي فَرِيضَةٌ مِنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ بِالْمِرْبَدِ. [راجع: ٤٣٤٢]

○ ○ ○ ○

(٤٣٤٨) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ. [راجع: ٤٣٤٢]

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، چند لوگ ان کی قوم میں سے خیبر کو گئے وہاں الگ الگ ہو گئے پھر ایک ان میں سے مقتول ملا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور کہا کہ برا جانا جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع ہونا تو سو اونٹ دیئے صدقے کے اونٹوں میں سے دیت کے لیے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٤٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأَتَى مُحَيِّصَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي عَيْنٍ أَوْ فَقِيرٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللَّهِ! قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا: وَاللَّهِ! مَا قَتَلْنَاهُ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ ﷺ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) يُرِيدُ السِّنَّ. فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ؟)) فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي ذَلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ! مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ: ((أَتَحْلِفُونَ

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی اس کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ عنہما دونوں خیبر کی طرف گئے تکلیف کی وجہ سے جوان پر آئی تو محیصہ سے کسی نے کہا: عبداللہ بن سہل مارے گئے اور ان کی نعش چشمہ یا کنواں میں پھینک دی ہے۔ وہ یہود کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: قسم اللہ کی تم نے اس کو مارا ہے۔ یہودیوں نے کہا: قسم اللہ کی ہم نے اس کو نہیں مارا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا پھر محیصہ رضی اللہ عنہ اور ان کا بھائی حویصہ رضی اللہ عنہ جو اس سے بڑا تھا اور عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ تینوں آئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس، محیصہ رضی اللہ عنہ نے بات کرنا چاہی وہی خیبر کو گیا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محیصہ رضی اللہ عنہ سے ”بڑے کی بڑائی کر اور بڑے کو کہنے دے۔“ پھر حویصہ رضی اللہ عنہ نے بات کی بعد اس کے محیصہ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہود تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کریں۔“ پھر جناب نے یہود کو لکھا اس بارے میں۔ انہوں نے جواب میں لکھا، قسم اللہ کی! ہم نے نہیں مارا اس کو تب جناب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ محیصہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کا خون لیتے ہو۔“ انہوں نے کہا: نہیں

وَ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟)) قَالُوْا: لَا قَالَ: ((فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ؟)) قَالُوْا: لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ فَقَالَ سَهْلٌ: فَلَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهُ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

[راجع: ٤٣٤٢]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہود قسم کھائیں گے تمہارے لیے۔'' انہوں نے کہا: وہ مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کیا اعتبار، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنے پاس سے دی اور سو اونٹ ان کے پاس بھیجے یہاں تک کہ ان کے گھر میں گئے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٥٠) عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

[نسائي: ٤٧٢١، ٤٧٢٢، ٤٧٢٣]

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قسامت کو اسی طور پر باقی رکھا جیسے جاہلیت کے زمانہ میں تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: قسامت سات صورتوں میں ہوگی ایک تو یہ کہ مقتول مرتے وقت کہہ جائے کہ مجھ کو فلاں نے مارا یا زخمی کیا ہے اگر چہ اس پر نشان نہ ہو اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ کا ہے۔ دوسرے یہ کہ شبہ ہو جیسے ایک شخص عادل کی گواہی ہو یا ایسے چند لوگوں کی جو عادل نہیں ہیں مالک اور لیث اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک۔ تیسری یہ کہ دو عادل گواہی دیں کہ فلاں نے زخمی کیا ہے۔ پھر چند روز زخم کے بعد جی کر مر جائے لیکن اچھا نہ ہو گیا ہو۔ مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس صورت میں قصاص ہے۔ چوتھی یہ کہ مقتول متہم کے پاس ملے یا اس سے قریب یا متہم ادھر سے آ رہا ہو، اس کے پاس آ کہ قتل ہو یا اس پر نشان ہو خون وغیرہ کا اور درندے کا وہاں گمان نہ ہو یا چند لوگ ایک شخص کے پاس سے جدا ہوں اور وہ مارا گیا ہو اس صورت میں مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قسامتُ ہوگی۔ پانچویں یہ کہ دو گروہ لڑیں پھر ان میں سے ایک مقتول ملے تو قسامت واجب ہوگی مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ جس گروہ کا ہو اس کی دیت دوسرے گروہ والوں پر لازم ہوگی اور جو کسی گروہ کا نہ ہو تو دونوں گروہوں پر دیت لازم ہوگی۔ چھٹی یہ کہ اژدحام اور ہجوم میں کوئی مرا ہوا ملے شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ہدر ہے۔ اور ثوری رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی دیت بیتُ المال سے دی جائے گی۔ ساتویں یہ کہ مقتول کی نعش کسی محلہ یا قبیلہ یا مسجد میں کسی محلہ والوں کی ملے تو امام مالک اور لیث اور شافعی اور احمد اور داؤد رحمہم اللہ کے نزدیک صرف اتنی بات سے قسامت نہ ہوگی بلکہ خون ہدر ہوگا اس لیے کہ بعض وقت ایک آدمی دوسرے کو مار کر اپنے دشمنوں کے محلہ میں ڈال دیتا ہے تاکہ وہ پکڑے جائیں۔ مگر شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جب نعش اس کے دشمنوں کے محلے میں ملے تو جیسے خیبر کا قصہ ہے کہ انصاری اور یہود میں عداوت تھی تو قسامت واجب ہوگی اور امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک قسامت صرف اسی صورت میں ہے کہ نعش کسی محلے یا گاؤں میں ملے اور اس پر مار کا نشان ہو اور کسی صورت میں نہیں۔ اگر نعش مسجد میں ملے تو اہل محلہ کو حلف دیں گے اور دیت بیت المال میں سے دی جائے گی یہ جب ہے کہ محلہ والوں پر دعویٰ کیا جائے اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب محلہ میں نعش ملے تو قسامت واجب ہوگی گو اس پر مار کا نشان نہ ہو۔ انتھٰی مختصرًا۔

(٤٣٥١) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيْلٍ ادَّعَوْهُ عَلَى الْيَهُوْدِ.

[راجع: ٤٣٥٠]

ابن شہاب سے ایسی ہی روایت ہے اتنا زیادہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قسامت کا حکم کیا درمیان انصاری کے ایک مقتول پر کہ جس کے قتل کا انہوں نے دعویٰ کیا تھا یہود پر۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٥٢) عَنْ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حُكْمِ الْمُحَارِبِيْنَ وَ الْمُرْتَدِّيْنَ.

باب: لڑنے والوں کا اور اسلام سے پھر جانے والوں کا حکم۔

(٤٣٥٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ شِئْتُمْ اَنْ تَخْرُجُوْا اِلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَ اَبْوَالِهَا)) فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا ثُمَّ مَالُوْا عَلَى الرُّعَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ وَارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ فِيْ اَثَرِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کچھ لوگ عرینہ کے (ایک قبیلہ ہے) جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں آئے اور ان کو وہاں کی ہوا موافق نہ آئی۔ استسقاء ہوگیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارا جی چاہے تو صدقے کے اونٹوں میں جاؤ۔ (جو شہر سے باہر رہتے تھے جنگل میں) اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا اور اچھے ہو گئے پھر جھکے چرواہوں پر (جو مسلمان تھے)۔ اور ان کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گئے اور اونٹوں کو بھگا لے گئے یہ خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا وہ لائے گئے تب آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوائے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائیں یا آنکھیں پھوڑیں اور میدان میں ان کو ڈال دیا وہ مر گئے۔



فائدہ: مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو جانور حلال ہے اس کا پیشاب اور گوبر پاک ہے اور ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ دوا کے لیے حکم دیا اور دوا کے واسطے ہر ایک نجاست کا استعمال درست ہے سوا خمر اور مسکرات کے (انتھی ما قال النووی رحمۃ اللہ علیہ)
یہ حدیث محاربین اور مرتدین کی سزا میں اصل ہے اور موافق ہے اس آیت کے ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ اخیر تک اور اختلاف کیا ہے علما نے اس بات میں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ ان سزاؤں میں جو آیت میں مذکور ہیں (قتل کرنا، سولی دینا، ہاتھ پاؤں کاٹنا، قید کرنا) جو سزا چاہے دے مگر قتل کی صورت میں اس کا قتل ضروری ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابومصعب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر صورت میں امام کو اختیار ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور باقی علما کے نزدیک اگر محاربین نے صرف قتل کیا ہے اور مال نہیں لیا تو وہ قتل کیے جائیں گے اور قتل بھی کیا اور مال بھی لیا تو قتل کیے جائیں گے اور سولی دیے جائیں گے اور جو صرف مال لیا تو ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور جو صرف ڈرایا اور دھمکایا تو ان کو بلا کر سزا دیں گے اور نفی سے یہی مراد ہے اور یہ محاربہ عام شہر میں ہو یا جنگل میں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شہر میں یہ حکم نہ ہوگا اور علما نے کہا کہ آنکھوں کا پھوڑنا یہ واقعہ مثلہ کی ممانعت سے پہلے تھا تو منسوخ ہے اور بعض نے کہا: منسوخ نہیں اور آپ ﷺ نے قصاصًا ایسا کیا کیونکہ انہوں نے بھی چرواہوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٤٣٥٤) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْاَرْضَ وَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا؟)) فَقَالُوْا: بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آٹھ آدمی عکل (ایک قبیلہ ہے) کے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے بیعت کی اسلام پر، پھر ان کو ہوا ناموافق ہوئی اور ان کے بدن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے شکوہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے چرواہے کے ساتھ جاؤ، اونٹوں میں وہاں ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔ انہوں نے کہا: اچھا۔ پھر وہ نکلے اور اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پیا اور

مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَطَرَدُوا الإِبِلَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَ اَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نُبِذُوْا فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا: وَقَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فِيْ رِوَايَتِهٖ: وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ وَقَالَ: وَسُمِّرَتْ اَعْيُنُهُمْ . [بخاری: ۲۳۳ ، ۳۰۱۸ ، ۴۱۹۳ ، ۴۶۱۰ ، ۶۸۰۲ ، ۶۸۰۳ ، ۶۸۰۴ ، ۶۸۰۵ ، ۶۸۹۹؛ ابوداود: ۴۳۶۴ ، ۴۳۶۵ ، ۴۳۶۶؛ نسائی: ۴۰۳۲ ، ۴۰۳۷ ، ۴۰۳۸ ، ۴۰۳۹]

اچھے ہو گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹ لے لیے۔ یہ خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے دوڑ بھیجی، وہ گرفتار ہو کر لائے گئے آپ ﷺ نے حکم کیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، آنکھیں سلائی سے پھوڑی گئیں۔ پھر دھوپ میں ڈال دیئے گئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

○ ○ ○ ○

(۴۳۵۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمٌ مِّنْ عُكْلٍ اَوْعُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا بِمَعْنٰى حَدِيْثِ حَجَّاجِ بْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ وَقَالَ: وَسُمِّرَتْ اَعْيُنُهُمْ وَاُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ . [راجع: ۴۳۵۴]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے وہ ڈال دیئے گئے حرہ میں (حرہ مدینہ منورہ کا ایک میدان ہے) پانی مانگتے تھے لیکن پانی نہیں ملتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسا حکم کیا تھا یا ان کو پانی دینے سے منع کیا تھا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مسلمانوں کا اجماع ہے اس مسئلہ پر کہ جس کے لیے قتل کا حکم ہوا اور وہ پانی مانگے تو اس کو پانی دیا جائے اور اس کو دو طرح کے عذاب نہ دیں گے ایک پیاس کا اور دوسرے گردن مارنے کا۔ میں کہتا ہوں کہ صحیح روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے چرواہوں کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گئے، اب ان کی کوئی خاطر نہ رہی، نہ پانی پلانے کی نہ اور کسی بات کی۔ اور ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ جس کے ساتھ پانی ہو بقدر طہارت کے وہ اس مرتد کو نہ دے جو پیاس سے مر رہا ہو۔ البتہ اگر ذمی کافر یا جانور ہو تو اس کو پانی پلانا واجب ہے اور وضو کرنا ایسے وقت میں درست نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۴۳۵۶) عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَ لِلنَّاسِ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ؟ فَقَالَ عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ ؓ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ: اِيَّايَ حَدَّثَ اَنَسٌ ؓ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَوْمٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ وَحَجَّاجٍ قَالَ

حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے بیٹھا تھا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا: قسامت میں کیا کہتے ہو؟ عنبسہ نے کہا: ہم سے انس بن مالک ؓ نے حدیث بیان کی ایسی ایسی۔ میں نے کہا: مجھ سے انس ؓ نے حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اخیر تک اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔ ابو قلابہ نے کہا: جب میں نے حدیث کو تمام کیا تو عنبسہ نے سبحان اللہ کہا،

أَبُوْ قِلَابَةَ: فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ عَنْبَسَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: فَقُلْتُ: أَتَتَّهِمُنِيْ يَا عَنْبَسَةُ؟ قَالَ: لَا هٰكَذَا حَدَّثَنَا أَنَسٌ ﷺ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ يَا أَهْلَ الشَّامِ مَا دَامَ فِيْكُمْ هٰذَا أَوْ مِثْلُ هٰذَا. [راجع: ٤٣٤٦]

میں نے کہا: کیا میرے اوپر تہمت کرتے ہو (جھوٹ کی)۔ تو عنبسہ نے کہا: نہیں ہم سے بھی انس رضی اللہ عنہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔ اے ملک شام والو! تم ہمیشہ بھلائی سے رہو گے جب تک تم میں ایسا شخص رہے (یعنی ابوقلابہ کے حفظ اور یاد کی تعریف کی)۔



(٤٣٥٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ: وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ. [راجع: ٤٣٥٤]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو داغ نہیں دیا۔ (کیونکہ داغ زخم بند کرنے کے لیے دیتے ہیں اور وہاں اس کی ضرورت نہ تھی)۔



(٤٣٥٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَفَرٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَأَسْلَمُوْا وَبَايَعُوْهُ وَقَدْ وَقَعَ بِالْمَدِيْنَةِ الْمُوْمُ -وَهُوَ الْبِرْسَامُ- ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ: وَعِنْدَهُ شَبَابٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَرِيْبٌ مِّنْ عِشْرِيْنَ فَأَرْسَلَهُمْ إِلَيْهِمْ وَبَعَثَ مَعَهُمْ قَائِفًا يَقْتَصُّ أَثَرَهُمْ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس عرینہ سے چند لوگ آئے وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے بیعت کی آپ ﷺ سے مدینہ میں، اس وقت موم یعنی برسام کی بیماری پھیلی۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: برسام عقل کا فتور ہے یا ورم سر کا یا ورم سینہ کا۔ بحرالجواہر میں ہے برسام ورم ہے اس پردے کا جو جگر اور معدے کے بیچ میں ہے) پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح، اتنا زیادہ کیا کہ آپ انصار کے بیس نوجوانوں کے قریب تھے، آپ ﷺ نے ان کو ان کے پیچھے دوڑایا اور ایک پہچاننے والے کو بھی ساتھ کیا۔ جو ان کے قدموں کے نشان پہچانے۔



(٤٣٥٩) عَنْ أَنَسٍ وَفِيْ حَدِيْثِ هَمَّامٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَهْطٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ وَفِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ. [بخاري: ٣٠٦٤، ٤٠٩٠، ٥٧٢٧، ٥٦٨٦؛ نسائي: ٣٠٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤٣٦٠) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُولٰئِكَ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوْا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ. [ترمذي: ٧٣؛ نسائي: ٤٠٥٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں اس لیے کہ انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔

فائدہ: پس یہ سزا سختی اور بے رحمی نہیں بلکہ عین عدل اور انصاف ہے۔ اگر بدمعاشوں اور ڈاکوؤں پر کوئی رحم کرے تو وہ بے رحمی ہے خلق اللہ پر۔

نکوئی بابداں کردن چناں ست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

بَابُ ثُبُوتِ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ بِالْحَجَرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُحَدَّدَاتِ وَالْمُثَقَّلَاتِ وَقَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ.

باب: پتھر وغیرہ بھاری چیز سے قتل کرنے میں قصاص لازم ہوگا اسی طرح مرد کو عورت کے بدلے قتل کریں گے۔

(٤٣٦١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى اَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ قَالَ: فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا: ((اَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟)) فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ قَالَ لَهَا الثَّانِيَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ سَاَلَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ: نَعَمْ وَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا فَقَتَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [بخاري: ٥٢٩٥، ٦٨٧٧، ٦٨٧٩؛ ابوداود: ٤٥٢٩؛ نسائي: ٤٧٩٣؛ ابن ماجه: ٢٦٦٦]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی نے ایک لڑکی کو مارا، چند چاندی کے ٹکڑوں کے لیے تو پتھر سے اس کو مارا۔ وہ لائی گئی رسول اللہ ﷺ کے پاس، اس میں کچھ جان باقی تھی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تجھ کو فلان نے مارا ہے؟“ اس نے اشارہ کیا سر سے نہیں۔ پھر فرمایا: ”فلانے نے مارا ہے؟“ اس نے اشارہ کیا سر سے نہیں پھر تیسری بار پوچھا تو اس نے کہا: ہاں اور اشارہ کیا اپنے سر سے (آپ ﷺ نے اس یہودی کو بلوایا، اس نے اقرار کیا) تب آپ ﷺ نے اس کو قتل کیا، دو پتھروں سے کچل کر۔

O O O O

(٤٣٦٢) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ اِدْرِيْسَ فَرَضَخَ رَاْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [راجع: ٤٣٦١]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا سر کچلا دو پتھروں کے بیچ میں۔

O O O O

(٤٣٦٣) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ اَلْقَاهَا فِي الْقَلِيْبِ وَرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاُخِذَ فَاُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَ بِهِ اَنْ يُرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ. [ابوداود: ٤٥٢٨؛ نسائي: ٤٠٥٥، ٤٠٥٦]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی نے انصار کی ایک لڑکی کو قتل کیا، کچھ زیور کے لیے جو پہنے تھی پھر اس کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا، بعد اس کے وہ پکڑا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم کیا اس کو پتھر مارنے کا مرنے تک وہ پتھروں سے مارا گیا یہاں تک کہ مر گیا۔

O O O O

(٤٣٦٤) عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٣٦٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

O O O O

(٤٣٦٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَاْسُهَا قَدْ رُضَّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَسَاَلُوْهَا مَنْ صَنَعَ هٰذَا بِكِ فُلَانٌ فُلَانٌ حَتّٰى ذَكَرُوا الْيَهُوْدِيَّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَاُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک لونڈی کا سر کچلا ہوا ملا، دو پتھروں میں۔ اس سے پوچھا: کس نے تجھے کچلا۔ فلاں نے؟ یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ ایک یہودی کا نام لیا۔ اس نے اشارہ کیا اپنے سر سے۔ وہ یہودی پکڑا گیا۔ اس نے اقرار کیا تب رسول اللہ ﷺ نے حکم

فَاَقَرَّ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ. [بخاری: ٢٤١٣، ٢٧٤٦، ٦٨٧٦، ٦٨٨٤؛ ابوداود: ٤٥٢٧؛ ترمذی: ٤٧٥٦؛ ابن ماجه: ٢٦٦٥]

دیا اس کا سر کچلنے کے لیے پتھر سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ مرد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اور اس پر اجماع ہے۔ دوسری یہ کہ عمداً جو قتل کرے اس کو اسی طرح ماریں گے جس طرح اس نے مارا ہے اگر تلوار سے مارا ہے تو تلوار سے ماریں گے۔ اور جو لکڑی یا پتھر سے مارا ہے تو لکڑی یا پتھر سے ماریں گے۔ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ بھاری چیز سے مارنا بھی قتل عمد ہے جیسے پتھر یا موٹی لکڑی سے اور اس میں قصاص ہے شافعی اور احمد اور مالک اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص اسی صورت میں ہے جب دھار دار چیز سے مارے لوہا ہو یا پتھر یا لکڑی یا اس آلہ سے جو قتل کے لیے بنا ہے جیسے گوپھن وغیرہ یا انگار میں ڈالنے سے اور اگر اس آلہ سے قتل کرے جو قتل کے لیے نہیں بنا ہے جیسے چھوٹی لکڑی یا کوڑا یا طمانچہ یا غلیل وغیرہ سے لیکن عمداً مارے تو وہ بھی قتل عمد ہے اور مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں قصاص واجب ہوگا۔ اور شافعی اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور رحمہم اللہ کے نزدیک اس میں قصاص نہ ہوگا۔ چوتھی یہ کہ مسلمان کو جو مارے اس پر قصاص ہے۔ پانچویں یہ کہ مجروح کا بیان سننا اور اس سے پوچھنا تاکہ قتل کا پتہ معلوم ہو اور اس کی گرفتاری کی جائے پھر اگر وہ اقرار کرے تو قتل ثابت ہو گیا۔ اور جو انکار کرے تو اس کو قسم کھانا چاہیے اگر قسم کھالے تو بری ہو جائے گا۔ اور صرف مجروح کے کہنے سے اس پر خون ثابت نہ ہوگا۔ یہی اکثر علما کا قول ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت ہو جائے گا اس حدیث کی دلیل سے اور یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں دوسری روایت میں ہے کہ اس یہودی نے اقرار کیا تھا۔ (انتھی ما قال النووی رحمہ اللہ)

بَابُ الصَّائِلِ عَلٰی نَفْسِ الْاِنْسَانِ اَوْ عُضْوِهٖ اِذَا دَفَعَهُ الْمَصُوْلُ عَلَيْهِ فَاَتْلَفَ نَفْسَهٗ اَوْ عُضْوَهٗ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ.

باب: جب کوئی دوسرے کی جان یا عضو پر حملہ کرے اور وہ اس کو دفع کرے اور دفع کرنے میں حملہ کرنے والے کی جان یا عضو کو نقصان پہنچے تو اس پر کچھ تاوان نہ ہوگا (یعنی حفاظت خود اختیاری جرم نہیں ہے)۔

(٤٣٦٦) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ: قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ اَوِ ابْنُ اُمَيَّةَ رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَانْتَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فَمِهٖ فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَاخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَيَعَضُّ اَحَدُكُمْ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهٗ)). [بخاری: ٦٨٩٢؛ ترمذی: ١٤١٦؛ نسائی: ٤٧٧٣، ٤٧٧٤؛ ابن ماجه: ٢٦٥٧]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یعلیٰ بن منیہ یا یعلیٰ بن امیہ ایک شخص سے لڑے، پھر ایک نے دوسرے کے ہاتھ کو دانت سے دبایا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اس کے منہ سے، اس کے دانت نکل پڑے، پھر دونوں لڑتے جھگڑتے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے۔ دیت نہیں ملے گی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جس کے دانت نکل پڑے وہ یعلیٰ تھا یا اس کا نوکر، بہر حال اس نے دیت مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے دیت نہیں دلائی کیونکہ دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ بچایا اور ہاتھ بچانے کا حق از روئے حفاظت خود اختیاری اس کو حاصل تھا، پھر اس حق کے حاصل ہونے پر دوسرے کے نقصان کا تاوان لازم نہ آئے گا۔

(٤٣٦٧) عَنْ يَعْلَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.
[بخاری: ٢٢٦٥، ٢٩٧٣، ٤٤١٧، ٦٨٩٣؛ ابو داود: ٤٥٨٤؛ نسائی: ٤٧٨٠، ٤٧٨١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٦٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه اَنَّ رَجُلًا عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَجَذَبَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ فَرُفِعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَبْطَلَهُ وَقَالَ: ((اَرَدْتَّ اَنْ تَاْكُلَ لَحْمَهُ؟)). [راجع: ٤٣٦٦]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے ہاتھ گھسیٹا، دوسرے کے دانت نکل پڑے پھر یہ مقدمہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو لغو کر دیا اور فرمایا: ''تو چاہتا تھا کہ اس کا گوشت کھا لے۔''

(٤٣٦٩) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى اَنَّ اَجِيْرًا لِيَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ عَضَّ رَجُلٌ ذِرَاعَهُ فَجَذَبَهَا فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ فَرُفِعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَبْطَلَهَا وَقَالَ: ((اَرَدْتَّ اَنْ تَقْضَمَهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟)). [راجع: ٤٣٦٧]

صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، یعلی بن منیہ کے ایک نوکر نے (جھگڑا کیا ایک شخص سے) دوسرے نے اس کا ہاتھ دانت سے کاٹا اس نے اپنا ہاتھ گھسیٹا تو دوسرے کے دانت گر پڑے پھر یہ مقدمہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو لغو کر دیا اور فرمایا: ''تو چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ چبا ڈالے جیسے اونٹ چبا لیتا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٣٧٠) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ اَوْ ثَنَايَاهُ فَاسْتَعْدَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَاْمُرُنِيْ؟ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اٰمُرَهُ اَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ ادْفَعْ يَدَكَ حَتّٰى يَعَضَّهَا ثُمَّ انْتَزِعْهَا)). [نسائی: ٤٧٧٢]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا، اس کے دانت نکل پڑے، جس کے دانت نکل آئے تھے، اس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا چاہتا ہے؟ کیا یہ چاہتا ہے میں اس کو حکم دوں وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دے پھر تو اس کو چبا ڈالے اس طرح جیسے اونٹ چباتا ہے اچھا تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے پھر گھسیٹ'' (یعنی اگر تیرا جی چاہے تو اس طرح قصاص ہو سکتا ہے کہ تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے پھر کھینچ لے یا تو اس کے دانت بھی ٹوٹ جائیں گے یا تیرا ہاتھ زخمی ہوگا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٣٧١) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَقَدْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَاهُ يَعْنِي الَّذِيْ عَضَّهُ قَالَ فَاَبْطَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((اَرَدْتَّ اَنْ تَقْضَمَهُ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ)). [راجع: ٤٣٦٧]

اس سند سے بھی وہی حدیث مروی ہے جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٧٢) عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ قَالَ: وَكَانَ يَعْلَى يَقُوْلُ: تِلْكَ الْغَزْوَةُ اَوْثَقُ عَمَلِيْ عِنْدِيْ

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے جہاد کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک میں اور وہ سب سے زیادہ بھروسے کا عمل ہے میرا تو میرا ایک نوکر تھا، وہ ایک شخص سے لڑا۔ اور دونوں میں سے ایک نے

فَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ صَفْوَانُ: قَالَ يَعْلٰى: كَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ. قَالَ: لَقَدْ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ. فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهٗ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ.

[راجع: ٤٣٦٧]

دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا۔ عطاء نے کہا: مجھ سے صفوان بن یعلیٰ نے بیان کیا تھا۔ کس نے کس کا ہاتھ کاٹا تھا۔ پھر جس کا ہاتھ کاٹا تھا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچا کاٹنے والے کے منہ سے، اس کا ایک دانت گر پڑا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے اس کے دانت کو لغو کر دیا (یعنی اس کی دیت نہیں دلائی)۔



(٤٣٧٣) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

[راجع: ٤٣٦٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



بَابُ إِثْبَاتِ الْقِصَاصِ فِي الْأَسْنَانِ وَمَا فِيْ مَعْنَاهَا.

باب: دانتوں میں قصاص کا بیان۔

(٤٣٧٤) عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ)) فَقَالَتْ أُمُّ الرَّبِيْعِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ؟ وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا أُمَّ الرَّبِيْعِ! الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ)) قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا قَالَ: فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوا الدِّيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ)). [نسائی: ٤٧٦٩]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ام حارثہ رضی اللہ عنہا ربیع کی بہن نے (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں) ایک آدمی کو زخمی کیا۔ (اس کا دانت توڑ ڈالا) پھر انہوں نے جھگڑا کیا جناب رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص لیا جائے گا۔ قصاص لیا جائے گا۔'' ام ربیع نے کہا: یا رسول اللہ! کیا فلانے سے قصاص لیا جائے گا؟ (یعنی ام حارثہ سے) اللہ کی قسم! اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اے ام ربیع! اللہ کی کتاب حکم کرتی ہے قصاص کا۔'' اُم ربیع نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ پھر اُم ربیع بھی کہتی رہی۔ یہاں تک کہ جس کا دانت ٹوٹا تھا اس کے کنبے والے دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کو سچا کرے گا۔''



فائدہ: بخاری میں ہے کہ زخمی کرنے والی خود ربیع تھی اور قسم انس بن النضر رضی اللہ عنہ نے کھائی تھی اور ام ربیع نے جو قسم کھائی اس سے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کا رد منظور نہ تھا بلکہ مقصود یہ تھا کہ آپ ﷺ سفارش کریں مجروح کے کنبے والوں سے اور ان کو دیت پر راضی کریں اور قسم کھائی اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سچا کر دیا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت اور مرد میں قصاص لیا جائے گا' نفس اور مادون النفس دونوں میں۔ اور جمہور کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نفس میں قصاص ہوگا۔ اور مادون النفس میں نہ ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک مطلق قصاص نہ ہوگا۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

بَابُ مَا يُبَاحُ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ.

باب: مسلمانوں کا قتل کب درست ہے۔

(٤٣٧٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدَی ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)). [بخاری: ٦٨٧٨؛ ابوداود: ٤٣٥٢؛ ترمذی: ١٤٠٢؛ نسائی: ٤٠٢٧، ٤٧٣٥؛ ابن ماجه: ٢٥٣٤]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں اس کا پیغمبر ہوں، مارنا درست نہیں مگر تین میں سے کسی ایک بات پر یا اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وہ زنا کرے، یا جان کے بدلے جان (یعنی کسی کا خون کرے) یا جو اپنے دین سے پھر جائے مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے حنفیوں نے استدلال کیا ہے مسلمان ذمی کافر کے بدلے مارا جائے گا اور آزاد غلام کے بدلے۔ مگر جمہور علما اس کے خلاف ہیں جیسے مالک اور شافعی اور احمد اور لیث رحمہ اللہ اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دین سے پھر جائے۔'' تو شامل ہے ہر ایک مرتد کو۔ پھر وہ قتل کیا جائے گا۔ اگر توبہ نہ کرے اور شامل ہے اس کو جو بدعت یا بغاوت اختیار کر کے مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے جیسے خوارج وغیرہ واللہ اعلم۔

(٤٣٧٦) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٣٧٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٧٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ: التَّارِكُ لِلْاِسْلَامِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ ـ اَوِ الْجَمَاعَةَ ـ شَكَّ فِيْهِ اَحْمَدُ ـ وَالثَّيِّبُ الزَّانِیْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ)). [راجع: ٤٣٧٥]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ ہم کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مسلمان کا خون کرنا درست نہیں جو گواہی دیتا ہو اس امر کی کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس کا بھیجا ہوا ہوں۔ مگر تین شخصوں کا ایک تو وہ جو دین اسلام کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔ دوسری یہ کہ جس کا نکاح ہو چکا ہو اور وہ زنا کرے۔ تیسری جان بدلے جان کے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

(٤٣٧٨) عَنِ الْأَعْمَشِ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا نَحْوَ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهُ ((وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ)). [راجع: ٤٠٢٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اِثْمِ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.

باب: جس نے پہلے خون کی بنا ڈالی اس کے گناہ کا بیان۔

(٤٣٧٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)). [بخاری: ٣٣٣٥، ٦٨٦٧، ٧٣٢١؛ ترمذی: ٢٦٧٣؛

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی خون ظلم سے ہوتا ہے تو آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر ایک حصہ اس کے خون کا پڑتا ہے (یعنی گناہ کا) کیونکہ اس نے اول قتل کی راہ نکالی۔''

نسائی: ٣٩٩٦؛ ابن ماجه: ٢٦١٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: قابیل نے اپنے بھائی کو ناحق مارا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں سے یعنی جو کوئی بری بات نکالے اس کو قیامت تک گناہ ہوتا جائے گا۔ اور جو اس کی پیروی کرے گا اس کے گناہ کا ایک حصہ نکالنے والے پر پڑے گا اسی طرح جو کوئی نیکی کی بنا ڈالے اس کو قیامت تک ثواب ہوتا رہے گا اور جو اس کی پیروی کرے گا نیکی نکالنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور یہ مضمون دوسری حدیث صحیح میں موجود ہے۔ (انتھی)

(٤٣٨٠) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَعِيسَى بْنِ يُونُسَ ((لِأَنَّهُ سَنَّ الْقَتْلَ)) لَمْ يَذْكُرَا: أَوَّلَ. [راجع: ٤٣٧٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْمُجَازَاةِ بِالدِّمَاءِ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّهَا أَوَّلُ مَا يُقْضٰى فِيهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

باب: قیامت کے دن سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔

(٤٣٨١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ)). [بخاری: ٦٥٣٣، ٦٨٦٤؛ ترمذی: ١٣٩٦، ١٣٩٧؛ نسائی: ٤٠٠٣، ٤٠٠٤، ٤٠٠٥، ٤٠٠٧؛ ابن ماجه: ٢٦١٥]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: کیونکہ خون کا مقدمہ نہایت سنگین ہے اور یہ خلاف نہیں ہے اس حدیث کے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کیونکہ نماز حقوق اللہ میں سب سے پہلے رہے گی اور خون حقوق العباد میں۔

(٤٣٨٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ ((يُقْضٰى)) وَبَعْضُهُمْ قَالَ: ((يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ)). [راجع: ٤٣٨١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے بعض نے ”يُقْضٰى“ کے بجائے ”يُحْكَمُ“ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ.

باب: خون اور عزت اور مال کا حق کیسا سخت ہے۔

(٤٣٨٣) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِي

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے تھے، برس بارہ مہینے کا ہے ان میں چار مہینے حرام ہیں۔ (یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں) تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں، ذیقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب، مضر کا مہینہ جو جمادی

بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: ((اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: ((اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا: بَلٰى قَالَ: ((فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ: ((اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ. وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ يَكُوْنُ اَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالَ ابْنُ حَبِيْبٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((وَرَجَبُ مُضَرَ)) وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ: ((فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ)).

[بخاری: ٦٧، ١٠٥، ١٧٤١، ٣١٩٧، ٤٤٠٦، ٤٦٦٢، ٥٥٥٠، ٧٠٧٨، ٧٤٤٧]

الاخریٰ اور شعبان کے بیچ میں ہے۔'' بعد اس کے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ ﷺ اس مہینہ کا کچھ اور نام رکھیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ مہینہ ذی الحجہ کا نہیں۔'' ہم نے عرض کیا: ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا شہر ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ پھر چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ ﷺ اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ شہر نہیں ہے؟'' (یعنی مکہ کا شہر) ہم نے عرض کیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا دن ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ آپ ﷺ اس کا اور کوئی نام رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ یوم النحر نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک یہ یوم النحر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں (عزتیں) حرام ہیں تم پر جیسے یہ دن حرام ہے، اس شہر میں، اس مہینے میں (جس کی حرمت میں کسی کو شک نہیں ایسے ہی مسلمان کی جان، عزت، دولت بھی حرام ہے اس کا لینا بلا وجہ شرعی درست نہیں) اور قریب تم ملو گے اپنے پروردگار سے وہ پوچھے گا تمہارے عملوں کو پھر مت ہو جانا میرے بعد گمراہ کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو (یعنی آپس میں لڑو) اور ایک دوسرے کو مارو۔ (یہ حضور ﷺ کی آخری نصیحت اور بہت بڑی اور عمدہ نصیحت تھی افسوس ہے کہ مسلمانوں نے تھوڑے دنوں تک اس پر عمل کیا آخر آفت میں گرفتار ہوئے اور عقبیٰ کو الگ تباہ کیا) جو حاضر ہے وہ یہ حکم غائب کو پہنچا دے کیونکہ بعض وہ شخص جس کو پہنچائے گا زیادہ یاد رکھنے والا ہوگا۔ اس وقت سننے والے سے۔'' پھر فرمایا: ''دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔''



فائدہ۔ ان چار مہینوں کی حرمت مدت سے چلی آتی ہے۔ سو مکے کے کافروں کا دستور تھا کہ جب ان کو لڑنا یا لوٹنا منظور ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے، جیسے محرم میں لڑتے تو صفر کو محرم کر دیتے اس طرح ان کم بختوں نے مہینوں کو گول مول کر ڈالا تھا کوئی مہینہ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا تھا۔ جس سال جناب رسول اللہ ﷺ نے اخیر عمر میں حجۃ الوداع کیا تو ذوالحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے برابر پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی۔ تب حضور ﷺ نے حج کے موسم میں عرفے کے دن ہزاروں آدمیوں کے روبرو یہ حدیث فرمائی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) یعنی اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے اور یہ جو فرمایا: ''مضر کا رجب'' تو مضر ایک قوم ہے عرب میں ان کا رجب بھی تھا جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے ان کے مقابل دوسری قوم تھی ربیعہ وہ ماہ رمضان کو رجب کہتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ رجب وہی صحیح ہے جس کو مضر رجب کہتے ہیں۔'' اور بعض نے کہا: مضر بہ نسبت اور قوموں کے رجب کی بہت تعظیم کرتے تھے اس لیے رجب ان کی طرف منسوب ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

(٤٣٨٤) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ ﷺ قَالَ: لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْیَوْمُ قَعَدَ عَلٰی بَعِیْرِهٖ فَاَخَذَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ اَیَّ یَوْمٍ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ سِوَی اسْمِهٖ فَقَالَ: ((اَلَیْسَ بِیَوْمِ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((اَلَیْسَ بِذِی الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ سِوَی اسْمِهٖ قَالَ: ((اَلَیْسَ بِالْبَلْدَةِ؟)) قُلْنَا: بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَیْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) قَالَ: ثُمَّ انْكَفَاَ اِلٰی كَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاِلٰی جُزَیْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَیْنَنَا.

[ترمذی: ١٥٢٠؛ نسائی: ٤٤٠١]

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یوم النحر ہوا تو آپ ﷺ بھی اونٹ پر بیٹھے اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھامی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام لیں گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟'' ہم نے کہا: بے شک یہ یوم النحر ہے، یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے کہا: بیشک یہ ذی الحجہ ہے یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کونسا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم سمجھے آپ ﷺ اس کا اور کوئی نام لیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ شہر نہیں ہے؟'' (یعنی مکہ عرب کے لوگ شہر مکہ ہی کو بولتے تھے) ہم نے عرض کیا: بیشک شہر ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تو تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں حرام ہیں جیسے اس دن اس مہینہ میں اس شہر میں حرام ہے جو حاضر ہے وہ غائب کو یہ بات پہنچا دے۔'' پھر آپ ﷺ متوجہ ہوئے دو مینڈھوں کی طرف جو چت کبرے تھے اور ذبح کیا ان کو اور ایک گلہ کی طرف بکریوں کے وہ ہم لوگوں کو بانٹ دیں۔

(٤٣٨٥) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ ذَاكَ الْيَوْمُ جَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعِيرٍ قَالَ: وَرَجُلٌ آخِذٌ بِزِمَامِهِ۔ أَوْ قَالَ: بِخِطَامِهِ۔ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ. [راجع: ٤٣٨٤]

چند الفاظ کے فرق سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٣٨٦) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: ((اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا؟)) وَسَاقُوا الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عَوْنٍ غَیْرَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا یوم النحر کو تو فرمایا: ''یہ کونسا دن ہے؟'' اور بیان کیا اسی حدیث کو جیسا اوپر گزرا مگر اس میں عزتوں کا ذکر نہیں ہے نہ دو مینڈھوں کے کاٹنے کا اور

أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ: ((وَأَعْرَاضَكُمْ)) وَلَا يَذْكُرُ: ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ وَمَا بَعْدَهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: ((كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ)). [راجع: ٤٣٨٣]

اس کے بعد کا مضمون اس روایت میں یہ ہے کہ ”جیسے تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینے اس شہر میں اس دن تک جب ملو گے اپنے پروردگار سے آگاہ رہو میں نے پہنچا دیا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہاں پہنچا دیا (اللہ تعالیٰ کے حکم کو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ تو گواہ رہ۔“



بَابُ صِحَّةِ الْإِقْرَارِ بِالْقَتْلِ وَتَمْكِينِ وَلِيِّ الْقَتِيلِ مِنَ الْقِصَاصِ وَاسْتِحْبَابِ طَلَبِ الْعَفْوِ مِنْهُ.

باب: قتل کا اقرار صحیح ہے اور قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالہ کر دیں گے اور اس سے معافی کی درخواست کرنا مستحب ہے۔

(٤٣٨٧) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ رضي الله عنه حَدَّثَهُ قَالَ: إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا قَتَلَ أَخِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقَتَلْتَهُ؟)) فَقَالَ: إِنَّهُ لَوْلَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ: نَعَمْ قَتَلْتُهُ قَالَ: ((كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟)) قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَخْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُهُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ فَقَتَلْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ؟)) قَالَ: مَالِي مَالٌ إِلَّا كِسَائِي وَفَأْسِي قَالَ: ((فَتَرَى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ؟)) قَالَ: أَنَا أَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذَاكَ فَرَمَى إِلَيْهِ بِنِسْعَتِهِ وَقَالَ: ((دُونَكَ صَاحِبَكَ)) فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ)) فَرَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! [إِنَّهُ] بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ: ((إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ)) وَأَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ؟)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ- لَعَلَّهُ قَالَ- بَلَى قَالَ: ((فَإِنَّ ذَاكَ كَذَاكَ)) قَالَ:

علقمہ بن وائل سے روایت ہے ان کے باپ نے کہا: میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا دوسرے کو کھینچتا ہوا تسمہ سے اور کہنے لگا: اس نے میرے بھائی کو مار ڈالا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اس کو قتل کر دیا ہے؟“ بولا: اگر یہ اقرار نہ کرتا تو میں اس پر گواہ لاتا تب وہ شخص بولا: بیشک میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے کیونکر قتل کیا؟“ وہ بولا: میں اور وہ دونوں درخت کے پتے جھاڑ رہے تھے اتنے میں اس نے مجھ کو گالی دی مجھے غصہ آیا میں نے کلہاڑی اس کے سر پر ماری وہ مر گیا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے پاس کچھ مال ہے جو اپنی جان کے بدلے میں دے؟“ وہ بولا: میرے پاس کچھ نہیں سوا اس کملی اور کلہاڑی کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیری قوم کے لوگ تجھے چھڑائیں گے؟“ اس نے کہا: میری اتنی قدر نہیں ہے ان کے پاس، تب وہ تسمہ مقتول کے وارث کی طرف پھینک دیا وہ لے کر چلا جب پیٹھ موڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہی رہے گا۔“ (یعنی نہ اس کو کوئی درجہ ملے گا نہ اس کو کوئی مرتبہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لیا) یہ سن کر وہ لوٹا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے خبر پہنچی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اس کو قتل کروں گا تو اس کے برابر ہوں گا اور میں نے تو اس کو آپ ﷺ کے حکم سے پکڑا ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ نہیں چاہتا کہ وہ تیرا اور تیرے بھائی کا گناہ

فَرَمىٰ بِنِسْعَتِهٖ وَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ .
[ابو داود: ٤٤٩٩، ٤٥٠١]

سمیٹ لے۔'' وہ بولا: ایسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: اگر ایسا ہے تو خیر اور اس کا تسمہ پھینک دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اتنی باتیں نکلتی ہیں مجرموں کو باندھنا، ان کو حاضر کرنا حاکم کے سامنے، مدعی سے مدعا علیہ سے پہلے جواب دعویٰ لینا اگر وہ اقرار کرے تو گواہوں کی ضرورت نہ ہوگی حاکم کا درخواست کرنا مقتول کے وارث سے معافی کیلئے معافی کا درست ہونا، مقدمہ رجوع ہونے کے بعد بھی دیت کا جائز ہونا۔ قتل عمد میں اقرار کا صحیح ہونا قتل میں۔ قاتل کو قصاص کیلئے مقتول کے وارث کے سپرد کرنا۔

(٤٣٨٨) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ: اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا فَاَقَادَ وَلِيَّ الْمَقْتُوْلِ مِنْهُ فَانْطَلَقَ بِهٖ وَفِيْ عُنُقِهٖ نِسْعَةٌ يَجُرُّهَا فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ)) قَالَ: فَاَتٰى رَجُلٌ الرَّجُلَ فَقَالَ لَهٗ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَلّٰى عَنْهُ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ سَالِمٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ اَشْوَعَ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِنَّمَا سَاَلَهٗ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُ فَاَبٰى . [راجع: ٤٣٨٧]

علقمہ بن وائل سے روایت ہے، اس نے سنا اپنے باپ سے، کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو آپ ﷺ نے اجازت دی مقتول کے وارث کو اس سے قصاص لینے کی اور اس کے گلے میں ایک تسمہ تھا جس کو وہ کھینچ رہا تھا جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔'' ایک شخص اس سے جا کر ملا اور جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ بیان کیا اس نے قاتل کو چھوڑ دیا۔ اسماعیل بن سالم نے کہا: میں نے یہ حبیب بن ابی ثابت سے بیان کیا انہوں نے کہا: مجھ سے ابن اشوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تھا معاف کرنے کو لیکن اس نے انکار کیا۔

فائدہ۔ مراد یہ قاتل اور مقتول نہیں ہیں بلکہ وہ مسلمان ہیں جو آپس میں ہتھیار لے کر ایک دوسرے کو مارنے کے لئے اٹھیں اور اس موقع پر اس جملہ کو فرمانے سے یہ غرض تھی کہ مقتول کا وارث اپنے تئیں بھی اس میں داخل سمجھے اور معاف کر دینے پر راضی ہو جائے جیسے پہلی حدیث میں فرمایا: ''کہ اگر قتل کرے گا تو وہ اس کے مثل ہوگا۔'' جس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ بھی اس کی طرح جہنم میں جائے گا حالانکہ یہ مقصود نہیں کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کے حکم سے اپنے حق کیلئے مارتا تھا عربی میں ایسے کلام کو تعریض کہتے ہیں اور یہ جائز ہے کسی مصلحت سے بشرطیکہ صدق ہو کیونکہ انبیا علیہم السلام پر کذب محال ہے بلکہ علما نے کہا ہے کہ مصلحت کے لحاظ سے تعریض مستحب ہے مثلاً خون کرنے والا ہو اور یہ مسئلہ پوچھے کہ خونی کی توبہ درست ہے وہ اس کے جواب میں یوں کہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہ صحت منقول ہے کہ قاتل کی توبہ درست نہیں اگر چہ مفتی کے نزدیک ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا یہ قول صحیح نہ ہو۔ (مختصر النووی رحمہ اللہ)

بَابُ دِيَةِ الْجَنِيْنِ وَوُجُوْبِ الدِّيَةِ فِيْ قَتْلِ الْخَطَاءِ وَشِبْهِ الْعَمَدِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْجَانِيْ .

باب: پیٹ کے بچے کی دیت اور قتل خطا اور شبہ عمد کی دیت کا بیان۔

(٤٣٨٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ .
[بخاري: ٥٧٥٩، ٦٩٠٤؛ نسائي: ٤٨٣٣]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہذیل کی دو عورتیں لڑیں اور ایک نے دوسری کو مارا، اس کا بچہ گر پڑا، تب جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ایک غلام یا لونڈی دینے کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: خواہ بچہ ہو یا بچی، نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ اس صورت میں ہے جب بچہ مردہ نکلے اور اگر زندہ نکلے پھر مر جائے تو اس میں پوری دیت واجب ہوگی یعنی سو اونٹ مرد کے لیے اور پچاس عورت کیلئے اور یہ دیت عاقلہ پر ہوگی نہ مجرم کی ذات پر یہی قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اہل بصرہ کے نزدیک مجرم کی ذات پر ہوگی اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جرم پر کفارہ بھی ہوگا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ نہ ہوگا۔ (انتھی نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٤٣٩٠) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنِیْنِ امْرَاَةٍ مِّنْ بَنِیْ لَحْیَانَ سَقَطَ مَیِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِیْ قُضِیَ عَلَیْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّیَتْ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَنَّ مِیْرَاثَهَا لِبَنِیْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰی عَصَبَتِهَا. [بخاری: ٦٧٤٠، ٥٧٦٠، ٦٩٠٩؛ ابوداود: ٤٥٧٧؛ ترمذی: ٢١١١؛ نسائی: ٤٨٣٢]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی عورت کے پیٹ کے بچے میں ایک غلام یا ایک لونڈی کا حکم کیا پھر جس عورت کے لیے غلام دینے کا حکم ہوا وہ مرگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا ترکہ اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گا اور دیت مارنے والے کے کنبے والوں پر ہے۔“



(٤٣٩١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَرَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ دِیَةَ جَنِیْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ وَلِیْدَةٌ وَقَضٰی بِدِیَةِ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَّعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِیُّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَکَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ یُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْکُهَّانِ)) مِنْ اَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِیْ سَجَعَ. [بخاری: ٦٩١٠؛ ابوداود: ٤٥٧٦؛ نسائی: ٤٨٣٣]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دو عورتیں ہذیل (ایک قبیلہ ہے) کی لڑیں، ایک نے دوسری کو پتھر سے مارا۔ وہ بھی مرگئی اور اس کا بچہ بھی مر گیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ اس کے بچے کی دیت ایک غلام ہے یا ایک لونڈی اور عورت کی دیت مارنے والی کے کنبے والے دیں اور اس عورت کا وارث اس کا لڑکا ہوگا اور جو وارث اس کے ساتھ ہوں۔ حمل بن نابغہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم کیونکر تاوان دیں اس کا، جس نے نہ پیا، نہ کھایا، نہ بولا، نہ چلایا، یہ تو گیا آیا (یعنی لغو ہے) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔“ ایسی قافیہ دار عبارت بولنے کی وجہ سے۔



فائدہ: یعنی پیٹ کا بچہ دوسری روایت میں ہے کہ ڈیرے کی لکڑی سے مارا۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مراد چھوٹا پتھر اور چھوٹی لکڑی ہے جس سے اکثر آدمی نہیں مرتا وہی شبہ عمد ہے اس میں کنبے والوں پر دیت لازم آتی ہے اور مجرم پر قصاص نہیں ہوتا نہ اس کی ذات پر دیت آتی ہے امام شافعی اور جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔
علماء نے کہا: آپ ﷺ نے اس کی برائی کی دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ اس نے حکم شرع کے باطل کرنے کیلئے ایسی تقریر کی، دوسری یہ کہ تقریر میں تکلف کیا اور بناوٹ کی اور اس قسم کا سجع مذموم ہے نہ وہ سجع جو احادیث میں وارد ہوا ہے اور خلاف شرع نہ ہو۔

(٤٣٩٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَاَتَانِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِهٖ وَلَمْ یَذْکُرْ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اس میں یہ نہیں ہے اس عورت کا وارث اس کا لڑکا ہوگا اور جو وارث اس کے ساتھ

وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَّعَهُمْ وَقَالَ فَقَالَ قَائِلٌ: كَيْفَ نَعْقِلُ؟ وَلَمْ يُسَمِّ حَمَلَ بْنَ مَالِكٍ. [ابوداود: ٤٥٦٨ ، ٤٥٦٩؛ ترمذی: ١٤١١؛ نسائی: ٤٨٣٦ ، ٤٨٣٧ ، ٤٨٣٨ ، ٤٨٣٩ ، ٤٨٤٠ ، ٤٨٤١ ، ٤٨٤٢]

ہوں اور نہ نام ہے حمل بن مالک بن نابغہ کا بلکہ یہ ہے کسی نے کہا: ہم کیونکر دیت دیں ایسے کی جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا تو گیا آیا۔



(٤٣٩٣) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا قَالَ: وَاحِدَا هُمَا لَحْيَانِيَّةٌ قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْعَاقِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ: أَنَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَّا أَكَلَ وَلَاشَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟)) قَالَ: وَجَعَلَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت نے اپنی سوت کو ڈیرے کی لکڑی سے مارا وہ حاملہ تھی مر گئی، ان میں سے ایک بنی لحیان کی عورت تھی جناب رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے کنبے والوں سے دلائی اور پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام مقرر کی ایک شخص جو قاتلہ کی قوم سے تھا بولا: ہم کیونکر تاوان دیں اس کا جس نے نہ پیا، نہ کھایا، نہ چلایا ایسا گیا آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدویوں کی طرح قافیہ دار عبارت بولتا ہے اور واجب کیا ان پر دیت کو۔''



(٤٣٩٤) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً قَتَلَتْ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَأُتِيَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَضَى عَلَى عَاقِلَتِهَا بِالدِّيَةِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَقَضَى فِي الْجَنِيْنِ بِغُرَّةٍ فَقَالَ بَعْضُ عَصَبَتِهَا: أَنَدِيْ مَنْ لَّاطَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ: ((سَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟)). [راجع: ٤٣٨٥]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت نے اپنی سوت کو خیمہ کی لکڑی سے مارا، پھر یہ مقدمہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''قاتلہ کے کنبے والے دیت دیں گے۔'' مقتولہ پیٹ سے تھی آپ ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام دلایا قاتلہ کے کنبے والوں میں سے۔ ایک شخص بولا: ہم کیونکر دیت دیں اس کی جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ رویا نہ چلایا یہ تو گیا آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گنواروں کی طرح مسجع اور مقفی بولتا ہے۔''

(٤٣٩٥) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَمُفَضَّلٍ. [راجع: ٤٣٩٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٤٣٩٦) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِإِسْنَادِهِمُ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهِ غَيْرَ أَنَّ فِيْهِ فَأَسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى فِيْهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ عَلَى أَوْلِيَاءِ الْمَرْأَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ دِيَةَ الْمَرْأَةِ. [راجع: ٤٣٩٣]

حدیث وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔



(٤٣٩٧) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ:

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا لوگوں

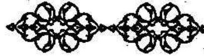
اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ النَّاسَ فِي مِلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِئْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ قَالَ: فَشَهِدَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ.

[ابوداود: ٤٥٧٠؛ ابن ماجه: ٢٦٤٠]

سے پیٹ کے بچے کی دیت کے باب میں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس میں ایک غلام کا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مغیرہ سے اور کسی شخص کو لا جو تیرے ساتھ گواہی دے، پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے موافق بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہر چند مغیرہ رضی اللہ عنہ صادق تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً اور ایک گواہی طلب کی۔



بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْحُدُودِ
حدود کے مسائل

بَابُ حَدِّ السَّرِقَةِ وَنِصَابِهَا.
باب: چوری کی حد اور اس کے نصاب کا بیان۔

(٤٣٩٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْطَعُ السَّارِقَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا . [بخاري: ٦٧٨٩؛ ابوداود: ٤٣٨٣؛ ترمذي: ١٤٤٥؛ نسائي: ٤٩٣١، ٤٩٣٣، ٤٩٣٤، ٤٩٣٥، ٤٩٣٦؛ ابن ماجه: ٢٥٨٥]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ چور کا ہاتھ پاؤں چوتھائی دینار یا زیادہ کے مال میں کاٹتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: چور کا ہاتھ بالا جماع کاٹا جائے گا لیکن چوری کے نصاب میں علما کا اختلاف ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک کچھ نصاب کی شرط نہیں بلکہ قلیل، کثیر ہر چیز کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہی قول ہے ابن بنت شافعی کا اور یہی منقول ہے حسن بصری رحمہ اللہ اور خوارج سے اور جمہور علما کے نزدیک نصاب شرط ہے اب اختلاف ہے اس کی مقدار میں تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نصاب ربع دینار ہے سونے کا یا اس قدر مالیت کی اور کوئی چیز اور مالک اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک ربع دینار یا تین درہم اور ابن شبرمہ رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ درہم اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دس درہم اور صحیح شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور باقی اقوال مردود ہیں اور مخالف ہیں حدیث صریح کے۔ (مختصراً)

(٤٣٩٩) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الإِسْنَادِ. [راجع: ٤٣٩٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا)). [بخاري: ٦٧٩٠؛ ابوداود: ٤٣٨٤؛ نسائي: ٤٩٣٠، ٤٩٣٢]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ کی چوری میں۔"

○ ○ ○ ○

(٤٤٠١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَمَا فَوْقَهُ)). [نسائي: ٤٩٥٠، ٤٩٥١، ٤٩٥٤، ٤٩٥٥]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: "چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں۔"

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٢) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُقْطَعُ يَدُ سَارِقٍ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)).

[نسائی: ٤٩٤٣، ٤٩٤٤، ٤٩٤٥]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٣) عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٤٠٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكِلَاهُمَا ذُو ثَمَنٍ.

[بخاری: ٦٧٩٢]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، چور کا ہاتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں کٹا ڈھال سے کم قیمت میں جحفہ ہو یا ترس۔ یہ دونوں قیمت دار ہیں (جحفہ بتقدیم حائے مہملہ مفتوحہ پھر جیم مفتوحہ اور ترس دونوں ڈھال کو کہتے ہیں اسی طرح مجن اس کو کہتے ہیں جس سے آڑ کی جائے)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤٤٠٥) عَنْ أَبِي أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدِ [بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ] الرُّؤَاسِيِّ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّحِيمِ وَأَبِي أُسَامَةَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ذُو ثَمَنٍ.

[بخاری: ٦٧٩٢، ٦٧٩٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ سَارِقًا فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ.

[بخاری: ٦٧٩٥؛ ابوداود: ٤٣٨٥؛ نسائی: ٤٩٢٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک چور کا ہاتھ کاٹا سپر کی چوری میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ حدیث دلیل ہے مالک اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کی اور شافعی رحمہ اللہ نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اس وقت میں تین درہم چوتھائی دینار کے ہوں گے۔

(٤٤٠٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ: قِيمَتُهُ وَبَعْضُهُمْ قَالَ: ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

[بخاری: ٦٧٩٧؛ ابوداود: ٤٣٨٥؛ ترمذی: ١٤٤٦؛ نسائی: ٤٩٢٤، ٤٩٢٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ بعض نے "قیمته" کی جگہ "ثمنه" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٠٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لعنت کرے اللہ تعالیٰ چور پر چراتا ہے انڈے کو پھر کاٹا جاتا ہے ہاتھ اس کا اور

فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ)).

چراتا ہے رسی کو پھر کاٹا جاتا ہے ہاتھ اس کا۔“

[نسائی: ٤٨٨٨؛ ابن ماجہ: ٢٥٨٣]

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر معین پر لعنت کرنا درست ہے جیسے کوئی کہے لعنت ہے ظالم پر یا کاذب پر یا بے ایمان پر اور کسی کا نام نہ لے اور بعض نے معین پر بھی لعنت کو درست رکھا ہے جب تک اس پر حد نہ پڑے اور جب حد پڑ جائے تو درست نہیں کیونکہ حد سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(٤٤٠٩) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ يَقُوْلُ: ((إِنْ سَرَقَ حَبْلًا وَإِنْ سَرَقَ بَيْضَةً)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ قَطْعِ السَّارِقِ الشَّرِيْفِ وَغَيْرِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ.

باب: چور اگرچہ شریف ہو اس کا ہاتھ کاٹنا اور حدود میں سفارش نہ کرنا۔

(٤٤١٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالُوْا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ رضی اللہ عنہ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا) بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ رُمْحٍ: ((إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ)). [بخاری: ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨؛ ابوداود: ٤٣٧٣؛ ترمذی: ١٤٣٠؛ نسائی: ٤٩١٤؛ ابن ماجہ: ٢٥٤٧]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، قریش کو فکر پیدا ہوئی مخزومی عورت کی چوری کرنے سے (کیونکہ وہ قوم کی شریف تھی) انہوں نے کہا: کون کہہ سکتا ہے اس باب میں جناب رسول اللہ ﷺ سے؟ لوگوں نے کہا: اتنی جرأت تو کسی میں نہیں البتہ اسامہ رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کا چہیتا ہے وہ کہے تو کہے (کیونکہ اسامہ، زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور زید رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے لے پالک بیٹے تھے) آخر اسامہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اسامہ! تو سفارش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی حد میں۔“ (جب امام تک حد کا مقدمہ پہنچ جائے تو سفارش کرنا درست نہیں، البتہ اس سے قبل بعض کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ مجرم شریر نہ ہو) پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ سنایا اور فرمایا: ”اے لوگو! تم سے پہلے لوگ انہی کرتوتوں سے تباہ ہوئے جب کوئی اچھا شریف آدمی ان میں کا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی ناتواں (بے وسیلہ) ایسا کرتا تو اس پر حد قائم کرتے، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) (محمد ﷺ) کی بیٹی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔“

فائدہ۔ کیونکہ جو قاعدہ اور قانون بنایا جائے وہ سب پر بلا لحاظ چلنا چاہیے ورنہ ملک برباد ہو گا حکومت تباہ ہو جائے گی افسوس ہے کہ مسلمان جو سب سے زیادہ ایک زمانے میں قانون کے خصوصاً قانون الٰہی کے پابند تھے اب سب قوموں سے بڑھ کر بے قانون اور بے قاعدہ ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں میں نہ مذہبی قانون باقی رہا ہے نہ ملکی۔ ہر شخص شتر بے مہار ہے اور بعض بے وقوف اس کو آزادی اور حریت خیال کرتے ہیں حالانکہ حریت یہی ہے کہ انسان قانون کا پابند ہو کہ اپنے اپنے منافع کے حاصل کرنے میں بلا خوف و خطر مشغول رہیں اور زبردست سب مطیع اور منقاد اور وابستہ قانون ہوں یہ حدیث (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(🌸🌸 گزشتہ سے پیوستہ) بھی عقلمندوں کے نزدیک حضور ﷺ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔ اتنا عدل اور انصاف اور ایسی خالص للّٰہیت اور راست بازی ایسی ناتربیت یافتہ قوم میں جیسے اس زمانے میں عرب تھے بغیر رب کریم کی تعلیم اور امداد کے سمجھ میں نہیں آتی۔

(٤٤١١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ فِيْهَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟)) فَقَالَ [لَهُ] اُسَامَةُ رضی اللہ عنہ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَطَبَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ [تَعَالٰى] بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاِنِّيْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا) بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَ يُوْنُسُ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَاْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [بخاری: ٢٦٤٨، ٤٣٠٤، ٦٨٠٠؛ابوداود: ٤٣٩٦؛ نسائی: ٤٩١٧، ٤٩١٨]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو بی بی تھیں جناب رسول اللہ ﷺ کی، قریش کو فکر پیدا ہوئی اس عورت کی جس نے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب مکہ فتح ہوا چوری کی۔ لوگوں نے کہا: کون کہے گا اس باب میں جناب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کہا: اتنی جرأت کون کرسکتا ہے آپ ﷺ کے سامنے سوا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے جو چہیتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا، آخر وہ عورت جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (غصے سے) اور فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کی حد میں سفارش کرتا ہے۔" اسامہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ ﷺ میرے لئے دعا کیجئے معافی کی، جب شام ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جیسے اس کو شایان ہے۔ پھر فرمایا: "بعد اس کے! تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ جب کوئی عزت دار آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب غریب ناتواں کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور میں تو قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا)، (محمد ﷺ) کی بیٹی بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: (ہاتھ کاٹنے کے بعد) وہ چور عورت اچھی ہوگئی اور اس نے نکاح کرلیا وہ میرے پاس آتی میں اس کے مطلب کو جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کردیتی۔

○ ○ ○ ○

(٤٤١٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتِ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهٗ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰى اَهْلُهَا اُسَامَةَ [بْنَ زَيْدٍ] فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک عورت مخزومی اسباب مانگ کرلیتی پھر مکر جاتی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اس کا ہاتھ کاٹنے کے لیے، اس کے لوگوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کی اسامہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا پھر اسی طرح

اللَّيْثِ وَيُونُسَ . [ابو داود: ٤٣٧٤]

بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

فائدہ: یعنی یہ بھی اس کی عادت تھی نہ یہ کہ ہاتھ اسی جرم میں کٹا کیونکہ لے کر مکر جانا سرقہ نہیں ہے بلکہ خیانت ہے اکثر ائمہ کا بھی یہی قول ہے اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(٤٤١٣) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَعَاذَتْ بِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللهِ! لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) فَقُطِعَتْ. [نسائی: ٤٩٠٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حَدِّ الزِّنٰی .

باب: زنا کی حد کا بیان۔

(٤٤١٤) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ فَقَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ)) . [ابو داود: ٤٤١٥، ٤٤١٦؛ ترمذی: ١٤٣٤؛ ابن ماجه: ٢٥٥٠]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے سیکھ لو، سیکھ لو مجھ سے (شرع کی باتیں) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کیلئے ایک راہ نکالی جب بکر زنا کرے بکر سے تو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کیلئے ملک سے باہر کر دو اور ثیب ثیب سے کرے تو سو کوڑے لگاؤ پھر پتھروں سے مار ڈالو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: بکر جب زنا کرے بکر سے یا ثیب سے تو ہر حال میں بکر کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن ہوگا اور ثیبہ کو رجم کریں گے اسی طرح ثیب اگر زنا کرے باکرہ سے تو ثیب کو رجم کریں گے اور باکرہ کو سو کوڑے لگائیں گے اور ایک برس کے لیے جلاوطن کریں گے اور بکر سے مراد مرد یا عورت ہے جس نے بنکاح صحیح جماع نہ کیا ہو اور وہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اگرچہ کافر ہو اور علما نے اجماع کیا ہے کہ بکر زانی کو سو کوڑے لگائیں گے اور ثیب کو رجم کریں گے اور اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ خوارج اور بعض معتزلہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رجم کا انکار کیا ہے اور ثیب کو پہلے کوڑے لگائیں گے پھر رجم کریں گے۔ اسحاق رحمہ اللہ اور داؤد رحمہ اللہ اور اہل ظاہر اور بعض شافعیہ کا یہی قول ہے اور جمہور علما کے نزدیک صرف رجم کافی ہے اور بکر کو ایک سال کیلئے جلاوطن کریں گے مرد ہو یا عورت، امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور حسن رحمہ اللہ کے نزدیک نفی واجب نہیں ہے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا کہ عورتوں پر نفی نہیں ہے۔ انتھٰی مختصرًا۔

(٤٤١٥) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٤٠٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤١٦) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ: فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلُقِيَ كَذٰلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: ((خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ پر جب وحی اترتی تو آپ ﷺ کو سختی معلوم ہوتی۔ اور چہرہ مبارک پر مٹی کا رنگ آجاتا۔ ایک دن آپ ﷺ پر وحی اتری آپ ﷺ کو ایسی ہی سختی معلوم ہوئی جب وحی موقوف ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیکھ لو مجھ سے، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے راستہ کر دیا اگر ثیب ثیب سے زنا کرے

وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ الثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رَجْمًا بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ)). [راجع: ٤٤١٤]

اور بکر بکر سے تو ثیب کو سو کوڑے لگا کر سنگسار کریں گے۔ اور بکر کو سو کوڑے لگا کر وطن سے باہر کر دیں گے ایک سال تک۔"

(٤٤١٧) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا: ((الْبِكْرُ يُجْلَدُ وَيُنْفٰى وَالثَّيِّبُ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ)) لَا يَذْكُرَانِ سَنَةً وَلَا مِائَةً [راجع: ٤٤١٤]

وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں ایک سال کی مدت اور کوڑوں کا شمار نہیں ہے۔



بَابُ رَجْمِ الثَّيِّبِ فِي الزِّنٰى.

باب: شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا بیان۔

(٤٤١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ [قَدْ] بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ آيَةَ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا فَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ: مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ. [بخاري: ٦٨٢٩، ٦٨٣٠؛ ابوداود: ٤٤١٨؛ ترمذي: ١٤٣٢؛ ابن ماجه: ٢٥٥٣]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے منبر پر بیٹھے تھے انہوں نے کہا: اللہ جل شانہ نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا حق کے ساتھ اور ان پر کتاب اتاری اسی کتاب میں رجم کی آیت تھی (الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا) لیکن اس کی تلاوت موقوف ہوگئی اور حکم باقی ہے ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا تو رجم کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے بعد رجم کیا، میں ڈرتا ہوں جب زیادہ مدت گزرے تو کوئی یہ نہ کہنے لگے: ہم کو اللہ کی کتاب میں رجم نہیں ملتا۔ پھر گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا (یہ کہنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحیح ہوا اور خوارج نے یہی کہا اور گمراہ ہوئے) بیشک رجم حق ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس شخص پر جو محصن ہو کر زنا کرے مرد ہو یا عورت جب گواہ قائم ہوں زنا پر یا حمل نمودار ہو یا خود اقرار کرے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ عورت کا جب خاوند اور مولیٰ نہ ہو پھر حمل نمودار ہو تو اس کو زنا کی حد لگا دیں گے اور مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے بشرطیکہ جبراً اجماع کرنا ثابت نہ ہو اور عورت پردیسی نہ ہو جو یہ کہے کہ حمل خاوند سے ہے یا مولیٰ سے ہے اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور علماء رحمہم اللہ کے نزدیک صرف حمل کے نمودار ہونے سے حد نہ پڑے گی جب تک زنا کے گواہ نہ ہوں یا زنا کا اقرار نہ کرے۔

(٤٤١٩) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ٤٤١٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنٰى.

باب: جو شخص زنا کا اعتراف کرلے اس کا بیان۔

(٤٤٢٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص مسلمانوں میں سے آیا جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں اور پکارا آپ ﷺ کو، کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے زنا کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ دوسری طرف سے آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں نے زنا

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ لَهٗ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى ثَنّٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ لَا قَالَ: ((فَهَلْ اَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

[بخاری: ٦٨١٥، ٧١٦٧، ٦٨٢٥]

کیا آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ چار بار اس نے اقرار کیا جب چار بار اقرار کر چکا تو آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا: ”تو دیوانہ تو نہیں ہے؟“ وہ بولا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو محصن ہے۔“ یعنی ثیب ہے (اس کے معنی اوپر گزر رے) وہ بولا: ہاں تب آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ”اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو۔“ (اس سے معلوم ہوا کہ امام کا خود شریک ہونا ضروری نہیں) جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس کو رجم کیا عید گاہ میں (یا جنازگاہ میں) (نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے یہ نکلا کہ عید اور جنازہ کی نماز کے لیے جو میدان ہو اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے) جب پتھروں کی تیزی اس کو معلوم ہوئی تو بھاگا، پھر ہم نے اس کو حرہ میں پایا وہاں پتھروں سے مار ڈالا۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٢١) قَالَ مُسْلِمٌ: وَرَوَاهُ اللَّيْثُ اَيْضًا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ .

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ اور احمد رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کہ زنا ثابت نہیں ہوتا جب تک چار بار اقرار نہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایک بار اقرار کافی ہے بدلیل دوسری حدیث کے اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک چار مجلسوں میں چار بار اقرار کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ شاید اب بھی اپنے قول سے پھر جائے اور مسلمان کی جان سلامت رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی قوم والوں سے اس کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا: وہ خاصا ہوشیار آدمی ہے اس سے یہ نکلا کہ مجنون کا اقرار صحیح نہیں اور اس پر حد واجب ہے اور اس پر اجماع ہے۔ (نووی رحمہ اللہ) نووی رحمہ اللہ نے کہا: شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جس نے زنا کا اقرار کیا ہو اور وہ پتھر مارتے وقت بھاگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے پھر اگر وہ اقرار سے پھر جائے تو اس کو چھوڑ دیں گے ورنہ رجم کریں گے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا پیچھا کر کے مار ڈالنا چاہیے اور امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل وہ ہے جو ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا۔ انتھی مختصراً

(٤٤٢٢) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ أَيْضًا وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ كَمَا ذَكَرَ عُقَيْلٌ.

[بخاری: ٥٢٧١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٢٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ رِوَايَةِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [بخاری: ٥٢٧٠، ٦٨١٤،

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

۶۸۲۰؛ابوداود: ۴۴۳۰؛ترمذی: ۱۴۲۹؛نسائی: ۱۹۵۵]

(٤٤٢٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ حِيْنَ جِيْءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَصِيْرٌ أَعْضَلُ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَنَّهُ زَنَى فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((فَلَعَلَّكَ؟)) قَالَ: لَا وَاللهِ! إِنَّهُ قَدْ زَنَى الْأَخِرُ قَالَ: فَرَجَمَهُ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ((أَلَا كُلَّمَا نَفَرْنَا [غَازِيْنَ] فِيْ سَبِيْلِ اللهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ أَحَدُهُمُ الْكُثْبَةَ أَمَا وَاللهِ إِنْ يُمَكِّنِّيْ مِنْ أَحَدِهِمْ لَأُنَكِّلَنَّهُ عَنْهُ)). [ابوداود: ۴۴۲۲]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ لائے گئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ایک شخص تھے ٹھگنے ان پر چادر نہ تھی یعنی اس وقت ان کا بدن ننگا تھا انہوں نے چار بار زنا کا اقرار کیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تو نے (بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا؟)“ ماعز بولا: نہیں قسم اللہ کی اس نالائق نے زنا کیا۔ جب آپ ﷺ نے ان کو رجم کیا پھر فرمایا: ”جب ہم نکلتے ہیں جہاد کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور آواز کرتا ہے بکری کی سی آواز (جیسے بکری جماع کے وقت چلاتی ہے) اور دیتا ہے کسی کو تھوڑا دودھ (یعنی جماع کرتا ہے) (دودھ سے مراد منی ہے) قسم اللہ کی! اگر اللہ مجھ کو قدرت دے گا ایسے کسی پر تو میں اس کو سزا دوں گا۔“ (تاکہ دوسرں کو عبرت ہو)۔



فائدہ: بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا مقصود حضور ﷺ کا یہ تھا کہ وہ اپنے اقرار سے پھر جائے اور اس کی جان بچ جائے۔ اس حدیث سے یہ نکلا جو زنا کا اقرار کرے امام اس کو اس طرح سے تعلیم دے اور اگر وہ پھر جائے تو اس سے مؤاخذہ نہ کرے اور یہ تعلیم حقوق العباد میں درست نہیں نہ پھرنا ان میں صحیح ہے۔

(٤٤٢٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَصِيْرٍ أَشْعَثَ ذِيْ عَضَلَاتٍ عَلَيْهِ إِزَارٌ وَقَدْ زَنَى فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَخَلَّفَ أَحَدُكُمْ يَنِبُّ نَبِيْبَ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ إِنَّ اللهَ لَا يُمْكِنِّيْ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا جَعَلْتُهُ نَكَالًا)) أَوْ نَكَّلْتُهُ. قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. [ابو داود: ۴۴۲۳]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ٹھگنا شخص گھٹیل مضبوط ازار باندھے ہوئے آیا اس نے زنا کیا تھا آپ ﷺ نے دو بار اس کی بات کو ٹالا پھر حکم کیا وہ سنگسار کیا گیا بعد اس کے آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہم نکلتے ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے تو کوئی نہ کوئی تم میں سے پیچھے رہ جاتا ہے اور بکری کی طرح آواز کرتا ہے کسی عورت کو تھوڑا دودھ دیتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جب میرے قابو میں ایسے شخص کو دے گا میں اس کو ایسی سزا دوں گا جو نصیحت ہو دوسرں کے لیے۔“ راوی نے کہا: میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر سے بیان کی، انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے چار بار اس کی بات کو ٹالا۔

(٤٤٢٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَهُ شَبَابَةُ عَلَى قَوْلِهِ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ عَامِرٍ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. [راجع: ۴۴۲۵]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٤٤٢٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: ((اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ؟)) قَالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي؟ قَالَ: ((بَلَغَنِي اَنَّكَ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ)) قَالَ: نَعَمْ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ ثُمَّ اَمَرَبِهِ فَرُجِمَ.

[ابوداود: ٤٤٢٢؛ ترمذی: ١٤٢٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”جو خبر میں نے تیری سنی ہے وہ سچ ہے؟“ ماعز نے کہا: وہ کیا خبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے جماع کیا فلاں لوگوں کی لونڈی سے۔“ ماعز نے کہا: ہاں سچ ہے پھر اس نے چار بار اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے حکم کیا پتھروں سے مارا گیا۔



(٤٤٢٨) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ: مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّي اَصَبْتُ فَاحِشَةً فَاَقِمْهُ عَلَيَّ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا قَالَ: ثُمَّ سَأَلَ قَوْمَهُ فَقَالُوْا: مَا نَعْلَمُ بِهِ بَاْسًا اِلَّا اَنَّهُ اَصَابَ شَيْئًا يَرَى اَنَّهُ لَا يُخْرِجُهُ مِنْهُ اِلَّا اَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ فَرَجَعَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَنَا اَنْ نَرْجُمَهُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ اِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ: فَمَا اَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ قَالَ: فَاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتّٰى اَتٰى عُرْضَ الْحَرَّةِ فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ حَتّٰى سَكَتَ قَالَ: ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا مِنَ الْعَشِيِّ قَالَ: ((اَوَكُلَّمَا انْطَلَقْنَا غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَخَلَّفَ رَجُلٌ فِي عِيَالِنَا لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ عَلَيَّ اَنْ لَا اُوْتٰى بِرَجُلٍ فَعَلَ ذٰلِكَ اِلَّا نَكَّلْتُ بِهِ)) قَالَ: فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلَا سَبَّهُ. [ابوداود: ٤٤٣١]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص قبیلہ اسلم کا جس کا نام ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ تھا جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھ سے گناہ ہوا ہے تو سزا دیجئے مجھ کو، جناب رسول اللہ ﷺ نے کئی بار اس کی بات کو ٹال دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی قوم سے پوچھا اس کا حال (کہیں مجنوں تو نہیں ہے) انہوں نے کہا: اس کو کوئی بیماری نہیں، مگر اس سے ایسا کام ہو گیا ہے وہ سمجھتا ہے اس کا کوئی علاج نہیں سوا حد قائم کرنے کے۔ پھر وہ لوٹ کر آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اور آپ ﷺ نے حکم کیا ہم کو اس کے رجم کرنے کا۔ ہم اس کو لے کر چلے بقیع الغرقد (مدینہ کا قبرستان ہے۔ یا اللہ! میرا دفن بقیع کو کردے) کی طرف، نہ ہم نے اس کو باندھا، نہ اس کے لیے گڑھا کھودا۔ ہم نے اس کو مارا ہڈیوں اور ڈھیلوں اور ٹھیکروں سے وہ دوڑ کر بھاگا۔ ہم بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ یہاں تک کہ حرہ میں آیا۔ وہاں نمودار ہوا تو ہم نے حرہ کے پتھروں سے مارا، ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر شام کو جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”جب ہم چلتے ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کو کوئی نہ کوئی ہمارے پیچھے رہ کر بکری کی آواز کرتا ہے۔ مجھ پر ضروری ہے جو کوئی شخص ایسا کرے میرے پاس لایا جائے تو میں اس کو سزا دوں۔“ پھر نہ آپ ﷺ نے دعا کی اس کے لیے، نہ اس کو برا کہا (دعا اس لیے نہیں کی کہ اور کوئی اس طمع سے یہ کام نہ کر بیٹھے اور برا اس لیے نہیں کہا کہ اس کے گناہ کا تدارک ہو گیا اور اس کی توبہ قبول ہو گئی)۔



فائدہ: باندھنا تو کسی کے نزدیک ضروری نہیں۔ گڑھا کھودنے میں علما کا اختلاف ہے۔ مالک اور ابوحنیفہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مرد یا عورت کسی کے لیے گڑھا نہ کھودنا چاہیے۔ اور قتادہ اور ابوثور اور ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں کے لیے گڑھا کھودنا چاہیے۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جس کا رجم شہادت سے ہو اس کے لیے گڑھا کھودیں اور جس کا اقرار سے ہو۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اس کے لیے نہ کھودیں اور شافعیہ کے نزدیک مرد کے لیے نہ کھودیں۔ لیکن عورت کے باب میں تین قول ہیں: ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا مستحب ہے تا کہ اس کا ستر نہ کھلے۔ دوسرے نہ مستحب ہے نہ مکروہ بلکہ حاکم کی رائے پر ہے۔ تیسرے یہ کہ گواہی کی صورت میں مستحب ہے اور اقرار کی صورت میں مستحب نہیں۔ تا کہ اس کو بھاگنے کا موقع ملے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(٤٤٢٩) عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَشِيِّ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ اَقْوَامٍ اِذَا غَزَوْنَا يَتَخَلَّفُ اَحَدُهُمْ عَنَّا لَهُ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((فِيْ عِيَالِنَا)).

[راجع: ٤٤١٩]

وہی جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ شام کو خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کی۔ پھر فرمایا: ''بعد اس کے کیا حال ہے لوگوں کا جب ہم جہاد کو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور ایسی آواز نکالتا ہے جیسے بکری۔'' اخیر تک۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٣٠) عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بَعْضَ هٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ أَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٤٤٢٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٣١) عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ: جَآءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! طَهِّرْنِيْ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ)) قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْمَ اُطَهِّرُكَ؟)) فَقَالَ: مِنَ الزِّنٰى فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبِهٖ جُنُوْنٌ؟)) فَاُخْبِرَ اَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ: ((اَشَرِبَ خَمْرًا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَزَنَيْتَ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُوْلُ: لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ: مَاتَوْبَةٌ اَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ ﷺ اَنَّهُ جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ: اقْتُلْنِيْ بِالْحِجَارَةِ قَالَ: فَلَبِثُوْا

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! پاک کیجئے مجھ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ارے چل اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔'' تھوڑی دور وہ لوٹ کر گیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! پاک کیجئے مجھ کو۔ آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔ جب چوتھی مرتبہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کاہے سے پاک کروں تجھ کو؟'' ماعز رضی اللہ عنہ نے کہا: زنا سے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) پوچھا: ''کیا اس کو جنون ہے؟'' معلوم ہوا جنون نہیں ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا اس نے شراب پی ہے؟'' ایک شخص کھڑا ہوا اور اس کا منہ سونگھا تو شراب کی بو نہیں پائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ماعز رضی اللہ عنہ سے) کیا تو نے زنا کیا؟'' وہ بولا: ہاں۔ آپ ﷺ نے حکم کیا وہ پتھروں سے مارا گیا۔ اب اس کے باب میں لوگ دو فریق ہو گئے۔ ایک تو یہ کہتا: ماعز رضی اللہ عنہ تباہ ہوا گناہ نے اس کو گھیر لیا۔ دوسرا یہ کہتا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کی توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور کہنے لگا: مجھ کو پتھروں سے مار ڈالیے، دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ

بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ)) قَالَ فَقَالُوْا: غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) قَالَ: ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِيْ فَقَالَ: ((وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ)) فَقَالَتْ: أَرَاكَ تُرِيْدُ أَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: ((وَمَا ذَاكِ؟)) قَالَتْ: إِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ: ((آنْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ فَقَالَ لَهَا: ((حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ)) قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ: ((إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: إِلَيَّ رِضَاعُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَرَجَمَهَا.

[ابو داود: ٤٤٣٣]

نے سلام کیا۔ پھر بیٹھے فرمایا: ''دعا مانگو ماعز (ؓ) کے لیے۔'' صحابہ ؓ نے کہا: اللہ بخشے ماعز بن مالک ؓ کو۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماعز (ؓ) نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں بانٹی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔'' بعد اس کے آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی غامد کی (جو ایک شاخ ہے) ازد کی (ازد ایک قبیلہ ہے مشہور) اور کہنے لگی: یارسول اللہ! پاک کر دیجیے مجھ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اری چل اور دعا مانگ اللہ سے بخشش کی اور توبہ کر اس کی درگاہ میں۔'' عورت نے کہا: آپ ﷺ مجھ کو لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو لوٹایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' وہ بولی: میں پیٹ سے ہوں زنا سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خود؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا ٹھہر۔ جب تک تو جنے۔'' (کیونکہ حاملہ کا رجم نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اسی طرح کوڑے لگانا یہاں تک کہ وہ جنے) پھر ایک انصاری شخص نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لی۔ جب وہ جنی تو انصاری جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: غامدیہ جن چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی تو ہم اس کو رجم نہیں کریں گے۔ اور اس کے بچے کو بے دودھ کے نہ چھوڑیں گے۔'' ایک شخص انصاری بولا: یارسول اللہ (ﷺ)! میں بچے کو دودھ پلواؤں گا تب آپ ﷺ نے اس کو رجم کیا۔

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حد سے گناہ مٹ جاتا ہے اور یہ صراحتاً موجود ہے۔ عبادہ بن صامت ؓ کی روایت میں ہے کہ جس نے ایسا کوئی گناہ کیا پھر دنیا میں اس کی سزا ملی تو وہی کفارہ ہو گیا اور ہم نہیں جانتے کسی کا اختلاف اس میں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور قتل میں ابن عباس ؓ کا خلاف ہے۔

سبحان اللہ! یہ غامدیہ عورت ہمت اور جرأت میں مردوں سے زیادہ تھی اللہ تعالیٰ اس کو بخشے۔

(٤٤٣٢) عَنْ بُرَيْدَةَ ؓ أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ ؓ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ زَنَيْتُ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ فَرَدَّهُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قَوْمِهٖ

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے، ماعز بن مالک اسلمی ؓ آئے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور زنا کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو پاک کریں۔ آپ ﷺ نے ان کو پھیر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا آپ ﷺ نے ان کو پھیر دیا بعد اس کے ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا ''ان کی عقل میں کچھ

فَقَالَ: ((أَتَعْلَمُوْنَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا تُنْكِرُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا؟)) فَقَالُوْا: مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِيْنَا فِيْمَا نُرٰى فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا بِعَقْلِهِ فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَلَهُ حُفْرَةً ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ. قَالَ: فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِيْ وَإِنَّهُ رَدَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ تَرُدُّنِيْ؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِيْ كَمَا رَدَدْتَّ مَاعِزًا فَوَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَحُبْلٰى قَالَ: ((إِمَّا لَا فَاذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ)) قَالَ: فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ خِرْقَةٍ قَالَتْ: هٰذَا قَدْ وَلَدْتُّهُ قَالَ: ((اذْهَبِيْ فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ)) فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ: هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ: ((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ)). ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ. [ابوداود: ٤٤٤٢]

فتور ہے اور تم نے کوئی بات دیکھی۔'' انہوں نے کہا: ہم تو کچھ فتور نہیں جانتے اوران کی عقل اچھی ہے جہاں تک ہم سمجھتے ہیں، پھر تیسری بار ماعز رضی اللہ عنہ آئے آپ ﷺ نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا اور یہی دریافت کرایا انہوں نے کہا: ان کو کوئی بیماری نہیں نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ جب چوتھی بار وہ آئے اور انہوں نے یہی کہا: میں نے زنا کیا ہے مجھ کو پاک کیجئے۔ حالانکہ توبہ سے بھی پاکی ہو سکتی تھی مگر ماعز رضی اللہ عنہ کو یہ شک ہوا کہ شاید توبہ قبول نہ ہو تو آپ نے ایک گڑھا ان کے لیے کھدوایا پھر حکم دیا وہ رجم کیے گئے۔ اس کے بعد غامد کی عورت آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! میں نے زنا کیا مجھ کو پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا جب دوسرا دن ہوا اس نے کہا: یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں شاید آپ ﷺ ایسے پھرانا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو پھرایا تھا قسم اللہ کی! میں تو حاملہ ہوں تو اب زنا میں کیا شک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے) تو جا جننے کے بعد آنا۔'' جب وہ جنی تو بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی کو تو نے جنا جا اس کو دودھ پلا، جب اس کا دودھ چھٹے تو آ۔'' (شافعی اور احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا یہی قول ہے کہ عورت کو رجم نہ کریں گے جننے کے بعد بھی جب تک دودھ کا بندوبست نہ ہو، ورنہ دودھ چھٹنے تک انتظار کریں گے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنتے ہی رجم کریں گے) جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو۔ لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور عرض کرنے لگی: اے نبی اللہ تعالیٰ کے! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا۔ اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو دے دیا پرورش پرورش بچہ ایک مسلمان کو دے دیا پرورش کے لیے۔ پھر حکم دیا اور ایک گڑھا کھودا گیا، اس کے سینے تک اور لوگوں کو حکم دیا اس کے سنگسار کرنے کا۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا، خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو برا کہا، یہ برا کہنا جناب رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس نے ایسی توبہ کی

ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔'' (حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا) پھر حکم کیا آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور وہ دفن کی گئی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ زانی کی توبہ سے حد ساقط نہ ہوگی۔ اور ایسا ہی چور اور شرابی کی توبہ سے اور یہی صحیح قول ہے۔ اور ایک قول ہمارے مذہب کا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا یہ ہے کہ توبہ سے حد ساقط ہو جائے گی اور ڈاکو اگر ماخوذی سے پہلے توبہ کرے تو سب کے نزدیک حد ساقط ہو جائے گی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ساقط نہ ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے خود اس عورت پر نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور وہ زانیہ تھی اور اختلاف کیا ہے علما نے اس باب میں مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام اور بزرگ لوگ نماز نہ پڑھیں مرجوم پر اور باقی لوگ پڑھ لیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب لوگ پڑھیں اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کوئی نہ پڑھے۔ اور قتادہ کے نزدیک ولد الزنا پر نماز نہ پڑھیں یہاں تک کہ فساق اور فجار اور اہل حدود وغیرہ پر بھی اور اس عورت نے تو ایسا کام کیا تھا کہ مردوں سے بھی دشوار ہے اور میرے نزدیک تو اس عورت کا درجہ اور مرتبہ حضور ﷺ کی نماز کے طفیل سے اس زمانے کے اولیا اور صلحا سے بھی بڑھ کر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٤٤٣٣) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنٰى فَقَالَتْ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ: ((اَحْسِنْ اِلَيْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِيْ بِهَا)) فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: تُصَلِّيْ عَلَيْهَا؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَقَدْ زَنَتْ قَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى)). [ابوداود: ٤٤٤٠، ٤٤٤١؛ ترمذی: ١٤٣٥؛ نسائی: ١٩٥٦]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت جہینہ کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور وہ حاملہ تھی زنا سے اس نے کہا: اے نبی اللہ کے! میں نے حد کا کام کیا ہے تو مجھ کو حد لگایئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا: ''اس کو اچھی طرح رکھ جب وہ جنے تو میرے پاس لے کر آ۔'' اس نے ایسا ہی کیا پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا اس کے کپڑے مضبوط باندھے گئے تاکہ ستر نہ کھلے (نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عورت کو بٹھا کر رجم کریں گے اور مرد کو کھڑا کر کے جمہور کا یہی قول ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد کو بھی بٹھائیں گے اور بعض نے کہا: امام کو اختیار ہے۔) پھر حکم دیا وہ رجم کی گئی بعد اس کے اس پر نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس پر نماز پڑھتے ہیں اس نے تو زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے توبہ بھی تو کی اور ایسی توبہ کی کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو کافی ہو جائے سب کو اور تو نے اس سے بہتر توبہ کون سی دیکھی کہ اس نے اپنی جان اللہ کے واسطے دے دی۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: سبحان اللہ! ایسی عورت کا کیا کہنا اللہ تعالیٰ اس کو بخشے اور اس کے درجے بلند کرے اور اپنی رحمت سے ہم گناہ گار روسیاہوں کی بھی مغفرت کرے جو کام اس عورت نے کیا ہے وہ اس وقت میں اچھے اچھے بزرگ عالموں اور درویشوں سے بھی دشوار ہے جان دینا تو بہت بڑا کام ہے۔ ذرا سی بے عزتی یا دنیا کی تکلیف اور سختی بھی دین کے کام کے لیے گوارہ نہیں کرتے اور دنیاداروں کی خوشامد اور چاپلوسی میں ایسے غرق ہیں کہ دین کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

(٤٤٣٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٤٣٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٣٥) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا قَالَا: اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ لِىْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْاٰخَرُ۔ وَهُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ: نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِّىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْ)) فَقَالَ: اِنَّ ابْنِىْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ وَاِنِّىْ اُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَى ابْنِى الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّوَلِيْدَةٍ فَسَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِىْ اَنَّمَا عَلَى ابْنِىْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَنَّ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَااُنَيْسُ اِلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَاَمَرَبِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَتْ.

[بخاري: ٢٣١٤، ٢٣١٥، ٢٦٩٥، ٢٦٩٦، ٢٧٢٤، ٤٧٢٥، ٦٦٣٣، ٦٦٣٤، ٦٨٢٧، ٦٨٣١، ٦٨٥٩، ٦٨٦٠، ٧١٩٣، ٧١٩٤، ٧٢٥٨، ٧٢٥٩، ٧٢٦٠، ٧٢٧٨، ٧٢٧٩، ٦٨٤٢، ٦٨٤٣؛ ابوداود: ٤٤٤٥؛ ترمذي: ١٤٣٣؛ نسائي: ٤٥٢٥، ٥٤٢٦، ٥٤٢٦؛ ابو داوٗد: ٢٥٤٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص جنگلی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ﷺ میرا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے۔ دوسرا اس کا حریف وہ اس سے زیادہ سمجھ دار تھا بولا: بہت اچھا آپ ﷺ اللہ کی کتاب کے موافق حکم کیجیے۔ اور اذن دیجیے مجھ کو بات کرنے کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہہ۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے گھر نوکر تھا اس نے زنا کیا اس کی بی بی سے مجھ سے لوگوں نے کہا: تیرے بیٹے پر رجم ہے میں نے اس کا بدل دیا سو بکریاں اور ایک لونڈی پھر میں نے عالموں سے پوچھا انہوں نے کہا: تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑنے چاہئیں اور ایک برس تک جلا وطن اور اس کی بی بی پر رجم ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق کروں گا لونڈی اور بکریاں تو پھیر لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک برس تک جلا وطن رہے اور اے انیس! (بن ضحاک اسلمی جو صحابی ہیں) صبح کو تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ اقرار کرے زنا کا تو اس کو رجم کر۔'' وہ صبح کو اس کے پاس گئے اس نے اقرار کیا آپ ﷺ نے حکم دیا وہ رجم کی گئی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: انیس رضی اللہ عنہ کو اس لیے بھیجا کہ وہ عورت کو مطلع کرے کہ اس شخص نے اپنے بیٹے سے تجھ پر زنا کی تہمت کی ہے اور تو اس کو حد قذف لگوا سکتی ہے۔ مگر جب زنا کا اقرار کرے تو حد قذف واجب نہ ہوگی بلکہ عورت پر زنا کی حد ہوگی اور یہ تاویل ضروری کس لیے کہ زنا کی حد کے لیے انیس رضی اللہ عنہ کا بھیجنا ضروری نہ تھا بلکہ اگر زانی اقرار کرے تب بھی اس کی تعلیم وغیرہ مستحب ہے۔ جیسے اوپر گزر چکا۔

(٤٤٣٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

[راجع: ٤٤٣٦]

○ ○ ○ ○

بَاب رَجْمِ الْيَهُوْدِ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي الزِّنٰى.

باب: ذمی یہودی کو زنا میں سنگسار کرنے کا بیان۔

(٤٤٣٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِيَهُوْدِيٍّ وَيَهُوْدِيَّةٍ قَدْزَنَيَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَاءَ يَهُوْدَ فَقَالَ: ((مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى؟)) قَالُوْا: نُسَوِّدُ وُجُوْهَهُمَا وَنُحَمِّلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَيْنَ وُجُوْهِهِمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ: ((فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ)) فَجَاءُوْابِهَا فَقَرَأُوْهَا حَتّٰى إِذَا مَرُّوْا بِآيَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَى الَّذِيْ يَقْرَأُ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ وَقَرَأَ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا وَرَاءَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيَرْفَعْ يَدَهُ فَرَفَعَهَا فَإِذَا تَحْتَهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَبِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَقِيْهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد آیا اور ایک یہودی عورت آئی دونوں نے زنا کیا تھا جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے یہود کے پاس اور پوچھا: ''توریت میں زنا کی کیا سزا ہے؟'' انہوں نے کہا: ہم دونوں کا منہ کالا کرتے ہیں (اونٹ پر) ایک کا منہ ادھر اور ایک کا منہ ادھر (یعنی دونوں کی پیٹھ ملی رہتی ہے تاکہ لوگ دونوں کا منہ دیکھیں) پھر ان کو چکر لگواتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا توریت لاؤ اگر تم سچ کہتے ہو۔'' وہ لے کر آئے اور پڑھنے لگے جب رجم کی آیت آئی تو جو شخص پڑھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس آیت پر رکھ دیا اور آگے اور پیچھے کا مضمون پڑھا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (یہودیوں کے عالم جو مسلمان ہو گئے تھے) وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا: آپ ﷺ اس شخص سے کہیے اپنا ہاتھ اٹھائے اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت ہاتھ کے نیچے نکلی۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ دونوں رجم کیے گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کو رجم کیا میں نے دیکھا مرد عورت کو بچاتا تھا پتھروں سے اپنی آڑ کر کے۔ یعنی پتھر اپنے اوپر لیتا محبت سے۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافر پر زنا کی حد واجب ہے اور اس سے نکاح صحیح ہے ورنہ محصن کیسے ہوگا اور کافروں پر فروع دین کا بھی حکم ہے اور کفار کا مقدمہ جب مسلمان کے پاس آئے تو شرع کے موافق حکم دینا چاہیے اور آپ ﷺ نے یہودیوں سے دریافت کیا ان کو الزام دینے کیلئے نہ اس وجہ سے کہ ان کی تقلید منظور تھی۔ (انتھٰی مختصرًا)

(٤٤٣٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ فِي الزِّنٰى يَهُوْدِيَّيْنِ رَجُلًا وَامْرَأَةً زَنَيَا فَأَتَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهِمَا وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهِ. [ابوداود: ٤٤٤٦؛ ترمذی: ١٤٣٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے زنا میں دو یہودیوں کو رجم کیا ایک مرد تھا اور ایک عورت تھی تو یہود جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

(٤٤٣٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ. [بخاری: ١٣٢٩، ٤٥٥٦، ٧٣٣٢]

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٠) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِيَهُوْدِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُوْدًا فَدَعَاهُمْ فَقَالَ: ((هٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ: ((أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَهٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ؟)) قَالَ: لَا وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِيْ بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِيْ أَشْرَافِنَا فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيْفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيْفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ قُلْنَا: تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلٰى شَيْءٍ نُقِيْمُهُ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ فَجَعَلْنَا التَّحْمِيْمَ وَالْجَلْدَ مَكَانَ الرَّجْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَوَّلُ مَنْ أَحْيٰى أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوْهُ)) فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ﴾ يَقُوْلُ: ائْتُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنْ أَمَرَكُمْ بِالتَّحْمِيْمِ وَالْجَلْدِ فَخُذُوْهُ وَإِنْ أَفْتَاكُمْ بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوْا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [٥/ المائدة ٤٤] ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [٥/ المائدة: ٤٥] ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ [٥/ المائدة: ٤٧] فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا.

[ابوداود: ٤٤٤٧، ٤٤٤٨؛ ابن ماجه: ٢٣٢٧، ٢٥٥٨]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک یہودی نکلا، کوئلے سے کالا کیا ہوا اور کوڑے کھایا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا اور فرمایا: ”کیا تم زانی کی یہی سزا پاتے ہو اپنی کتاب میں؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عالموں میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا: ”میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اللہ کی جس نے اتارا توارت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا تمہاری کتاب میں زنا کی یہی حد ہے؟“ وہ بولا: نہیں اور جو تم مجھ کو یہ قسم نہ دیتے تو میں نہ کہتا ہماری کتاب میں تو زنا کی حد رجم ہے لیکن ہم میں کے عزت دار لوگ بہت زنا کرنے لگے تو جب ہم کسی بڑے آدمی کو زنا میں پکڑتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب غریب آدمی کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کرتے آخر ہم نے کہا: سب جمع ہوں اور ایک سزا ٹھہرا لیں جو شریف رذیل سب کو دیا کریں پھر ہم نے منہ کالا کرنا کوئلے سے اور کوڑے لگانا رجم کے بدلے مقرر کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ! میں سب سے پہلے تیرے حکم کو زندہ کرتا ہوں جب ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔“ (یعنی ختم کر ڈالا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا وہ یہودی رجم کیا گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ﴾ یہاں تک کہ فرمایا ﴿إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ﴾ یعنی یہود یہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالا منہ کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرو اور جو رجم کا فتویٰ دیں تو بچے رہو (یعنی نہ مانو) پھر اللہ نے یہ آیتیں اتاریں ”جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں، جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں، جو اللہ کے اتارے موافق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔“ یہ سب آیتیں کافروں کے حق میں اتریں۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٤١) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ اِلٰی قَوْلِهِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ وَلَمْ يَذْكُرْ: مَا بَعْدَهُ مِنْ نُزُوْلِ الْآيَةِ. [راجع: ٤٤٤١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ وَرَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَأَتَهُ. [ابوداود: ٤٤٥٥]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے اسلم کے ایک شخص کو رجم کیا اور یہود میں سے ایک مرد اور ایک عورت کو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اور غامد یہ ایک عورت کو جواز دمیں سے تھی۔

(٤٤٤٣) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَامْرَأَةً.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٤) عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: بَعْدَ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ اَمْ قَبْلَهَا؟ قَالَ: لَا اَدْرِیْ. [بخاری: ٦٨١٣، ٦٨٤٠]

ابواسحاق شیبانی سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: سورۂ نور اترنے کے بعد یا اس سے پہلے؟ انہوں نے کہا: یہ میں نہیں جانتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ابواسحاق رحمہ اللہ نے یہ اس لیے پوچھا کہ سورۂ نور میں زنا کی حد سو کوڑے مذکور ہیں مگر مراد اس سے وہی زانی اور زانیہ ہیں جو محصن نہ ہوں ورنہ رجم کیے جائیں گے اور اس پر اجماع ہے علما کا جیسے اوپر گزرا۔

(٤٤٤٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ)). [بخاری: ٢١٥٢، ٢٢٣٤، ٦٨٣٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرائے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے (گواہوں سے یا اقرار سے) تو اس کو حد کے کوڑے لگائے (اگرچہ اس کا نکاح ہو چکا ہو کیونکہ لونڈی اور غلام پر رجم نہیں ہے) اور نہ جھڑکے اس کو، پھر اگر وہ زنا کرائے تو پھر حد کے کوڑے لگائے اور نہ جھڑکے اس کو، پھر اگر تیسری بار زنا کرائے اور اس کا زنا ثابت ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی ہی اس کی قیمت آئے۔''

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ مالک اپنی لونڈی، غلام کو حد لگا سکتا ہے۔ شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور علما رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حاکم کا کام ہے اور تیسری بار کے زنا میں بھی حد لگانا چاہیے اگر کئی بار زنا کیا لیکن حد نہ لگی تو سب بار کے لیے ایک ہی کافی ہے اور بیچنے کا حکم استحبابًا ہے جمہور کے نزدیک اور داؤد رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔ (انتہی مختصرًا)

(٤٤٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا أَنَّ ابْنَ اِسْحَاقَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ سَعِيْدِ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَلْدِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ ثَلَاثًا ((ثُمَّ لِيَبِعْهَا فِي الرَّابِعَةِ)).
[ابوداود: ٤٤٧٠، ٤٤٧١]

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ؟ قَالَ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ وَقَالَ الْقَعْنَبِيُّ فِي رِوَايَتِهِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالضَّفِيْرُ: الْحَبْلُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا لونڈی جو محصنہ نہیں وہ زنا کرے تو کیا سزا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر اس کو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسی قیمت کی آئے۔“ ابن شہاب کو شک ہے کہ بیچنے کا حکم تیسری بار کے بعد دیا یا چوتھی بار کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ وَالضَّفِيرُ: الْحَبْلُ. [بخاری: ٢١٥٣، ٢١٥٤، ٢٢٣٢، ٢٢٣٣، ٦٨٣٧، ٦٨٣٨، ٢٥٥٥، ٢٥٥٦؛ ابوداود: ٤٤٦٩؛ ترمذی: ١٤٣٣؛ ابن ماجه: ٢٥٦٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٤٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَالشَّكُّ فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فِي بَيْعِهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.
[راجع: ٤٤٤٨]

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَأْخِيرِ الْحَدِّ عَنِ النُّفَسَاءِ.

باب: نفاس والی عورتوں سے حد کے مؤخر کرنے کا بیان۔

(٤٤٥٠) عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ ﷺ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ)). [ترمذی: ١٤٤١]

ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو فرمایا: اے لوگو! اپنی لونڈی، غلاموں کو حد لگاؤ۔ خواہ محصن ہوں یا نہ ہوں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ کو حکم کیا اسے حد لگانے کا۔ دیکھا تو وہ ابھی جنی تھی۔ میں ڈرا کہیں اس کو کوڑے ماروں وہ مر جائے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اچھا کیا“ (جو ابھی کوڑے لگانا موقوف رکھا)۔

(٤٤٥١) عَنِ السُّدِّيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ:

وہی جو اوپر گزرا۔ اتنا زیادہ ہے کہ ”میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں جب تک وہ

مَنْ اَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَّمْ يُحْصِنْ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ: ((اتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ)).

اچھی ہو۔" (یعنی نفاس سے صاف ہو یہی حکم ہے مریضہ کا اس کو بھی حد نہ ماریں گے جب تک تندرست نہ ہو)

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ.

باب: شراب کی حد کا بیان۔

(٤٤٥٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ اَرْبَعِيْنَ. قَالَ: وَفَعَلَهُ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ ﷺ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ﷺ اَخَفُّ الْحُدُوْدِ ثَمَانِيْنَ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ ﷺ. [بخاری: ٦٧٧٣؛ ترمذی: ١٤٤٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ ﷺ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس مار ماریں اور ایسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: سب حدوں میں ہلکی اسی کوڑے ہیں (یعنی حد قذف جو قرآن میں وارد ہے) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑوں کا حکم دیا (شرابی کے لیے)

(٤٤٥٣) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ: اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٤٤٥٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ ثُمَّ جَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ اَرْبَعِيْنَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ ﷺ وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيْفِ وَالْقُرٰى قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيْ جَلْدِ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ﷺ: اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا كَاَخَفِّ الْحُدُوْدِ قَالَ: فَجَلَدَ عُمَرُ ﷺ ثَمَانِيْنَ. [بخاری: ٦٧٧٣، ٦٧٧٦، ٤٤٧٩؛ ابن ماجہ: ٢٥٧٠]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے میں مارا شاخوں اور جوتوں سے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا اور لوگ نزدیک ہو گئے چراگاہوں سے اور گاؤں سے تو انہوں نے کہا: تمہاری کیا رائے ہے شراب کی حد میں؟ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اس کو سب سے ہلکی حد کے برابر رکھیے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے لگائے۔



(٤٤٥٥) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ٤٤٤٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٤٤٥٦) عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرِ: الرِّيْفَ وَالْقُرٰى. [راجع: ٤٤٥٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ شراب میں چالیس مار مارتے تھے ٹہنیوں سے اور جوتوں سے، اخیر تک۔



(٤٤٥٧) عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ سَاسَانَ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ﷺ اُتِيَ

حصین بن منذر سے روایت ہے، میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا ولید بن عقبہ کو لے کر آئے انہوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھیں

بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: أَزِيدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ فَقَالَ عُثْمَانُ أَنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ: يَا عَلِيُّ ﷺ! قُمْ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ: قُمْ يَاحَسَنُ! فَاجْلِدْهُ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَاعَبْدَاللهِ بْنَ جَعْفَرٍ! قُمْ فَاجْلِدْهُ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ ﷺ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ فَقَالَ: أَمْسِكْ ثُمَّ قَالَ: جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ وَأَبُوبَكْرٍ ﷺ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ﷺ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِسْمٰعِيلُ: وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ . [ابو داود: ٤٤٨٠، ٤٤٨١؛ ابن ماجه: ٢٥٧١]



تھیں پھر کہا: میں زیادہ کرتا ہوں تمہارے لیے تو دو آدمیوں نے ولید پر گواہی دی۔ ایک تو حمران نے کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے قے کر رہا تھا شراب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو قے کا ہے کو کرتا شراب کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا: اٹھو اس کو حد لگاؤ (یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عزت اور عظمت بڑھانے کیلئے حکم دیا اور امام کو یہ امر جائز ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حسن! اٹھو اور اس کو کوڑے لگا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: عثمان خلافت کا سرد لے چکے ہیں تو گرم بھی انہیں پر رکھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بات پر غصہ ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر اور کہا: اے عبداللہ بن جعفر! اٹھ اور کوڑے لگا ولید کو وہ اٹھے اور ولید کو کوڑے لگائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتے جاتے تھے جب چالیس کوڑے لگائے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بس ٹھہر جا پھر کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چالیس کوڑے لگائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس لگائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی لگائے اور سب سنت ہیں اور میرے نزدیک چالیس لگانا بہتر ہے۔

فائدہ: پس شراب کی قے پر گواہی دینا گویا شراب پینے پر گواہی دینا ہے تو دو گواہ شراب پینے کے ہو گئے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس میں دلیل ہے امام مالک رحمہ اللہ کی کہ جو شخص قے کرے شراب کی اس کو حد ماری جائے گی اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ صرف قے سے حد نہ پڑے گی کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے نادانستہ پیا ہو یا زبردستی سے پیا ہو اور دلیل امام مالک رحمہ اللہ کی قوی ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا ولید کو حد لگانے کیلئے۔ یعنی خلافت کے مزے انہوں نے لوٹے اب اس میں جو تکلیف کی باتیں ہیں وہ بھی انہی کو کرنے دو یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلاح اور مشورہ کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ ہم کو کیا ضرورت ہے کہ کوڑے تو ہم لگائیں اور لوگوں سے دشمنی ہم کریں اور خلافت کی لذت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھائیں۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احکام کی عزت کرتے تھے اور ان کے حکم اور قول کو سنت جانتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور رد ہو گیا شیعہ کا جو اس کے برخلاف سمجھتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلفائے راشدین کا فعل اور قول دین کی باتوں میں سنت ہے گو ہم کو اس کی دلیل معلوم نہ ہو اور دوسری حدیث میں صاف وارد ہے "میری سنت پر عمل کرو اور خلفائے راشدین کی سنت پر۔" اور مسلم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو چالیس کوڑے لگائے لیکن صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کوڑے لگائے حالانکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: مشہور مذہب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ شراب کی حد اسی کوڑے ہیں اور انہوں نے کہا کہ شراب تھوڑی پی جائے یا بہت اس میں اسی کوڑے ہیں اور ان سے منقول ہے نجاشی کو اسی کوڑے لگانا اور یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شراب میں اسی کوڑے لگانے کی صلاح دی اور ان باتوں سے بخاری کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے اور یہ اختلاف اس طرح دور ہو سکتا ہے کہ اس کوڑے کے دو سرے ہوں گے تو چالیس کے اسی ہو گئے اور احتمال ہے کہ (هٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ) جو حدیث میں ہے اس سے مراد اسی کوڑے ہوں گے مگر اس صورت میں چالیس کے بعد تھم جانے کا کیوں حکم دیتے واللہ اعلم انتہی مع زیادہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: کہ مسلمانوں نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) اتفاق کیا ہے شراب کی حرمت پر اور اس کے پینے والے پر حد لگانے پر خواہ تھوڑا پیئے یا بہت اور اجماع کیا ہے کہ شراب پینے والے کو قتل نہ کریں گے اگرچہ بار بار پیتا جائے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طائفہ شاذہ سے نقل کیا ہے کہ چار بار کوڑے لگائیں گے پھر پانچویں بار میں مار ڈالیں گے بوجہ اس حدیث کے جس میں ((فاقتلوہ)) کا لفظ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے کہ ناسخ اس کی وہ حدیث ہے جو اوپر گزری ((لَايَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ)) اخیر تک اور دلالت کرتا ہے نسخ پر اس کے اختلاف پر اجماع ہونا اور اختلاف کیا ہے علما نے خمر کی حد کتنے کوڑے ہیں تو شافعی اور ابوثور اور داؤد رحمۃ اللہ علیہم اور اہل ظاہر کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں اور مالک اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اسی کوڑے ہیں اور اجماع کیا ہے علما نے کہ یہ چالیس یا اسی بار خواہ کوڑے سے ماریں خواہ جوتی سے خواہ چھڑی سے خواہ کپڑے سے اور بعض نے سوا کوڑے کے اور چیزوں سے جائز نہیں رکھا اور یہ غلط فاحش ہے کیونکہ خلاف ہے احادیث صحیحہ کے۔ انتھی مختصرًا

(٤٤٥٨) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاكُنْتُ اُقِيْمُ عَلٰى اَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوْتَ فِيْهِ فَاَجِدُ مِنْهُ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ لِاَنَّهُ اِنْ مَّاتَ وَدَيْتُهُ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ. [بخاري: ٦٧٧٨؛ ابوداود: ٤٤٨٦؛ ابن ماجه: ٢٥٦٩]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اگر کسی پر حد قائم کروں تو وہ مر جائے تو مجھے کچھ خیال نہ ہوگا مگر شراب کی حد میں اگر کوئی مر جائے تو اس کی دیت دلاؤں گا کیونکہ حضور ﷺ نے اس کو بیان نہیں فرمایا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس میں کوئی حد معین نہیں کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: علما نے اجماع کیا ہے کہ جس پر شرع کی حد واجب ہو پھر امام یا اس کا جلاد اس کو حد لگائے اور وہ مر جائے تو نہ دیت ہے، نہ کفارہ، نہ امام پر، نہ جلاد پر، نہ بیت المال پر اور جو تعزیر سے مر جائے تو اس میں دیت اور کفارہ ہے لیکن دیت امام کی عاقلہ پر ہوگی نہ کفارہ خاص اس کے مال سے دیا جائے گا اور بعض کے نزدیک دیت بیت المال سے دی جائے گی اور کفارہ بھی بیت المال سے دیا جائے گا اور بعض کے نزدیک تعزیر میں بھی کوئی تاوان نہ ہوگا نہ امام پر نہ اس کے عاقلہ پر نہ بیت المال پر۔ انتھی۔

(٤٤٥٩) عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ قَدْرِ اَسْوَاطِ التَّعْزِيْرِ.

باب: تعزیر میں کتنے کوڑے تک لگانا جائز ہے۔

(٤٤٦٠) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُجْلَدُ اَحَدٌ فَوْقَ عَشَرَةِ اَسْوَاطٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ)). [بخاري: ٦٨٤٨، ٦٨٤٩، ٦٨٥٠؛ ابوداود: ٤٤٩١، ٤٤٩٢؛ ترمذي: ١٤٦٣؛ ابن ماجه: ٢٦٠١]

ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرماتے: ''کوئی نہ مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ کی حدوں میں سے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور جمہور علما کے نزدیک دس سے زیادہ بھی درست ہیں لیکن مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کی کوئی حد نہیں یہاں تک کہ امام مناسب سمجھے اگرچہ حد سے بھی زیادہ ہوں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چالیس سے زیادہ لگانا درست نہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آزاد کو چالیس سے اور غلام کو بیس سے زیادہ لگانا درست نہیں اور صحیح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

بَابُ الْحُدُوْدِ كَفَّارَاتٌ لِّاَهْلِهَا.

باب: حد لگانے سے گناہ مٹ جاتا ہے۔

(٤٤٦١) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ مَجْلِسٍ فَقَالَ:

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیعت کرو مجھ سے اس اقرار پر کہ اللہ تعالیٰ

((تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ)). [بخاری:۱۸، ۳۸۹۳، ۳۹۹۹، ۴۸۹۴، ۶۷۸۴، ۶۸۰۱، ۷۲۱۳، ۷۴۶۸؛ ترمذی: ۱۴۳۹؛ نسائی: ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۸۹، ۴۲۲۱، ۵۰۱۷]

کا شریک کسی کو نہیں کرنے کے اور زنا اور چوری اور ناحق خون جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا نہیں کریں گے پھر جو کوئی اپنے اقرار کو پورا کرے گا اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہوگا اور جو کوئی کام ان میں سے کر بیٹھے گا پھر اس کو دنیا میں اس کی سزا ملے گی (یعنی حد لگے گی) تو وہی اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کے کام کو چھپالے تو (عاقبت میں) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کو معاف کردے چاہے عذاب کرلے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: جو ان میں سے کر بیٹھے مراد اس سے وہ گناہ ہیں جو سوا شرک کے مذکور ہوئے کیونکہ شرک کی بخشش نہیں نہ اس کا کچھ کفارہ ہے۔

(۴۴۶۲) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ فَتَلَا عَلَيْنَا اٰيَةَ النِّسَاءِ: ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ الْاٰيَةَ. [راجع: ۴۴۶۱]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کی یہ آیت پڑھی: ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ اخیر تک۔

○ ○ ○ ○

(۴۴۶۳) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ: اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا: ((فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَتٰى مِنْكُمْ حَدًّا فَاُقِيْمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ)). [ابن ماجہ: ۲۶۰۳]

عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم مردوں سے بھی ویسی ہی بیعت لی، جیسی عورتوں سے لی ان باتوں پر، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے کسی کو، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو ماریں گے، نہ ایک دوسرے پر طوفان جوڑیں گے (یا جادو کریں گے) پھر ”جو کوئی پورا کرے تم میں سے اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو تم میں سے کوئی حد کا کام کرے تو اس کو حد پڑے تو وہی گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ ڈھانپ دے اس کے گناہ کو (تو قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے بخش دے۔“

(۴۴۶۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ اَنَّهٗ قَالَ: اِنِّيْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ فَالْجَنَّةُ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ

حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے کہا: میں ان سرداروں میں سے ہوں جنہوں نے بیعت کی تھی جناب رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے کہا: ہم نے بیعت کی آپ ﷺ سے ان شرطوں پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، نہ زنا کریں گے نہ چوری، نہ خون ناحق جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مگر حق کے بدلے (یعنی قصاص یا حد میں) نہ لوٹیں گے نہ نافرمانی کریں گے (اللہ کی، اس میں سب گناہ آ گئے) اگر ہم ایسا کریں تو

قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ: كَانَ قَضَاءُهُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

[بخاري: ٣٨٩٣، ٦٨٧٣]

ہمارے لیے جنت ہے اور اگر ان کاموں میں سے کوئی کام ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے (چاہے معاف کرے چاہے عذاب دے)۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَرْحِ الْعَجْمَاءِ وَالْمَعْدِنِ وَالْبِئْرِ جُبَارٌ اَیْ هَدَرٌ.

باب: جانور کسی کو مارے یا کان یا کنوئیں میں کوئی گر پڑے تو اس کی دیت لازم نہ آئے گی۔

(٤٤٦٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

[بخاري: ٦٩١٢؛ ترمذي: ١٣٧٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جانور کا زخمی کرنا لغو ہے (یعنی اس کا تاوان کسی پر نہ ہوگا) اور کنواں لغو ہے اور کان لغو ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: جانور اگر نقصان کرے دن کو یا رات کو لیکن اس کے مالک کا کوئی قصور نہ ہو یا مالک اس کے ساتھ نہ ہو تو کچھ تاوان نہ ہوگا لیکن اگر جانور کے ساتھ ہانکنے والا ہو یا کھینچنے والا یا سوار اور وہ ہاتھ یا پاؤں سے کچھ نقصان کرے تو تاوان ہوگا اور داؤد رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کے نزدیک کسی حال میں تاوان نہ ہوگا مگر جس صورت میں مالک خود جانوروں کو بھڑکائے (جیسے کتے کو کسی پر اکسائے) اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مالک پر تاوان ہے اور شافعیہ نے بھی کہا ہے کہ جس جانور کی نقصان رسانی مشہور ہو جائے اس میں تاوان ہوگا کیونکہ مالک پر اس کا باندھنا ضروری تھا اور رات کو نقصان پہنچائے تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تاوان ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں ہے جب مالک اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے ورنہ نہ ہوگا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جانوروں کے نقصان کا کسی حال میں تاوان نہیں خواہ رات کو خواہ دن کو اور جمہور کے نزدیک دن میں چر جانے کا ضمان نہیں۔ اور لیث اور سحنون کے نزدیک ضمان ہے اور کان کو جو فرمایا: ''لغو ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اپنی ملکی زمین میں کان کھودے یا بنجر زمین میں پھر کوئی راہ چلنے والا اس میں گر کر مر جائے یا مزدوری کرنے میں وہاں ہلاک ہو جائے تو اس کا تاوان نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ملکی یا بنجر زمین میں کنواں کھودے اور اس میں گر کر ہلاک ہو۔ یا کنواں کھودنے والا مزدور ہلاک ہو تو اس میں تاوان نہیں ہے۔ البتہ اگر راہ میں کنواں کھودے یا غیر کے ملک میں بغیر اس کی اجازت کے اور اس سے کوئی ہلاک ہو تو تاوان ہوگا اور یہ جو فرمایا: ''رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔'' تو رکاز کہتے ہیں جاہلیت کے زمانے کے خزانے کو ہمارا اور اہل حجاز کا یہی مذہب ہے اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل عراق نے کہا کہ رکاز سے مراد کان ہے اور اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ رکاز کو کان سے علیحدہ بیان کیا۔

(٤٤٦٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ مِثْلَ حَدِيْثِهِ.

[ابوداود: ٣٠٨٥، ٤٥٩٣؛ ترمذي: ١٣٧٧؛ نسائي: ٢٤٩٤، ٢٤٩٦؛ ابن ماجه: ٢٥٠٩، ٢٦٧٣، ٢٤٩٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٦٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٢٤٩٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٦٨) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((الْبِئْرُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنوئیں کا زخم لغو ہے اور کان کا زخم لغو ہے اور جانور کا زخم لغو ہے

جَرْحُهُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)).

اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔"

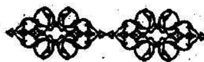
O O O O

(٤٤٦٩) عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

[راجع: ٦٩١٣]

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

O O O O



بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ

احکام اور فیصلوں کے مسائل

بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

باب: مدعیٰ علیہ پر قسم ہوتی ہے۔

(٤٤٧٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ)). [بخاری: ٤٥٥٢، ٢٥١٤، ٢٦٦٨؛ ابوداود: ٣٦١٩؛ ترمذی: ١٣٤٢؛ نسائی: ٥٤٤٠؛ ابن ماجه: ٢٣٢١]

عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو دلا دیا جائے جو دعویٰ کریں تو بعض دوسروں کی جان اور مال لے لیں گے۔ لیکن مدعیٰ علیہ کو قسم کھانا چاہیے۔“

○ ○ ○ ○

(٤٤٧١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ. [راجع: ٤٤٧٠]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا قسم کا مدعیٰ علیہ کو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے۔ جس سے ہزاروں جھگڑوں کا فیصلہ کرنا معلوم ہو گیا جب کوئی دعویٰ کرے اور مدعیٰ علیہ منکر ہو تو مدعی سے گواہ مانگیں گے اگر وہ گواہ نہ لا سکے تو مدعیٰ علیہ سے قسم لیں گے پھر اگر وہ قسم کھائے تو دعویٰ پاک ہوا اور جو قسم نہ کھائے تو دعویٰ ثابت ہو گیا۔ اور اس حدیث سے شافعی ؒ اور جمہور علما کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ہر مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی خواہ مدعی سے تعلق اور اختلاط ہو یا نہ ہو۔ اور امام مالک ؒ اور فقہائے سبعہ مدینہ کا یہ قول ہے کہ مدعیٰ علیہ سے اس وقت قسم لیں گے جب اس سے اور مدعی سے کوئی معاملہ یا کاروبار یا تعلق ہو ورنہ ہر ایک کمینہ اور پاجی شریف اور بڑے آدمیوں سے بار بار قسم لے گا۔ مگر اس قول کی کوئی دلیل کتاب یا سنت یا اجماع سے نہیں ہے (نووی ؒ)

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ.

باب: ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا۔

(٤٤٧٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ. [ابوداود: ٣٦٠٨، ٣٦٠٩؛ ابن ماجه: ٢٣٧٠]

عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ایک قسم اور ایک گواہ پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جمہور علما جیسے مالک اور شافعی اور احمد ؒ کا یہی قول ہے کہ جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو قاضی اس سے قسم لے کر اس کے موافق فیصلہ کر دے اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور لیث ؒ کے نزدیک ایک گواہ اور ایک قسم سے دعویٰ ثابت نہ ہوگا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) لیکن ان کا قول مخالف ہے اس حدیث کے اور یہ حدیث مروی ہے حضرت علی اور ابن عباس اور زید بن ثابت اور جابر اور ابی ہریرہ اور عمارہ بن حزم اور سعد بن عبادہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے اور سب سے زیادہ صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے اور اس کی صحت پر اتفاق ہے محدثین کا پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ حُكْمَ الْحَاكِمِ لَا يُغَيِّرُ الْبَاطِنَ.

باب: حاکم کے فیصلہ سے امر واقعی غلط نہ ہوگا۔

(٤٤٧٣) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيْ لَهُ عَلٰى نَحْوِمَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ)). [بخاري: ٢٤٥٨، ٦٩٦٧، ٧١٦٩، ٧١٨١، ٧١٨٥؛ ابوداود: ٣٥٨٣؛ ترمذي: ١٣٣٩؛ نسائي: ٥٤١٦، ٥٤٣٧؛ ابن ماجه: ٢٣١٧]

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میرے پاس مقدمہ لاتے ہو اور تم میں سے کوئی دوسرے سے زیادہ اپنی بات کو ثابت کرتا ہے اور میں اس کے موافق حکم دیتا ہوں پھر جس کو میں اس کے بھائی کا کچھ حق دلاؤں (اور نفس الامر میں وہ اس کا حق نہ ہو) تو اس کو نہ لے۔ کیونکہ میں ایک جہنم کا ٹکڑا اسے دلا رہا ہوں۔“

○ ○ ○ ○

(٤٤٧٤) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٤٤٧٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٤٧٥) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهُ يَاْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهُ صَادِقٌ فَاَقْضِيْ لَهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَحْمِلْهَا اَوْ يَذَرْهَا)). [راجع: ٤٤٧٣]

حضرت ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے جھگڑنے والے کا غل سنا اپنے حجرے کے دروازے پر تو باہر نکلے اور فرمایا: ”میں آدمی ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ والا آتا ہے اور ایک دوسرے سے بہتر بات کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سچا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں تو جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں وہ انگار کا ایک ٹکڑا ہے اس کو لے یا چھوڑ دے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں آدمی ہوں۔“ اس سے یہ غرض ہے کہ آپ ﷺ کی حالت بھی اور آدمیوں کی سی تھی اور آپ ﷺ غیب کو نہیں جانتے تھے مگر جو بات اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بتلا دیتا وہ معلوم ہو جاتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام اور فیصلوں میں جو امر اوروں سے ہوتا ہے وہ آپ ﷺ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور آپ ﷺ ظاہر پر حکم کرتے تھے اور چھپی بات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تو آپ ﷺ بھی گواہ اور قسم پر فیصلہ کرتے اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہر مقدمہ میں آپ ﷺ کو اصلی امر بتلا دیتا۔ مگر منظور یہ تھا کہ آپ ﷺ بھی امت کی طرح ظاہر حال پر حکم کریں تاکہ امت بھی آپ ﷺ کی پیروی کرے اور جن لوگوں نے آپ ﷺ کے اجتہاد میں خطا جائز رکھی ہے وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ خطا پر قائم نہیں رہ سکتے تھے پر ایسا حکم جو دلیل کے موافق ہوا گرچہ واقعہ کے خلاف ہو خطا نہیں ہے بلکہ وہ حکم صحیح ہے۔ اور اس حدیث سے جمہور علما جیسے مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ حاکم کے حکم سے باطن پر کوئی اثر نہیں پڑتا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور کوئی حرام حاکم کے فیصلہ سے حلال نہیں ہوتا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فرج حلال ہو جاتی ہے لیکن مال حلال نہیں ہوتا۔ اور یہ مخالف ہے حدیث صحیح اور اجماع کے (انتهى مختصراً)

(٤٤٧٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ لَجَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ أُمِّ سَلَمَةَ. [راجع: ٤٤٧٣]

اس میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جھگڑنے والے کی پکار سنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر، پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری۔

بَابُ قَضِيَّةِ هِنْدٍ .

باب: ہند رضی اللہ عنہا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بی بی کا فیصلہ۔

(٤٤٧٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا دَخَلَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَيَكْفِي بَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذٰلِكَ مِنْ جُنَاحٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ)).

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ہند بیٹی عتبہ کی ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بی بی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل ہے مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میرے بچوں کو کافی ہو۔ مگر میں اس کے مال میں سے لے لیتی ہوں اور اس کو خبر نہیں ہوتی تو کیا اس کا گناہ ہوگا مجھ پر؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کے مال میں سے لے لے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔“



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کا دوسرے پر کچھ حق ہو اور وہ نہ دے یا یہ اس کو خبر کر کے نہ لے سکے تو اس کے مال میں سے بغیر اجازت کے اپنے حق کے موافق لے لینا درست ہے اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے اور ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو ناجائز رکھا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کی بات سننا بضرورت فیصلہ یا حکم یا اور کسی کام کے درست ہے اور عورت کا نکلنا گھر سے بغیر اجازت خاوند کے درست ہے جب یہ معلوم ہو کہ خاوند برا نہ مانے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قضا علی الغائب درست ہے اس میں علما کا اختلاف ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک جائز نہیں اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کے نزدیک حقوق الناس میں جائز ہے نہ کہ حقوق اللہ میں۔ انتهى مختصراً۔

(٤٤٧٨) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [نسائي: ٥٤٣٥؛ ابن ماجه: ٢٢٩٣]

ہشام سے اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔



(٤٤٧٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُذِلَّهُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ [مِنْ] أَنْ يُعِزَّهُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)) ثُمَّ قَالَتْ: يَا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ہند زوجہ ابوسفیان کی (جو عتبہ کی بیٹی تھی اور بڑی دشمن تھی حضور ﷺ کی اس کا باپ اور چچا جنگ بدر میں امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس عداوت سے اس نے احد کی جنگ میں جناب امیر کا کلیجہ چباڈالا پھر مسلمان ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت کی) جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہنے لگی: یا رسول اللہ! ساری زمین پر کوئی ڈیرہ کے لوگ ایسے نہ تھے، جن کو میں یہ چاہتی ہوتی کہ اللہ ان کو تباہ کرے، آپ ﷺ کے ڈیرے والوں سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى عِيَالِهٖ مِنْ مَالِهٖ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَاحَرَجَ عَلَيْكِ اَنْ تُنْفِقِيْ عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرُوْفِ)). [ابوداود: ۳۵۳۳]

زیادہ۔ اور اب ساری زمین پر کوئی ڈیرے والے ایسے نہیں ہیں جن کو میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ ان کو عزت دے آپ ﷺ کے ڈیرے والوں سے زیادہ (مطلب یہ ہے کہ پہلے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہ تھا۔ اور اب سب سے زیادہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل مجھ کو محبوب ہے) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی اور زیادہ تجھ کو محبت ہوگی (جب اسلام کا نور تیرے دل میں سمائے گا) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔'' پھر ہند رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان بخیل ہے تو کیا مجھے حرج ہوگا اگر میں اس کا روپیہ اس کے بال بچوں پر صرف کروں اس کی اجازت کے بغیر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے اوپر کچھ گناہ نہیں اگر دستور کے موافق خرچ کرے۔'' (یہ نہیں کہ اس کا مال لٹادے اور بے جا خرچ کرے)۔



(٤٤٨٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ [وَاللّٰهِ!] مَاكَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ اِلَيَّ [مِنْ] أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ)) ثُمَّ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا: ((لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ آئیں اور کہنے لگیں: کہ اے اللہ کے رسول! مجھے سب سے زیادہ پسند یہ بات تھی کہ آپ کے گھر والوں کو ذلت ہو اور آج کے مجھے آپ کے گھر والوں کی عزت ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور بھی زیادہ ہوگی۔'' پھر ہند نے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے۔ کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ نہیں مگر دستور کے موافق ہو۔''



بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ.

باب: بہت پوچھنے سے اور مال کو تباہ کرنے سے ممانعت۔

(٤٤٨١) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلٰثًا وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلٰثًا فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تمہاری تین باتوں سے اور ناخوش ہوتا ہے تین باتوں سے۔ خوش ہوتا ہے، اس سے کہ تم عبادت کرو اس کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس کی رسی سب مل کر پکڑے رہو۔ (یعنی

تَفَرَّقُوْا وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)).

قرآن پر عمل کرتے رہو) اور پھوٹ مت ڈالو۔ اور ناخوش ہوتا ہے بے فائدہ گفتگو سے اور بہت پوچھنے سے (یعنی ان مسائل کا پوچھنا جن کی ضرورت نہ ہو یا ان باتوں کا جن کی حاجت نہ ہو۔ اور جن کا پوچھنا دوسرے کو ناگوار گزرے) اور مال کے تباہ کرنے سے۔'' (یعنی بے فائدہ اٹھانے سے جو نہ دنیا میں کام آئے نہ عقبیٰ میں جیسے پتنگ بازی، آتش بازی میں)۔



(٤٤٨٢) عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ: وَلَا تَفَرَّقُوْا.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ تین باتوں سے غصہ ہوتا ہے اور پھوٹ کا بیان نہیں کیا۔



(٤٤٨٣) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)). [بخاری: ١٤٧٧، ٢٤٠٨، ٥٩٧٥]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ عزت اور بزرگی والے نے حرام کیا ہے تم پر نافرمانی ماؤں کی اور زندہ گاڑ دینا لڑکیوں کا (جیسے کفار کیا کرتے تھے) اور نہ دینا (اس کو جس کا دینا ہے مال ہوتے ہوئے) اور مانگنا (اس چیز کا جس کے مانگنے کا حق نہیں) اور برا جانتا ہے تین باتوں کو (گو اتنا گناہ نہیں جتنا پہلی تین باتوں میں ہے) بے فائدہ تکرار اور بہت پوچھنا اور مال کو برباد کرنا۔''



(٤٤٨٤) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ. [راجع: ٤٤٨٣]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا تمہارے اوپر اور یہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تمہارے اوپر۔



(٤٤٨٥) عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ كَاتِبُ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيْلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ)). [راجع: ٤٤٨٣]

شعبی سے روایت ہے مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا مجھے ایسی بات لکھو جو تم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لکھا: میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے تمہارے لیے تین باتوں کو ایک بے فائدہ گفتگو (فلاں ایسے تھے فلاں ایسے ہیں سلیم شاہ کی داڑھی بڑی تھی شیر کی چھوٹی) دوسرے مال کو تباہ کرنا (بیجا خرچ کرنا) تیسرے بہت پوچھنا۔''

(٤٤٨٦) عَنْ وَرَّادٍ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ رضی اللہ عنہ إِلَى مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ

وراد سے روایت ہے، مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا سلام ہو تم پر بعد اس کے معلوم ہو کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اللہ نے حرام کیا ہے تین باتوں کو اور منع کیا

ثَلَاثًا وَنَهٰى عَنْ ثَلَاثٍ حَرَّمَ عُقُوْقَ الْوَالِدِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَلَا وَهَاتِ وَنَهٰى عَنْ ثَلَاثٍ قِيْلٍ وَقَالٍ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ)). [راجع: ٤٤٨٣]

ہے تین باتوں سے، حرام کیا ہے باپ کی نافرمانی کو اور جیتی لڑکیوں کو گاڑ دینا اور نہ دینا جس کو دینا ہے اور مانگنا جس سے نہ مانگنا چاہیے اور منع کیا ہے بے فائدہ تکرار سے اور بہت پوچھ پاچھ کرنے سے اور مال کو تباہ کرنے سے۔"



بَابُ بَيَانِ اَجْرِ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَأَ.

باب: جب حاکم فیصلہ کرے اگرچہ غلط ہو اس کا ثواب۔

(٤٤٨٧) عَنْ اَبِیْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ)). [بخاری: ٧٣٥٢؛ ابوداود: ٣٥٧٤؛ ابن ماجه: ٢٣١٤]

ابو قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کے، انہوں نے سنا جناب رسول اللہ ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب حاکم سوچ کر حکم دے پھر صحیح کرے تو اس کو دو اجر ہیں اور جو سوچ کر حکم دے اور غلطی کرے تو اس کو ایک اجر ہے۔"



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد وہ حاکم ہے جو عالم ہو، حکم کے لائق ہو اور جاہل کو حکم دینا درست نہیں۔ اگر وہ حکم کرے تو گناہ گار ہوگا اگرچہ اس کا حکم اتفاقاً حق ہو جائے اور یہی حکم ہے مجتہد کا لیکن اختلاف ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے یا ایک مصیب ہے اور باقی مخطی ہیں لیکن مخطی کو بھی ایک ثواب اور اجر ہے اس لیے کہ اس نے کوشش کی اور محنت کی حق کے حاصل کرنے میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں جتنے علمائے مجتہدین گزرے ہیں جیسے امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ کوفی، امام اجل احمد بن حنبل، امام داؤد ظاہری، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام اسحاق بن راہویہ، امام بخاری، امام اشہب، امام سحنون، امام ابن المبارک، امام ابن شبرمہ، امام ابن ابی لیلیٰ، امام وکیع، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام مزنی، امام طحاوی، امام ابوثور، امام ابن منذر، امام لیث بن سعد، امام ابن تیمیہ، امام ابن جریر طبری امام شوکانی رحمہم اللہ ان سب لوگوں کے لیے ہر ایک مسئلہ اختلافی میں اجر اور ثواب ہوا ہے گو ان سے خطا اور غلطی ہوئی ہو اور اس وجہ سے ہر ایک مجتہد اور امام کا احسان ماننا چاہیے کہ انہوں نے اللہ کے واسطے دین میں کوشش کی اور ان کی برائی یا بدگوئی سے باز رہنا چاہیے راضی ہو اللہ ان سب بزرگوں سے۔ آمین یا رب العلمین۔

(٤٤٨٨) عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِي عَقِبِ الْحَدِيْثِ قَالَ يَزِيْدُ: فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ٤٤٨٧]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٤٤٨٩) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِثْلَ رِوَايَةِ عَبْدِالْعَزِيْزِ ابْنِ مُحَمَّدٍ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا. [راجع: ٤٤٨٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی بیان ہوئی ہے۔



بَابُ كَرَاهَةِ قَضَاءِ الْقَاضِي وَهُوَ غَضْبَانٌ.

باب: غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے۔

(٤٤٩٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَتَبَ أَبِي وَكَتَبْتُ لَهُ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ بِسِجِسْتَانَ أَنْ لَا تَحْكُمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحْكُمْ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)).

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت ہے، میرے باپ نے لکھوایا اور میں نے لکھا عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اور وہ قاضی تھے بجستان کے۔ مت حکم کر دو آدمیوں میں جب تو غصے میں ہو کیوں کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے تھے: ''نہ فیصلہ کرے کوئی دو شخصوں میں جب وہ غصہ میں ہو۔''

[بخاری: ٧١٥٨؛ ابو داؤد ٣٥٨٩؛ ترمذی: ١٣٣٤؛ نسائی: ٥٤٢١، ٥٤٣٦؛ ابن ماجہ: ٢٣١٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اور یہی حکم ہے جب بھوکا ہو یا پیاسا شدت سے یا بہت پیٹ بھرا ہو یا رنج بہت ہو یا خوشی بہت ہو۔ کیونکہ ان حالتوں میں فہم درست نہیں ہوتا اور دل اور طرف متوجہ ہوتا ہے اس پر بھی اگر فیصلہ کرے تو وہ فیصلہ درست ہوگا۔ کیونکہ حضور ﷺ نے بھی حرہ کی نہر کا فیصلہ کیا تھا غصہ کی حالت میں۔ انتہی۔

(٤٤٩١) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ.

[راجع: ٤٤٩٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ.

باب: غلط باتوں اور نئی باتوں کے ابطال کا بیان جو دین میں نکالی جائیں۔

(٤٤٩٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)). [بخاری: ٢٦٩٧؛ ابو داود: ٤٦٠٦؛ ابن ماجہ: ١٤]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے دین میں وہ بات نکالے جو اس میں نہ ہو (یعنی بغیر دلیل کے) وہ رد ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی لغو ہے اور مردود ہے اس سے بچنا چاہیے اور اس پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ یہ حدیث جامع ہے تمام بدعات اور مخترعات کو جو لوگوں نے دین میں داخل کی ہیں۔ اور دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ صاف ہے۔

(٤٤٩٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)). [راجع: ٤٤٩٢]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔''

فائدہ: یعنی وہ عمل لغو ہے اس میں کچھ ثواب نہیں بلکہ عذاب ہے۔ ثواب اسی عمل میں ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتایا اور بندوں کو اس کے کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے بدعتیوں کا سارا ڈھانچہ ٹوٹ گیا اور ان کا گھر اجڑ گیا۔ کیونکہ اگر انہوں نے خود بعض کام نہیں نکالے تو کیا ہوتا ہے ان کے اگلوں نے نکالے ہیں۔ اور حدیث تو سب پر رد کرتی ہے۔

بَابُ بَيَانِ خَيْرِ الشُّهُودِ .

باب: اچھے گواہوں کا بیان۔

(٤٤٩٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا)) .

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم کو بتلاؤں بہتر گواہ کون ہے؟ جو اپنی گواہی ادا کرے پوچھنے سے پہلے۔“

[ابو داود: ٣٥٩٦؛ ترمذی: ٢٢٩٥، ٢٢٩٦، ٢٢٩٧؛ ابن ماجه: ٢٣٦٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جب کسی کا حق ڈوبتا ہو یا خون تلف ہوتا ہو اور حق والے کو اس کی گواہی معلوم نہ ہو تو بن بلائے گواہی دینا چاہیے۔ اور یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی گواہی نہ چاہی جائے گی اور وہ گواہی دیں گے کیونکہ وہاں مراد وہ گواہی ہے جو بے ضرورت ہو یا جھوٹی ہو یا جو لائق نہ ہو گواہی دے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ اخْتِلَافِ الْمُجْتَهِدِينَ .

باب: مجتہدوں کا اختلاف۔

(٤٤٩٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ: هَذِهِ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ أَنْتِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ عليه السلام فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عليه السلام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى)) قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَاللَّهِ! إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ مَاكُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو عورتیں جا رہی تھیں اپنا اپنا بچہ لیے ہوئے اتنے میں بھیڑیا آیا۔ اور ایک کا بچہ لے گیا، ایک نے دوسری سے کہا: تیرا بیٹا لے گیا آخر دونوں اپنا فیصلہ کرانے کو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں، انہوں نے بچہ بڑی عورت کو دلا دیا۔ (اس وجہ سے کہ بچہ اس کے مشابہ ہوگا یا ان کی شریعت میں ایسی صورت میں بڑے کو ترجیح ہوگی یا بچہ اس کے ہاتھ میں ہوگا)۔ پھر وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے سب حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا: چھری لاؤ۔ ہم بچے کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کو دے دیں گے (اس سے بچے کا کاٹنا مقصود نہ تھا بلکہ حقیقی ماں کا دریافت کرنا منظور تھا) چھوٹی نے کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے، مت کاٹ بچے کو وہ بڑی کا بیٹا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ بچہ چھوٹی کو دلایا۔“ (تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے خلاف حکم دیا۔ اس لیے کہ دونوں مجتہد تھے اور پیغمبر بھی تھے۔ اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کا خلاف درست ہے مسائل اجتہادی میں گو حکم توڑنا درست نہیں۔ مگر شاید حضرت داؤد علیہ السلام نے اس فیصلہ کو قطع نہ کیا ہوگا۔ یا صرف بطور فتویٰ کے ہوگا) ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس حدیث میں میں نے سکین کا لفظ اسی دن سنا جو چھری کو کہتے ہیں ہم تو مدیہ کہا کرتے تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤٤٩٦) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ وَرْقَاءَ. [نسائی: ٥٤١٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



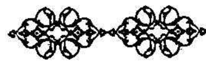
بَابُ اسْتِحْبَابِ إِصْلَاحِ الْحَاكِمِ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ.

باب: حاکم کو دونوں فریق میں صلح کرا دینا بہتر ہے۔

(٤٤٩٧) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ الَّذِي شَرَى الْأَرْضَ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا قَالَ: فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ قَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا)). [بخاری: ٣٤٧٢]



ہمام بن منبہ سے روایت ہے، یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیں ہم سے جناب رسول اللہ ﷺ سے سن کر۔ پھر بیان کیں کئی حدیثیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی پھر جس نے زمین خریدی اس نے ایک گھڑا سونے کا بھرا ہوا اس میں پایا، جس نے خریدی تھی وہ کہنے لگا (بیچنے والے سے): تو اپنا سونا لے لے میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا، جس نے زمین بیچی تھی، اس نے کہا: میں نے تیرے ہاتھ زمین بیچی اور جو کچھ اس میں تھا۔ (تو سونا بھی تیرا ہے سبحان اللہ! بائع اور مشتری دونوں کیسے خوش نیت اور ایمان دار تھے) پھر دونوں نے فیصلہ چاہا ایک شخص سے، وہ بولا: تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا: میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا: اچھا اس کے لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو۔ اور اس سونے کو دونوں پر خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دو۔'' (غرض صلح کرا دی اور یہ مستحب ہے تاکہ دونوں خوش رہیں)۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ اللُّقَطَةِ
پڑی ہوئی چیز ملنے کے مسائل

بَابُ مَعْرِفَةِ الْعِفَاصِ وَالْوِكَاءِ وَحُكْمِ ضَالَّةِ الْغَنَمِ وَالْإِبِلِ.

(٤٤٩٨) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: ((اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا)) قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)) قَالَ يَحْيَى: أَحْسِبُ قَرَأْتُ: عِفَاصَهَا . [بخاری: ٩١، ٢٣٧٢، ٢٤٢٧، ٢٤٢٩، ٢٤٣٦، ٢٤٢٨، ٢٤٣٨، ٥٢٩٢، ٦١١٢؛ ابوداود: ١٧٠٤، ١٧٠٥، ١٧٠٧، ١٧٠٨؛ ترمذی: ١٣٧٢؛ ابن ماجه: ٢٥٠٤]

باب: گم شدہ چیز کا اعلان کرنا اور بھٹکی ہوئی بکری اور اونٹ کے حکم کا بیان۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا لقطہ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بتلا اس کی تھیلی اور اس کا ڈھکن ایک سال تک۔ پھر اگر اس کا مالک آئے تو دیدے نہیں تو تجھے اختیار ہے۔“ (چاہے تو اپنے صرف میں لا) پھر اس نے پوچھا: بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔“ پھر اس نے پوچھا: بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے تجھے کیا مطلب ہے اس کے ساتھ اس کی مشک ہے (پیٹ میں جس میں کئی دن کا پانی بھر لیتا ہے) اور اس کا جوتہ بھی اس کے پاس ہے۔ پانی پیتا ہے درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالیتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: لقطہ یعنی پڑی ہوئی چیز کا اٹھانا واجب ہے یا مستحب ہے؟ اس میں علما کا اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے واجب نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ جگہ ایسی ہو جہاں امن ہو تو اٹھالینا مستحب ہے ورنہ واجب ہے تا کہ مسلمان کا مال تلف نہ ہو اور ایک سال تک اس کو بتلانا اور شناخت کرانا واجب ہے بالاتفاق اگر وہ حقیر شے نہ ہو اور یہ جب ہے کہ اٹھانے والے کی نیت اس کے مالک ہونے کی ہو۔ اور جو صرف حفاظت کی نیت ہو اس کے مالک پیدا ہونے تک تو شناخت واجب نہیں اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی واجب ہے تا کہ اس کا مالک پیدا ہو۔ اور حقیر شے کو اتنے دنوں تک بتلانا کافی ہے کہ یقین ہو جائے کہ اب اس کا مالک نہ آئے گا۔ اور بتلانے کی صورت یہ ہے کہ جہاں وہ چیز ملے وہاں اور بازاروں اور مسجدوں اور مجمعوں میں پکارے کہ جس کی کوئی چیز کھوگئی ہو وہ میرے پاس آئے پھر اگر مدت کے اندر اس کا مالک آجائے اور اپنی شے پہچان لے تو وہ شے اس کے حوالہ کی جائے گی اسی طرح اگر مدت کے بعد آئے مگر پانے والے سے اپنے ملک میں داخل کرنے سے پہلے گو اس میں زیادتی ہوگئی ہو۔ جیسے موٹا پا یا اولاد وغیرہ اور اگر کوئی شخص آئے اور اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کرے اور پانے والا اگر تصدیق نہ کرے تو دینا درست نہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور جو تصدیق کرے تو دینا درست ہے اور جب تک گواہ قائم نہ ہوں اس وقت تک پانے والا دینے کے لیے مجبور نہ کیا جائے گا یہ سب جب تک ہے کہ پانے والا اس کا مالک نہ ہو جائے۔ لیکن اگر سال بھر تک بتلائے اور مالک نہ ملے تو پانے والے کو اختیار ہے۔ خواہ اس کو اپنی حفاظت میں ہمیشہ رکھے یا اس کا مالک بن جائے امیر ہو یا غریب اور مالک بننے کی یہ شکل ہے کہ زبان سے کہے: میں اس کا مالک ہو گیا یا اس میں تصرف کرے یا صرف نیت ملک کی کرلی اب اس کے بعد اگر مالک آئے تو وہ اپنے سے مع زیادت کے لے لے گا۔ اور جو بعد مالک ہونے کے وہ شے پانے والے کے پاس تلف ہو جائے اس کا تاوان لازم ہوگا۔ اور داؤد رحمہ اللہ کے نزدیک لازم نہ ہوگا۔ اور بکری اور اونٹ میں آپ ﷺ نے فرق کیا۔ اس لیے کہ بکری حفاظت کی محتاج ہے اور اونٹ محتاج نہیں۔ پھر اگر بکری لے اور سال بھر تک بتلائے بعد اس کو کاٹ کر کھا گیا۔ اب مالک آیا تو تاوان دینا ہوگا۔ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تاوان نہ ہوگا۔ (انتھی مختصراً)

(٤٤٩٩) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ؓ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْلِأَخِيْكَ أَوْلِلذِّئْبِ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِاحْمَرَّ وَجْهُهُ. ثُمَّ قَالَ: ((مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)). [راجع: ٤٤٩٨]

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لقطہ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کو بتلا پھر پہچان رکھ اسکا ڈھکنا اور اس کی تھیلی (یہ دوسری پہچان ہے ایک سال بعد تاکہ اگر مالک آئے تو اس کو پہچان کر تاوان دے سکے اور ایک پہچان پانے کے بعد ہے مالک کی تلاش کے لیے) پھر خرچ کر ڈال اس کو اب اگر مالک آئے تو ادا کر دے اس کو۔“ ایک شخص بولا: یارسول اللہ ﷺ! بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو پکڑ لے وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔“ ایک شخص بولا: یارسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو غصہ آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو گئے یا چہرہ سرخ ہو گیا۔ بعد اس کے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹ سے تجھے کیا کام؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور مشک ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اسے ملے۔“

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤٥٠٠) عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ وَقَالَ: قَالَ عَمْرٌو فِي الْحَدِيْثِ: ((فَإِذَا لَمْ يَأْتِ لَهَا طَالِبٌ فَاسْتَنْفِقْهَا)). [راجع: ٤٤٩٨]

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٤٥٠١) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ: أَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَاحْمَارَّ وَجْهُهُ وَجَبِيْنُهُ وَغَضِبَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ يَجِئْ صَاحِبُهَا كَانَتْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کا منہ اور پیشانی سرخ ہو گئی اور آپ ﷺ غصے ہوئے اور زیادہ کیا اس کے بعد کہ ”ایک سال تک بتلا۔ پھر اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ تیرے پاس امانت رہے گا۔“

[راجع: ٤٤٩٨]

○ ○ ○ ○

(٤٥٠٢) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ الذَّهَبِ اَوِ الْوَرِقِ؟ فَقَالَ: ((اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ لَّمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ فَاِنْ جَآءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِّنَ الدَّهْرِ فَاَدِّهَا اِلَيْهِ)) وَسَاَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْاِبِلِ؟ فَقَالَ: ((مَالَكَ وَلَهَا؟ دَعْهَا فَاِنَّ مَعَهَا حِذَآءَهَا وَسِقَآءَهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا)) وَسَاَلَهُ عَنِ الشَّاةِ؟ فَقَالَ: ((خُذْهَا فَاِنَّمَا هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ)).

[راجع: ٤٤٩٨]

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا سونا یا چاندی کے لقطہ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا بندھن اور اس کی تھیلی پہچان رکھ۔ پھر سال بھر تک لوگوں سے دریافت کر اگر کوئی نہ پہچانے تو اس کو خرچ کر ڈال لیکن وہ امانت رہے گا تیرے پاس (اور صرف کرنے سے پیچھے جب مالک آئے تو تاوان دینا ہوگا) پھر جب اس کا مالک کسی دن بھی آئے تو اس کو ادا کر۔“ اور پوچھا آپ ﷺ سے اونٹ کو جو بھولا بھٹکا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے تجھے کیا کام؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے مشکیزہ ہے، پانی پیتا ہے، درخت کے پتے کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مالک پائے اس کو۔“ اور پوچھا آپ ﷺ سے بکری کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے لے کیونکہ وہ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔“



(٤٥٠٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْاِبِلِ؟ زَادَ رَبِيْعَةُ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ: ((فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَآءَهَا فَاَعْطِهَا اِيَّاهُ وَاِلَّا فَهِيَ لَكَ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ”جب اس کا مالک آئے تو پوچھ اس سے تھیلی کو (وہ کیسی ہے؟) اور گنتی کو (کتنے روپے ہیں؟) اور بندھن کو (وہ کیسا ہے؟) پھر اگر وہ بیان کرے تو دے دے اس کو ورنہ وہ تیرا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٤٥٠٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ ؓ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ؟ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ لَّمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا فَاَدِّهَا اِلَيْهِ)). [ابوداود: ١٧٠٦؛ ترمذي: ١٣٧٣؛ ابن ماجه: ٢٥٠٧]

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لقطہ کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سال تک دریافت کر۔ پھر اگر کوئی نہ پہچانے تو اس کا تھیلہ اور بندھن یاد رکھ لے اور کھا ڈال (خرچ کر کے) جب اس کا مالک آئے تو ادا کر۔“

○ ○ ○ ○

(٤٥٠٥) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: ((فَاِنِ اعْتُرِفَتْ فَاَدِّهَا وَاِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِعَآءَهَا وَعَدَدَهَا)).

[راجع: ٤٥٠٤]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ ”اگر کوئی پہچانے تو دیدے اس کو نہیں تو یاد رکھ اس کا بندھن اور اس کا تسمہ اور اس کا تھیلہ اور اس کا شمار۔“

○ ○ ○ ○

(٤٥٠٦) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ: خَرَجْتُ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ صُوْحَانَ وَسَلْمَانُ بْنُ رَبِيْعَةَ ؓ غَازِيْنَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَاَخَذْتُهُ فَقَالَا لِيْ: دَعْهُ فَقُلْتُ: لَا وَلٰكِنْ اُعَرِّفُهُ فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهُ وَاِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ قَالَ: فَاَبَيْتُ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ غَزَاتِنَا قُضِيَ لِيْ اَنِّيْ حَجَجْتُ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ؓ فَاَخْبَرْتُهُ بِشَاْنِ السَّوْطِ وَبِقَوْلِهِمَا فَقَالَ: اِنِّيْ وَجَدْتُ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) قَالَ: فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) [فَعَرَّفْتُهَا] فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ: ((احْفَظْ عَدَدَهَا وَوِعَآءَ هَا وَوِكَاءَ هَا فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)) فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ: لَا اَدْرِيْ بِثَلَاثَةِ اَحْوَالٍ اَوْحَوْلٍ وَاحِدٍ.

[بخاری: ٢٤٢٦ ، ٢٤٣٧؛ ابوداود: ١٧٠٢ ، ١٧٠٣؛ ترمذی: ١٣٧٤؛ ابن ماجہ: ٢٥٠٦]

حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے، میں نے سوید بن غفلہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں اور زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ جہاد کو نکلے میں نے ایک کوڑا پڑا پایا، اس کو اٹھالیا۔ زید اور سلمان نے کہا: پھینکو۔ میں نے کہا: نہیں پھینکتا۔ بلکہ میں اس کو دریافت کروں گا۔ پھر اگر اس کا مالک آئے گا تو خیر ورنہ میں اپنے کام میں رکھوں گا۔ وہ کہتے گئے پھینک۔ پر میں نے نہ مانا ہم جہاد سے لوٹے تو اتفاق سے میں نے حج کیا اور مدینہ کو گیا۔ وہاں ابی بن کعب ؓ سے ملا۔ ان سے میں نے کوڑے کا حال بیان کیا اور جو زید اور سلمان کہتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے ایک تھیلی پائی سو اشرفیوں کی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں، میں اس کو آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سال بھر دریافت کر، اس کے مالک کو۔'' میں نے دریافت کیا۔ کوئی پہچاننے والا نہیں ملا، پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال اور دریافت کر۔'' میں نے پوچھا: کوئی نہ ملا۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی گنتی کر اور اس کی تھیلی اور ڈھکن دل میں جمالے پھر اگر اس کا مالک آیا تو خیر ورنہ تو اپنے خرچ میں لا۔'' میں نے اس کو خرچ کیا۔ راوی کو شک ہے اس حدیث میں کہ تین سال دریافت کرنے کیلئے فرمایا یا ایک سال کے لیے۔



(٤٥٠٧) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ اَوْ اَخْبَرَ الْقَوْمَ وَاَنَا فِيْهِمْ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ ؓ فَوَجَدْتُ سَوْطًا وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ اِلٰى قَوْلِهِ فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا قَالَ شُعْبَةُ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِيْنَ يَقُوْلُ: عَرِّفْهَا عَامًا وَاحِدًا. [راجع: ٤٥٠٦]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ شعبہ نے کہا: میں سلمہ سے ملا دس برس کے بعد تو وہ کہنے لگے: ایک سال تک بتلا۔



فائدہ: امام نووی ؒ نے کہا: جو بعض روایتوں میں تین سال تک دریافت کرنے کیلئے منقول ہے یہ راوی کی غلطی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) یا تین سال تک دریافت کرنا افضل ہے۔ مگر علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایک سال تک دریافت کرنا کافی ہے۔

(٤٥٠٨) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَفِي حَدِيْثِهِمْ جَمِيعًا ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ اِلَّا حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ فَاِنَّ فِيْ حَدِيْثِهِ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَزَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ((فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعَدَدِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ)) وَزَادَ سُفْيَانُ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ((وَاِلَّا فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ ((وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)). [راجع: ٤٥٠٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي لُقَطَةِ الْحَاجِّ.

باب: حاجیوں کی پڑی چیز کا بیان۔

(٤٥٠٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ. [ابو داود: ١٧١٩]

عبدالرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حاجیوں کی پڑی ہوئی چیز لینے سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ واسطے ملک کے نہ واسطے حفاظت کے (نووی رحمہ اللہ)

(٤٥١٠) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَّالَمْ يُعَرِّفْهَا)).

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گری ہوئی چیز رکھ لی وہ گمراہ ہے جب تک اس کے مالک کو دریافت نہ کرے۔'' (اس سے معلوم ہوا کہ لقطہ کا پہنچانا اور بتلانا ضروری ہے)۔

بَابُ تَحْرِيْمِ حَلْبِ الْمَاشِيَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ مَالِكِهَا.

باب: جانور کا دودھ دوہنا بغیر مالک کی اجازت کے حرام ہے۔

(٤٥١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ؟ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَتَهُمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهِ)). [بخاری: ٢٤٣٥؛ ابو داود: ٢٦٢٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے دوسرے کے جانور کا دودھ نہ دوہے مگر اس کی اجازت سے، کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی کوٹھڑی میں کوئی آئے اور اس کا خزانہ توڑ کر اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے؟ اسی طرح جانوروں کے تھن ان کے خزانے ہیں کھانے کو۔ تو کوئی نہ دوہے کسی کے جانور کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے۔'' (مگر جو مرتا ہو مارے بھوک کے وہ بقدر

ضرورت کے دوسرے کا کھانا بلا اجازت کھا سکتا ہے لیکن اس پر قیمت لازم ہوگی اور بعض سلف اور محدثین کے نزدیک لازم نہ ہوگی۔ اگر مردار بھی موجود ہو تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مردار کھالے اور بعض کے نزدیک غیر کا کھانا)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٤٥١٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا ((فَيُنْتَثَلُ)) إِلَّا اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ ((فَيُنْتَقَلُ طَعَامُهُ)) كَرِوَايَةِ مَالِكٍ. [ابو داؤد:٢٣٠٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



بَابُ الضِّيَافَةِ وَنَحْوِهَا.

باب: مہمان داری کا بیان۔

(٤٥١٣) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ ؓ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالُوا: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ)) وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ١٧٥]

ابوشریح عدوی ؓ سے روایت ہے، میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اس کو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی تکلف کے ساتھ۔“ لوگوں نے کہا: تکلف کب تک یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تکلف ایک دن رات تک ہے۔“ (یعنی ایک دن رات اپنے مقدور کے موافق عمدہ کھانا کھلائے اور مہمانی تین دن تک ہے یعنی دو دن معمولی کھانا کھلائے) پھر اس کے بعد جو مہمانی کرے صدقہ ہے اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اس کو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔“

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: اس حدیث سے ضیافت کی تاکید نکلتی ہے اور شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور علماء ؒ کا یہ قول ہے کہ ضیافت سنت ہے واجب نہیں ہے لیکن لیث ؒ اور امام احمد ؒ کے نزدیک ایک دن رات تک واجب ہے اور امام احمد ؒ نے کہا کہ وہ واجب ہے جنگل اور گاؤں کے رہنے والوں پر (جہاں مسافر کو بازار میں کھانا نہیں ملتا) اور شہر والوں پر واجب نہیں ہے۔

یہ حدیث ایسی عمدہ ہے کہ اس پر عمل سے انسان تمام آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے اور یہ حدیث علم اخلاق کی جڑ ہے۔ علم اخلاق انسان کی روح درست کرنے کیلئے ضروری ہے جیسے علم طب، بدنی صحت حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔ تمام شرور اور بری باتیں اور آفتیں انسان کی حرکات سے پیدا ہوتی ہیں۔ از ماست کہ بر ماست اور حرکات کی مصدر غالباً تین چیزیں ہیں زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور شرمگاہ پھر جس نے ان تینوں کو عقل سلیم اور شرع مستقیم کے قابو میں رکھا۔ وہ مراد کو پہنچ گیا اور تمام اخلاق کا خلاصہ ایک جملہ میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ کوئی حرکت لسانی یا بدنی بدون فکر اور غور اور مطابقت شرع کے نہ کی جائے جب تک آدمی خاموش ہے تو بے فکر ہے جہاں کوئی بات کرنا چاہے یا کوئی کام تو پہلے سوچنا ضروری ہے کہ اس بات یا کام میں کوئی خرابی حال یا مال میں تو پیدا نہ ہوگی اگر غور سے یہ امر ثابت ہو تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس بات یا کام کی ضرورت ہو ورنہ بہرحال خاموشی اور سکون بہتر ہے۔ فقط۔

(٤٥١٤) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَجَائِزَتُهُ

ابوشریح خزاعی ؓ سے روایت ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ضیافت تین دن تک ہے اور اس کا تکلف ایک دن رات تک چاہیے اور

يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ اَنْ يُّقِيمَ عِنْدَ اَخِيهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يُؤْثِمُهُ؟ قَالَ: ((يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَا شَيْءَ لَهُ يَقْرِيهِ بِهِ)). [راجع: ١٧٥]

کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس طرح اس کو گناہ میں ڈالے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو کھلانے کے لیے۔''

فائدہ: تو خواہ مخواہ وہ اس کی غیبت کرے گا کہ بڑا بے حیا آدمی ہے یا کہیں سے حرام مال لا کر کھلائے گا۔ ہر حال میں گناہ گار ہوگا۔ غرض تین روز سے زیادہ رہنا جائز نہیں البتہ اگر وہ خود درخواست کرے یا یہ یقین ہو کہ اس کے زیادہ رہنے سے وہ ناراض نہ ہوگا تو قباحت نہیں ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٤٥١٥) عَنْ اَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَبَصُرَ عَيْنِيْ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَذَكَرَ فِيْهِ: ((وَلَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يُّقِيمَ عِنْدَ اَخِيهِ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ)) بِمِثْلِ مَا فِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ. [راجع: ١٧٥]

وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ میرے کانوں نے سنا، آنکھ نے دیکھا، دل نے یاد رکھا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(٤٥١٦) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ)). [بخاری: ٢٤٦١، ٦١٣٧؛ ابوداود: ٣٧٥٢؛ ترمذی: ١٥٨٩؛ ابن ماجہ: ٣٦٧٦]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بھیجتے ہیں پھر ہم اترتے ہیں کسی قوم کے پاس، وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اترو کسی قوم کے پاس پھر وہ تمہارے واسطے وہ سامان کر دیں جو مہمان کے لیے چاہیے تو تم قبول کرو اگر وہ نہ کریں تو ان سے مہمانی کا حق جیسا ان کو چاہیے لے لو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے اور جمہور نے تاویل کی ہے کہ یہ حدیث مضطر کے باب میں ہے جو بھوک کے مارے مرتا ہو۔ اس کی ضیافت واجب ہے اگر لوگ نہ کریں تو وہ اپنی حاجت کے موافق ان کے مال میں جبراً لے لے یا مراد یہ ہے کہ تم ان سے یہ حق وصول کرو زبان سے ان کی شکایت بیان کر کے یا یہ حدیث اوائل اسلام میں تھی مہمانداری جب واجب تھی بعد اس کے منسوخ ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی تھی کافروں سے اس شرط پر کہ وہ مہمانداری کریں مسلمانوں کی پر یہ دونوں تاویلیں ضعیف اور باطل ہیں کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل چاہیے اور صلح اس شرط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمُؤَاسَاةِ بِفُضُوْلِ الْمَالِ

باب: جو مال اپنی حاجت سے فاضل ہو وہ بھائی مسلمان کی خاطر داری میں صرف کرے۔

(٤٥١٧) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَاءَهُ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں ایک شخص اونٹنی پر سوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور

رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلٌ مِّنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ)) قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ.

[ابوداود: ١٦٦٣]

دائیں بائیں دیکھنے لگا جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس فاضل سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس فاضل توشہ ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس توشہ نہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے بہت سی قسم کے مال بیان کیے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے اس مال میں جو اس کی حاجت سے فاضل ہو۔



فائدہ۔ بلکہ وہ اس مسلمان کا حق ہے جس کو اس کی احتیاج ہو اور یہ حکم استحبابا ہے نہ وجوبا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا دوسرا حق نہیں ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ خَلْطِ الْاَزْوَادِ اِذَا قَلَّتْ وَالْمُؤَاسَاةِ فِيْهَا.

باب: جب توشے کم ہوں تو سب توشے ملا دینا مستحب ہے۔

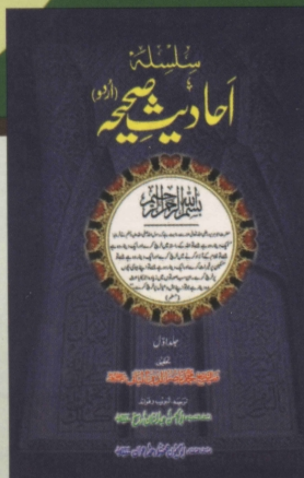
(٤٥١٨) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَاَصَابَنَا جَهْدٌ حَتّٰى هَمَمْنَا اَنْ نَّنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَاَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَجَمَعْنَا تَزْوَادَنَا فَبَسَطْنَا لَهٗ نِطَعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النِّطَعِ قَالَ: فَتَطَاوَلْتُ لِاَحْزِرَهٗ كَمْ هُوَ؟ فَحَزَرْتُهٗ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ: فَاَكَلْنَا حَتّٰى شَبِعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرُبَنَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ مِنْ وَضُوْءٍ؟)) قَالَ: فَجَآءَ رَجُلٌ بِاِدَاوَةٍ [لَهٗ] فِيْهَا نُطْفَةٌ فَاَفْرَغَهَا فِيْ قَدَحٍ فَتَوَضَّاْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهٗ دَغْفَقَةً اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ: ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ [ذٰلِكَ] ثَمَانِيَةٌ فَقَالُوْا: هَلْ مِنْ طَهُوْرٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُرِغَ الْوَضُوْءُ)).

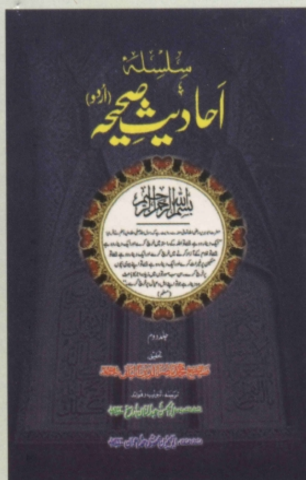


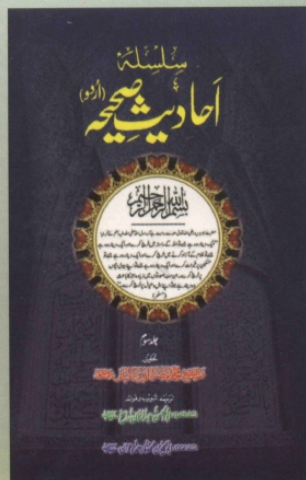
ایاس بن سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے سنا اپنے باپ سے، وہ کہتے تھے ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے ایک لڑائی میں وہاں ہم کو تکلیف ہوئی (کھانے اور پینے کی) یہاں تک کہ ہم نے قصد کیا سواریوں کے کاٹنے کا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہم نے اپنے توشوں کو جمع کیا اور ایک چمڑا بچھایا، اس پر سب لوگوں کے توشے اکٹھے ہوئے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں لمبا ہوا اس کے ناپنے کے لیے، تو ناپا اس کو وہ اتنا تھا جتنی جگہ میں بکری بیٹھتی ہے اور ہم لوگ (لشکر کے) چودہ سو تھے پھر ہم سب لوگوں نے کھایا خوب پیٹ بھر کر اور اس کے بعد اپنے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ تب جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کا پانی ہے؟“ ایک شخص ڈول میں ذرا سا پانی لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو ایک گھڑے میں ڈال دیا اور ہم سب لوگوں نے اسی پانی سے وضو کیا خوب بہاتے جاتے تھے، چودہ سو آدمیوں نے، بعد اس کے آٹھ آدمی اور آئے انہوں نے کہا: وضو کا پانی ہے؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو ہو چکا۔“

فائدہ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دو معجزے ہیں حضور ﷺ کے، ایک تو کھانا بڑھ جانا، دوسرے پانی بڑھ جانا۔ مازری رحمہ اللہ نے کہا: یہ معجزہ اس طرح پر تھا کہ جو جز و غذا یا پانی کا صرف ہوتا اللہ تعالیٰ اس کے عوض دوسرا اجزا اور پیدا کر دیتا یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے۔ اور آپ ﷺ کے معجزے دو قسم کے ہیں: ایک تو قرآن مجید جو بتواتر ثابت ہے۔ دوسرے جیسے کھانا بڑھنا یا پانی بڑھنا اور مانند اسکے اور یہ لفظاً اگر متواتر نہیں ہیں پر معناً متواتر ہیں جیسے حاتم کی سخاوت یا احنف بن قیس کا حلم اور دوسرے یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سکوت ایسے معجزے بیان ہوتے وقت دلیل ہے اس کی صحت کی۔

Sahih Muslim









www.qlrf.net

